

جلد نمبر  
11

عمران سیریز

# بوغا

34 - عمران کا انگو

35 - جزیروں کی روح

36 - چیخت رو حیں

37 - خطرناک جواری

38 - ظلمات کا دیوتا

ابن صنفی

## O

صدر ان دنوں میک آپ کرنے اور آواز بدلنے کی مشق کر رہا تھا، اس نے فرصت کے اوقات میں عمران کا تعاقب کرنا اُس کا محبوب مشغله بن کر رہ گیا تھا! لیکن اس کا مقصد اپنی مشانی کے امتحان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا تھا!

اکثر عمران نے اُسے ٹوکا بھی تھا اور بتایا تھا کہ اُس کے میک آپ میں کس قسم کی خامی رہ گئی!۔ بجہ اور آواز بدلنے کے اصولوں پر بحث بھی کی تھی!۔ اور بھرائیے حالات ہوں تو لگ ہو ہی جائے گی!۔

اب صدر کو دھن تھی کہ کبھی فخریہ انداز میں عمران کو آگاہ کر سکے کہ وہ فلاں موقع پر اُسے پہچان نہیں سکتا تھا!۔ اور اسی دوران میں یہ حقیقت بھی اُس پر واضح ہوئی کہ عمران عاد نام حاقدین کرتا ہے۔ اس سے پہلے وہ سمجھتا تھا کہ اس سے احمقانہ حرکتیں بعض مصالح کی بنا پر ہوتی ہیں! لیکن ان دنوں اس نے اندازہ لگایا کہ حماقتوں کا زور عموماً تہائی ہی میں ہوتا ہے؟ اس سے اس کے علاوہ اور کیا سمجھا جاسکتا تھا کہ حماقتوں اس کی فطرت ثانیہ بن کر رہ گئی ہیں!

اس وقت بھی وہ پلازا ہوٹل کے ڈائینگ ہال میں تہا اور اس بیٹھا تھا! چہرے پر حماقتوں پھوٹ پڑی تھیں! البتہ لباس شریفوں اور بالسیقہ لوگوں ہی کا ساتھا!۔ نیس قسم کا ایونگ سوٹ!

صدر آج بھی میک آپ میں تھا! اور دل ہی دل میں بید خوش تھا کہ آج عمران اسے نہیں پہچان سکا! حالانکہ کئی بار دنوں کی نظریں بھی ملی تھیں لیکن صدر نے اسکی آنکھوں میں اس قسم کے آثار نہیں دیکھے تھے جن کی بنا پر وہ سمجھ سکتا کہ اس نے اُسے پہچان لیا ہے!

وہ اس سے زیادہ دور نہیں تھا! اور وہ بھی اپنی میز پر تہائی تھا!۔ اور بڑی دری سے ان تینوں رکیوں کی گنتیگو کا ایک ایک لفظ سن رہا تھا جو اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر بیٹھی ہوئی کافی پی رہی تھیں! صدر کی پشت ان کی طرف تھی!

کوشش کر رہا تھا! سارا ہال قبیلوں سے گونجنے لگا اور اسی دوران میں صدر نے اپنی پوزیشن بدل لی! اب وہ ان تینوں لڑکیوں کو دیکھ سکتا تھا! اسے عمران میں بہت زیادہ دل جھی لے رہی تھیں! ایک ان میں بے حد سنجیدہ نظر آرئی تھی اور دونوں رہی تھیں! سنجیدہ لڑکی کسی سوچ میں گم معلوم ہوتی تھی! او یہ نظریں اس کی بھی عمران ہی پر تھیں!۔

ادھر یک بیک رقصہ نے رومن میز پر ڈال کر تھرکتے ہوئے اس طرح عمران کی طرف ہاتھ بڑھائے ہیں اس کی گردان میں بازو حائل کر دے گی!

عمران کری سمیت دوسرا طرف اٹ گیا! پھر قبیلوں کے شور میں آرکشا کی موسمیت بھی ذب گئی!

رقصہ بھی قبیلے لگاتی ہوئی ہال کے دوسرا گوئے میں چلی گئی! صدر نے بھی اسے ضروری نہیں سمجھا کہ عمران کو اٹھنے میں مدد دے! وہ بدقت تمام اٹھا کری سید ہی کی! اور بالکل اسی انداز میں اپنے کپڑے جہاز نے لگا ہیں وہاں دوسروں کی موجودگی کا اُسے علم ہی نہ ہوا ہیسے کی دیرانے میں سائیکل سے گر کر گرد و غبار میں اٹ گیا ہو!

پھر یک بیک چوک کر چند ہیلائی ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا ایک بار پھر قبیلے بلند ہوئے اور وہ بھی کھیلی ہنسی پہنچا ہوا بیٹھ گیا!

صدر اس کی ایکنگ پر عش عش کر رہا تھا! کیا جوں کہ کسی قدم پر لصتنع کا دراسا بھی اظہار ہو سکے!

اب اس کے چہرے پر حماقت اور شرمدگی کے ملے جلے آثار نظر آرہے تھے اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اب وہ اس کری سے نہ اٹھ سکے گا!

دفعتا لڑکیوں والی میز سے ایک اٹھی اور تیر کی طرح عمران کی طرف آئی اور عمران اس طرح بھڑکا ہیے کسی نئے سے پرندے نے باز کے چکل سے بچنے کے لئے کوئی لا حاصل سی جدو جہد کر ڈالی ہو!

لوکی مکراتی ہوئی بڑی بے تکلفی سے بیٹھ گئی تھی! اور عمران احتمانہ انداز میں جلدی جلدی پلکش جھپکانے لگا تھا!

آرکشا کی موسمیت مد ہم سروں میں پھیل رہی تھی! اس نے صدر کا اندازہ تھا کہ اُن کی

"میں کہتی ہوں گاؤڈی ہے!۔"

"اگر نہ ہوا تو!"

"میرا ذمہ!۔"

"پھر کیا کیا جائے!۔"

"چلیں اُس کی میز پر۔ اکیلا تو ہے!۔"

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔"

"پھر کبھی کچھ نہیں ہو سکتا! تم ذرتی کیوں ہو؟ میں کہتی ہوں کہ اگر گاؤڈی نہ ہوا تب بھی ہمارا کیا بگرے گا ازیادہ سے زیادہ سبھے گا کہ ہم فلرٹ میں اوقت گزارنا پاپتے ہیں!۔"

صدر کو یقین تھا کہ موضوع گفتگو عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا! لیکن یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ صدر مڑکر ان لڑکیوں کی طرف دیکھتا! کیونکہ اس سے مزید گفتگو کے سنتے سے محروم ہو جانے کا اندریشہ تھا! اس نے وہ چپ چاپ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ البتہ بھی کچھ نہیں ہو سکھیوں سے عمران کی طرف ضرور دیکھ لیتا تھا!

پھر نہ جانے کیوں لڑکیوں کی آوازیں دب سی گئیں! صدر انہیں صاف نہیں سن سکتا تھا!

ادھر ہوٹل کے آرکشرنے موسمی شروع کر دی اور ایک رقصہ میزوں کے درمیان تھرکنے لگی! وہ بڑی پھر تیل اور شون و شنگ تھی! اس نے مصری رقصوں کا سالاباس پہن رکھا تھا! اور ایک بڑا ساری شمی رومن ہلاتی جا رہی تھی! بعض اوقات وہ رومن گاہوں کے گالوں کو چھوتا ہوا اُن کے سروں سے گذر جاتا!

شاید وہ بھی عمران کو تاک پیکھی تھی! ایک بیک وہ اُسی کے میز کے قریب رک کر تھرمنے لگی اور ایک گیت بھی شروع کر دیا۔

"بھوڑے! بھوڑے!! کلی ہی اڑ کر تیرے پاس آئی ہے دیکھ کتنی بھاریں لے آئی ہے اس کی بھوڑیں لے آئی ہے بنیاے! بیجاے!! آتش گل نے کیسی چھکائی ہے دیکھے"

صدر نے عمران کو بد جواس ہوتے دیکھا۔ وہ پوکھلا یو کھلا کر رقصہ کے رومن سے بچنے کی

گفتگو بھی سن سکے گا۔

" یہ رقصہ بڑی کمینی معلوم ہوتی ہے!" لڑکی نے ہمدردانہ لبجھ میں کہا!

" جی ہاں۔ جی ہاں۔ عمران اپنی اس تائید میں زور بھرنے کے لئے گردن کو جھٹکے دیتا ہوا بولا تھا۔ اور پھر اس کے چہرے پر بہت زیادہ سراستگی کے آثار دکھائی دیئے تھے۔ اور آنکھوں میں اشیاء کی جھلکیاں موجود تھیں!

" یہ آدمی نہیں پہچان سکتیں۔" لڑکی پھر بولی۔

" جی ہاں۔ جی ہاں۔" اس بار بھی عمران کا لالجہ پہلے ہی کاسا تھا۔

" اب وہ اگر ادھر آئی تو ہم اُس کی مرمت کر دیں گے۔ کیا میں اپنے ساتھیوں کو بھی اسی میز پر ملا لوں۔"

" ضرور۔ ضرور بڑی خوشی سے۔" عمران نے خوشی ظاہر کی۔

پھر وہ دونوں لڑکیاں بھی اُسی کی میز پر نظر آئیں۔

ادھر موسيقی پھر اونچے سرزوں میں آگئی تھی اور صدر کو اس پر تاؤ آنے لگا تھا کیونکہ اب ان کی گفتگو آسانی سے نہیں سنی جاسکتی تھی۔

لیکن وہ ان کے ہوتے ملتے دیکھ رہا تھا۔ جسموں کے حرکات سے اندازہ کر سکتا تھا کہ وہ سب بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر رہی ہیں۔ اس کے برخلاف عمران کسی شر میں لڑکی کی طرح دانتوں میں انگل دبائے کبھی نسکرانے لگتا اور کبھی دو ہرا ہو جاتا۔

ان حماقت مایپوں کے باوجود بھی وہ بے حد دلکش لگ رہا تھا۔ صورتِ شکل میں خرابی ہی کیا تھی۔ صورت تو بعض اوقات خود مسلط کرده حماقت بگاڑ دیا کرتی تھی لیکن اُسی وقت جب وہ شرمانے اور لجانے کی اینگ کرتا تو ایرانی اور مغل مصوروں کی نزاکت کاریوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ دیکھنے والوں کا ذہن ان نہیں صد ہا سال پرانی رومان پرور فضامیں پہنچا دیتا تھا جہاں مرد بھی آہو چشم اور آرٹسک خدو خال رکھنے والے ہوا کرتے تھے۔

صدر محوس کر رہا تھا کہ لڑکیاں اُس کی حرکتوں پر تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ مگر ان کی کبھی ہوئی اشیں موسيقی کے شور میں امہر نے نہیں پاتی تھیں۔ صدر کو بڑی کوفت ہو رہی تھی۔ اُس کا دل پاہ رہا تھا کہ سازندوں کی گرد نہیں دبادے.... رقصہ کو اٹھا کر کھڑکی کے باہر پھینک دے۔

موسیقی بلند سے بلند آہنگ ہوتی گئی۔ صدر بیخادرانہ پیتا رہا۔  
پھر کچھ دیر بعد موسیقی ہٹم گئی۔ شاہد رقصہ بھی تحکم گئی تھی اور سازندے بھی دم لینا چاہتے تھے۔

لیکن ہال میں شور ہوا تھا۔ وہ لوگ جو بلند آہنگ موسیقی کی وجہ سے بلند آوازوں میں گفتگو کر رہے تھے یکلخت اپنی آوازیں دبانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے اس لئے ہال تھوڑی دیر تک مچھلی بازار کا جواب بنارہا۔

صدر کی توجہ صرف عمران کی میزگی طرف تھی۔ اُس نے ایک لڑکی کو کہتے سننا۔ "کیا تاؤ آپ سے مل کر کتنی خوشی ہے شہزادے صاحب گر آپ کی اسٹیٹ کا کیا نام ہے۔"

" ریاست چم چم چہروٹی۔"

" یہ کہاں ہے۔ میں نے تو پہلی بار نام سنائے۔" تھی رانجھے میں کہا گیا۔

" نگاہ پر بست کی ترائی میں ایک آڑا ریاست ہے۔"

" اور آپ اتنے بڑے شہزادے ہو کر یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔" " ہم تھائی چاہتے ہیں۔ ہم اسے پسند نہیں کرتے کہ بچوں کی طرح ہماری دیکھ بھال کی جائے۔"

" اُس گرائی کیا ہے شہزادے صاحب!"

" ہم نہیں پہنچنے ہیں! اس سے بھی نفرت ہے۔" عمران نے بڑی لاپرواں سے کہا۔ اور لڑکیاں جیزت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔

پھر ایک بولی۔ " ہم نہیں سمجھے۔"

" اُس گرائی کیا ہوتا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

" اُرے... بھی... ہام۔"

" او... ہو ہو ہو ہو...." عمران احتمانہ انداز میں ہنسا۔ " ہم سمجھے تھے شاند تاج کو کہتے ہیں۔ اتنی گاڑھی اردو ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم ابھی اردو یکھ رہے ہیں۔" عمران کا لالجہ بچ چایا ہی تھا جیسے اردو اس کی مادری زبان نہ ہو۔

"آپ کے یہاں کون سی زبان بولی جاتی ہے۔"

"ہماری زبان کچوئی لکھنا کہلاتی ہے۔"

"کیسی ہوتی ہے کچھ بول کر سنائیے۔"

"کیا بول کر سنائیں۔" عمران نے حیرت سے کہا۔

"کچھ بھی جو کچھ میں آئے۔"

"اچھا....!" عمران کچھ سوچتا ہوا۔ "خیز... تو یہ بولتے ہیں ہم۔ نبے دھر واب نی گلوی آمودا کش جی پول۔"

لڑکیاں ہنستے لگیں اور عمران نے بُرا سامنہ ہنالیا۔ تیری سمجھیدہ لڑکی نے دونوں کو ڈالنا اور عمران سے بولی۔ "آپ کچھ خیال نہ فرمائی گا شہزادے صاحب یہ بہت شوخ ہیں۔ ہاں تو اس جملے کا مطلب کیا ہوا۔"

"ہمیں انہوں پر بیٹھی ہوئی مرغی بہت دلکش لگتی ہے۔" عمران نے ترجمہ سنایا۔

"شہزادے ہی ظہر ہے۔" ایک لڑکی نے پھر قہقہہ لگایا۔ پھر عمران نے جیسے ہی اس کی طرف غصیل نظر دو سے دیکھا۔ سمجھیدہ لڑکی بول پڑی۔ "تم دونوں ہاں میمھون جاؤ۔"

اس نے اسی میز کی طرف اشارہ کیا تھا جس سے انھ کروہ عمران کی میز پر آئی تھی وہ دونوں چپ چاپ انھ گئیں۔

"یہ دونوں میری سیکرٹری ہیں۔" لڑکی نے کہا۔

"مگر، ہم اپنے ملازموں کو اتنا منہ لگانے کے قابل نہیں ہیں۔"

"بس کیا بتاؤں غلطی ہو گئی۔" لڑکی نے موضوع بدلتے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں آپ نے اپنام تو بتایا ہی نہیں۔"

"ہم نہیں بتائیں گے۔" عمران نے روٹھے ہوئے کے سے انداز میں کہا۔

"نہیں بتائیے۔ پتہ نہیں کیوں آپ کی طرف دل کھینچا ہے۔"

صفدر نے ٹھنڈی سانس لی اور چہت کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی پشت پر وہ دونوں لڑکیاں کھڑ کر تھیں، ہوئی نہ رہی تھیں۔

"ہمارا نام سن کر لوگ ہنسنے لگتے ہیں مگر ہم کیا کریں۔ یہ نام ہم نے خود تو اختیار نہیں کیا

تھا۔" عمران نے معموم لمحے میں کہا۔

"بڑے گدھے ہیں وہ لوگ جو ناموں پر ہنسنے ہیں۔"

"ہمارے ابا حضور ہمیں چھوٹے شاہ کہتے ہیں اور خود بڑے شاہ کہلاتے ہیں۔ اور حضور ای شاہینہ کہلاتی ہیں۔"

"خوب!" لڑکی کی ٹھکل سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے اُس نے ایک بے ساختہ قسم کا قہقہہ ہضم کرنے کی کوشش کی ہو۔!

"اور کاغذات پر ہمارے نام جو لکھے جاتے ہیں وہ بہت لمبے چوڑے ہیں۔ مثلاً ہمیں لکھا جاتا ہے۔ شہزادہ والا شان چشمک الٹمنچ بندوقِ اُملک تھری ناٹ تھری جنگ بہادر چھوٹے شاہ۔ اور حضور ابا کے لئے لکھا جاتا ہے وائی بندگان عالی ٹوپسون ریٹ میٹ والی توپِ اُملک دھری دھمک جنگ بہادر بڑے شاہ۔"

"حضور ای کے القابات بھی تو بتائیے۔" لڑکی نے سمجھ دی سے کہا۔

"ہمیں یاد نہیں ہو سکتا ہمارے باور چیزوں میں سے کسی کو یاد ہوں۔ حضور ابا تو انہیں صرف چھوٹے کی ماں کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور اُن کے القابات ذغیرہ یا نام لکھنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ دراصل ان کی حکومت صرف باور چیزوں پر ہے اور وہ صرف زبانی احکامات صادر فرماتی ہیں۔"

"اوہ.... اچھا۔ کیا بتاؤں پر نس کہ آپ سے مل کر کتنی خوشی ہوئی ہے۔ کبھی میرا بابا بھی آترن پر نس کہلاتا تھا۔ مگر اب۔"

"یہ کیا ہوتا ہے؟"

"لوہے کا سب سے بڑا ایمپورٹ۔"

"لا ہول ولا قوہ۔" عمران نے بُرا سامنہ بنایا۔

"کیوں؟" لڑکی نے متیر انہ لہجے میں کہا۔

عمران تھوڑی دیر تک اسی طرح منہ بنائے بیٹھا رہا پھر بولا۔ "ہمارے یہاں تو ایکسپرٹ ایمپورٹ کرنے والے صرف بندی کہلاتے ہیں۔" لڑکی خواہ ہنسنے لگی تھی "مگر پر نس آپ اتنے شر میلے کیوں ہیں۔"

"کیوں نہ ہوں۔" عمران نے غصیلے لمحے میں پوچھا۔  
"اوہ۔ میں اپنا سوال واپس لیتی ہوں۔"

"نہیں دیتے۔" عمران نے چڑپہ اہست ظاہر کی اور لڑکی ہٹنے لگی۔  
"ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس ملک کے لوگ اتنے ہنوڑ کیوں ہیں۔ جب دیکھو تب  
دانت لکھے ہوئے ہیں۔ ہماری ریاست میں تو اگر آدمی شارعِ عام پر ہٹا ہوا نظر آئے تو اُسے وہی  
سرزادی جائے گی جو سڑک کے کنارے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ملتی ہے۔"  
"مکال ہے۔ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے۔" لڑکی نے تحریر انہ لمحے میں پوچھا۔  
"ہنسا صرف شاہی خاندان کے افراد کو زیب دیتا ہے اور قانونی طور پر صرف وہی برسرِ عام  
ہنس سکتے ہیں۔"

"لیکن میں نے ابھی تک آپ کو ہنتے نہیں دیکھا۔"

"ہم عوام میں بہت مقبول ہیں اس لئے مصلحتاً ہنسنا چھوڑ دیا ہے۔"

"خوب.... بھلا مصلحتاً کیوں!"

"اوہ۔ بھی! پھر وہ ہمیں کس طرح اپنے ذکر درد میں شریک سمجھیں گے۔ ویسے تھنائی میں  
ہمیں ان حکومتوں پر بے تحاشہ بھی آئی ہے۔"

"آپ کا قیام کہاں ہے!"

"قیام۔ اوہ یہاں ہماری کئی کوٹھیاں موجود ہیں جہاں چاہیں قیام کر سکتے ہیں۔"

"آپ کے ساتھ آپ کے خاندان کے دوسراے افراد بھی ہوں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ ہم سفر میں ایسے روگ نہیں پالتے۔"

"آہ۔ آپ واقعی شہزادے ہیں۔ مگر کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے۔"

اس سوال پر عمران شرم گیا۔ دانتوں میں انگلی دبا کر نظریں پیچی کر لیں اور جھینپی ہوئے انداز  
میں مسکرانے لگا۔

"بولئے تا۔"

عمران پہلے تو اُسی انداز میں خاموش بیٹھا رہا پھر جلدی سے بولا۔ "حضور اب اسے پوچھئے۔" اور  
نوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر دوہراؤ گیا۔

13  
"اُرے۔ واہ۔" لڑکی ہنس پڑی۔ "آپ نے تو پردہ نشین لڑکیوں کو بھی مات کر دیا۔"  
عمران نے تھوڑی دیر تک سر ہی نہیں اٹھایا گفتگو کیا کرتا۔ بدقت تمام وہ سیدھا ہوا لیکن اب  
بھی چہرے پر حماست بکے آثار باقی تھے۔  
صدر سوچ رہا تھا کہ کیا عمران کے ظاہر و باطن میں ممااثت نہیں ہے کیا وہ اسی طرح  
لڑکیوں پر ڈورے ڈالتا ہے۔

"اوہ۔ شہزادے صاحب! بھلا یوں کام کیسے چلے گا۔" لڑکی نے پھر اسے بولنے پر مجبور کیا۔  
"پھر کیسے چلے گا۔" عمران نے نظریں پیچی کر کے کہا۔  
"آپ شادی سے شر مانتے ہیں۔"

"و.... و.... دیکھئے... دراصل...." عمران ہکا کر رہ گیا۔  
"نہیں ہوئی۔" لڑکی نے پوچھا۔

عمران نے فتحی میں سر ہلا کر پھر نظریں جھکالیں۔

اب صدر نے محسوس کیا کہ لڑکی بچھے مضطرب ہی نظر آ رہی ہے۔ وہ بار بار اپنی ساتھیوں کی  
طرف دیکھ رہی تھی پھر اُس نے انہیں کسی قسم کا اشارہ کیا اور وہ اٹھ کر صدر دروازے کی طرف  
بڑھ گئی۔ صدر نے ایک طویل سافس لی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ لڑکیاں کس جگہ میں  
ہیں۔ اُس نے شروع میں ان کی آپس کی گفتگو بھی سنی تھی۔

دفعہ لڑکی نے عمران سے کہا۔ "اچھا پرس کیا، دوست بن گئے ہیں۔"

"اوہ۔ واہ۔" عمران خوش ہو کر بولا۔ "ہمیں کتنی تمنا تھی۔ اُف.... فوہ.... بات دراصل  
یہ ہے کہ ہماری تعلیم و تربیت محل ہی میں ہوئی ہے۔ ہم نے بہت انگریزی پڑھی ہے لیکن کبھی  
کالج یا اسکول نہیں گئے۔ ہم انگریزی کی کتابوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی دوستی کے بارے میں  
پڑھا کرتے تھے اور سوچتے تھے کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔ جھوٹ ہے ان دونوں میں دوستی کیسے ہو  
سکتی ہے۔ ایک بار ہم نے حضور اب اسے بھی پوچھا تھا لیکن ہم پر شاہی ڈانٹ پڑی تھی۔"

"شاہی ڈانٹ۔ واہ لڑکی پھر ہنس پڑی۔" بھلا یہ شاہی ڈانٹ کیسے پڑتی ہے۔"

"بھی پتا نہیں یہاں ڈانٹ ڈپٹ کا کیا طریقہ ہے۔ یہاں کی تونیا ہی زریں ہے۔ ہمارے یہاں  
کچھ مغلائی دفاتر ہوتے ہیں۔ ان میں ڈانٹ ڈپٹ کا بھی ایک دفتر ہے۔"

"بھلا آپ پر کیسے ڈانٹ ڈپٹ پڑی تھی۔"

"بس حضور اپنا نے ایک پرچہ لکھ کر ہمیں دیتے ہوئے حکم صادر فرمایا تھا کہ ڈانٹ ڈپٹ کے دفتر جاؤ۔ ہم اس کا مطلب سمجھتے تھے۔" "کیا مطلب سمجھتے تھے؟"

"یہی کہ ڈانٹ ڈپٹے گی مگر۔" عمران ہنسنے لگا۔ خوب ہنسا اور پھر بولا۔ "بھی کیا بتائیں اس محکمے کا سربراہ ایک بوزجا آدمی ہے اُس کے منہ میں ایک ڈانٹ بھی نہیں ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ وہی کرتا ہے بس کیا بتائیں کیسا لطف آتا ہے جب وہ ڈانٹے لگتا ہے۔ کہتا ہے شہزادے صاحب آپ سمجھے ہیں۔ بے ہوف ہیں۔ آئینگا ایسا نہ ہوتا چاہئے۔ ہم اُس کے ان الفاظ پر غور کرتے ہیں جن کا صحیح تلفظ دانتوں کی عدم موجودگی کی بناء پر ناممکن ہے۔ غور کرتے ہیں اور ہستے ہستے ہمارا براہما عالی ہوتا ہے اور اس پر وہ اور چراغ پا ہوتا ہے اور غصے سے پاگل ہو کر اپنی چھاتیاں پینٹے لگتا ہے۔ ہم اور ہستے ہیں اور وہ جوش غصب میں قلابازیاں کھانے لگتا ہے۔" "مگر یہ محکمہ عجیب ہے۔"

"محور آیہ محکمہ قائم کرنا پڑا ہے کیونکہ حضور جا کے خیال شاہی کے مطابق انہیں ڈانٹ کا سیقتہ نہیں ہے۔ اس لئے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کا محکمہ بھی قائم کرنا پڑا ہے۔"

"خبر۔ توہاں آپ لڑکیوں سے دستی کے بارے میں کچھ کہہ رہے تھے۔"

"ہمیں براشوق قابل کیوں سے دستی کا۔ اسی لئے ہم آپ کے ملک میں آئے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہماری کسی سے دستی نہیں ہو سکی۔"

"اگر ہو جائے تو!" لڑکی بڑے دلاؤر انداز میں مسکرا۔

"ہم بہت سرور ہوں گے۔"

"بس چلئے ہم دوست ہو گئے۔" "لڑکی بولی۔"

"زہے نصیب... یعنی کہ ہم شائد غلط بول گے۔ فی نصیب کہتے ہیں شائد۔"

"نہیں پہلے ہی آپ نے صحیح کہا تھا۔ زہے نصیب۔" "لڑکی نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "اچھا پرانس ابھی آئی۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا ہے۔ کیا آپ میرا انتظار کریں گے۔"

"ضرور ضرور۔ ہم حمact تک آپ کا انتظار کریں گے۔"

"آہ۔!" لڑکی مسکرا۔ "شائد آپ قیامت کو حمact کہہ رہے ہیں۔"

"قیامت۔ ہا۔ قیامت دیکھو ہم اردو سیکھ رہے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔ اچھا تو میں ابھی آئی۔" وہ اٹھ گئی اور اب وہ بھی آمد و رفت کے دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

صدر بھی اٹھ گیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیوں اٹھی ہے؟ کچھ دیر پہلے اُس نے اپنی ساتھیوں کو کہاں بھیجا تھا۔

## O

سردی یوں نگی زیادہ تھی۔ پھر ہندی کی باڑھ نے اُسے کچھ اور شدید کردیا مگر صدر جہاں تھا وہاں سے جنبش نہیں کر سکتا تھا کیونکہ قد آدم باڑھ کی دوسری طرف وہ تینوں لڑکیاں موجود تھیں اور ان کی گفتگو ایسی ہی تھی کہ صدر کے پیروں میں جم کر رہے گئے تھے۔

ایک آواز۔ "میرے خیال سے تو نہیں ہے۔"

"دوسری آواز۔" لیکن اگر وہ حق نہ ثابت ہو تو۔"

تیسرا آواز۔ "تمہاری میں تین کچھ نہ ہونے دے گی۔ میں کہتی ہوں آخر کسی کو آزمایا تو جائے۔ اگر احتمال نہ ثابت ہو اب بھی کیا ہم خسارے میں رہیں گے۔ یہی کچھ لینا کہ ایک دلچسپ تفریخ ہوتی رہی ہے۔"

دوسری آواز۔ "مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی احمد شہزادہ ہی ہے۔"

تیسرا آواز۔ "خیر چھوڑو۔ کیا کہتی ہو۔ کیا کیا جائے۔"

دوسری آواز۔ "میری دانست میں اُسے بہلائھسلا کر لے چلو۔ دستی تو کہی لی ہے تم نے۔"

"مگر مجھے حیرت ہے کہ وہ تمہاری کیوں ہے۔ اگر شہزادہ ہو تو... ." تیسرا آواز تھی۔

دوسری آواز۔ "پھر تم نے شروع کر دی بحث۔ اب ہمارے کان نہ کھاؤ۔ اگر اس مشورہ پر عمل کرنائے تو کرو دنہ میں تو چلی۔ اُسے آبیانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ فوراً ہی دالپس نہ جاؤ۔ یہ دیکھو کہ وہ تمہارا انتظار کرتا ہے یا نہیں۔ اگر منتظر ملے تو سمجھ لو کہ کار آمد ہے بس پھر ہم یہیں سے

عمران نے ان تینوں کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا لیکن خود کو بے خبر ظاہر کرتا رہا۔ سمجھیدہ لڑکی تیر کی طرف آئی اور اُس کی دونوں ساتھی قریب کی ایک خالی میز پر چل گئیں۔  
”مجھے افسوس ہے پرانی۔“ لڑکی بیٹھنی ہوئی بولی۔ ”آپ کو اتنی دیر تک انتظار کرنا پڑا۔“  
”کوئی بات نہیں ہے۔“ عمران مسکرا لیا۔ ”مگر ہم بے حد پریشان ہیں۔“  
”کیوں؟“

”ابھی ہمارا سیکرٹری طلاش کرتا ہوا یہاں پہنچا تھا۔ ہم بکشکل تمام اُس سے خود کو چھپا سکے۔“  
”کیوں؟ چھپنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”اُرے وہ کسی بُری روح کی طرح ہمارے سر پر مسلط ہو جاتا۔ حضور ابا کی ہدایت تھی کہ ہمیں کبی وقت تہائے چھوڑا جائے۔“

”کیا اس وقت بھی یہاں آپ کا کوئی آدمی موجود ہے۔“ لڑکی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے متھکرانہ لمحے میں پوچھا۔

”نہیں۔ وہ کم جت ہمیں یہاں نہ پا کر واپس گیا ہو گا۔ ہم نے اُسے دیکھتے ہی با تھہ روم میں قدم پنجھ فرمایا تھا۔“

”قدم رنجہ۔“ لڑکی نے تصحیح کی۔

”اوہ۔ شکریہ۔ آپ واقعی بہت اچھی دوست ہیں۔ آپ کے ساتھ رہ کر ہم اچھی اردو بولنے لگیں گے۔“

”ضرور۔ ضرور۔“ لڑکی نے سر ہلا کر کہا۔

لیکن ٹھیک اُسی وقت عمران میز پر ہاتھ مار کر غریا۔ ”دیکھ لیانا خجارتے اس بارہ دیکھ لیا۔“  
”کس نے دیکھ لیا۔“ لڑکی نے بوکھلا کر چاروں طرف نظر دوڑا۔

”اُسی نامہ اسیکرٹری نے کم جت شائد یہیں منڈلا تارہ تھا۔“

انتہے میں صدر میز کے قریب پہنچ کر نہایت ادب سے جھنکا اور پھر سید حاکم را ہو کر اوث پلانگ آوازیں لکائے گا۔ اس بار اُس کے چہرے پر بڑی بڑی موچھیں نظر آرہی تھیں۔ کم از کم کوئی ایسا آدمی تو اُسے نہیں پہچان سکتا تھا جس نے کچھ دیر پہلے اُسے یونہی رواروی میں دیکھا ہو۔

اُسے عائب کر دیں گے۔“

”تو میں اُبھی واپس نہ جاؤں۔“

”ہرگز نہیں۔ آؤ چل کر کسی قریبی ریستوران میں وقت گزاریں۔“

پھر صدر نے قدموں کی چاپ سنی اور تھوڑی دری بعد دیکھا کہ وہ تینوں کمائنڈ کے چھانک سے گذر کر باہر جا رہی ہیں۔

صدر نے سوچا ب موقع ہے عمران کو حالات سے باخبر کر دینا چاہئے۔ وہ تیزی سے ڈائنگ ہال میں واپس آیا۔ عمران اب بھی موجود تھا۔ صدر بے نظریں ملتے ہی وہ مسکرا یا اور صدر نے ایک طویل سانس لی۔ تو اُس نے اُسے پہچان لیا تھا۔

صدر اُس کے قریب پہنچ کر بہت ادب سے جھنکا اور سید حاکم را ہو تابولا

”اُسے بخوبی کے شہزادے صاحب! آپ کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہیں۔“

”گذڑ!“ عمران نے مسکرا کر کہا۔ ”آج تمہاری حماقت بار آور ہوئی ہے۔ کیوں کیا خبر ہے؟“

صدر نے مختصر لڑکوں کی گفتگو ہر ای اور پھر پوچھا۔ ”آپ کا کیا خیال ہے۔“

عمران چند لمحے کچھ سوچتا ہا پھر بولا۔ ”تم نے بڑی اچھی خبر سنائی لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ

میرے بیانات کی صداقت تسلیم کر لیں اس کے لئے تمہیں بھی کچھ کرنا پڑے گا۔“

”جو کچھ فرمائیے؟“

”اُن کی واپسی پر میرے پاس آکر تم مجھے کو نش بجا لاؤ گے اور اسی زبان میں کچھ کہو گے جو تمہارے فرشتوں کی بھی سمجھنے آئے۔“ بس کچھ اوٹ پلانگ بک دینا۔ تھوڑی دری تک ہم دونوں اپنی ماوری و پوری زبانوں میں گفتگو کرتے رہیں گے۔ پھر جب میں غصیل انداز میں ہاتھ ہلا کر کچھ کہوں تو تم خوفزدہ انداز میں پھر کو نش بجا لانا اور اٹھے پاؤں واپس.... باہر انتظار کرنا۔ تمہیں بھر جاں جھپٹ پر نظر رکھنی ہے لیکن اُس وقت تک کوئی ایکشن ہرگز نہ لینا جا بک کہ میری طرف سے اشارہ نہ ملے۔ بس اب جاؤ۔“

صدر پھر ڈائنگ ہال سے باہر آگیا۔ اب اسے لڑکوں کی واپسی کا انتظار تھا۔

تھوڑی دری بعد وہ چھانک میں نظر آئیں اور صدر ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔

شالی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "چلنے میں آپ کو اپاگھر کھادوں۔" "مم۔ مگر۔"

"ہاں کئے۔ کیا بات ہے۔"

"آپ کے والدین نہ اتنے مانیں گے۔ ہماری ریاست میں لوگ اسے معیوب سمجھتے ہیں۔" "اوہ۔ اس کی فکر نہ سمجھے۔ میں اپنی کوٹھی میں تھار ہتی ہوں۔"

"ارے۔" عمران آنکھیں چھاڑ کر اچھل پڑا۔ چند لمحے تحریک انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا پھر بولا۔ "ہمیں حریت ہے کہ لڑکیاں بھی تھار ہتی ہیں۔"

"یہ میری دونوں سیکرٹری بھی تو ہیں لیکن وہ نہ انہیں مانیں گی۔"

عمران پکھنے بولا

"تو پھر چلنے۔" شالی نے تھوڑی دی بعد کہا۔

"ضرور چلیں گے۔ مگر ذرا سہر جائیے۔" عمران نے ہاتھ انھا کر کہا۔ "ہم اطمینان کر لیں کہ ہمارا کوئی آدمی یہاں موجود نہیں ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ لڑکیوں سے دوستی کی خبریں شاہی کانوں تک پہنچیں۔"

شالی خاموش ہو گئی۔ اب وہ مطمین نظر آنے لگی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی بہت بڑی فکر سے نجات مل گئی ہو۔

عمران نے اٹھ کر پورے ہوٹل کے چکر گائے۔ شالی بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ رہی اور پھر عمران نے کہا۔

"ہمیں یقین ہے اس وقت یہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔"

"تو پھر چلیں تا۔"

"ضرور۔ ضرور۔"

ایک لمبی خوبصورت کار انہیں انھا ہے ہوئے کپاڈ نٹ سے باہر نکلی۔ شالی کے ساتھیوں میں سے ایک اُسے ڈرائیور کر رہی تھی۔ دونوں لڑکیاں اگلی ہی سیٹ پر تھیں اور شالی عمران کے ساتھ پچھلی سیٹ پر۔

"کل تک ہم اس رہا کرتے تھے لیکن اس وقت ہم اتنے مسرور کیوں ہیں۔" عمران نے

عمران نے جواباً کچھ کہا۔ پھر تھوڑی دیر تک انہیں تا قابل فہم الفاظ کا جادہ ہوتا رہا اس کے بعد دفعتاً عمران کا الجھ غصیلا ہو گیا۔ صدر خاموشی سے سنتا رہا اور عمران کے خاموش ہوتے ہی سینے پر ہاتھ رکھ کر جھنکا اور کچھ دور اُتلے پیروں چل کر ایڑیوں پر گھوم گیا۔ اُس کا زخم صدر دروازے کی طرف تھا۔

"گدھا کہیں کا۔" عمران دانت پیس کر بڑا بڑا۔ "گویا ہم نخٹ سے پچھے ہیں۔ شہر میں کھو جائیں گے۔"

"کیوں پرنس کیا کہہ رہا تھا۔" لڑکی نے پر اشتیاق لجھ میں پوچھا۔ "ارے کو اس کر رہا تھا۔ کہنے لگا ہم سب بے حد پریشان تھے۔ آپ بتائے بغیر یہاں چل آئے۔ ہم نے کہا جاؤ۔ اگر آس پاس کہیں دکھائی دیے تو بڑی سخت سزا ملے گی۔ بس چلا گیا۔ اب بتائیے کیا ہم کہیں کھو جائیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ دیکھے بھال تو زندگی کا لطف ہی نہیں اٹھانے دیتی۔"

"اور۔ کیا۔ ارے ہاں۔ ابھی تک ہمیں اپنی دوست کا نام بھی نہیں معلوم ہو۔" "میرا نام شالی ہے۔"

"اوہ۔ یہ تو شاندیوی کی بہن کو بھی کہتے ہیں۔"

"ارے نہیں۔" لڑکی نہ پڑی۔ "اُسے سالی کہتے ہیں۔"

"اوہ۔ اچھا اچھا۔ سمجھ گیا۔ میں شین کا فرق ہے۔"

"جی ہاں۔ کیا آپ نے اردو پڑھی بھی ہے۔"

"ہاں۔ ہمیں اردو، عربی، فارسی اور انگریزی پڑھائی گئی تھیں لیکن ان زبانوں کی بول بال مشکل ہے۔"

"بول چال۔" شالی نے نصیح کی۔

"شکر یہ۔ دیکھئے ہے نامشکل۔ میں دراصل بامحاورہ زبان بولنے کی کوشش کرتا ہوں اس لئے غلطی ہو جاتی ہے۔"

"میں آپ کو کافی مدد دوں گی۔"

"دوست جو شہر ہیں۔" عمران احتمانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

پر مسروت لجھے میں پوچھا۔

"میں بتاؤں شہزادے صاحب! "ڈرائیور کرنے والی لڑکی نے کہا۔

"تم خاموش رہو۔" شالی جلدی سے بول پڑی۔

"میرا بھی حق ہے۔" جواب ملا۔

"محترمہ گالی.... ہمیں بد تیزی پسند نہیں ہے۔" عمران نے براسامنہ بنا کر کہا اور دونوں لڑکیاں پیساختہ ہنس پڑیں۔

"میرا تم شالی ہے۔" شالی نے بوکھلا کر کہا۔

"اوہ۔ معاف کریجئے۔ ہمیں دراصل بھول جانے کی بھی عادت ہے۔" عمران اپنی پیشانی رکھتا ہوا بولا۔ تھوڑی دیر تک براسامنہ بنائے بیٹھارہا پھر کہا۔ "بعض اوقات اس عادت کی وجہ سے ہمیں پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔" شالی ہنس کر بولی۔ "ہم بے تکلف دوست ہیں نا۔"

"بے تکلف بھی ہیں۔" عمران نے مسروت اور تحریر سے ملے جلے لجھے میں پوچھا۔  
"بالکل۔ قطعی۔"

"اوہ۔ اوہ ہو۔" عمران نے مضطربانہ انداز میں پہلو بدلا۔ "ہم کتنے مسرور ہیں کتنے خوش ہیں۔ کتنے بھر بنگل ہیں۔"  
"بھر بنگل کیا!"

"اوہ۔ ارے۔ اُف فوہ۔" مسروت کی زیادتی میں ہم اپنی زبان کا ایک لفظ بول گئے۔ بھر بنگل۔ ہماری زبان میں خوش قیمت۔ قیمت۔ ہی تو کہتے ہیں۔ خوش قیمت کو کہتے ہیں بھر بنگل۔" نہیں شاید آپ خوش قسمت کہنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ۔ خوش قسمت۔ قسمت۔ تھیک ہے۔ پہ نہیں کہ ہمیں اردو بولنا آئے گا۔"  
"آپ ویسے بھی خاصی اردو بول لیتے ہیں لیکن لجھ پر قادر نہیں ہیں۔ اس کی البتہ مشق ہم پہنچانی پڑے گی۔"

"مشق۔ ہا۔" ہم کو شش کرتے ہیں کہ ہائے اللہ۔ اوی اللہ۔ اور لا قسم بالکل اُسی انداز میں کہیں جیسے آپ لوگ کہتے ہیں مگر ہم سے نہیں ملتا۔ کتنا اچھا گلتا ہے کافوں کو کتنا بھلا گلتا ہے۔ اچھا

ہے نوج کیا ہے، ہم اس کے معنی نہیں سمجھتے۔ ایک بوزہی عورت سے ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ ہمیں یاد نہیں کہ ہم نے اس سے کیا کہا تھا جس کے جواب میں اُس نے تاک پر انگلی رکھ کر نوج کہا تھا، ہم نے اردو کی لغات چھان باری لیکن اس لفظ کے معنی ہمیں کہیں نہ ملے۔ آپ بتائیے۔"

"مم..... میں..... بتاؤں...." شالی کچھ سوچتی ہوئی کہلائی۔

"ہاں بتائیے تاکہ ہمیں اس کے استعمال کا سلسلہ ہو سکے۔"

"ارے واہ۔ آپ بھی تاک پر انگلی رکھ کر نوج کہہ لیا ہجھے۔" ڈرائیور کرنے والی لڑکی نے کہا۔

"مگر سوال یہ ہے کہ معنی معلوم ہوئے بغیر ہم اسے کیسے استعمال کر سکیں گے۔ مثلاً ہمیں یہ تو معلوم ہی ہوتا چاہئے کہ ہم کب نوج کہیں۔"

"میں بتاؤں گی۔" لڑکی نے کہا۔ "محترمہ شالی کی اردو بھی بہت زیادہ اچھی نہیں ہے کیونکہ ان کی ماں ہنالولو کی تھیں اور باپ سماں لینڈ کے۔"

شالی خاموشی سے اپنا نچلا ہونٹ چبا کر رہ گئی۔ کچھ بولی نہیں۔

"اچھا تم ہی مخفی بتاؤ۔" عمران نے کہا۔

"نوج اشاراتی اثبات بھی ہے اور صوتی بھی۔"

"ارے باپ رے اتنی گاڑھی اردو۔"

"آپ نے عربی اور فارسی بھی تو پڑھی ہے۔" لڑکی نے کہا

"اوہاں۔ تھہر یے۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑھ رہا۔ اشاراتی اثبات۔ اچھا تھیک ہے۔ ہاں سمجھ گئے۔ مگر صوتی۔ صوتی۔ اور اشاراتی اثبات اچھا تھیک ہے۔ ہاں سمجھ گئے لیکن اشاراتی اور صوتی کا چکر سمجھ میں نہیں آتا۔"

"تاک پر انگلی رکھنا اشارہ ہے۔" لڑکی بولی۔ "جس کا مطلب ہے؟" ہاں "یعنی یہ اشاراتی اثبات ہوا۔ اور لفظ نوج کے معنی بھی "ہاں" ہے۔ محل استعمال یہ ہے کہ جب اثبات میں بہت زیادہ زور پیدا کرنا ہو تو انگلی رکھ کر نوج کہئے۔"

"ارے واہ۔" عمران بچوں کی طرح خوش ہو کر اچھل پڑا۔ "اب بالکل سمجھ میں گیا۔ شکریہ۔"

شالی نے غصیلے انداز میں ڈرائیور کرنے والی لڑکی کی طرف دیکھا مگر اس بار بھی خاموش ہی رہی۔

کار گرینڈ کا لوپنی کی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔ عمران نے الودن کی طرح دیدے نچائے لیکن کچھ بولا نہیں۔

مارت شاندار تھی لیکن وہاں عمران کو ان تینوں لڑکیوں کے علاوہ اور کوئی نہ دکھائی دیا۔ تینوں آپس میں بے تکلفی سے گفتگو کر رہی تھیں مگر عمران نے ان کے اس روایہ پر نہ تو حیرت ہی ظاہر کی اور نہ کسی قسم کا تبصرہ ہی کیا۔

## O

جو لیانا فشر واٹر الجھن میں بتا تھی۔ پچھلی رات صدر نے اسے یہاں تک اطلاع دی تھی کہ عمران گرینڈ کا لوپنی کی عمارت گرین ہاؤز میں داخل ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کے حالات اسے معلوم نہیں ہوئے تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران کو اس طرح پھسالے جانے والی لڑکیاں کون ہو سکتی ہیں؟ اور اس حرکت کا مقصد کیا ہو گا؟

کیا وہ خود اس معاملے کو دیکھے؟ لیکن پھر یہ سوچ کر غصہ آگیا کہ عمران اس کا مددگار ازادے گا۔ وہ پہلے بھی کئی بار ایسے حالات میں اسے بہت شرمندہ کر چکا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ آخر وہ اس کے پیچھے کیوں پڑی رہتی ہے؟ اس کی نقش و حرکت پر نظر رکھنے کی کوشش کیوں کرتی ہے؟ اس کے نجی معاملات میں کیوں دخیل ہوتی ہے؟ ایسے موقع پر جو لیا کٹ کر رہ جاتی اور اسے غصہ بھی آتا گردد جبکہ کیوں کہ عمران کے علاوہ اسے اور کسی کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔

آفس میں داخل ہو کر اس نے سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس کے لئے کوئی پیغام تو نہیں ہے۔

دو بجے تک وہ الجھن میں بیتلارہی کیونکہ صدر کے ساتھ ہی چوہاں، نہماںی اور صدیقی بھی آفس سے غائب تھے۔ خاور سے صرف اتنا ہی معلوم ہوا کہا تھا کہ وہ چاروں رات ہی سے کسی اہم نہماں کے سلسلے میں غائب ہیں۔ کام کی نوعیت کا علم شاند خادر کو بھی نہیں تھا ورنہ وہ کم از کم جو لیا

سے توہر گزتہ چھپا تا۔

دو بجکر دس منٹ پر اس کے مخصوص فون کی گھنٹی بجی اور اس نے مضطربانہ انداز میں رسیور  
اٹھا لیا۔ دوسرا طرف صدر ہی تھا۔

"میں تجھ آگیا ہوں ان عمران صاحب سے۔" صدر نے کہا۔  
"کیوں کیا ہوا؟" بولیا نے بے چینی سے پوچھا۔

"رات ہی سے ہم چاروں اس عمارت کی گمراہی کر رہے تھے لیکن اب اس وقت وہ عمارت  
سنان پڑی ہے اور مالک مکان اب اسے کسی دوسرے کرایہ دار کے پسروں کر رہا ہے۔  
"وضاحت سے بیان کرو۔" جو لیا جلا گئی۔

"آج صح دس بجے کار میں تینوں لڑکیاں باہر نکلی تھیں۔ چوہاں نے کار کا تعاقب کیا تھا۔ کار  
میں صرف وہی تینوں تھیں۔ عمران ان کے ساتھ نہیں تھا۔ ڈیڑھ بجے چوہاں والپس آیا اس نے  
بتایا کہ وہ کار تو بھری سفر پر روانہ ہو گئی ہے۔"

"صدر کیوں احتمانہ باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو؟"  
"عمران کا معاملہ ہے تا! پر آدمی پا گل بن کر رہ جاتا ہے۔"  
"سید ہی سادھی باتیں کرو!۔" جو لیا غرائی۔

"اے بھتی! خفا کیوں ہوتی ہو۔ میرا خیال ہے کہ اس بار میاں عمران کی بڑیوں کا بھی پڑھ  
نہیں چلے گا! وہ کار بند رگا گئی تھی اور اسے بار برداری کے ڈاک پر لے جایا گیا تھا! جہاں کریں کے  
ذریعہ ایک بار بردار اسٹریپ بار کی گئی! تینوں لڑکیاں بھی اسی اسٹریپ پر سوار ہوئی تھیں! عمران  
وہاں بھی نہیں دکھائی دیا تھا۔

پھر جب چوہاں نے والپس آکر اس کی اطلاع دی تو میری تشویش بڑھ گئی، میں اس سلسلے  
میں کوئی قدم اٹھانے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ ایک گاڑی آکر رکی اس پر سے دو آدمی اترے۔  
اور اندر چلے گئے! جب وہ والپس آئے تو ان کی گفتگو سے میں نے اندازہ کیا کہ ان میں سے ایک  
مالک مکان ہے اور دوسرا شاند اس عمارت کو کرایہ پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میری الجھن بڑھ گئی!  
میں نے آگے بڑھ کر مالک مکان سے ان تینوں لڑکیوں کے متعلق پوچھا اس نے کہا کہ محترمہ شالی  
منے مکان خالی کر دیا ہے اب میں اسے دوسرے کرایہ دار کو دے رہا ہوں! یہ سن کر میں چکر آگیا اور

فوراً ہی کسی لٹ جانے والے تاجر کی سی ائینگ شروع کر دی۔ میں اسے بتایا کہ تم لڑکاں پسسری زیورات کی دوکان پر گئی تھیں انہوں نے آٹھ بزرگ کے زیورات خریدے۔ تم بزرگ ہیں نقدے دیئے اور پانچ بزرگ کیلئے کہا کہ میں اپنا ایک آدمی اسکے ساتھ کر دوں وہ گھر پہنچ کر ادا کروں گی۔ لہذا دوکان کا منتظم ان کے ساتھ کر دیا گیا! انہوں نے اسی عمارت کا پیدا دیا تھا! اور قدس بجے کا بتایا۔ مالک مکان اس اطلاع پر بوکھلا گیا! میں نے خیال ظاہر کیا کہ وہ لڑکاں مکان چھوڑ گئی ہیں تو وہ آدمی یقین طور پر قتل کر دیا گیا ہو گا! جو پانچ بزرگ روپے وصول کرنے کے لئے ان کے ساتھ آیا تھا۔ کرایہ دار نے مالک مکان کو سہارا دیا وہ چکرا کر گئی پڑا ہوتا! میں بڑی کامیابی سے اپنا پارٹ ادا کر رہا تھا۔ پھر میں نے اس مکان کی تلاشی لے ڈالی لیکن عمران کا کہیں پیدا نہ تھا!

تم نے ٹھیک طور پر گلگرانی کی ہی نہیں کی ہو گی۔ "جو لیانے غصیلے بجے میں کہا!

"خبر یہ تو میں یا میرے ساتھی ہی بہتر جان سکتے ہیں۔" صدر کالج بھی ناخوشگوار تھا جس کے نتیجے میں جو لیا کو خود کو سنبھالنا پڑا اور اس نے اپنے بجے میں بے تعقی پیدا کر کے پوچھا! "کیا اسیمیر کا نام اور گاڑی کے نمبر نوٹ کے گئے تھے؟"

"ہاں اسیمیر کا نام "سکرو" تھا! اور کار کا نمبر بھی نوٹ کرو۔" صدر نے کار کے نمبر بتائے اور جو لیانے انہیں سامنے پڑنے ہوئے پہنچ پر نوٹ کیا۔

"اسیمیر کے متعلق کیا معلومات حاصل کیں؟" جو لیانے پوچھا۔

"اے بھی تک کچھ بھی نہیں۔ ویسے اودہ پر شیئن گلف کے لئے روانہ ہوا ہے۔" "روانہ ہو چکا ہے۔"

"ہاں ایک نج کر چالیس منٹ پر۔ خراب بتاؤ! مجھے کیا کرتا ہے۔ کیا تم اس کی اطلاع ایکس ٹو کو دے سکتی ہو؟"

"ضروری نہیں ہے۔" جو لیانے یک بیک پھر تیز ہو کر کہا! "تم نے یہ سب کچھ کس کے حکم پر کیا تھا۔ ہو سکتا ہے عمران کا کوئی خوبی معاملہ ہو۔"

"یہ سب کچھ میں نے عمران ہی کے حکم سے کیا تھا۔"

"وہ حکم دینے والا کون ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا! لیکن کیا میں تمہیں پچھلے احکامات یاد دلاؤں جو تمہارے ہی توسطے سے

م لوگوں نے وتنا فو قتا پہنچتے رہے ہیں! کیا تم نے کئی بار یہ نہیں کہا کہ عمران کے معاملات میں ایکسو سے مشورہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتا اور یہ ایکس ٹو ہی کا حکم تھا!"

"خبر۔ خیر ختم کرو! جو لیا نے خٹک لجے میں کہا! لیکن دوسرے احکامات کے منتظر ہو۔!" اُس نے سلسلہ منقطع کر دیا! اب وہ ایکس ٹو سے گفت و شنید کرنا چاہتی تھی! آج کل وہ ہر وقت داشت منزل ہی میں مل سکتا تھا!

آج کل کے حالات عجیب تھے! جب سے نئی حکومت قائم ہوئی تھی! ہر وقت غیر ملکی سازشوں اور ریشہ دوائیوں کا خدشہ لگا رہتا تھا اس لئے سیکرٹ سروس کا جیف ہونے کی وجہ سے عمران کی مصروفیات اور ذمہ داریاں بڑھ گئی تھیں! وہ زیادہ تر اپنی قیام گاہ سے غیر حاضر رہتا! یہی وجہ تھی کہ آج کل بلیک زیر و مستقل طور پر بھیت ایکس ٹو اس کا کارول ادا کر رہا تھا لہذا ہر وقت اُسے داشت منزل ہی میں موجود رہنا پڑتا تھا! اگر کوئی خاص بات معلوم ہوتی اور وہ خود اُس کے متعلق کوئی واضح فیصلہ نہ کر سکتا تو عمران سے رابط قائم کرنے کی کوشش کرتا! پھر اُس سے جو ہدایت ملتی اُس کے مطابق احکامات صادر کرتا!

جو لیا نے اس سے فون پر رابط قائم کر کے عمران کے حالات سے آگاہ کیا!

"اچھا۔" دوسری طرف سے ایکس ٹو کی تھرائی ہوئی سی آواز آئی! مگر اس نے مجھے اس معاملے سے آگاہ نہیں کیا جس کا مطلب ہی ہو سکتا ہے کہ اُسے اس کا موقع ہی نہیں مل سکا! اچھی بات ہے۔ تم جہاں ہو وہیں رہھو! اور اپنے آدمیوں میں سے کسی کو بھی ادھر ادھر نہ ہونے دو! میں بندرا گاہ کے آفسروں سے "سکرو" کے متعلق پوچھ چکھ کر کے تمہیں اطلاع دوں گا!"

پھر سلسلہ منقطع ہو گیا تھا! اور جو لیا اُس کی دوسری کال کے انتظار میں ایک ایک پل شمار کرنے لگی تھی! اساتھ ہی دل میں عمران کو برا بھلا بھی کہتی جا رہی تھی! جس کی وجہ سے اکثر اُس کا ذہنی توازن گزرنے لگتا تھا۔

تقریباً آدھے گھنے بعد اس نے بلیک زیر کی کال رسیو کی اوہ کہہ رہا تھا "ہاں۔ دیکھو" "سکرو" بر شیئن گلف کے لئے روانہ ہوا ہے۔ اور اس کی کار یقین طور پر بار کی گئی تھی! مگر رہھو! تمہارا بیان کار میں صرف دہی تیتوں لڑکیاں تھیں عمران نہیں تھا! "۔

صدر کا یہی بیان ہے جتاب! "جو لیا نے کہا!  
ٹھیک ہے تو پھر درست ہی ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ صدر نے مگر انی بھی بخوبی کی ہو گی!  
وہ کافی ہو شیار ہے۔ ہاں تو گاڑی کا ماذل اور میکر کیا تھا!

"اوہ۔ یہ تو نہیں معلوم ہو سکا! جتاب! صدر نے نہیں بتایا!

"حالانکہ مارک کرنے کی چیز یہی تھی! آخر تم لوگ اپنی عقلمنی پوری طرح کیوں نہیں استعمال کرتے۔ سنو مودل اور میکر کی بنابر میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ عمران اُسی گاڑی میں موجود رہا ہو گا! لیکن تمہارے آدمی دھوکا کھا گئے! اُس گاڑی کا ذکر کسی بیہوش آدمی کو چھپانے کے لئے کافی ہو گا! کیونکہ اُس میں خاصی کشادگی ہوتی ہے۔"

"مگر جتاب! کیا کشم نے اسے چیک نہ کیا ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ ڈوک پر ضرور چیک کی گئی ہو گی۔"

"غلطی کا امکان بھی ہو سکتا ہے!" ایکس نوکی آواز آئی! "ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے گاڑی چیک نہ ہو سکی ہو۔ بہر حال وہ گاڑی جزیرہ موبار کے لئے بک ہوئی ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو اُس اسینر کے پہنچنے سے پہلے ہی تمہارے آدمی موبار بخیج سکتے ہیں! ایک تیز رفتار لائچ ڈوک نمبر چھ پر ان کی منتظر ہے! تین آدمی ہائی گیر دوں کی وضع قطع میں اُس کے ذریعہ موبار جائیں گے۔ لائچ کا نام نوٹ کرو۔ ویلفر یہ فشرز۔ لکھ لیا۔ ٹھیک۔ صدر چوہاں نعمانی۔ جائیں گے! کیا صدر دفتر میں موجود ہے؟"

"بھی ہاں میں نے سکھوں کو نہیں طلب کر لیا ہے!"

انہیں فوراً روانہ کر دو۔ انہیں میں منٹ کے اندر ہی ڈوک پر پہنچ جانا چاہئے!"

"بہتر ہے!"

سلسلہ منقطع ہو گیا۔

## O

عمران نے نیم بیداری کے عالم میں ایک کروٹ لی اور نیجے کے طور پر اسے پوری طرح بیدار ہو جاتا ہا۔ کیونکہ نیچے گرنے کی وجہ سے آواز بھی ہوئی تھی! اور چوت تو بہر حال آتی کیونکہ بستر فرش سے تقریباً ڈھانی فٹ اونچا تھا۔ وہ کراہ کر بیٹھ گیا۔

پچھے دیر یک آنکھیں ملتا رہا پھر آنکھیں بھی کھولیں اور اچھل کر کھڑا بھی ہو گیا!

کمرہ وہ نہیں تھا جس میں بچھلی رات اُس نے تینوں لڑکیوں کے ساتھ کھانا کھایا تھا!۔ مگر وہ اپنے پیر دوں سے چل کر خوابگاہ میں کب آیا تھا!۔ اُس نے ذہن پر زور دے کر یاد کرنے کی کوشش کی کہ کھانے کے بعد اُس نے کیا کیا تھا مگر یاد نہ آیا! تو گویا وہ کھانے کی میز پر سو گیا تھا۔ اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا تھا۔ جب کہ اُسے کھانے کی میز سے اٹھنا بھی نہیں یاد آ رہا تھا!

"اچھا۔ تھی!۔ "عمران ایک طویل انگرائی لے کر بڑبڑا! "پھر قد آدم آئینے پر نظر پڑتے ہی مسکرا کر آنکھ ماری اور آہستہ سے بولا! "بیٹا... عمران.... فرض کرلو کہ تم مر گئے ہو! اور کیا برخوردار.... تم حق مج گدھے ہو گئے تھے۔ اگر اُسی بیہودی کے عالم میں تمہارے گلوئے نازک پر کوئی بکری چھری چلا دیتی تو شاکن بسم اللہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکتے۔ ذفر کہیں کے!۔"

پھر وہ سوچنے لگا کہ آخر وہ لڑکیاں کس چکر میں ہیں! لیکن اُس کا ذہن فوری طور پر کوئی جواب فراہم نہ کر سکا!

دفعٹ کسی قسم کی آہستہ سن کر مڑا۔ دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا تھا!.... پھر ایک بالشت چوڑیے ذرے سے اُسے اُس لڑکی کا چہرہ نظر آیا جو اُسے بہت زیادہ چھیڑتی رہی تھی!.... یہ شالی کی سکریٹریوں میں سے ایک تھی! اور یہ عمران کو ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ وہ شالی کی ملازمائیں ہوں گی!۔ وہ نہیں تین شریروں دوست لڑکیاں سمجھتا تھا!

دروازہ پورا کھل گیا اور لڑکی اندر چلی آئی۔

"کیا آپ جاگ پڑے ہیں شہزادے صاحب! "اُس نے پوچھا!

عمران نے بڑی سمجھی گئی نے تاک پر انگلی رکھ کر جواب دیا! "نوج"

اور بے ساختہ قسم کا قہقهہ لڑکی کے حلقت سے آزاد ہو گیا!

"کیا بیہودگی ہے!۔ "عمران پر پیچ کر چینا۔

"اوہ معاف کیجئے گا! یک بیک لڑکی سمجھدہ ہو گئی!۔ "معاف فرمائیے گا! یور ہائی نس مجھے بھی کا مرض ہے! لوگ اسے بھی سمجھتے ہیں! لیکن یہ دراصل کھانیاں ہیں!۔"

"خیر کوئی بات نہیں ہم نے معاف فرمایا لیکن وقت کیا ہوا۔ ہماری گھڑی ناؤچ نجی ہے۔"

"ناؤچ کیا! میں نہیں سمجھی جتاب۔" لڑکی نے پلکیں جھپکائیں۔

"اوہ.... لا حول ولا.... ہم اپنی زبان کا ایک لفظ بول گئے۔ ناؤچ۔ ناؤچ۔ یعنی۔ کیا کہتے ہیں

اگے جب گھری کی میشن رک جاتی ہے۔  
”اوہ اچھا گھری بند ہو گئی ہے۔“ لڑکی نے کہا۔  
”اوہاں ٹھیک..... بند ہو گئی ہے۔“  
”اس وقت رات کے آٹھ بجے ہیں۔“

”ہمیں ابھی تک آٹھ بجے ہیں۔“ عمران نے حیرت سے آنکھیں نکالیں آٹھ بجے تو ہم  
ہوٹل ہی سے اٹھے تھے۔ اے سیکرٹری تم ہمیں لکنپ بنانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ سمجھے!“  
”لکنپ کیا ہوتا ہے جتاب۔“

”ہماری زبان میں گدھی کے بچے کو کہتے ہیں۔“ عمران نے غصیل لمحے میں کہا۔  
”نہیں سرکار۔“ لڑکی ہاتھ جوڑ کر گھکھایا۔ ”اتی ہمت کہاں ہے ہم میں۔“  
”خیر۔“ عمران نے نہراں نہ بنا کر کہا۔ ”ہمیں ٹھیک وقت بتاؤ اور ہم کی معاملات پر تم سے  
گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔“

”سرکار کی ہربات کا تشقی بخش جواب دیا جائے گا۔ آپ یقین فرمائیں جناب اس وقت ٹھیک  
آٹھ بجے ہیں۔“

”مگر سیکرٹری یہ کیسے ممکن ہے کہ ابھی تک آٹھ بجے ہوئے ہیں۔ کیا ساری دنیا کی گھریاں  
ناؤچ ہو گئی ہیں یعنی کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں بند ہو گئی ہے۔“

”نہیں سرکار آپ بہت سوئے ہیں۔ کل رات بھروسے تر ہے آج دن بھروسے تر ہے۔“  
”ہمیں...!“ عمران نے حیرت سے ویدے پھاڑ دیئے اور پھر کچھ سوچنے لگا آخر تھوڑی دیر  
بعد متذبذب انداز میں بولا ”مگر... سیکرٹری... سوال یہ ہے کہ ہم سوئے کب تھے۔ ہمیں تیار  
ہوتا ہے کہ ہم کھانے کی میز پر تھے۔ اس کرے میں آتا ہمیں قطعی یاد نہیں ہے۔“

ارے سرکار خدا کا شکر ہے کہ ہم آپ کو بیدار دیکھ رہے ہیں۔ درستہ ہماری بالکہ محمد مسیح شالی تو  
بید پریشان ہو گئی تھیں انہیں غش پر غش آرہے تھے۔ ہوا یہ سرکار کہ آپ کھانا کھاتے ہی اچاک  
سو گئے۔ بہت ہلایا جلایا آوازیں دیں لیکن جواب ندارد آخر ڈاکٹر ڈاکٹر آنے شروع ہو گئے رات  
بھر شہر کے دس بڑے ڈاکٹر آپ کے بستر کے قریب بیٹھے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ نیند ایک  
رح کے ذہنی مرض کا نتیجہ ہے۔ ایک ڈاکٹر نے پوچھا کہ آپ کو بھول جانے کی عادت تو نہیں

ہے۔ شاکر آپ نے محترمہ شالی کو بتایا تھا کہ آپ کو بھول جانے کا مرض ہے انہوں نے ڈاکٹر  
بھی بتایا۔ تب سارے ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ کی نیند لمبی بھی ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے ایک دو  
سو تے رہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہفتہ بعد جا گیں یاد و بارہ بیدار ہونے میں پورا ایک ماہ بھی  
لگ سکتا ہے۔ یہ سن کر ہمارے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔“

”میرے خدا۔ پیروں تلے سے زمین نکل گئی؟“ عمران نے خوفزدہ لمحے میں پوچھا پھر یونہی  
ساہنس کر بولا۔ ”نہیں جھوٹ۔“

”ارے یہ تو محاورہ ہے سرکار۔ پیروں تلے سے زمین نکل جانے کا مطلب ہے بہت زیادہ  
پریشان ہو جانا۔“

”آہا... محاورہ... ہم نے محاورے کے متعلق کچھ پڑھا تو تھا بڑے غیب عجیب محاورے  
پڑھے تھے۔ ارنے ہاں تو ہم یہ معاملہ تو بھول ہی گئے تھے۔ سیکرٹری کیا واقعی ہم اسی طرح سوئے  
تھے۔“

”محترمہ شالی سے پوچھ لجھے سرکار۔ غلط ہو تو گردن ازاد تجھے گا مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ  
ہوش میں آگئے۔ ٹھہریے میں محترمہ شالی کو خوشخبری سنادوں۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر ان پر دل  
کے دورے پڑنے لگے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اگر پرس کو کچھ ہوا تو میں بھی زہر کھا کر مر جاؤں گی۔  
آفہ! کتنی دشواریوں میں پڑ کر ہم آپ کو یہاں تک لائے ہیں۔“

”کہاں تک لائے ہو۔ ارنے کیا ہم اُس محل میں بھی نہیں ہیں۔“

”نہیں جناب! آپ کے لئے ڈاکٹروں کا یہی مشورہ تھا کہ آپ کو کسی نہ فضامقام پر لے جایا  
جائے جہاں کی آب و ہزار اکتوبر میں کیا ہے۔ بہتر ہو لہذا ہم آپ کو اس جزیرے میں  
لائے ہیں۔“

”ہمیں... جزیرے میں۔ کس جزیرے میں کہاں لائے ہو۔“ عمران کی آنکھیں پھر حیرت  
اور خوف سے پھیل گئیں۔

”بڑی عمدہ جگہ ہے سرکار۔ جنت کا نمونہ سمجھ لجھے۔ اب اس وقت تو باہر انہیں رہا ہے درد  
کھڑکیاں کھول دیتی۔“

”اوہ ختم کرو۔“ یک بیک عمران جلا گیا۔ ”ہمارے سیکرٹریوں میں سے کسی کو بلاو۔“

"مجھے بھی اپنی عیسیٰ کی تری قصور فرمائیے۔"  
"نہیں فرماتے۔ تم کون ہو ہمیں مشورہ دینے والی۔ ہمارے آدمیوں کو بولاو۔"  
"یہاں آپ کا کوئی آدمی نہیں ہے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم کہیں بھی تھا نہیں جاتے۔ ہمارے ساتھ ہمارے آدمی ضرور ہوں گے۔"

"آپ اس کنیز کی بات بھی تو سننے سرکار۔ بھلا آپ کے آدمیوں کو کیا معلوم کہ آپ یہاں تشریف فرمائیں۔ ہمیں ان کا پتہ کب معلوم تھا کہ ہم انہیں اس کی اطلاع دیتے بس چپ چاپ آپ کو لے کر یہاں چلے آئے۔"

"یہ کیا بیودگی ہے۔" عمران پیر شیخ کر بولا۔ "ہم یہاں چلے آئے اور ہمارے آدمیوں کو اس کا علم ہی نہیں ہے.... اگر کوئی ریاست کا دشمن ہمیں گمانی میں قتل کر دے تو۔"

"ارے توبہ توبہ۔" لڑکی اپنا منہ پیٹھے لگی۔ "آپ ہمیں اپنی ریاست کا دشمن کیوں سمجھتے ہیں کیا ہم آپ کو اس وقت نہیں قتل کر سکتے تھے سرکار جب آپ پر وہ عجیب و غریب نیند طاری ہوئی تھی۔"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر سر ہلا کر بولا۔ "ہاں یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہو تم مگر پھر بتاؤ کہ ہم اسے کیا سمجھیں۔ کیا تم ایسا نہیں کر سکتی تھیں کہ حکومت کو ہماری اس نیند کی اطلاع دیتیں۔ تھیں ہی کرتا چاہئے تھا اب ہمارے آدمی کتنے چلچلاش ہو گک۔"

"نج..... جی کیا فرمایا۔ کیا ہوں گے۔"  
"اوہ ہم پھر اپنی زبان کا ایک لفظ بول گئے۔ چلچلاش یعنی کوئے کیا کہتے ہیں.... مطلب یہ کہ بد حواس ہو کر ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے ہوں گے۔"

"مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو رہا ہو گا لیکن آپ دل جانتے ہیں دل...."  
"دل۔" عمران یعنی پرہاٹھ رکھ کر بونا۔ "یعنی کہ کپوئی۔"

"لس محترمہ شالی دل کے ہاتھوں مجبور تھیں۔"

"یعنی کہ کپوئی کے ہاتھوں۔" عمران نے جرأت سے کہا۔  
"کپوئی کیا۔ میں نہیں سمجھی سرکار۔"

"ارے کچھ نہیں۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے مایوسانہ انداز میں کہا۔ "ہماری زبان میں مرد کے دل کو کپوئی اور عورت کے دل کو کپوئی کہتے ہیں۔ مگر وہ دل کے ہاتھوں کیوں مجبور تھیں اذل تو ہمارے خیال سے دل کے ہاتھ پیر نہیں ہوتے اور فرض کرو کہ ہوتے بھی ہوں تو ہمارا کیا بجاڑ لیں گے۔ ہم تھری ناٹ تھری جنگ بہادر چھوٹے شاہ ہیں۔"

"مجھے علم ہے سرکار۔ میں نے اس لئے کہا تھا کہ آپ یقین نہ کریں گے کیونکہ خود مجھے بھی مختصر مہ شالی کی کہانی پر یقین نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ پانچ سال سے آپ کو خواب میں ذیکری تھی ہیں اور وہ یہ بھی بتاتی ہیں کہ خواب ہی میں آپ انہیں بتایا کرتے تھے کہ آپ کسی اشیت کے پرنس ہیں لیکن آنکھ مکھنے پر انہیں اشیت کا نام نہیں یاد رہتا تھا جب آپ نے بتایا تو انہیں یاد آگیا۔ آپ انگریزی تو بہت اچھی بولتے ہوں گے پرنس۔ اب ہم انگریزی ہی میں گفتگو کیا کریں گے۔"

عمران نے کان کھڑے کرنے چاہے مگر موقع نہ تھا۔ البتہ اسے اس بات کا جواب تو دینا ہی پڑا تھا۔ اس نے بڑے شر میلے لجھے میں کہا تھا۔ "نہیں۔ سیکی میرا سب سے کمزور مضمون تھا۔ اگر دو آدمی تیزی سے بولنا شروع کر دیں تو ہم کچھ سمجھتی نہیں سمجھیں گے۔ اسی کمزوری کی بناء پر ہم نے ابھی تک مغربی ممالک کا دوزہ نہیں کیا۔ پڑھنے میں یہ حال ہے کہ کبھی کبھی تفریخ یا کشتری کی مدد سے انگریزی اخبارات کے اشتہار پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو پھر ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آج شہر کی تفریخ کا ہوں میں کیا ہو گا۔"

"اچھا تو خیر...." لڑکی نے مردہ دلی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "مجبوری ہے پھر ہم اردو میں گفتگو کریں گے۔"

"یہی بہتر ہے۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔ "اس طرح ہماری اردو بہتر ہو سکتے گی.... اور ہم پھر بھول گئے۔ آخر ہم ہیں کہاں۔ پرنس شالی کہاں ہیں۔"

"آہ..... مختار مہ شالی کی نہ پوچھئے۔ وہ آپ کے غم میں دیوانی ہو رہی ہیں۔" لڑکی نے ٹھنڈی سانس لے کر غناک لجھے میں کہا۔ "اور اب انہیں زیادہ غم ستائے گا۔ کیونکہ آپ نے انگریزی میں گفتگو کر سکتے ہیں اور نہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔"

"بھلا اس میں معموم ہونے کی کیا بات ہے۔"

"نہیں اگر یوں سے مختف ہے۔ اس لئے وہ عام طور پر اگریزی ہی میں گفتگو کرتی ہیں۔ ہم بھی اس کے عادی ہو گئے ہیں، اس لئے اردو میں گفتگو کرتے وقت ہمیں بہت محتاط رہنا پڑتا ہے کہ کہیں کوئی نامناسب بات زبان سے نہ لکل جائے۔ اب آپ کی وجہ سے ہمیں بھی ہر وقت اردو ہمیں گفتگو کرنی پڑے گی ورنہ آپ بُر انہیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ بھلا ہم کیوں نہ امانے لے گے۔ مگر ہم سے اردو میں یہ گفتگو کی جائے۔ اور کیا ہم پاکل ہو گئے ہیں؟" عمران نے اس طرح داشت پیش کرہا تھا اخیلہ جیسے اپنی پیشانی پر گھونسہ مارے گا۔

"ارے.... ارے.... سر کار... یہ کیا۔" لڑکی بوکھلا کر بولی۔

"کچھ نہیں۔ ہم بالکل گدھے ہیں۔ اس انداز میں گفتگو کر رہے ہیں جیسے زندگی بھر تمہارے ہی ساتھ رہنا ہے۔"

"کاش ایسا ہی ہو سکے۔" لڑکی نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ارے.... واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ گویا ہم بالکل بوس ڈریں۔"

یہ کیا ہوتا ہے پرانی!"

"پھر پھسل گیا ایک لفظ ہماری زبان کا.... ہم کہاں تک تمہیں مطلب بتائیں۔ بوندر یوں قوف کو کہتے ہیں.... خیر.... ہاں تو کب ہم اپنے محل چڑھوئی ہاؤز میں تشریف لے جائیں گے۔ ہمارے آدمی ہمارے لئے رو رہے ہوں گے۔"

"اس وقت تو کوئی لاخ بھی نہیں ملے گی سر کار۔"

"ارے.... ہاں لا حول ولا.... اس جزیرے کا کیا نام ہے اور یہ دارالحکومت کے ساحل سے کتنی دور ہے۔"

"آپ جزیرہ موبار میں ہیں جو ساحل سے صرف میل کے فاصلے پر ہے۔"

"خیر پروہ نہیں ہمیں تیرنا بھی آتا ہے۔"

"نہیں سر کار محترمہ شالی کا دل نوث جائے گا۔"

"کیوں نوث جائے گا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ادھر والوں کا دل ہے کیا بلا جو ہاتھ پیر بھی رکھتا ہے اور نوث بھی سکتا ہے۔ ہماری طرف تو بالکل سیدھے سادے کوئی اور کوئی

جلد نمبر 11۔ ہوتے ہیں جن کی ٹوٹ پھوٹ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ البتہ ان کا قیمت ضرور کیا جا سکتا ہے۔"

"وہ آپ کو دل دے بیٹھی ہے۔"

"اور ہم اتنے لوگوں کے پٹھے ہیں کہ لے بیٹھے ہیں۔" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلے لمحے میں کہا۔

"آپ خفا کیوں ہوتے ہیں سر کار۔"

"تم ہمیں پاگل بنا دو گی۔ کبھی دل کے ہاتھ پیر لگتے ہیں۔ کبھی دل ٹوٹ جاتا ہے اور کبھی دل کا لین دین شروع ہو جاتا ہے.... یا خدا ہم کسی پاگل خانے میں تو نہیں بند کر دیے گئے۔ یق بنا تو تم لوگ کون ہو اور کیا چاہتی ہو۔ اگر دولت کی خواہش ہے تو ہم اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے لاکھوں خرچ کر سکتے ہیں۔ تم صرف زبان ہلا کر دیکھو۔ ہمیں خواہ یوں قوف نہ بنا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے طویل مدت کی تیندا کا پروگرام بنایا ہو۔ ارے ہماری ریاست کے تجوہ بھی اتنی بھی نہیں دیں۔"

"یہ تجوہ کیا ہوتے ہیں سر کار۔"

"جو لوگ تجوہ استعمال کرتے ہیں۔"

"تجوہ کیا ہوتا ہے؟"

"ہماری خالہ کا لیکج...!" عمران جھلا کر دہرا۔ "ہم نہیں جانتے کہ اردو میں تجوہ کو کیا کہتے ہیں۔ وہ کامل ہوتی ہے اسے پانی میں ملا کر کے پیتے ہیں اور اونگتھے ہیں۔"

"افیون تو نہیں۔" لڑکی کو پھر بھی آگئی۔

"ہم نہیں جانتے.... جاؤ.... چلی جاؤ۔ ورنہ اگر قمری نٹ تھری گنگ کو غصہ آگیا تو اپنی ہی بوئیاں نوجہ ڈالیں گے کیونکہ یہاں کا قانون دوسرا ہے۔ جاؤ۔"

عمران حق پھاڑ کر دہرا اور لڑکی اس طرح سر پر پیر رکھ کر بھاگی تھی کہ پھر پلٹ کر دیکھا بھی نہیں۔

تہائی میں پھر عمران نے دیدے نچانے شروع کے اور پھر کھڑکی کی طرف چھپا۔ اس کرے میں ایک برتنی میل لیپ پوشن تھا جس کی روشنی شیڈ دار ہونے کی وجہ سے محدود دائرے میں پھیل رہی تھی۔ عمران نے کھڑکی کھوں دی لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے

چہرے پر برف کا بردہ کھینچنے مارا ہو۔ ہوا مر طوب تیز اور بیدار سرد تھی۔ مجبور آنکھ کی بند کر دینی پڑی اور باہر تو اندر ہیرے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں نظر آیا تھا۔

دفعتہ پھر قدموں کی آہٹ سنائی دی اور شالی کی دوسری سیکرٹری کمرے میں داخل ہوئی۔  
”کیا بات ہے؟“ عمران اُسے چاہ کھانے دوڑا۔

”آپ نے مجھے طلب فرمایا ہے سرکار۔“ لڑکی نے سہم کر پوچھا۔

”نہیں نہیں نہیں۔“ عمران نہ جانے کیوں بے حد چڑھانظر آنے کا تھا۔  
تھے.... تو پھر آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں۔“

”اب ہمیں جہنم میں جبوک دو۔“

”محترمہ شالی نے کہا ہے کہ لباس تبدیل فرمائیجیے!... کچھ لوگ حضوری کے خواہاں  
ہیں:....“ لڑکی نے سہے ہوئے انداز میں کہا۔

”محترمہ شالی کو یہیں بھیج دو! ہم ان سے لگنگو کرنا چاہتے ہیں!“

”حضور.... وہ اس وقت چند مہماں کے درمیان ہیں! اور چاہتی ہیں کہ ان مہماں کو  
آپ کے حضور باریاب کرائیں!“

”ہائی...ہائی... اس پورے جملے کا کیا مطلب ہوا۔“ عمران نے احتجاجہ انداز میں پوچھا!  
”مطلوب یہی ہوا سرکار وہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں! آپ کا دیدار کرنا  
چاہتے ہیں!“

”ہم کسی سے بھی نہیں ملیں گے دفع ہو جاؤ.... جاؤ لکھوپیاں سے!“ عمران گھونسہ تان کر  
اُس کی طرف چھپنا!.... اور وہ بھی بڑی بد حواسی کے عالم میں رخصت ہو گئی! اس بارہ عمران نے  
دوراٹے کو بولت ہی کر دیا۔

آب آسے خیال آیا کہ اُس کے جسم پر جاپانی طرز کا سلپنگ سوت ہے۔ سرہانے شیلف پر پرانا  
ایونگ سوت رکھا ہوا نظر آیا جس کی تھیں بڑے سلیقے سے لگائی گئی تھیں۔

وہ با تھر روم میں چلا گیا! اور ابھی وہیں تھا کہ کسی نے بند دروازے پر دستک دی!

لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ عمران کے کان پر جوں ریگتی!

تھوڑی دیر بعد وہ لباس تبدیل کر رہا تھا اور دروازے پر دشکوں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

پھر اُسے شالی کی آواز بھی سنائی دینے لگی!.... ایسا معلوم ہوا رہا تھا جیسے وہ روکر اُسے آوازیں  
دوئے رہی ہوں!۔

عمران نے پھر انہوں کی طرح دیدے نچائے اور کھوپڑی سہلاتا ہوا دروازے کی طرف  
بڑھنے لگا، اس کی سمجھ میں نہیں آرہتا تھا کہ وہ کس جگہ میں پھنس گیا ہے!۔  
”کھولنے۔ پُنس:.... دروازہ کھولنے.... مجھ پر رحم کیجئے!“

عمران نے دروازہ کھول دیا! سامنے شالی کھڑی تھی! اُس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ آنکھیں سرخ  
تھیں اور گالوں پر آنسوؤں کی لکریں نظر آرہی تھیں! بالکل ایسا ہی معلوم ہوا رہا تھا جیسے وہ چیز  
عمران کی اس پر اسرار نیزد کی وجہ سے مشوش اور مغموم رہی ہو۔  
”خدادا شکر ہے....!“ وہ چھت کی طرف ہاتھ اٹھا کر گزر گزاری! ”میں اپنے پُنس کو  
تندروست اور بیدار دیکھ رہی ہوں!“

”مگر محترمہ شالی.... ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ ہمیں کسی جزیرے میں اٹھا لائی ہیں۔“  
”پھر بتائیے کیا کرتی!۔ میں غم کے مارے مری جا رہی تھی! اذاکڑوں نے کہا کہ شہر کی گنجان  
آبادی سے پُنس کو ہٹالے جائیے ورنہ ان کی حالت اور زیادہ خراب ہو جائے گی۔“ شالی نے ایک  
لختہ توقف کے بعد کہا۔

”ہمارے آدمیوں کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی!“  
”ہماش ہمیں آپ کی قیام گاہ کا علم ہوتا! ہم آپ کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے!“

ہم کیا کرتے! اب آپ انصاف کیجئے کہ ہمارے خلاف آپ کا غصہ کس حد تک جائز ہے۔“  
عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! ”ہاں ٹھیک ہے!۔ مجبوری تھی۔ لیکن ہم  
دارالحکومت سے کتنی دور ہیں!“

”صرف میں میل کے فاصلے پر اس وقت تو آپ تشریف نہیں لے جائیں گے! کیونکہ  
گھٹ پر شائد ایک لارج بھی موجود نہ ہو۔ لیکن!۔ کل آپ جب بھی چاہیں گے تشریف لے جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ!۔“

”چلو۔ ٹھیک ہے! ہمیں کوئی اعتراض نہیں! مگر آپ روکیوں رہی ہیں! عورتوں کی آنکھوں  
میں آنسو دیکھ کر ہمارا دل بھی زونے کو چاہتا ہے! آنسو خشک محترمہ شالی!.... ورنہ تھری ناٹ

ہے۔ اسی دن حضور اپا نے کسی معاملے میں پوچھ لیا کہ چھوٹے شاہ، ہم تمہیں یاد آئے تھے... ہم نے نہایت اطمینان سے جواب دیا... عالی جاہ آپ کی یادِ تودم کے ساتھ ہے... یعنی ہم نے دم پر پیش لگا دیا تھا۔ حضور اپا کو جلال آیا! ہم کتاب لینے دوڑے گئے جس میں یہ جملہ پڑھا تھا!... حضور اپا نے دیکھا اور سر مبارک پیٹ لیا۔ کہنے لگے! یہ بڑی مصیبت ہے!.... اچھا بہم اردو کی کوئی ایسی کتاب دیکھنا پسند نہیں کریں گے جو مغرب نہ ہو!۔ ساری ریاست میں اعلان کر دیا کہ اردو کتابوں کا ذہیر لگ کیا! حضور اپا کو اس کام کے لئے ایک الگ ملک قائم کرنا پڑا جو دن رات مطبوع کتابوں میں صرف زیر پیش لگایا کرتا ہے! بہر حال اس کے بعد ہم اس قابل ہوئے تھے کہ آلو اور آلو میں تمیز کر سکیں!"

بھیسے ہی وہ سانس لینے کے لئے زکا! شالی نے ہاتھ اٹھا کر کہا! "خاصہ۔ ص سے لکھے!"  
عمران نے جملہ لکھ کر اس کے معنی لکھے! اس وقت اس کا طرزِ تحریر بالکل بچوں کا ساختا!  
بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی مبتدی بچے نے کوئی جملہ لکھنے کی کوشش کی ہو۔!

نوت بک اور فاؤ نین پن جیب میں رکھ کر اس نے کہا! "چلے!"  
وہ اسے ایک بڑے کرے میں لائی!۔ یہ ڈرانگ روم تھا! اور یہاں ان دونوں لڑکوں کے علاوہ ادھیڑ عمر کا ایک مرد بھی موجود تھا!... جس کے چہرے ہی سے مکاری پنچتی تھی!۔  
"یہ ایک نای ایڈو کیٹ ہیں!۔ پرنس!" شالی نے کہا! "مسٹر داراب!.... میرے مشیر قانونی... اور آپ پرنس آف چم چم چروٹی!"

"میرے آداب قبول فرمائیے ایور ہائی نس!۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتا!  
"ہمیں تم سے مل کر خوشی ہوئی قانون داں!۔" عمران نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا جو نہایت ادب سے ہاتھوں میں لیا گیا!

"آپ یہاں خوش ہیں نا... جناب!" وکیل نے پوچھا!

"بھروسج!...." عمران نے نہایت سنجیدگی سے ناک پر انگلی رکھ کر کہا۔  
دونوں لڑکیاں منہ دبا کر کرے سے باہر نکل بھاگیں! وکیل کی آنکھیں حرث سے پھیل گئیں اور شالی اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی!.... پھر وہ جلدی سے بولی! اوہ... تشریف رکھنے ناپرنس! بتہ بہم اکثر ہم سے اردو میں گفتگو کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ دوسرے ہماری گفتگو کا مطلب نہ سمجھ سکیں!

تمہری جنگ بہادر بھی روپڑیں گے!۔ اگر روپڑے تو ہفتون کے لئے فرصت... کیونکہ رونے سے نزلے کی تحریک شروع ہو جائے گی... ہم داعی نزلے کے مریض ہیں... اس لئے رونے دھونے سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں!۔"

شالی کچھ نہ بولی! غالباً سوچ رہی تھی کہ اسے ہشتا یا افسوس کرتا چاہئے!۔  
بہر حال اس نے جلدی جلدی آنسو خشک کر ڈالے۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں بولی! "میں بہت ستم سیدہ ہوں! کاش آپ کو میری دشواریوں اور پریشانیوں کا علم ہوتا!...."  
"ہمیں بتاؤ بھی تو!... تم ہماری حسن ہو! ہمیں بھی اپنی خدمت کا موقع دو!"  
"خدمت....! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پرنس، ارے میں تو آپ کے لئے جان بھی دے سکتی ہوں!"

"اُف فوہ! اب ہمیں اتنا شرمندہ نہ کرو! ہمیں افسوس ہے کہ ابھی ہم تمہاری خادماں پر خفا ہوئے تھے! مگر کیا کریں... وہ ہمیں دیکھ کر ہنسنی ہیں اور ہمیں غصہ آ جاتا ہے!"  
آپ بالکل برآمدہ نہ اہے آپ کو دیکھ کر خوش ہوتی ہیں! انہی کا مطلب کچھ اور نہیں ہوتا۔  
بیچاریوں نے ساری زندگی میں پہلی بار کوئی شہزادہ دیکھا ہے۔ اچھا بہ خاصہ تناول فرمائیجھے...!"  
"خاصہ کیسے تناول فرمایا جاتا ہے؟" عمران نے حرث سے پوچھا؟  
"اوہ... مطلب یہ کھانا کھائیجھے!"

"وزراٹھر یے... یہ نئے الفاظ والا جملہ مجھے لکھ لینے دیجھے! عمران نے جیب سے نوت بک نکالی اور فوشنیں پن سے لکھنے لگا... اور الفاظ زبان سے بھی ادا کر تارہا" خاصا... تناول... فرمائیجھے... اوہ دیکھنے...! یہ بڑی مصیبت ہے!.... خابا کیسے لکھا جائے... "س".... "ص" یا "ث" سے...! بس اسی معاملے میں آپ کی اردو پڑا غصہ آتا ہے... آواز ایک ہی جیسی مگر... یہ چردہ لگا ہوا ہے۔ پھر یہ کمخت زیر پیش جو عام طور پر تحریر میں نہیں آتے... ایک بار ہمیں بڑی شرمندگی ہوئی تھی! ہمارے حضور ابا بھی اردو کے عالم ہیں لہذا وہ دیکھنے کرنے کے لئے گفتگو کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ دوسرے ہماری گفتگو کا مطلب نہ سمجھ سکیں!  
جب ہم اردو دیکھے ہی رہے تھے ایک دن ہم نے ایک مکالہ پڑھا جس میں کسی نے کسی سے پوچھا تھا کہ کیا تمہیں میری یاد آتی تھی اس پر جواب دینے والے نے کہا تھا کہ آپ کی یادِ تودم کے ساتھ

کب تک کڑے رہیں گے۔"  
اوہاں.... نمیک ہے!.... نمیک ہے.... " عمران اسی زرنگار کری پر بیٹھ گیا جو شام کے خصوصیت سے اسی کے لئے بچائی گئی تھی۔

" یہ کیا قصہ ہے۔" وکیل نے انگریزی میں شالی سے پوچھا!  
" نہیں دنوں کی بیووگی ہے!" شالی نے بھی انگریزی میں جواب دیا۔ انہوں نے اسے سمجھایا ہے کہ ناک پر انگلی رکھ کر نوج کہنے سے اثبات میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔!  
" ہوں! " وکیل کسی سوچ میں پڑ گیا!.... اور شالی عمران سے بولی۔ " پرس آپ کو ناگوار تو نہ گزرے گا اگر ہم آپس میں انگریزی بولیں۔!"

" نہیں! " عمران نے سر ہلا کر جواب دیا! " ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ کی خادمہ ہمیں بتاچکی ہیں کہ آپ عام طور پر انگریزی میں گفتگو کرنے کی عادی ہیں! " " آپ بھی انگریزی میں مشتی بکھجنا! " شالی تھنک کر بولی۔

" ہمارے لئے مشکل ہے! ہمیں اس زبان سے اتنا پیدا نہیں ہے کہ ہم اس کے لئے محنت کر سکیں بس پسند ہے اپنی اپنی.... البتہ انگریزی لباس ہمیں پسند ہے۔!"  
" مجھے شبہ ہے شالی! " وکیل نے انگریزی میں کہا!

" مگر میں قطعی مطمئن ہوں....!"  
" تم ابھی بچی ہو! "

خیر.... میں دیکھوں گا۔ " وکیل نے کہا اور سگریٹ کیں نکال کر عمران کے سامنے پیش کرتا ہوا اور دو میں بولا! " ملاحظہ فرمائیے۔"  
" ہمیں کسی مل کی چینی بننے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے! " عمران نے نہ اسامنہ بنا کر کہا!  
" اوہ.... کتنا پیارا جملہ ہے.... واہ! " وکیل خوشامد انداز میں ہنسنے لگا۔ شالی نے بھی داد دی! اور عمران کسی خوشامد پسند آدمی کی طرح خوش نظر آنے لگا۔

دفعتاً وکیل نے شالی کو مخاطب کر کے انگریزی میں کہا! " یہ انتہائی درجہ بد اخلاق کمینہ اور بیوودہ آدمی معلوم ہوتا ہے.... میرا دل چاہتا ہے کہ جتنی بھی گالیاں یاد آئیں اسے نہ الوں۔!"

عمران نے سب کچھ نالیکن اُس کی بے تعقیلی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آنے پا یا وہ سمجھتا تھا کہ وکیل اُس کا امتیاز کرنا چاہتا ہے! ظاہر ہے کہ ایسے موقع پر عمران نے کسی شاندار اداکاری کا مظاہرہ کیا ہو گا۔

اب وہ دونوں اس کے چہرے پر اپنے رویے کا رہ عمل مٹول رہے تھے۔  
لیکن شالی اُنہیں ناکامی نہیں ہوئی تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں وکیل نے کہا!  
" دل نہیں چھتا کہ یقین کر لوں مگر فی الحال یقین کر لینے کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔"

" پرس! کیا ب آپ خاصہ تادول فرمانا پسند فرمائیں گے۔ " شالی نے عمران سے پوچھا۔  
" ہاں.... ضرور.... " عمران نے جواب دیا۔  
شالی نے اپنی پاس پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بہن دبایا... اور " یکرٹیوں " میں سے ایک اندر داخل ہوئی۔

" خاصہ لگاؤ۔ " شالی نے کہا۔

" تیار ہے... محترم! " لڑکی نے کہا اور سکھیوں سے عمران کو دیکھتی ہوئی رخصت ہو گئی جو اس وقت کسی اُد اس اُد کا ہم حلیس معلوم ہو رہا تھا۔  
شالی اٹھی اور اس نے ڈر انگ روم کے دروازے کا پردہ ہٹایا۔ سامنے ایک نہ تکلف میز نظر آرہی تھی جس پر اسے اقسام کے برتوں کے ڈھیر تھے۔

عمران شاہنہ مذاق میں آگے بڑھا۔ وکیل برا سمانتہ بنائے ہوئے اس کے پیچھے چل رہا تھا۔  
کھانا شروع نے سے پہلے عمران نے کہا۔ " ہمیں افسوس ہے کہ ہم کھانے پر ہر قسم کی گفتگو سے احتراز کرتے ہیں لیکن یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ کھانے کی میزوں پر لوگ عموماً گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ آپ لُک آپس میں گفتگو کرتے رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن ہمیں بولنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ م اپنی قومی عادت سے مجبور ہیں اور شالی میں ہماری نہ بھی عادت بھی ہے۔ "

" یقیناً.... نہ ہم بھی احتراز کریں گے۔ " شالی نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔  
" نہیں ضروری نہیں ہے۔ آپ گفتگو کریں۔ ہم نبڑا نہیں مانیں گے بس ہمیں مخاطب نہ بکھجے گا۔"

اس وقت وہ دونوں شریروں کیاں میر پر نہیں تھیں۔ تین باور دی ہیرے سر و کر رہے تھے۔ شانک ایک آدھ منٹ تک صرف چچوں اور بیٹھوں کے نکرانے کی آوازیں ہی کر رہے میں گو نجتی رہیں پھر وکیل نے شالی کو انگریزی میں مخاطب کیا۔

"مگر آپ اسے یہاں روکیں گی کیونکر... اور کیا یہ ضروری ہے کہ وہ ہماری ہی مرضی کا پابند ہو کر رہے۔ مجھے تو یہ کوئی بہت ہی صدی آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"میں ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائی۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ..... یہی آدمی میرے کام آئے گا۔"

"میں تمہیں اتنی بھولی نہیں سمجھتا تھا میں۔ جانتی ہو یہ کون ہے اور تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ گی۔ چمچروں ایک آزاد ریاست ہے اور اس کی حیثیت یقین طور پر ایک سرکاری مہمان کی ہو گی۔"

"اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اسے یہاں کبھی نہ لاتی۔ میں نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ یہ سرکاری مہمان نہیں ہے۔ مجھی دورے پر آیا ہے اور اس کا قیام بھی گورنمنٹ ہاؤز میں نہیں ہے۔"

"پھر بھی..... آخر پر نس ہی کی کیوں سو بھی!"

"بس چھرے ہی سے ظاہر ہونے والی حیثیت اس چیز کی خوب ہوئی تھی۔"

"اڑے بھی پھر بھی..... یہ ایک والی ریاست کا یٹا ہے۔"

"ختم بھی کیجھی! مسٹر ایڈوکیٹ! اگر راہ پر نہیں آئے گا تو تفریح ہی کہی۔ کیا آپ کو اس کی صحبت میں لطف نہیں آیا۔"

"میں ایک کار باری آدمی ہوں محترمہ۔" وکیل نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ "مجھے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ اس قسم کی مجالس سے لطف انداز ہوتا چھروں۔ آپ جانئے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے کسی خطرے کو دعوت دی ہو۔"

"بس اب ختم کیجھ۔ آب آج سے تیرے ہی دن میں آپ کو اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کر سکوں گی۔ اس وقت تک کے لئے اس مسئلے پر کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔"

"آپ کی مرضی..... مگر ان حضرت کا قیام کہاں ہے۔"

"کھانا ختم کرنے کے بعد آپ ہی پوچھ لجئے گا۔ مجھے تو ابھی تک یہ معلوم کرنے کا موقع ہی

"نہیں مل سکا۔"

"تو اب آپ کا قیام جزیرے ہی میں رہے گا۔"

"یقیناً! میں شہر میں اس قسم کے خطرات نہیں مولے سکتی۔"

"لیکن یہاں حفاظت کی کیا صورت ہو گی۔ آپ یہ بھی جانتی ہیں کہ آپ کے دشمن آزاد ہیں۔"

"پرواہ نہ کیجھ۔" تین بہترین قسم کے نشانہ باز میرے ساتھ ہیں۔"

"آپ بھی بھی بہت دلیر ہیں محترمہ۔" وکیل مسکرایا۔

"ضرورت سب کچھ بنا دیتی ہے ورنہ میں تو ایک کمزور اور ڈرپوک لڑکی تھی جسے دن رات نانچے اور گانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں رہتا تھا۔"

"واتھی آپ میں حرمت انگریز تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ میں آپ کو اتنی مضبوط دل لڑکی نہیں سمجھتا تھا۔ اب مجھے یقین ہے کہ کامیابیاں آپ کے قدم چومنیں گی ورنہ میں تو مایوس ہو چکا تھا!"

"لفظ مایوسی سے مجھے نفرت ہے۔" شالی نے کہا۔

عمران کسی افسونی کی طرح گرد و پیش سے بظاہر لا پرواہ کھانے میں مشغول تھا۔

## O

کھانے کے اختتام پر دونوں لڑکیاں پھر کرے میں آموجود ہوئیں۔

اُن میں سے ایک نے عمران سے کہا۔ "ٹوہنیک کے لئے اور ہتریف لے چلے جناب۔"

اور عمران اُسی دروازے کی طرف مڑ گیا جدھرا شارہ کیا گیا تھا۔ یہ ایک وسیع باتحہ روم تھا

جس کی تیاری پر ہزاروں خرچ ہوئے ہوں گے۔ عمران ہاتھ دھونے لگا۔ دونوں لڑکیاں ساتھ تھیں۔

اُن میں سے ایک نے دوسرا کو مخاطب کر کے کہا۔ "کتنے دنوں سے محترمہ شالی نے گیت

نہیں گائے۔ کتنے دنوں سے انہوں نے رقص نہیں کیا۔ کیا آج کی ہی حسین رات پھر کبھی میر

کیا۔ کیا وہ آج بھی نہ گائیں گے۔"

"مگر ہم میں اتنی بہت کہاں ہے کہ ہم ان سے درخواست کر سکیں۔ مالک، مالک ہی ہوتا ہے۔" دوسری بولی۔

"تو کیا وہ پرس کی فرمائش بھی نال دیں گی۔"

"پڑھ نہیں۔ پھر کیا یہ ضروری ہے کہ پرس فرمائش کریں۔"

وہ دونوں اس وقت انگریزی ہی میں گفتگو کر رہی تھیں جس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ عمران سے فرمائش کرنا چاہتی ہیں مگر عمران بالکل شخص ہو کر رہ گیا تھا۔

وہ شالی کے رقص و نغہ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا تی رہیں۔ لیکن جب عمران کے کافلوں پر جوں نہ رینگی تو ایک نے اُسے مطابق کر کے کہا۔ "پرس کیا آپ ہماری ایک درخواست منظور کریں گے۔"

"ضرور کریں گے۔" عمران بالوں میں لگھا کرتا ہوا بولا۔ وہ انہیں آئینے میں دیکھ رہا تھا۔

"میں شالی بہت اچھی رقصہ اور گلوکار ہیں۔"

"خوب! رقصہ تو ہم سمجھتے ہیں لیکن یہ گلوکار کیا ہوتا ہے۔" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"مطلوب.... یہ کہ وہ بہت اچھا گاتی ہیں۔"

"بہت خوب۔" عمران بہت زیادہ خوش ہو کر ان کی طرف مڑا۔ "ہمیں بے حد خوشی ہوئی ہے۔ رقص و نغہ سے ہمیں عشق ہے۔ ہماری روح جھونٹنے لگتی ہے۔ رقص کرنے لگتی ہے۔ مگر ہم شالی سے کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"وہ آپ کا کہنا نہیں نالیں گی سرکار۔"

"اور اگر نال دیا تو ہم اپنا مگزا ہوا چرہ کہاں لے جائیں گے۔ ہام.... اچھا بھیں راستہ دکھاؤ۔ اُوہ دیکھو کیا یہاں فون ہے۔"

"ہے سرکار۔"

"ہم کم از کم اپنے آدمیوں کو مطلع ہی کر دیں۔"

"فون تو نہ جانے کب سے خراب ہوا ہے۔" ایک لڑکی نے کہا۔ "یہ کوئی عرصہ سے خالی پڑی تھی۔ محترم شالی زیادہ تر دارالحکومت یادوسرے شہروں میں رہتی ہیں۔ اب چونکہ یہاں کچھ ڈھنی قیام کرنا ہے اس لئے کل فون بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ آج محترم شالی نے محلے کو فون کی خواہ

سے آگاہ کر دیا ہے۔"

"ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کس طرح اپنے آدمیوں کو مطلع کریں۔" عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اُس کے لمحے میں جھلائت تھی۔ ذرا انگر روم میں وکیل اب بھی موجود تھا۔ اُس نے تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہنے کے بعد اس کا پتہ پوچھ ہی لیا۔

جواب تیار تھا۔ عمران نے نہایت اطمینان سے راتا تھوڑا علی صندوقی کا پتہ بتاتے ہوئے کہا۔ "تھوڑا صندوقی ہمارا پی قوں زادہ ہے ہم اُسے بہت پسند کرتے ہیں لیکن وہ تابک آج کل دارالحکومت میں موجود نہیں ہے۔ بہر حال ہم اُسی کے محل میں قیام فرمائیں۔ یوں ہم چرہ دی ہاؤز میں بھی قیام پذیر ہو سکتے تھے لیکن ہم نے سوچا کہ وہاں ہماری بڑی نگہداشت ہو گی اور ہمیں شہزادوں کی طرح رہنا پڑے گا۔ کیونکہ ہمارا ایک پی قوں بھی رہتا ہے جو بچپن میں ہمارا اتنا لیق بھی رہ چکا ہے۔ وہ ہمیں ہر وقت آداب شاہی میں لپٹا ہوا دیکھنا پسند کرتا ہے۔ ہم اُس کی بات نہ مانتے تو حضور ابا تک شکایت جاتی۔"

"خیر... خیر... آپ سے مل کر بہر حال خوشی ہوئی۔ اچھا بھجے اجازت دیجئے۔"

وکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور رخصت ہونے سے پہلے پرس آف چرہ دی کو تعظیم دی۔

عمران کے چہرے پر نہ جانے کیوں گھری اُداسی چھا سی گئی تھی اور اُس اداسی نے اُس کے چہرے کو پہلے سے بھی زیادہ مفعکھے خیز اور قابلِ رحم بنا دیا تھا۔ شالی نے غالباً اسے موڈ میں لانے کے لئے پوچھا۔ "یہ پی قوں زادہ یا پی قوں کیا ہوتا ہے۔"

"اوہ....!" عمران اس طرح چوک پڑا جیسے اب تک او گھٹا رہا ہو۔ "کیا پوچھا آپ نے۔"

شالی نے سوال پھر دوہرایا۔

"پی قوں۔ اُسے کہتے ہیں۔ وہ کیا ہوتا ہے.... وزیر.... وزیر.... یہ تھوڑا علی خست تالائی ہے کہ ایسے ہی موقع پر غائب ہو گیا جب ہم یہاں مقیم ہیں۔"

"آپ سمجھ اداس سے نظر آرہے ہیں۔ پرس!"

"کچھ نہیں! ہمیں اپنے آدمیوں کی فکر ستاری ہے کہیں وہ کسی پریشانی میں نہ پڑ جائیں۔ ہمیں مردہ سمجھ کر حضور ابا تک پیغامات پہنچانا نہ شروع کر دیں۔ اگر ایسا ہوا تو ہم بڑی مصیبتوں میں

گرفتار ہو جائیں گے۔ کیا یہاں کہیں بھی ہمیں فون نہ مل سکے گا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے پرنس! کوئی کافون نہ جانے کب سے خراب پڑا ہے۔ اب شائد کل ہی درست ہو سکے۔ میں نے مجھے کو مطلع کر دیا ہے۔"

و غصناً کسی کمزے سے سازوں کی آواز آئی اور عمران چوک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا یہ آوازیں گراں گذر رہی ہیں!"..... شالی نے مسکرا کر پوچھا!

"ہرگز نہیں یہ تو ہماری روح کے لئے ثربت روح افزاں کا کام کرتا ہے! یہ کون بجارتا ہے اسے یہاں بلوایے!"

نورا فرمائش پوری کی گئی! یہ دونوں شریر لڑکیاں تھیں ایک والٹن بجارتی ہی اور دوسری طبلہ!

عمران کی فرمائش پر انہوں نے ایک گت چھپر دی۔ اور شالی بیٹھے ہی بیٹھے پیر تھر کانے لگی!

عمران اس کے قریب کھک کر آہتہ سے بولا۔ "یہ خادماں میں کہہ رہی تھیں کہ آپ کو رقص و نغمہ میں دخل ہے!"

"کچھ یوں ہی سا!...." شالی مسکرائی "کیا آپ کو دلچسپی ہے؟"

"نوچ!...." عمران نے تاک پر انگلی رکھی اور شالی کا منہ پھر گبر گزی! اس نے ہاتھ انداخت کر ان دونوں لڑکیوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور اگر زیڈی میں بر سڑی!

"یہ کیا یہودی کرداری ہے تم لوگوں نے! اب یہ اسی طرح تاک پر انگلی رکھتا رہے گا! وکیل کے سامنے کتنی شرمندگی ہوئی تھی!"

"ارے کچھ ہماری دلچسپی کا سامان بھی ہونا چاہئے۔ ایک لڑکی نے ہنس کر کہا۔"

"تب پھر جہنم میں ڈالو! کچھ بھی نہیں ہو سکے گا!" شالی کی جھلاہٹ بدستور برقرار رہی!

یک بیک عمران کھڑا ہو گیا!.... اس کے چہرے سے بھی غصہ کا انہصار ہو رہا تھا! اسے اس حالت میں دیکھ کوئی تو نہیں بوکھلا گئیں!

"مگر... کیوں! پرنس... گل کیا بات ہے!" شالی ہکلائی!

"ہم نے آپ سے رقص کرنے کی فرمائش نہیں کی تھی۔ پھر آپ ان بیچاریوں پر کیوں ہنخا

ہو رہی ہیں! انہوں نے صرف تعریف کی تھی کہ آپ رقص و نغمہ کی ماہر ہیں۔"

"ارے یہ بات نہیں ہے پرنس!... شالی نے اطمینان کی سانس لی! "بیٹھے... بیٹھے!"  
میں تو کسی دوسری بات پر خفا ہو رہی تھی! آپ کے لئے میں ضرور رقص کروں گی!"  
پھر اُس نے اٹھ کر ایک بیوریو کی ڈراز سے گھنگر ڈوں کی جوڑی نکالی اور انہیں ٹخنوں پر  
باندھنے لگی!  
پھر ذرا سی دیر میں عمران ایسا محسوس کرنے لگا جیسے بچھا اسے کہانیوں والی پریاں پر ستان  
میں اٹھا لائی ہوں!  
شالی ایک اچھی موسیقار اور ماہر رقصہ معلوم ہوتی تھی! عمران بینجا جھومتا اور داد دیتا ہا۔  
پھر یہ شغل اُسی وقت ختم ہوا جب وہ تھک کر نذھال ہو گئی۔

## O

رات تاریک تھی اور صدر اندر ہند آندھی اور طوفان کی طرح راستے کر رہا تھا! اسے  
چھپاں اور نعمانی کے پاس پہنچنا تھا! جو موبار کے مشرقی کنارہ پر اُس کے منتظر تھے!  
وہ پہلی بار اس جزیرے میں آیا تھا اور یہاں کی فضائے بہت پسند آئی تھی! جزیرے کا رقبہ  
چار میل سے زیادہ نہ رہا ہو گا! یہاں کی سرسبزی اور شادابی اسے بہت پسند آئی تھی! یہاں  
دارالحکومت کے بعض متول لوگوں کی کوئی خیال تھی! جنہیں روشن کرنے کے لئے سمندر میں  
کیبل ڈال کر دارالحکومت سے بجلی کے تار لائے گئے تھے۔ اور اسی طرح ٹیلیفون کے تاروں سے  
بھی دونوں مقامات کو رمبوط کیا گیا تھا! یہ ایک اچھی خاصی موسمی تفریح گاہ بھی تھی! موسم گر،  
میں جنوب سے آئے والی گرم ہوا میں جب دارالحکومت کے موسم کو تکلیف دہ بنا دیتی تھیں موبار  
جنت نظیر نظر آتا تھا! اور سرد ہوں میں بھی جب شمال کی رنجستہ ہوا میں ایک آدھ بفتے کے لئے  
اوھ کارخ کرتی تھیں تب بھی موبار ہی ان خشک اور بے حد خشندی ہواؤں سے نجات دلتا تھا!  
وہ لوگ سکردو سے پہلے یہاں نہیں پہنچ سکے تھے۔ ہونے یہ کہ جب دہ بندرا گاہ پہنچ تو انہیں  
معلوم ہوا کہ لاچ میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے!۔ پھر ہاں انہیں اس کا بھی موقع نہ مل سکا کہ،  
ایکس ٹو کواس کی اطلاع دیتے! بہر حال آدھے گھنٹے بعد لاچ رواگی کے قابل ہو گئی تھی!  
وہ موبار پہنچ تھے! اور سکردو ان سے پندرہ منٹ پہلے ہی موبار کا گھنٹ جھوڑ چکا تھا! لیکن

یہاں یہ معلوم ہو گیا کہ کارکس عمارت میں گئی تھی۔

صدر نے بھی مناسب سمجھا کہ وہ تھا اس عمارت تک جائے! اس لئے جوہاں اور نعمانی کو گھٹت ہی پر چھوڑ گیا تھا! اس عمارت تک اس کی رسائی ہو گئی تھی! لیکن وہاں پہنچ کر اس نے یہ بھی: دیکھاتین مسلح آدمی بڑی مستعدی سے عمارت کے گرد پہرہ دے رہے ہیں!

پھر اندر ہیرا پھیل گیا! اور صدر سوچتا ہی رہ گیا کہ عمارت کے اندر پہنچنے کے لئے کون سی تدبیر اختیار کرے۔ وہ راصل اطمینان کرتا چاہتا تھا کہ عمران زندہ بھی ہے یا مر گیا! ہو سکتا ہے اس کا ذکر کے میں اس کی لاش ہی بذریعی ہو جسے ٹھکانے لگانے کے لئے یہاں لاایا گیا ہو!

پہرہ دینے والے اندر ہیرے میں کافی چاق و چوبنڈ رہے! وہ بار بار تاریخ کی روشنی چاروں طرف ڈالتے... اور ان کی تالگیں متحرک ہی نظر آتیں!... صدر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے!

یک بیک ایک کھڑکی کھلی اور صدر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں! کیونکہ کھڑکی کے دوسری طرف عمران نظر آیا تھا!... اور وہ اتنا ایسے ایزد کھائی دے رہا تھا کہ صدر کو اپنی تشویش پر تاؤ آنے لگا! عمران سلپینگ سوت میں ملبوس تھا اور آنکھوں سے ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی سوکر اٹھا ہوا!

کھڑکی جلد ہی بند کر لی گئی! صدر ایک طویل سانس لے کر گھٹت کی طرف مڑ گیا! وہ سوچ رہا تھا کہ اب کوئی خطرناک کھیل شروع ہونے والا ہے!... وہ چلتا ہا!... اور بڑی آسانی سے راہ بھول گیا! اندر ہیرا توہاں ستوں کا تعین نہ کر لکا! اور

پھر جب اسے لہروں کا شور سنائی دینے لگا تو اس نے محسوس کیا کہ وہ غلط راستے پر آنکھا ہے کیونکہ گھٹت کاپانی تو پہ سکون تھا!... دور دور تک بڑی لہرس نہیں دکھائی دیتی تھیں! وہ پھر مڑا!... لیکن اچانک پیروں کو تکلیف دیئے بغیر شبیہ میں قلابازیاں کھاتا چلا گیا!... سر پر پڑنے والی ضرباتی ہی شدید تھی کہ وہ سنجھل سکا! قلابازیوں کی تعداد اسے یاد نہ رہی کیونکہ جو تھی قلابازی کے بعد ہی شور کی میشن بند ہو گئی تھی!

ہوش کتنی دیر بعد آیا تھا! اس کا اندازہ بھی آسان نہیں تھا اور یہ اس نے یہ ضرور معلوم کر لیا کہ اس کی گھڑی آٹھ بج کر تیرہ منٹ پر بند ہوئی تھی! ہو سکتا تھا پہ اس وقت بند ہوئی ہو جب وہ

نشیب میں لاحک رہا تھا! قلابازیوں کا خیال آتے ہی اس کے جسم کے مختلف حصوں میں سوزی ہونے لگی اور سر کا وہ حصہ شدت سے ڈکھنے لگا جہاں پڑتی تھی!

وہ کراہ کر انھیں بیٹھا! سارے جسم پر معمولی اور غیر معمولی خراشیں تھیں جن کی سوزش اسے انگاروں کا بستیا دلاری تھی!

یک بیک وہ بوکھلا گیا! کیونکہ کہہ مل رہا تھا!... زلزلہ!... وہ بدحواسی کے عالم میں اخہادر پھر یہ حقیقت اس پر واضح ہوئی کہ وہ کسی بھری جہاز کے کیمین میں ہے! وہ کھڑکی کی طرف چھپتا!... تاروں کی چھاؤں میں سمندر کی دیو پیکر لہریں صاف نظر آ رہی تھیں!

وہ کافی دری تک کھڑکی کی سلانخ پڑے کھرا رہا!... جسم کی سوزش سے زیادہ سر کا درود تکلیف دہ ہو رہا تھا!... تقریباً ایسی منٹ یہی سوچنے میں گذر گئے کہ اب اسے کھڑکی نے نہت کر کیمین کا دروازہ کھولنا چاہئے! لیکن فاہت نے ایسا کرنے سے باز رکھا تھا۔ بدقت تمام وہ دروازے سک آیہ لیکن اسے کھولنے میں کامیاب نہ ہو سکا!... شاید وہ باہر سے مقفل تھا!

وہ پھر بر تھوڑے گری جو کافی آرام دہ تھی لیکن در در سر کیسے رفع کرتی؟ اس پر پھر غشی کی طاری ہونے لگی! اس سے پہلے کبھی ایسی نکروڑی نہیں محسوس ہوئی تھی! وہ اپنے اوگنکھتے ہوئے ذہن کے خلاف جدوجہد کرنے لگا لیکن ناکامی ہی ہوئی۔ اس پر پھر غشی کی طاری ہونے لگی۔

دوسری بار ہوش آنے پر اس نے جہاز کا سائز نہیں لیا پھر ہو سکتا ہے کہ سائز کی کرخت آواز ہی سے اس کی نیند کا سلسلہ ٹوٹا ہوا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب جہاز حرکت نہیں کر رہا!... ابھی وہ بر تھے سے اٹھنے بھی نہیں پیلا تھا کہ کیمین کا دروازہ کھلا اور وہ آدمی اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریو اور تھا۔

"اسے انھا کر عرش پر لے چلو" اریو اور روابی نے دوسرے آدمی کو حکم دیا!

صدر نے خاموش ہی رہنا مناسب سمجھا! حالات کی نوعیت کا اندازہ کئے بغیر وہ کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتا تھا! وہ آدمی اس کی طرف بڑھا تھا کہ وہ خود ہی انٹھ گیا!... دروازہ کھلا ہوا تھا!

وہ چپ چاپ دروازے کی طرف بڑھا۔ ریو اور کی تال اس کی کرسے آگئی۔ اس طرح وہ جہاز کے عرش پر آیا!... یہاں تین چار آدمی شاکر پہلے سے ہی اس کے منتظر تھے! انہوں نے اسے گھیرے میں لے لیا!

"وہ ابے عرشے کی زینگ تک لائے اور ریوالوں نے رویا اور کے دستے سے اس کی کر پھٹپا کر کہا!" دیکھو دوست۔ اریلگ سے ایک سیر میں لٹک رہی ہے! بہتر یہی ہے کہ تم خود ہی نیچے اتر جاؤ! بورنہ دوسرا صورت یہی ہو گی کہ ہم ہمہیں اٹھا کر یچے پھیل دیں!... لیکن اس پر غور کر لو کہ دوسرا طریقہ مفید نہ ہو گا۔"

صدر کا ذہن اب کسی حد تک کام کے لائق ہو گیا تھا! مگر یہ کیا دیوایگی تھی؟ وہ اسے پانی میں کیوں آتا رہیے تھے؟... جہاز کسی ساحل پر نہیں تھا!... بلکہ اسی جگہ تھا جہاں چاروں طرف حد نظر تک پانی ہی پانی دکھائی دے رہا تھا۔ رات اتنی تاریک نہیں تھی کہ گرد و چیزوں اندر ہیرے ہی میں گم ہوتا!

## O

دوسری صبح عمران خواجہ دیر تک سوتا رہا! آنکھ تو معمول کے مطابق ہی سکھی تھی لیکن وہ آٹھ بجے تک آنکھیں بند کئے پڑ رہے اور اٹھا بھی تو اس طرح کہ انہیں شریڑ لڑکوں میں سے کسی نے دروازہ پیشنا شروع کر دیا تھا!

وہ اٹھا تو لیکن اس نے اپنے چہرے پر ایسا اضلال طاری کر لیا تھا جیسے برسوں کا بیمار ہوا!

"اوہ.... سر کار! "لڑکی نے گھبراۓ ہوئے سے انداز میں کہا۔ "کیا مراجع عالی کچھ گرانی محسوس کرتا ہے؟"

"دیکھو! بھی! ہم کئی بار کہہ چکے ہیں کہ گاڑھی اردو ہماری پوگ کیں نہیں آتی۔

"پوگ کے کہتے ہیں پر نہ۔"

"بد نختی ہے ہماری!" عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا! "کوش نے باوجوں بھی ہم اپنی زبان کے الفاظ نہیں روک پاتے۔ غالباً ہمیں پوگ کے جائے عقل یا سمجھ کہنا چاہئے تھا۔ خیر۔"

لڑکی نے باتھ روم کی جانب اس کی رہنمائی کرنی چاہی!

"ہمیں علم ہے۔" عمران نے پیزاری سے کہا! "جاو۔ ہم تمہائی خاہتے ہیں!۔ جاؤ دیکھو فون۔

ٹھیک ہوایا نہیں!۔"

"جاری ہوں! مگر فون ابھی کیسے ٹھیک ہو سکے گا! ابھی تک ہیڈ آفس سے کوئی آدمی نہیں آئی۔ وہ چلی گئی!

آدھے گھنٹے بعد عمران لباس تبدیل کر رہا تھا! لیکن اس کے چہرے پر پائے جانے والے آثار میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی! وہ اب بھی برسوں کا بیمار معلوم ہو رہا تھا!

شالی ناشستے کی میز پر اس کی منتظر تھی! اس نے اس کی حالت پر حیرت ظاہر کی!

"یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے پرنس! طبیعت تو ٹھیک ہے نا!" اس نے بوکھلا کر پوچھا!

"ٹھیک ہی ہے!" عمران نے مردہ سے آواز میں کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھ گیا!

کیا یہاں کوئی تکلیف پہنچی ہے۔ پرنس!

"نہیں....!" عمران نے پھر ٹھنڈی سانس لی! "تکلیف تواب پہنچے گی۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"کچھ نہیں! کچھ بھی نہیں!۔" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا اور سر جھکالیا۔

"نہیں پرنس یہ نہیں ہو سکتا! آپ کو بتانا پڑے گا! میں آپ کے چہرے پر پھر ڈگی نہیں دیکھ سکتے! دیکھتے یہ اچھی بات نہیں! آپ میرا دل دکھا رہے ہیں۔!"

"نہیں تو!...." عمران کے ہونٹوں پر پھیکی سی سکراہت نظر آئی! "ہم نے کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا! ہم کو دل دکھانے سے نفرت ہے! ہم ہمیشہ دل سکھاتے ہیں!۔"

"سکھاتے ہیں۔ دل!۔" ایک لڑکی نے حیرت سے کہا! "دل کیسے سکھایا جاتا ہے سر کار!"۔

"جیسے دکھایا جاتا ہے۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا!

"ہم اب بھی نہیں سمجھے... یور ہائی نس! دوسری بولی!

"بھئی ہمیں زیادہ اردو نہیں آتی۔ دکھ سکھ ہی پڑھا ہے ہم نے... دکھ سے دکھانا اور سکھانے سے سکھانا۔"

"تم لوگ اپنی زبانیں بند نہیں کرو گی!" شالی دونوں لڑکوں پر گزر گئی!

"نہیں خفا ہونے کی ضرورت نہیں!" عمران نے درد بھرے لہجے میں کہا! ابھی ہم رخصت ہو جائیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری ذات سے کسی کو دکھ پہنچے!

"اوہ.... تو آپ کچھ بچھے جائیں گے!"

"نہیں انہیں حریت ظاہر کرنے دیجئے!" عمران نے معموم لمحے میں کہا! "حقیقت یہ ہے کہ تم نے حضور ابا کے لئے اپنی نیک ترتیباً اٹھا دیا ہے۔ ہماری ریاست کے طور طریقے دوسروں سے الگ ہیں۔ ہماری رعایا جس حکمران سے انتقام لینا چاہتی ہے اُسے بہت دونوں تک زندہ رہنے دیتی ہے.... وہ اپنی زندگی سے تک آکر گلی کوچوں میں چھتا پھرتا ہے! کوئی قتل کر دے.... کوئی خدا کے نام پر قتل کر دے مجھے اور لوگ اس پر ہنستے ہیں اور خواہش کرتے ہیں کہ وہ زیادہ دونوں تک زندہ رہ کر اپنی عاقبت بگاڑتا رہے۔ تاکہ مرتے ہی سیدھا جنم میں بھیج دیا جائے۔ جس حکمران سے رعایا خوش ہوتی ہے اُسے فوراً قتل کر دیتی ہے تاکہ اتنا نیک آدمی جلدی سے جنت میں پہنچ سکے!"

"معاف کیجئے گا یہ کوئی ریاست ہے یا آپ کسی سرکس کا حال بیان فرمائیں ہیں! "ایک لڑکی بولی۔

"چھاتم لوگ تو جاؤ یہاں سے "شالی نے اٹھتے ہوئے کہا! اور وہ دونوں ہنسنی ہوئی جاگ گئیں۔ پھر شالی نے عمران سے کہا! "اوہ۔ پُرس دیکھئے چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے! پہلے چائے کیجئے۔ پھر اس مسئلے پر غور کریں گے!"

عمران خاموش ہو گیا! شالی اُس کے لئے چائے بنارہی تھی۔

عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ایک صورت ہو سکتی ہے!"

"کیا....! "شالی چوک کر پڑی!

"ہم اپنے آدمیوں کو آگاہ کر دیں کہ بخی طور پر تفریح کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں تلاش نہ کیا جائے اور روزانہ دن میں ایک بار انہیں اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہیں! اس طرح ہم کچھ دن تمہارے ساتھ گذار سکیں گے اور کسی قسم کا ہنگامہ بھی نہ ہو گا!.... مگر یہ ہماری کمیتی ہے کہ تمہارا فون خراب ہو گیا ہے۔ اب بتاؤ ہم کیا کریں!"

"فون آج ہی ٹھیک ہو جائے گا! پُرس! .... آپ فکر نہ کیجئے! .... اب ہنسنے بھی آپ کا اُس چہرہ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا!"

عمران تھوڑی دیر تک خاموشی سے چائے پیتا رہا پھر خوابناک سی آنکھیں بنا کر بولا۔ "ہمیں کیسے یقین آئے کہ ہم جاگ رہے ہیں!"

"کیوں نہ جائیں!" .... عمران نے پوچھا۔

"کاش آپ کچھ دن اور ٹھہر تے!"

"آہ.... ہماری بھی یہی خواہش تھی! .... مگر....!"

"مگر.... کیا پُرس! نہیں اگر آپ یہاں قیام فرمانا چاہتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو یہاں سے نہیں لے جاسکتی۔"

عمران سر جھکائے بیٹھا تھا! اس جملے پر اُس نے سر اٹھا کر شالی کی طرف دیکھا اور شالی ہو سکتا ہے کہ کچھ سپٹا گئی ہو! کیونکہ عمران کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے بھر ۲۳۱ ہوئی آواز میں کہا

"نہیں.... نہیں.... ایسا نہ کرو! ہمارے حضور ابا بہت بڑی طاقت ہیں.... وہ ہمیں زندہ رہنے دیں گے!" وہ ظالم ہیں جابر ہیں! کاش کسی طرح ہمیں ان سے چھکارا مل سکے!

"آپ چھکارا رہ چاہتے ہیں؟"

"بالکل چاہتے ہیں! کیونکہ پابندیوں سے ہمیں نفرت ہے!" عمران نے کہا اور اُس کی آنکھوں میں رُز کے ہوئے آنسو گالوں پر بہہ آئے....!

ایک لڑکی بلاوز سے رومال نکال کر اُس کی طرف چھپی اور جلدی جلدی اُس کے آنسو نہ کے! عمران نے بھی اُس پر اعتراض نہیں کیا!

"جب تک آپ کا دل چاہے رہئے! یہاں سے آپ کو کوئی نہ لے جاسکے گا۔ "شالی نے کہا!

"آپ نہیں سمجھ سکتیں محترم شالی! .... ہم بڑی مصیبت میں پڑ جائیں گے! اخبارات میں ہماری تصاویر شائع ہوں گی۔ ریاست چرودی آپ کی ریاست سے درخواست کرے گی کہ ہمیں ڈھونڈنے نکلا جائے! پھر آپ بھی پریشانوں میں بیٹلا ہو جائیں گی! ہمارے آدمی آج دن بھر ہمیں تلاش کریں گے! اس کے بعد تصاویر شائع ہونے لگیں گی! ریڈیو پر ہماری گشادگی کا اعلان ہو گا؟"

"پھر بتائیے امیں آپ کے لئے کیا کروں؟"

"بس یہ دعا کیجئے کہ ریاست میں انقلاب ہو! اور ابا قتل کر دیے جائیں!"

"اوہ.... ایسا بھی کیا؟" دونوں لڑکیاں بیک وقت بولیں!

"تم چپ رہو! .... "شالی نے پھر انہیں ڈائی!

وہ اُنہیں منزل کے نمبروں پر منتقل کر دی گئی۔

"بیلو... مسٹر طاہر... ہم چھوٹے شاہ تھری ناٹ جگ بول رہے ہیں!" عمران نے ماؤ تھجہ بیس میں کہا!

"ہاں.... اے تم خاموش رہ کر ہماری بات سنو...! ہم نہیں بتا سکتے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں! ہمارے آدمیوں سے کہو کہ ہمیں تلاش نہ کریں، جب ہمارا دل چاہے گا خود ہی تشریف لائیں گے! اور ہمارے گدھے میکر تھی سے کہہ دو کہ حضور ابا کو ہماری خیریت سے برادر مطلع کرتا رہے... کیا... وہ.... نہیں.... اچھا اچھا... دیکھو اُسے ضرور تلاش کرو! اگر وہ کھو گیا تو ہمیں اپنی تفریحات کو خیر باد کہہ کر فوری طور پر واپس آتا پڑے گا۔ آخر وہ گیا کہاں!... ہاں میں کہاں.... اف فوہ... وہ بالکل گدھا ہے! ہم وہاں ہرگز نہیں ہیں!... وہ جھوٹا تھا... پڑھ نہیں کہاں جا مرنا.... خیر.... دیکھو! خبرداری بات باہر نہ جانے پائے کہ ہم لاپتہ ہو گئے ہیں! ایک بار پھر خبردار... ورنہ تم ہمارے غصہ سے واقع ہو...! بس، ہم اپنی پسند کی تفریح کر رہے ہیں اور نہیں چاہتے کہ اس کی خبر حضور ابا تک پہنچے۔ اس لئے ہم لاپتہ ہو گئے ہیں!... تم ہمارے آدمیوں پر کڑی نظریں رکھو تاکہ وہ حضور ابا کو مطلع نہ کر سکیں!... اس کے عوض ہم تمہیں بہت بڑا انعام دیں گے!"

حضوری دیر تک وہ خاموش کچھ سوچتا ہا پھر غصے لبھے میں بولا! "ہم کچھ نہیں جانتے ای ہمارا حکم ہے!... اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی تو تمہارا اٹھکانہ کسی جہاں میں نہ ہو گا! چھوٹے شاہ کا غصہ ابھی تم نے دیکھا نہیں ہے! بس بکواس بند۔ راتاً تھوڑی علی صندوقتی بھی ہمارا ہی نہک حرام ہے.... نہیں شاہزاد نہک خوار ہے.... بس!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا مگر اُس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار پائے جا رہے تھے!

"کیوں پرنس کیا بات ہے...!" شالی نے پوچھا!

"کچھ نہیں! ہماری شربت!...." عمران نے جھلانے ہوئے لبھے میں کہا!

"شاہزاد آپ شامت کہنا چاہتے تھے!...!" شریرو لاکی نے ٹوک دیا۔

عمران نے تھوڑی آمیز انداز میں اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا "شاہزاد!" اور پھر سوچ

"کیوں؟"

"اف.... فوہ... کچھ سمجھ میں نہیں آتا!... اس سے پہلے کبھی ہمارا ساتھ غیر عورتوں سے نہیں پڑا!... ہم بچپن ہی سے پڑھتے اور سنتے آئے ہیں کہ نا محروم عورتوں کا قرب جہنم کا راستہ ہے! مگر.... مگر.... کیا اب کیا کہیں۔ کیا سمجھیں۔"

"ارے چھوڑیے۔" اشالی نہ پڑی! "وہ بُری عورتوں کی باتیں ہیں! میں تو ایک شریف لڑکی ہوں!"

"ہاں، ہم بھی سوچ رہے ہیں! صرف بُری عورتوں کو نا محروم کہتے ہوں گے!"

شالی نے اس کے مانسے پلیٹ کھکھاتے ہوئے کہا! "آپ نے یہ طوہ تو لیا ہی نہیں!"

"اوہاں... شکریہ!... طوہ ہم شوق سے کھاتے ہیں!... مگر حضور ابا کو یہ بھی ناپسند ہے!"

"واقعی بڑے خالم معلوم ہوتے ہیں!"

"ہمارا سینہ جھلنی ہے!...." عمران نے ٹھنڈی سانس لی!

"اوہ... ختم بھی کجھے! آپ کیوں پریشان کن باتیں سوچ رہے ہیں!"

"عادت پڑ گئی ہے۔"

ناشترے کے بعد شالی اسے ایک بڑے کمرے میں لے گئی جہاں ملیڑ اور پنگ پانگ کی میزیں تھیں! لیکن عمران نے یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ اسے یہ کھلی آتے ہیں!... دیے اُس نے شالی کو یہ ضرور بتایا تھا کہ وہ اکثر لوگوں کو کھلیتے دیکھ چکا ہے! خود کبھی کھلیے کا تقاضہ نہیں ہوا.... شالی اُسے پنگ پانگ سکھانے لگی! عمران بے ذہنگے پن سے کھیتا اور دیوار قہقہہ بٹا رہا!... دونوں لڑکیوں میں سے ایک وہی موجود تھی۔

دوسری نے دس بجے اطلاع دی کہ فون ٹھیک ہو گیا ہے اشالی عمران کو فون والے کمرے میں لائی! عمران بے نمبر مانگے اور جزیرے کے ایکچھے سے لائی مانگی۔

حضوری دیر بعد راتاپیلس سے فون مل گیا! آج کل بیک زیر و اُنہیں منزل میں رہا کرتا تھا اور عمران کی ہدایت کے مطابق اُس کی کالیں راتاپیلس سے وہ اُنہیں منزل کے لئے ڈائرکٹ کردی جاتی تھیں! اس وقت بھی بھی ہوا.... راتاپیلس کے غیر ایکچھے پر طاہر صاحب یعنی بیک زیر و کال

پہلی غرق ہو گیا! بلکہ زیر دنے اُسے مطلع کیا تھا کہ صدر چہاں اور نعمانی جزیرہ موبار پہنچے تھے، لیکن صدر وہاں سے غائب ہو گیا جو ان دونوں کو ساحل پر چھوڑ کر اُس کی جلاش میں گیا تھا! چہاں اور نعمانی نے پورا جزیرہ چھاں مارا مگر اُس کا کمیں پتہ نہیں ملا اور یہ اُنہیں اس عمارت کا علم ہو گیا ہے جس میں عمران مقیم ہے.... اب عمران سوچ رہا تھا کہ اُسے بہت احتیاط سے قدم اٹھانا چاہئے! یہ کوئی براہمی معلوم ہوتا ہے! یہ لوگ اُس سے کیا چاہتے ہیں؟ سب سے بڑا سوال تھا!.... کسی احمق آدمی کا اغوا کیا ممکن رکھتا ہے؟ وہ بھی ایسی صورت میں جب کہ اغوا کرنے والی لڑکیاں ہوں؟ پچھلی رات اُس نے شالی اور وکلی کی گفتگو بھی سن تھی! جس کا مقصد ہزوڑ تاریکی میں تھا!

"کیا سوچنے لگے ہیں پرنس!...." شالی نے کچھ دیر بعد ٹوکا!....

"ہمیں توپ الملک یعنی اپنے حضور ابا پر بے حد غصہ آ رہا ہے۔"

"کیوں آخر کیوں؟"

"اُن کا ایک آدمی بھی تک ہماری سراغری کرتا رہا ہے.... ہماری ٹوہ میں رہا ہے! وہ ہمارے پیچھے لگا ہوا یہاں تک آیا تھا!.... اور اب غائب ہو گیا ہے! وہ ایک مقای ہی آدمی ہے! یہاں تمہارے ملک میں بھی ہمارے حضور ابا کے اجنبی موجود ہیں جو مقای لوگ ہیں! وہ اپنے ساتھ ہمارے دو آدمیوں کو بھی لایا تھا لیکن انہیں ساحل پر چھوڑ کر ہماری جلاش میں نکلا تھا! لیکن پھر ہمارے آدمی رات بھر اُس کا انتظار ہی کرتے رہ گئے! وہ اپس نہیں گیا! پھر آج ہمارے آدمی تک ہار کرو اپس چلے گئے!.... تھوڑا علی کافی مجرم طاہر جو ایک مقای آدمی ہے۔ ہم سے فون پر گفتگو کر رہا تھا! اسی نے ہمیں یہ اطلاع دی ہے کہ وہ تینوں جزیرہ موبار گئے تھے! اس پر ہم نے کہا کہ وہ گدھے ہیں! ہم جزیرہ موبار میں نہیں ہیں!.... اب بتاؤ ہم کیا کریں۔"

عمران خاموش ہو کر جواب طلب نظر وہ سے اُسے دیکھنے لگا! یہ ساری گفتگو کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی! مگر صدر کا غائب ہو جانا ہی اس گفتگو کا محکم بنا تھا! اگر وہ انہیں لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو گا تو انہیں عمran کی صداقت کا یقین آ جائے گا!.... صدر کی طرف سے تو اُسے اطمینان تھا کہ اگر اُس پر تشدد کیا گیا تو اُس کی زبان سے پرنس آف چرولٹی ہی کی کہانی نکلے گی!

"یہ تو باقی پریشانی کی بات ہے۔؟" شالی نے تشویشی بات لمحے میں کہا۔

"ہے نا!....!"  
 "بالکل....?"  
 "پھر ہم واپس جائیں....!"  
 "اوه.... میں اتنی جلدی ہارماں لینے کی عادی نہیں ہوں پرنس! شالی مسکرائی!..."  
 "اوه! اس ملک کی عورتیں بھی ہار جیت کی باتیں کرتی ہیں! ہمیں سخت حرمت ہے!..."  
 "کیوں آپ کے یہاں کی عورتیں کیسی ہوتی ہیں! " شریڑا کی نے پوچھا۔  
 "وہ غیر مردوں سے گفتگو نہیں کر سکتیں! باور پی خانے کی شہزادیاں ہوتی ہیں!۔ مرغی کی شکل دیکھ کر تادیں گی کہ مہینے میں کتنے اٹھے دیتی ہو گی! مجھے یقین ہے کہ تم نہ بتاسکو گی!"  
 "دیکھو پرنس تم بالکل پرواہ نہ کرو! یہاں ہمارے کچھ دشمن بھی ہیں! ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تمہارے آدمی کو پکڑ لیا ہو! لیکن کیا وہ اُس سے متعلق معلومات حاصل کر سکتیں گے!"  
 "اوہ ہو! تو کیا تمہارے دشمن تمہارے دوستوں کی ٹوہ میں بھی رہتے ہیں ل۔"  
 "ہو سکتا ہے کہ رہتے ہی ہوں!..."  
 "سب تو ہماری واقعی ثامت آجائے گی!..."  
 "اوہ.... آپ اتنے ذرپوک کیوں ہیں پرنس!..."  
 "هم ذرپوک....!" عمران نے یہ نئے پرہاتھ مار کر تن گیا۔ ہونٹ مسخ لئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں!۔ "اوہ تیزی سے اُس کرے کی طرف مڑ گیا جس میں رات ببر کی تھی!۔

## O

صدر ریت کے ایک تودے پر چپ پڑا ہوا تھا اور ایک بھری پر نہدہ تیز آواز نکالتا ہوا اُس طرح منڈلا رہا تھا جیسے اُسے مردہ سمجھتا ہوا!  
 سورج کی کرنیں تکلیف دہ نہیں تھیں!.... بلکہ وہ تو ایسی لگ رہی تھیں جیسے مسامات میں داخل ہو کر جسم کا درد نچوڑ رہی ہوں! نیچے ریت کا زام بستر بھی آرام دہ تھا!۔  
 وہ اپنے اوپر منڈلا نے والے بھری پر نہدے کو لا پرواہی سے دیکھ رہا تھا! وہ سوچ رہا تھا کہ اُس

نے اُسے مردہ سمجھ کر جچنامارنے کی کوشش کی تو خود ہی بھگلتے گا! اس وقت یہوش تھا! اور نہ اتنی زیادہ کمزوری ہی محسوس کر رہا تھا! بس اس طرح پڑے رہ کر تحکم ہی اندری جا رہی تھی! دیسے یہ اور بات ہے کہ اس تدوے پر پڑے ہونے کی وجہ اب تک اُسکی سمجھ میں نہ آئی ہو!... آکھ کھلنے پر اُس نے خود کو اسی تدوے پر پڑاپلایا تھا اور پچھلی رات کے واقعات اس کے ذہن میں چکرانے لگے تھے!... اُسے رسیوں کی وہ سیر ہی یاد آئی جو جہاز کی ریلنگ سے یچے تک رہی تھی اور جس کے ذریعے اُسے پانی پر اترنے پر مجبور کیا جا رہا تھا! اُسے ازنا ہی پڑا تھا اور کچھ دور نیچے اترنے پر اُسے معلوم ہوا تھا کہ سیر ہی کا دوسرا ایک موڑ لائج میں اٹک رہا ہے۔ تب اُسکی جان میں جان آئی تھی! اور جیسے ہی وہ لائج میں پہنچا تھا۔ تین چار آدمی اُس سے لپٹ گئے تھے۔ پھر اسے یاد نہیں کہ کیا ہوا تھا۔ دیسے یہ تو یاد تھا کہ لائج پر چکچھے ہی لائچ کا انجم اشارت ہوا تھا اور وہ حرکت میں آگئی تھی اور جہاز سے دور ہونے لگی تھی! پھر یہ بھی یاد آیا کہ اُس کے بعد ہی اُس کا گلا گھوننا جانے لگا تھا!... ظاہر ہے اس کا مقصد یہی رہا ہو گا کہ وہ کچھ یاد رکھنے کے قابل نہ رہ جائے!

اب یہ تدوہ تھا اور سر پر منڈلانے والا بھوکا پر نہ... دور درستک کی دوسرے آدمی کا پتہ نہ تھا! تھوڑے ہی فاصلے پر سمندر کی لمبی ریت پر چڑھ آئیں اور پھر لوٹ جاتی!۔ وہ دیر تک لمبی کا تاشہ دیکھتا رہا! کبھی تو معلوم ہوتا جیسے کوئی بڑی ہر اُس تدوے پر سے بھی گذر جائے گی! لیکن ایک بار بھی ایسا نہ ہو سکا! جب آفتاب کی شعاعوں میں حدت محسوس ہونے لگی تو وہ اخنا اور تدوے کے سب سے اوپر حصے پر کھڑا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا! یہ بھی ایک جزیرہ ہی تھا! مگر جزیرہ موبار تو ہر گز نہیں تھا بلکہ اسیں جانب والے نشیب میں کافی بڑی آبادی نظر آرہی تھی! مگر اس لمحتی میں مبارکی بستی جیسی شاندار عمارت کوئی بھی نہیں تھی! ان کے بجائے چھوٹے چھوٹے جھونپڑے نظر آرہے تھے! اکاڈکا پختہ عمارتیں بھی تھیں! لیکن بدوضعی! دیقانوں اتنا کل کی!

صدر بستی کی طرف چل پڑا!... سر پر منڈلانے والا پرندہ چیختا ہوا درور نکل گیا تھا! شائد اُسے مایوسی ہوئی تھی!

بستی میں پہنچ کر صدر کو معلوم ہوا کہ وہ ماہی گیر دل کی بستی تھی! اور چونکہ وہ خود بھی کسی ماہی گیری کے لباس میں تھا اس لئے اُس کی طرف کوئی بھی متوجہ نہ ہوا۔ بھوک کے مارے اُس کی آنثی اشٹھنے لگی تھیں۔ اُس نے اپنی جیبیں نٹولیں! لیکن وہ بھی خالی تھیں! حالانکہ پچھلی رات اُس کے پاس ڈیڑھ سو سے کچھ زائد ہی رقم تھی۔

وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا! جسے بازار ہی کہنا چاہئے!۔ بیہاں راستوں پر لکڑی کے دورو یہ کیبتوں میں دو کافیں تھیں اور فضائیں مچھلیوں کی بہلکی بساندھ مسلط تھی! نم اور نمکین ہوا ذہن کو بو جمل کے دے رہی تھی! اور وہ بڑی شدت سے ایک کپ گرم گرم چائے کی ضرورت محسوس کرنے لگا تھا!

"اوو... نیلی پیٹھ والا!"... صدر چونکہ کر مردا!... اور اُسے یقین ہو گیا کہ آواز اُسے ہی دی گئی تھی!... ایک دوکان کے قریب ایک نم مغربی ہی لڑکی نظر آئی جس کے پیروں کے پاس ایک بڑی سی جہاںی رکھی ہوئی تھی!... اُس کے جسم پر مغربی طرز کا لباس تھا! لیکن رنگت اتنی صاف نہیں تھی جس کی بنا پر اُسے مغربی سمجھا جا سکتا! ویسے خدو خال دلکش تھے! صدر اُس کی طرف بڑھا!

"توم... مددوری کرے گا۔"

"مددور... میم صاحب... " صدر نے اطمینان کا سائز لے کر سوچا کہ اب وہ اپنا پیٹھ بھر سکے گا!

اُس نے وزنی جہاںی اور لڑکی کے پیچھے چلنے لگا! لڑکی کا لباس قیمتی نہیں تھا! اور نہ اُسے استعمال کرنے کے سلسلے میں سیلہتی بر تاگی تھا! بادی انتظر میں وہ کسی امیر گھرانے سے تعلق رکھنے والی نہیں معلوم ہوتی تھی!۔

صدر کو شائد ڈھائی تین فرلاگ چلنا پڑا تھا! اور پھر وہ ایک چھوٹی سی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہا تھا!

"آ جاؤ... آ جاؤ!...!" لڑکی کہتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی!... پھر وہ ایک دروازے میں داخل ہوئی جس سے ہلاکا سادھاں باہر نکل رہا تھا!

"آ جیاؤ... اُس نے پھر کہا۔"

اب صدر نے خود کو ایک مختصر سے بارچی خانے میں پایا جہاں ایک بوڑھی عورت بیٹھی  
اُب لے ہوئے آکو چھیل رہی تھی۔ صدر نے جہابی فرش پر رکھ دی اور لڑکی کے اشارے پر ایک  
گوشے میں پڑے ہوئے اسنوں پر بیٹھ گیا۔  
"کتاب مسدود رہی!" لڑکی نے پوچھا۔

"پچھے نہیں میم صاحب۔" صدر نے لاپوائی سے شانوں کو جبکش دی! "مسدود رہی ایک  
کپ چائے بھی ہو سکتی ہے.... اور چائے کے ساتھ دو ایک سلانگیں بھی!"

"تم ادھر کا نہیں جان پڑتا۔" لڑکی نے کہا اور عورت سے انگریزی میں بولی: "چائے گرم کرو۔"  
یہ عورت بھی دیسی ہی معلوم ہوتی تھی لیکن اس کا لباس بھی مغربی ہی طرز کا  
تھا۔

"ہاں! میم صاحب۔ میرے چند دشمن مجھے یہاں پھینک گئے ہیں! انہوں نے میرا سارا روپیہ  
چھین لیا! میں کل رات تک مفلس نہیں تھا۔"

"کیا تم جواری ہے۔" لڑکی نے پوچھا!  
"نہیں میم صاحب! میں ایک شریف آدمی ہوں۔"

"پھر تم کیسے لٹ گیا!... ادھر... شہر سے جواریوں پر جوا ہوتا!... جہازی لوگ ان کو ہرا کر ادھر  
ادھر پھینک دیتا!... بہت دور... شہر سے جواریوں کو لاتا۔ جہاز پر جوا کھیلتا۔ پھر... جسیرے  
میں پھینک دیتا!"

"اوہ... مگر میں تو جزریہ موبار میں ٹھلہ رہا تھا۔ کچھ نامعلوم آدمیوں نے مجھے پکڑ لیا تھا! ایک  
اسٹرپر لے گئے تھے، پھر میں سو گیا۔ آکھ کھلی تو یہاں تھا۔"

"نہیں... تم جھوٹا!... لڑکی نہیں پڑی!  
"ہاں میم صاحب....! میری جیب میں اچھی خاصی رقم تھی! جوانہوں نے نکال لی....!"

"موبار کدھر ہوتا!....  
دارالحکومت سے میں میل دور ہے!.."

"دارالحکومت کدھر ہوتا!..."  
صدر سوچنے لگا اب جواب کیا ہونا چاہے! اتنے میں بوڑھی عورت نے چائے گرم کر لی!

صدر کو چائے کے ساتھ کچھ سلانگیں بھی ملے اور وہ مر بھکوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا۔

"اب تم کیسے جائے گا۔" لڑکی نے پوچھا!

"مزدوری کر کے رقم اکٹھی کروں گا تاکہ دارالحکومت تک سفر کر سکوں! اس جزیرے کا کیا  
نام ہے!"

"بھیڑہ!"

"یہ تو عام نام ہو۔ میں خاص نام چاہتا ہوں!"

"بس بس اسے.... آئی لینڈ بھیڑہ ہی کہتے ہیں! ادھر جہاز آتا.... سامان لاتا.... لیکن  
کسی کو لے نہیں جاتا.... کسی کو نہیں لاتا!"

"یہ تو بڑی بھیڑ بات ہے!" صدر نے جھرت سے کہا۔

"تو مم.... ادھر رہے گا۔" لڑکی نے پوچھا۔ اور صدر سوچ میں پڑ گیا کہ کیا جواب دے۔  
لڑکی نے کہا! تم ہمارا ذیڈی کا دیکھ بھال کرو! ام تو مخوش کر دے گا!"

"اچھا بات ہے۔ ہم دیکھے گا!" صدر نے کچھ سوچنے ہوئے سر ہلایا! اس نے سوچا کہ شاید  
اس کے ذیڈی ہی سے کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔"

"تم انگریسی سمجھتا ہا۔"

"ہاں سمجھتا بھی.... اور بولتا بھی!"

"اوہ تب تو تم بہت اچھا۔ بہت اچھا!... "یکا یک بوڑھی عورت بول پڑی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" لڑکی نے انگریزی میں پوچھا!

"اوہا را... مسی!"

"تم کیا کام کرتے تھے؟!...."

"میں مچھلی پکڑنے والوں کی ایک فرم میں کلرک تھا۔"

"اوہ.... تو مم پڑھے لکھے آدمی ہو! بڑی خوشی ہوئی!" لڑکی بچھج خوش نظر آنے لگی!

"میں ہر قسم کی خدمت انجام دے سکتا ہوں مسی! مزدوری بھی کر سکتا ہوں!" صدر نے  
کہا۔

صدر نے ڈٹ کر ناشستہ کیا! اور پھر وہ انگریزی میں گفتگو کرنے لگے!

"میں نے دس سال سے مہذب آدمیوں کی گھنٹیں نہیں دیکھیں۔" لڑکی نے کہا۔ "تم شاید شہر سے آئے ہو۔ مجھے وہاں کی باشیں بتاؤ...! اکثر ڈیڈی کے پاس شہر سے لوگ آتے ہیں! لیکن وہ مجھ سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بہت زیادہ عقائد لوگ ہوتے ہیں! برف سی سفید ڈار ہیاں۔ لبے چونے اور گردنوں میں صلیبیں لکھی ہوئی۔"

"کیا آپ کے والد پادری ہیں؟" صدر نے پوچھا۔

"میں نہیں سمجھ سکتی! اکہ وہ کیا ہیں! میں نے کبھی انہیں چوغہ پہنچنے ہوئے نہیں دیکھا! اور نہ وہ صلیب ہی لٹکاتے ہیں! لیکن شہر سے ان کے پاس مقدس ہی لوگ آتے ہیں!.... مجھے ان سے بڑی وحشت ہوتی ہے! اب تم آگئے ہو۔ اب میں تم سے گفتگو کیا کر دیں گی۔ ڈیڈی کی باشیں تو میری سمجھ ہی میں نہیں آتیں... وہ دن رات موٹی موتی کتابوں میں ڈوبے رہتے ہیں!.... مجھ سے بہت کم گفتگو کرتے ہیں!.... میں اچھی طرح ان کی دیکھ بھال نہیں کر پاتی!.... اب تمہارے آجائے سے مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔"

صدر کچھ نہ بولا!.... خاموشی سے چائے پیتا رہا!.... وہ تیری سے سوچ رہا تھا! وہ جانتا تھا کہ یہاں کے لوگ اتحادی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ یہاں اجنبی ہے! راستے میں بھی راہ گیر اسے آنکھیں چھاڑ چھاڑ کر دیکھتے رہتے تھے! ظاہر ہے کہ اسے یہاں اپنی موجودگی کی وجہ تباہی پڑے گی! یہ لڑکی تو شاہزادہ اس کے پیان سے مطمئن ہو گئی ہے، پھر اسے اس کی پرواہ ہی نہیں ہے کہ وہ یہاں کیوں اور کیسے آیا ہے!

بہر حال اب اگر کسی نے استفسار کیا تو اس کا جواب کیا ہو ناچاہئے؟ وہ سوچتا رہا اور پھر یہی فیصلہ کیا کہ اسے پرانی آف چروٹی ہی ولی کہانی پر جم جانا چاہئے۔ کچھ دیر کے لئے وہ اس کے سیکر ٹری کا روول ادا کر چکا تھا! لیکن اس میں قباحت یہ تھی کہ وہ عمران کی طرح اٹ پنگ زبانوں اور بکاؤں کا ماہر نہیں تھا!.... ہو سکتا تھا کہ سیکر ٹری کے روول میں اس کی پول کھل جاتی!.... لہذا اس نے چروٹی اسٹیٹ کے کسی مقامی ایجنت کا روول اختیار کرنا مناسب سمجھا! اس طرح وہ چروٹی اسٹیٹ کی زبان سے ناداواقف ہونے کے باوجود بھی خود کو اس سے آشنا تابت کر سکتا تھا! صدر احمد نہیں تھا کہ یہاں اپنی موجودگی کو لا یعنی سمجھ لیتا۔ آخر یہاں اس طرح چھینکے نہیں کیا وجہ ہو سکتی ہے!۔ کیا وہ اس سے عمران کی حقیقت نہیں معلوم کرنا چاہئے! لیکن شاید

آن کا طریق کا رقت شد وانہ ہونے کی بجائے نفیا تی ہے! وہ ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں۔ جن کھجور تحت بوکھلا کر صدر خود بخود ہی پکی بات انکل دے! اور اگر یہ بات نہیں تو پھر اسے یہاں لا چکنے والے دیوانے ہی تھے!.... کیونکہ یہ حرکت اگر کوئی مقصد نہیں رکھتی تو اسے دیواں کی کیا جا سکتا ہے!

وہ ایک کپ ختم کر چکا تو دوسرا البریز کر دیا گیا! بوڑھی عورت بھی اب بہت زیادہ مہربان نظر آنے لگی تھی!

اب صدر جلد از جلد لڑکی کے ڈیڈی سے ملنا چاہتا تھا!.... وہ کون تھا جس سے ملنے کے لئے یہاں اس غیر مہذب بستی میں لمبے چونے والے پادری آیا کرتے تھے اور اس کی بیٹی کو ان سے وحشت ہوتی تھی!

آن نے بوڑھی عورت کی طرف دیکھا! تو کیا یہ اس لڑکی کی ماں تھی؟

صدر پوچھنے سکا!.... وہ اتنی جلدی معلومات میں اضافہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا! البتہ وہ اُن سے اس بستی کے متعلق گفتگو کرتا رہا!

لڑکی بے حد خوش نظر آرہی تھی! لیکن بوڑھی عورت کے متعلق صدر کا خیال تھا کہ وہ بہت محظاً ہو کر گفتگو کر رہی ہے!

چائے کے بعد لڑکی نے کہا!.... "چلو میں تمہیں ڈیڈی کے پاس لے چلوں!...."

اس مختصری عمارت میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے تھے! اور جو سب سے بڑا تھا اس میں چاروں طرف کتابیں ہی کتابیں نظر آرہی تھیں! اور وہاں صدر کو ایک عجیب الخلقت آدمی دکھائی دیا جاویک موٹی ہی کتاب پر جھکا ہوا تھا!

یہ پنست قدر لور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا! کھوپڑی صاف تھی! لیکن صدر کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس صفائی میں دست قدرت کا داخل نہیں تھا! بلکہ وہ کسی آدمی ہی کے استرے کی رہیں منت تھی! کالوں پر گھنی ڈار ہی تھی! لیکن موچھیں بھی استرے کی دستبردارے نہیں بچی تھیں! اس حلے میں تو ٹخنوں سے اوپنچا پاجامہ ہی بہار دکھاتا تھا لیکن اسے کیا کیا جائے کہ اس کے جسم پر جدید ترین وضع کا ایک بیش قیمت سوت تھا! گلے میں نائی بھی تھی!.... اور بھیثت جھوٹی وہ کسی شریف آدمی کا کیری کچھ معلوم ہو رہا تھا۔ آہت پر اس نے ایک پل کے لئے سر اٹھا کر ان پر اچھتی ہوئی

نظرڈالی اور پھر کتاب پر جھنگ کیا!

"ڈیڈی! ہمیں بالآخر آدمی مل گیا!... "لڑکی نے خوش ہو کر کہا!

"بڑی دلچسپ اطلاع ہے!" ڈیڈی نے کتاب سے نظر ہٹائے بغیر کہا! "حالانکہ مجھے سالہا سال سے ملاش تھی لیکن ایک بھی نہ مل سکا!."

"یہ آپ کا ہاتھ بھی بنا میں گے! کافی پڑھے لکھے آدمی میں! اب آپ اپنی لاہبری کے لئے متکفر نہیں رہ سکتے!."

اس نے صدر کو بیچ سے اوپر تک گھور کر دیکھا اور سر کی جہنم سے کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا! "بیٹھ جاؤ!... اور بے بی اب تم جاؤ!."

لڑکی اٹلے پیروں وابس گئی! صدر بیٹھ چکا تھا!

"تمام!... "اس نے صدر کو گھوڑتے ہوئے پوچھا!

"اوهارا!...!."

"بیہاں کب سے ہو...!.."

"یہ ایک بھی کہانی ہے!... "صدر نے کہا! "آپ کے پاس شائد اتنا وقت نہ ہو کہ آپ سن سکیں!."

"کہانیاں مجھے پسند ہیں! وقت نکال سکتا ہوں! مگر شرط یہ ہے کہ بچی کہانی نہ ہو۔"

"میں نہیں سمجھا جناب!... "صدر نے حیرت سے کہا!

"بچی کہانیوں میں کوئی نی بات نہیں ہوتی!... تم مقامی آدمی نہیں معلوم ہوتے!... کیونکہ مقامی آدمی تو کسی کی نوکری کرتے ہی نہیں!... ظاہر ہے کہ باہر ہی سے آئے ہو گے! اور اس آنے کے سلسلے میں وہی پرانی داستان سناوگے جو اس سے پہلے بھی کئی آدمی سنا پکے ہیں!.."

"میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کوئی کہانی سنائی ہوگی!... "صدر نے تحریر انداز میں پلکیں چھپکائیں!

"کیا تم جواری ہو...!.."

"نہیں!... "صدر نے طویل سانس لی اور بولا! "میں نہیں سمجھ سکتا! بھی یہی سوال آپ کی صاحبزادی نے بھی کیا تھا!.."

"آہا... جب تو تمہاری کہانی اس سے مختلف ہوگی! میں ضرور سنوں گا! "عجیب الخلقت آدمی نے کہا!

یک بیک کتابوں کی الماری کے پیچھے کوئی کتے کا پلانیاں نیاوس کرنے لگا اور عجیب الخلقت آدمی اچھل کر کھڑا ہو گیا!

"جاوہ دوست اورہا!... پھر سنوں گا تمہاری کہانی!... میرا پچھے جاگ گیا ہے.... جاؤ نکلو بیہاں سے تمہیں دیکھ کر وہ ڈرے گا۔"

پلانیاں نیاوس کرتا ہا! اور صدر کمرے سے نکل آیا!

وہ سوچ رہا تھا کہ کس پاگل خانے میں آپھنسا ہے! پتہ نہیں وہ ہوش میں آپکا ہے یا بیوٹی ہی کے عالم میں کوئی خواب دیکھ رہا ہے!



عمران کو بڑی احتجتی نیند آئی تھی! لیکن اسے کیا کرتا کہ سونہ سکا! پتہ نہیں کس تکلیف کی بنا پر آگھ کھل گئی تھی!... تکلیف خواہ کچھ رہی ہو اس کا احساس تو نہیں ہوا تھا لیکن سینے پر بکی ہوئی رائفل کی ہاں فوراً ہی نظر آگئی!

"تادہ!... فی!... خلفشار ہونڈری!...! "عمران بڑا بولایا!... وہ اتنا حمق نہیں تھا کہ اس موقع پر "ارے باپ رے" کا نعرہ لکا کر اپنی قومیت کا اعلان کر دیتا!

رائفل والے کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا!

عمران تھوڑی دیر تک اسے گھورتا رہا پھر گرج کر بولا! "چے گر فروش ڈگنڈا!... چھوٹی فراش فی اکدل!.."

"چپ چاپ پڑے رہو!... یا لگی زبان بولو... جو میری سمجھ میں آئے کے!

نقاب پوش نے انگریزی میں کہا!... اور عمران نے پھر اپنی مادری و پدری زبانوں کا مجموعہ جھاڑ کر کھدیا!

اور ایک طرف کھڑا ہو کر کاپنے لگا۔

"اے.... ت تم.... یہ مم.... مت سمجھنا کہ ہم ڈر گئے ہیں۔" وہ کامپتا ہوا کہہ رہا تھا۔  
"ہمیں سس.... سردی.... لل.... لگ رہی ہے۔"

وہ سب ہنسنے لگے.... لڑکیوں کے منہ فن تھے.... لیکن یہ کیفیت دیر تک نہ رہ سکی۔  
را تقلیل والا نقاب پوش جو غالباً مطمئن تھا را تقلیل رکھ کر رسی سننجا لئے گا تھا۔ اچاک عمران کا شکار  
ہو گیا۔ اُس نے اُسے سر سے بلند کر کے قدم آور نقاب پوش پر کھینچا رہا۔ بس پھر شور ہونے لگا۔  
عجیب سی افراتری تھی گئی۔ لڑکیاں سہم کر مختلف گوشوں میں جاد بکیں اور کہہ میدان جنگ بن  
گیا۔ نقاب پوشوں میں سے ایک تو فرش ہی پر ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور تین عمران پر ٹوٹ پڑے تھے  
لیکن ان کی کوشش تھی کہ عمران کو بے بس کر دیں مگر وہ ایک بار سے زیادہ اُسے ہاتھ نہیں لگا سکے  
تھے۔ وہ اس طرح چلا نکلیں گا ان کا رنگ اُس کی مرمت کر رہا تھا کہ اُس پر نظر ٹھہرانا بھی حال تھا۔ اُس  
کی کوشش تھی کہ وہ رائفلوں پر ہاتھ نہ ڈال سکیں۔ ایک رائفل تو ایک بار کی ٹھوک سے کرے  
کے باہر جاہی چکی تھی مگر شائد ان تینوں کو بھی رائفلوں کی پرواہ نہیں تھی وہ اُسے بے بس کر کے  
شائد باندھ لیتا چاہتے تھے۔

"پکڑا گدھو! کیوں او گھر ہے ہو۔" قد آور نقاب پوش نے اپنے ساتھیوں کو لالکارا۔ اتنے  
میں عمارت میں کئی گھنٹیاں چیننے لگیں۔

اور نقاب پوش نے چیز کر کہا بھاگو۔ چوتا جواب سنبھل کر فرش پر بیٹھ گیا تھا سب سے پہلے  
نکل کر بھاگا اور وہ سب اتنی تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹنے کے عمران نہ کر رہا گیا وہ یہ فیصلہ  
نہ کر سکا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اُن میں سے کسی کو پکڑا یا جانے دے۔

لیکن پھر وہ بھی اُن کے پیچھے دوڑ گیا۔ گھنٹیاں بر ابر نک رہی تھیں اور ساتھ ہی عمران پر نس  
پر نس کی جنین بھی سُن رہا تھا۔ یہ تینوں لڑکیوں کی آوازیں تھیں۔ وہ شائد نہیں چاہتی تھیں کہ  
عمران اُن کے تعاقب کا خطہ مول لے۔

تھوڑی دیر بعد وہ بڑے کرے میں اکٹھے ہوئے۔ حملہ آور اپنی تینوں رائفلیں چھوڑ گئے تھے۔  
عمران اُن میں سے ایک کو بھی نہیں پکڑ سکا تھا۔ اُس کی سمجھتی ہی میں نہیں آسکا تھا کہ دو کروں میں  
گذرنے کے بعد وہ فضائیں پرواز کر گئے تھے یا نہیں زمیں نکل گئی تھی۔

"کیا بک رہے ہو!...." اس بار نقاب پوش نے اردو میں کہا!

"تمیز سے گفتگو کرو! ہمارا مرتبہ بیچا ہو!.... واہیات کہیں کے!...." عمران اردو میں دہلی  
اور ٹھیک اسی وقت تینوں لڑکیاں کرنے میں داخل ہوئیں! اُن کے چہرے زرد تھے! اور وہ پھر کی  
مور تیاں معلوم ہو رہی تھیں! اُن کے پیچھے بھی دور ایک نقاب پوش تھے۔  
پھر چوتا نقاب پوش کرنے میں داخل ہوا.... یہ قد آور خالی ہاتھ تھا!

"کیوں؟.... یہی ہے.... انور چوہاں!...." اُس نے گرج کر شالی سے پوچھا!  
"ہاں!.... یہ انور چوہاں ہیں! میرے شوہر!...." شالی مردہ سی آواز میں بوی اور عمران نے  
اپنے دیدے نچاٹے!

"تم جھوٹی ہو! دنیا کو دھوکا دے رہی ہو!...." نقاب پوش گرجا۔

"تم لوگ کہنے ہو! مجھے میرے حق سے کیوں محروم کرنا چاہئے ہو!...." شالی نے دفعنا  
غصیلے لہجے میں کہا۔" میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے!...." تم لوگ یہ سمجھو کہ میں ایکیلی ہوں! اگر خون  
خراپے کی ضرورت پیش آئی تو وہ بھی ہو جائے گا!"

"یہ انور چوہاں نہیں ہے!.... کیوں تم انور چوہاں ہو!...." عمران سے پوچھا گیا وہ قتی طور پر  
عمران کی سمجھ میں نہ آسکا کہ اُس کا جواب نہیں میں ہونا چاہئے یا ایسا ہاتھ میں....!"

"ہاں یہ انور چوہاں ہیں!۔" تینوں لڑکیاں بیک وقت بولیں اور ایسی بے نہیں سے عمران کی  
طرف دیکھنے لگیں کہ اُس نے بھی خود کو انور چوہاں ہی بنا دا لئے کا تھیہ کر ڈالا!  
"تم جواب دو! اور نہ گولی مار دی جائے گی!۔" نقاب پوش نے عمران سے کہا

"ہاں! ہمارا باتم انور چوہاں ہے!۔" اُس نے کہا اور لڑکیوں کے چہرے کھل اٹھے!  
اور شالی فور آتی بولی! "انہوں نے اپنی ڈاڑھی اور موچھیں صاف کر دی ہیں!"  
"ہاں ہمیں.... وہ جنگل گراں گزرتا تھا!۔" عمران نے کہا!

نقاب پوش نے تھکہ لگایا دیر تک بستارہ! پھر اپنے ساتھیوں سے بولا "چلو دوستو آج یہ کانٹا  
بھی نکل گیا!.... انور چوہاں کو باندھ لو!....!"

"نہیں!.... یہ نہیں ہو سکتا۔ ہر گز نہیں ہو سکتا!۔" شالی چیننے لگی اور قد آور نقاب پوش نے  
اُس کا منہ دبایا۔ دوسرا طرف رائفل والا نقاب پوش عمران سے اٹھنے کو کہہ رہا تھا۔ عمران اٹھا

تینوں مسلک پرے دار سر جھکائے کھڑے تھے اور شالی ان پر برس رہی تھی۔  
”ہمیں دھونکے سے کچھ پلاپا گیا تھا۔ بیگم صاحب!“ ایک پہرہ دار بولا۔ ”ورنہ ہم کبھی ڈیوٹی  
نہیں سونے یقین کیجئے۔“

”تم نے کیا پیا تھا۔“

”اندر سے کافی آئی تھی۔“

”وہ تروز ہی جاتی ہے۔“

لیکن میرا خیال ہے کہ آج اُس میں کچھ نہ کچھ ضرور تھا کیونکہ پیالی ختم کرتے ہی ہمارے سر  
چکرانے لگے تھے۔ یقین کیجئے ہم نے ایک دوسرے سے اس کی شکایت بھی کی تھی۔ پھر ہمیں یاد  
نہیں کہ ہم کس کس حالت میں کہاں کہاں پڑے رہے تھے۔ پھر جب آنکھ کھلی تو اندر شور سننا۔  
اندر پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔ گھنٹیاں بجا میں لیکن دروازہ نہ کھلا۔

عمران جو بہت غور سے اُس کی بات سُن رہا تھا دھلتا تھا ہلا کر بولا۔ ”دفع ہو جاؤ۔ جاؤ۔۔۔  
ہوشیار ہو۔ آئندہ ایسا نہ ہونا چاہئے۔“

پہرے دار سلام کر کے رخصت ہو گئے۔۔۔ اب ان تین خالگی ملازموں کی فکر ہوئی جو  
عمارت ہی میں سوتے تھے وہ اپنے کروں میں بیہوٹ پائے گے اور کسی طرح بھی ہوش میں نہ  
آسکے۔ عمران نے ڈاکٹر کو طلب کرنے کی تجویز پیش کی لیکن شالی نے کہا کہ وہ اس کہانی کو باہر  
نہیں جانے دینا چاہتی۔ عمران خاموش ہو گیا۔۔۔ ویسے اب اُس کی تشویش بڑھ گئی تھی۔ تھوڑی  
دیر بعد ایک لڑکی کافی کی مرے لائی۔

اور اب وہ دونوں بھی اُن کے ساتھ ہی میز پر بیٹھ گئیں۔ اس وقت عمران نے اس پر کوئی  
اعتراف نہیں کیا۔ شالی ویسے بھی اُسے پہلے ہی بتا بچی تھی۔ وہ اُس کی ملازمائیں ضرور ہیں لیکن وہ  
انہیں سہیلیوں کی طرح تڑیٹ کرتی ہے۔

”اب ہمیں بتاؤ کہ یہ کیا قصہ تھا۔“ عمران نے کافی کے دو تین گھونٹ لینے کے بعد  
کہا۔ ”حیرت کے مارے ہماری آنکھیں نکلی پڑ رہی ہیں کہ تم نے نہ صرف ہمارا نام بدل دیا تھا۔۔۔  
بلکہ۔۔۔“

اُس نے دانتوں میں انگلی دبا کر سر جھکایا اور شرم سے کان کی لویں تک سرخ ہو گئیں۔

لڑکیاں جو ابھی تک سمجھی ہوئی تھیں۔ اس شرماہت پر کسی طرح بھی اپنے قبیلے نہ روک سکیں اور  
شالی کی بخوبی میں جھلاہت اور شرمندگی کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔

عمران بدستور سر جھکائے بیٹھا رہا اور پھر ایک لڑکی نے اس کی مشکل آسان کر دی۔

”جی ہاں پر نس۔۔۔ نہ صرف آپ کا نام بدل گیا بلکہ آپ ان کے شوہر بھی ہو گے۔“

”بس بس! اب ہم کچھ سنتا نہیں چاہتے۔“ عمران گھر گیا۔

”پُرنس خدا کے لئے۔۔۔ خفاذ ہوئے۔“ شالی اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر گھنٹھیا۔

”ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم لوگ چاہتی کیا ہو۔ ہمیں ذر ہے کہ کہیں ہم پاگل نہ ہو  
جائیں۔“

میں ایک مظلوم اور ستم رسیدہ لڑکی ہوں پرنس۔ کیا آپ ہماری مدد نہیں کریں گے۔ ”شالی  
نے روپا نی ہو کر کہا۔

”ہماری سمجھ میں کچھ آتا ہی نہیں۔ ہم مدد کریں گے۔“

”بس آپ محترم شالی کے شوہر بن جائیے۔“ ایک لڑکی نے کہا اور عمران پھر کسی شر میل  
لڑکی کی طرح بدک گیا۔

”بھی۔۔۔ خدا کے لئے تم دونوں خاموش رہو۔“ شالی نے کہا۔ ”میں اس وقت بہت  
پریشان ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔ اس کا تذکرہ تو اس وقت ہوا ہے کہ میرا شوہر  
کتنے خطرات میں گھر جائے گا۔ انور چوہان کی زندگی ہر وقت خطرے میں ہو گی۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ وہ  
پُرنس کو پکڑ لے جانا چاہتے تھے۔“

”اوروہ ہمیں پکڑ لے گئے!“ عمران نے رُمان کر غصیلے لہجے میں کہا۔ ”محترمہ شالی ہم ہر قسم  
کے خطرات میں پڑنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ اس وقت ہماری بڑی توہین ہوئی ہے۔ غضب خدا  
کا۔۔۔ کسی میں اتنی جرأت ہو کہ وہ تھری ناٹ تھری جنگ بہادر کو باندھ کر لے جانے کی کوشش  
کرے۔“

”واقعی پُرنس! میں تو آپ کی جنگ کا نقشہ دیکھ کر دیگ رہ گئی تھی۔ اگر وہ بھاگ نہ جاتے تو  
شائد آپ ان چاروں کو مار ہی ڈالتے۔ اتنا طاقتور آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذر اجو  
کسی آدمی کو سر سے اوپنچا اٹھا کر پڑھ دے۔“ شالی نے تحریرانہ لہجے میں کہا۔

ناول نویس کی کہانی ہو۔ خود مجھے بھی یقین نہیں آتا کہ یہ کہانی پچھلی ہو گی۔ لیکن یہ کہانی بہر حال پچھلی ہے۔ یہ دوستیم لڑکوں کی کہانی ہے جو آج سے ساٹھ سال پہلے دنیا کی مشکلات کے خلاف جنگ کرنے لئے تھے۔

"یہ یتیم لڑکے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور خواہ خواہ آبدیدہ ہو گیا۔

"کیوں پرنس؟"

"لفظ یتیم پر ہم اپنی یقینی کے امکانات پر غور کرنے لگتے ہیں اور ہمارا دل بھر آتا ہے۔" عمران نے گلوکیر آواز میں کہا۔

لڑکیاں منہ پھیر کر مکرانے لگیں لیکن شالی کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہ آیا۔

"اے... یہاں چیزوں کی طرف دیکھا اور ان میں سے ایک نے کہا۔ "چیزوں میں مہماں کر سکوں گی

"چیزوں کے بغیر ہم خود کو بالکل الٰو محسوس کرنے لگتے ہیں۔"

شالی نے لڑکوں کی طرف دیکھا اور ان میں سے ایک نے کہا۔ "چیزوں میں مہماں کر سکوں گی سر کار لیکن قیمت بہت زیادہ ہو گی۔"

"ہم انعامات کی بارش کروئیں کے عادی ہیں۔" عمران نے شان بنے نیازی سے کہا۔

لڑکی چلی گئی اور شالی نے کہانی جاری رکھی۔ "یہ دونوں لڑکے ایک ہی بستی کے رہنے والے اور گھرے دوست تھے۔ اعزہ نے ان پر مظلوم کے پہاڑ توڑے تھے اور دونوں کے حالات یکساں تھے۔ وہ دونوں دنیا سے لانے لئے تھے۔ ٹھوکریں کھاتے ہوئے افریقیہ کے ایک جزیرے میں جا پہنچے جو ایک انگریز کی ملکیت تھا۔ دونوں نے وہاں مزدوروں کی سی زندگی شروع کی لیکن تین یا چار سال کے اندر ہی اندر جزیرے کے مالک کی آنکھوں کے تارے بن گئے ایک بار انہوں نے چند

جنگی درندوں سے اس کی جان بھی بچائی تھی۔ انگریز لاولد تھا۔ ان دونوں کو اپنے بیٹوں کی طرح رکھنے لگا۔ بوڑھی عورت بھی انہیں بیٹوں ہی کی طرح سمجھتی تھی۔ بوڑھی عورت کا نام شالی تھا۔

وہ دونوں وہیں رہے اور انگریز کی وصیت کے مطابق اس کے بعد دونوں ہی اس جزیرے کے مالک بنے اور ان دونوں نے تہبیہ کیا کہ اُن کی دولت اور جائیداد ہمیشہ نسل آباد نسل امثرا کرے گی۔

قاتلوںی طور اُس کے حصے بخڑے نہ ہو سکیں گے۔ پھر وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ اپنے دلن میں دوبارہ واپس آئے۔ اب وہی اعزہ جو انہیں ٹھوکریں مارتے تھے۔ اُن کے قدموں میں پچھے

"واہ، ہم نے تو بہت دیکھے ہیں ایسے آدمی۔" وہ شمعون دلالہ... اف فوہ... وہ تو بڑی بڑی عمارتیں گردایا کرتا تھا۔"

"شمعون دلالہ! لڑکی نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"اُرے ہاں... وہ سینما میں ہوتا ہے نا... اُس کا نام کچھ اور تھا ہم نے اُس کا عربی میں ترجمہ کر لیا ہے۔ وہ تھا نہیں.... جس کی قوت بالوں میں تھی۔ سر موٹ دیا گیا تھا تو بالکل بھینس ہو کر رہ گیا تھا۔ ہمیں یقین نہیں آیا تھا لیکن پھر یقین آگیا تھا۔"

"اچھا میں سمجھی آپ شائد مکسن اینڈڈی لائل کی بات کر رہے ہیں مگر آپ کو کیسے یقین آیا تھا۔ مجھے تواب تک یقین نہیں آیا۔"

"نہیں بالوں میں ہوتی ہے وقت۔ کسی بند کشم کی قوت ضرور ہوتی ہے وہ اُسے کیا کہتے ہیں اُردو میں جو گیت بناتا ہے۔ ہماری زبان میں تو بکشم کہلاتا ہے۔"

"گیت بناتا ہے۔" لڑکی سوچتی ہوئی بولی۔ "پوچھ... اورہاں شاعر... اُردو میں شاعر کہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ہمیں یاد نہیں تھا۔ ویسے ہم یہ لفظ سینکڑوں بار پڑھ چکے ہیں۔ ہماری ریاست میں بھی بہت سارے شاعر ہیں جو بے تحاشہ بال بڑھاتے ہیں۔ ہم یہ سینما شمعون دلالہ دیکھ کر والوں گئے تھے اور بالوں کی ابھسن میں گرفتار تھے چاہتے تھے کہ اس کا تجربہ کریں۔ بس ایک دن ایک مجلس میں ایک شاعر کو پکڑ دا کر اس کے بال کٹوادیے۔ اُس دن سے جو اُسے چپ گلی ہے تو آج تک گلی ہوئی ہے اُس نے گھر سے نکلا ہی چھوڑ دیا ہے۔ تب سے ہم بالوں کی قوت کے قائل ہو گئے ہیں۔"

"اُرے ہاں! وہ تو ہم بھی بھولے جا رہے تھے۔ ہاں... یہ کیا قصہ تھا۔ اُن نامعلوم آدمیوں نے ہماری عزت کو لکھا رہے۔ اب ہم دیکھیں گے۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتی ہو۔"

"میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ کچھ لوگ میرے دشمن ہیں مجھے میرے حق سے محروم کر کے خود ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بہت بڑی دولت جس کی وارث صرف میں ہوں۔"

"مگر یہ انور چوہاں کیا بلاتا ہے۔"

"پرنس یہ ایک بھی کہانی ہے جو بعض اوقات خود مجھے ایسی معلوم ہونے لگتی ہے جیسے کسی

گے۔ لیکن انہیں تو ان سے انتقام لینا تھا۔ ان کے لئے بستی کے معززین کی لڑکوں کے رشتے آنے لگے۔ لیکن انہوں نے بستی سے دو خوش خلک پچاریاں منتخب کیں اور ان سے شادی کر لی۔ گویا بستی کے معززین پر تھوک دیا۔ بستی میں دونوں پچاریوں کے لئے دو شاندار محل تعمیر کئے گئے اور وہ ان میں رہنے لگیں اور وہ دونوں پھر افریقہ واپس چلے گئے۔ یہاں میری اور انور کی بیدائش ہوئی۔ انور تھوڑا بڑا ہوا تو اس کا باپ اسے اپنے ساتھ لے گیا لیکن میرا باپ میرے لڑکی ہونے کی وجہ سے اُداس تھا۔ بہر حال میں بیٹیں رہی۔ میرا نام اُس نے شالی تجویز کیا تھا۔ تاکہ اس بورڈی اگر بیرونی عورت کی یاد تازہ رہے جس نے اُسے بیٹوں کی طرح رکھا تھا۔ میرے اور انور کے باپ نے طے کیا کہ میری اور انور کی شادی ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک وصیت مُرثیہ کی جس کے مطابق ہم اُس صورت میں مشترک طور پر اُس دولت تجارت یا جائیداد کے مالک بن سکتے جب ہم سن بلوغ کو پہنچنے پر آپس میں شادی کر لیتے۔ اگر ہم میں سے کوئی اس شادی کی خلافت کرتا ہے تو وہ اس دراثت نے محروم ہو جائے گا اور یہ دولت کلی طور پر کسی ایک کے حصے میں آجائیگی۔ ہماری صغيرہ سنی ہی میں ہمارے والدین انتقال کر گئے۔ انور چوہاں اپنے باپ کے پاس تھا اُس نے اُسے ایک اگر بیرونی عورت کی مگر انی میں دے دیا تھا۔ یہاں ایک ٹرست کے تحت میری پرورش و پرداخت ہوتی رہی۔ پچھلے سال مجھے انور چوہاں کا ایک خط ملا جس میں اُس نے لکھا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کرنے سے مخدور ہے۔ اُسے ایک اپنی لڑکی سے محبت ہو گئی ہے اور وہ اُسے اپنے ساتھ جو بیوی امریکہ لے جا رہا ہے جہاں اُس لڑکی کے باپ کے کنی فارم ہیں اور اب وہ ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو رہا ہے اور وصیت کے مطابق اُب میں ہی ساری دولت تجارت اور جائیداد کی مالک ہوں۔ اُس نے لکھا تھا کہ اُس کی حیثیت قانونی طور پر ایک مُرداہ آدمی کی سی ہو گی۔ کیونکہ وہ اپنی موجودہ شہریت منسوخ کرائے گئے اس کی شہریت اختیار کر لے گا۔۔۔ انور چوہاں نے اپنی ایک تصویر بھی بھیجنی تھی۔ تصویر دیکھ کر میں نے سوچا چلو جان چھوٹی کیونکہ وہ ڈاڑھی والا تھا اور ڈاڑھی سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔"

"لیکن تمہارے یہ دشمن کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔" "عمران نے پوچھا۔

"اُس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ انور چوہاں کے والد کے مقامی اعززہ ہوں گے۔ میں نے انور چوہاں کا یہ خط اپنے وکیل کو دکھایا تھا۔ اُس نے کہا کہ انور چوہاں کے بعد اُس کے باپ

کے قریبی اعززہ اس دولت کے حصہ دار ہو سکتے ہیں کیونکہ یہاں تو بیٹیں کے قوانین کے مطابق ارشت کا تھیں ہو سکے گا اور وہ وصیت نامہ کا لعدم قرار دے دیا جائے گا۔ جو افریقہ کے اُس جزیرے میں مرتب کیا گیا تھا لیکن انور چوہاں کی موجودگی میں اُس کے اعززہ کی ملکیت کا سوال ہی نہ پیدا ہو سکے گا۔ میں بے ایمان نہیں ہوں پرنس لیکن میں نہیں چاہتی کہ ان باہمث اور عالی مقام لوگوں کی محبت سے پیدا کی ہوئی دولت میں سے اُن حرام خوروں کو بھی حصہ ملے جنہوں نے اُن دونوں بیتیم لڑکوں کو بد گوشت کی طرح کاٹ پھینکا تھا۔"

"پھر تمہارا وکیل کیا کہتا ہے۔"

"وہ کہتا ہے کہ انور چوہاں کو یہاں کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ لوگ صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ ڈاڑھی رکھتا ہے کسی نے آج تک اُس کی تصویر بھی نہیں دیکھی کیونکہ اسکے نام انور چوہاں پیدا کیا جائے۔ اس طرح پوری ملکیت میری ہو گئی اور مجھے حق ہو گا کہ میں انور چوہاں کا حصہ اسے جنوبی امریکہ میں بھجواسکوں۔ میں یہاں حرام خور حصے وار پیدا کرنے سے بہتر ہی بھجھتی ہوں کہ تھوڑا سافراڈ کر کے انور چوہاں کو اُس کا حصہ ہر حال میں پہنچایا جائے۔۔۔ میرا وکیل بھی اس سے متفق ہے لیکن میرے نامعلوم دشمن انور چوہاں کو مردہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ جائیداد اور ملکیت میں حصہ لگا سکیں۔"

"اوہ..... ہم سمجھ گئے۔" عمران نے مخفی خیز انداز میں آنکھیں نکال کر قہقهہ لگایا۔ "بالکل سمجھ گئے! ہمیں انور چوہاں بتا ہے۔ ہم بن سکیں گے اور بڑے مزے میں بن سکیں گے۔ تین سال گذرے ہم شکار کی غرض سے افریقہ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے ایک جانور کپڑا لائے تھے جس کا ترجمہ ہم نے عربی میں یوسف کیا ہے ویسے اُس کا نام جوزف ہے۔ وہ بھی بیٹیں ہمارے ساتھ راناپلیں میں مقیم ہے۔۔۔ مگر۔ ایک بہت بڑی دشواری۔۔۔ اُس کی وجہ سے ہم پہنچان لئے جائیں گے۔ کاش اُس کی شکل بدل جاتی مگر یہ ناممکن ہے۔"

"یہ ممکن ہے پرنس۔" کسی طرف سے بھاری مردانہ آواز آئی اور وہ سب چوک پڑے۔

دوسرے ہی لمحے وکیل دار اب کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔ "میں اپنی بے وقت اُمد پر معافی چاہتا ہوں۔ مگر مجھے ابھی کسی قسم کے ہنگامے کی اطلاع ملی تھی۔ پھرے داروں سے میں نے کہہ رکھا ہے کہ مجھے ہر وقت محترمہ شالی کی خیریت معلوم ہونی چاہئے۔ اُن میں سے ایکنہما بھی

میرے پاس پہنچا تھا۔ میں اس کے لئے بھی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ لوگوں کی گفتگو کا کچھ حصہ سن لیا ہے۔ اور میں محترمہ شالی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ پرنس ان کی مدد کرنے پر تیار ہو چکے ہیں۔ پرنس شاہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان کی رگوں میں دلیر اجداد کا خون جوش مار رہا ہے اور محترمہ شالی کی داستانِ غم سن کر ان کی رگ شجاعت پھر ک اٹھی ہے۔ وہ محترمہ شالی کی مدد ضرور کریں گے۔ میں مطمئن ہوں۔"

"ہم تمہاری اس با موقع تقریر سے خوش ہوئے وکیل صاحب۔ ان نامعلوم نقاب پوشوں نے ہماری بڑی توہین کی ہے۔ اس لئے ہم ان سے ضرور پہنچ گے اور اس کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہم انور چہاں بن جائیں..... بیٹھو وکیل بیٹھو۔ تم کھڑے کیوں ہو۔" اتنے میں لاڑکی چیو گلم کے پیکٹ لائی۔ عمران نے ایک وکیل کو بھی پیش کیا جو ٹکریے کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔

"ہاں آپ ابھی کسی افریقی آدمی جو زف کی بات کر رہے تھے اس کی شکل تبدیل کرنے کا مسئلہ تھا۔ وہ ہو سکتا ہے۔ اس کی شکل تبدیل ہو جائے گی لیکن کیا وہ ایسا ہی معتبر آدمی ہے کہ آپ کی اشیت کو ان حالات سے باخبر نہ کرے۔"

"اوہ بالکل! میں اپنے آدمیوں میں سے صرف اُسی پر اعتماد کر سکتا ہوں۔ وہ ہمارا راز قبری میں لے جائے گا۔ اس سے ہم ٹوٹی پھوٹی عربی میں گفتگو کر سکتے ہیں مگر وہ انگریزی بھی بول سکتا ہے جو ہماری سمجھ میں کبھی نہ آئے گی۔ ہم انگریزی کے سینما دیکھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کاش ہم انہیں سمجھ بھی سکتے۔ شمعون اور دالہ کی گفتگو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کر سکتے۔ وہ کھلی ہمیں بہت پسند ہے۔"

"اچھا پرنس!" وکیل نے کہا۔ "اگر آپ کی شکل میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کر دی جائے تو کیسی رہے گی۔"

"بہت عمدہ!" عمران اس طرح اچلا کہ کرسی اٹھ گئی۔ "بہت عمدہ۔ تب پھر ہم بالکل محفوظ ہو جائیں گے۔ مگر ہماری صورت تبدیل کیسے ہو گی۔"

"بہت آسانی سے ہو جائے گی۔ صرف آپ کی ناک تھوڑی سی اوپر اٹھانی پڑے گی۔ گوانور جہاں کی تصویر دھنڈ لی ہے لیکن ڈاڑھی کے ساتھ ناک بھی نمایاں ہے۔ نس ویسی ہی ناک بھرے"

جائے گی۔

"مگر ہم ڈاڑھی نہیں اگائیں گے۔" عمران بوکھلا کر بولا۔

"مت اگائیے۔ ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ نے ڈاڑھی صاف کرادی ہے۔ ضرور کہ نہیں ہے کہ انور چہاں ہمیشہ ڈاڑھی رکھے۔ محترمہ شالی کو پسند نہیں تھی اس لئے صاف کر دی گئی۔ کیوں؟"

وکیل صاحب نے مکاران انداز میں اپنی بائیں آنکھ دیا۔ شکل ہی سے وہ کوئی فلی و لین معلوم ہوتا تھا۔

جائیں گے۔ خواہ کوئی خواہی کیوں نہ ظاہر کرے۔ صرف میرے ڈیڈی سے ملنے کے لئے آنحضرت لوگ آتے ہیں اور وہی واپس جاتے ہیں۔ ان میں اور مقامی لوگوں میں برا فرق ہوتا ہے اور وہ بذاتِ آسانی پہچانے جاسکتے ہیں۔

شام کو لڑی نے صدر کے ساتھ ٹھلنے کی تجویز پیش کی۔ وہ بڑی سیدھی سادی لڑکی ثابت ہوئی تھی۔ اپنے ڈیڈی کے لئے بہت تکلف رہتی۔

وہ ٹھلتے ہوئے ساحل پر آئے۔ سورج سرخ رنگ کے کسی بہت بڑے طشت سے مشابہ نظر آرہا تھا۔ وہ ریت پر پینچھے گئے۔ لڑی نے اپنے سینڈل اٹار کر خوبصورت سے پیر ریت میں گاڑتے ہوئے کہا۔ "مُحَمَّدِی ریت کتنی اچھی لگتی ہے۔ سنا ہے کہ آج کل شہر میں بڑی سخت سردی پڑ رہی ہوگی۔ لوگ اس وقت گھروں سے نکلا بھی پسندہ کرتے ہوں گے.... مگر دیکھو! یہاں کتنا اچھا موسم ہے۔ ہم ہلکے کپڑوں میں ہیں اور ہماریں اکثر سوچتی ہوں کہ شہر کیسا ہو گا۔"

"آپ بھی شہر نہیں گئیں۔"

"کیسے جاتی۔ یہاں سے کوئی جانے ہی نہیں پاتا۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی اس جزیرے سے پاہر نکلی ہوں۔ میری خالہ کہتی ہیں کہ جب میں صرف ڈھانی سال کی تھی تب ڈیڈی نے یہاں کی سکونت اختیار کی تھی۔ میرے ڈیڈی عجیب آدمی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے آدمیوں سے نفرت ہے۔ میں پادریوں کو بھی بڑی بے دلی سے برداشت کرتا ہوں۔"

"بڑے عجیب ہیں آپ کے ڈیڈی۔"

"وہ کتے کے پلوں اور بذرکے پچوں سے محبت کرتے ہیں۔ مجھے اتنا پار نہیں کرتے مگر مجھے اُن سے بہت محبت ہے۔ میں اُن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی وہ مجھے ڈانتے رہتے ہیں اکثر مارنے کے لئے بھی دوڑتے ہیں لیکن مجھے بُرانیں لگتا۔ وہ میرے ڈیڈی ہیں نا..... خالہ کہتی ہیں کہ میں صرف ایک سال کی تھی تب میری ماں مر گئی تھیں۔ ڈیڈی نے بڑی تکلیف اٹھا کر میری پرورش کی ہے اور انہوں نے دوسرا شادی نہیں کی مگر اب وہ مجھے پیار کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کبھی نہ کر مجھے سے گفتگو نہیں کی۔ لیکن میں اُن کے لئے بہت پریشان ہوں۔ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہ پاگل نہ ہو گئے ہوں۔ اب تم یہی دیکھو!... خالہ کہتی ہیں کہ کوئی بھی صحیح الدماغ آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جیسے ڈیڈی ہیں۔ ایک دن وہ سورہ ہے تھے۔ مجھے کسی کی بات پر اتنے زور سے نہیں ہائی

کہ وہ جاگ پڑے۔ بہت خفا ہوئے مجھے مارنے کو دوڑتے تھے لیکن کتے کے پلے اور بذرکوں کے پنچھے اُن کی خوابگاہ میں اُن کے ساتھ سوتے ہیں۔ رات میں اکثر وہ دو تین بجے پیچھے لکتے ہیں۔ میں محوس کرتی ہوں کہ ڈیڈی اٹھ گئے ہیں۔ کمرے میں چل پھر رہے ہیں۔ پھر وہ شاکن انہیں پچھ کھانے کو دیتے ہیں اور وہ چپ ہو جاتے ہیں۔ اُن پر نہیں خفا ہوتے۔ انہیں مارنے کو نہیں دوڑتے۔ تم مجھے بتاؤ.... کیا تمہارے دل سے بھی ایسا ہو سکے گا کہ تم اپنے پچوں پر پلوں اور بذرکوں کے پچوں کو ترجیح دو۔"

"ہرگز نہیں مسی۔"

"میرے ڈیڈی کیسے آدمی ہیں؟"

"اب میں کیا بتاؤ۔ میری نظر کو سے بھی ایسا باب آج تک نہیں گزرا۔"

"تمہارے والدین زندہ ہیں!"

"نہیں۔ صدر نے مُحَمَّدِی سانس لی۔" میں اس دنیا میں اکیلا ہوں۔"

"اب تو نہیں ہو۔" لڑی نے بڑے غلوص سے کہا۔ "تم چاہو تو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہ سکتے ہو۔ ڈیڈی نے تمہیں ناپسند نہیں کیا اور نہ اب تک نکال پچھے ہوتے۔"

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مسی۔ آپ میرا بڑا خیال رکھتی ہیں۔"

"ڈیڈی بھی خیال رکھیں گے۔ تمہیں اُن سے ڈرتا نہیں چاہئے۔ وہ زیادہ غصہ ور بھی نہیں ہیں۔ زیادہ بولتے چالتے بھی نہیں۔ اب یہ کپڑے انہوں نے خود ہی منگوا کر دیئے ہیں۔ تمہارے لئے...."

"میں اُن کا بھی شکر گزار ہوں مسی لیکن کیا اب میں کبھی یہاں سے نہ جا سکوں گا۔"

"جب تمہارا اس دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں تو جا کر کیا کرو گے۔"

"آپ یہ بھی نہیک ہی کہہ رہی ہیں۔" صدر نے پھر مُحَمَّدِی سانس لی۔

"کیا تم معموم ہو۔" لڑی نے بھولے پن سے پوچھا۔

"نہیں مسی۔ میں خوش ہوں۔" صدر مسکرایا۔ "مجھے کچھ ہمدرد مل گئے ہیں۔"

صدر خاموش ہو کر سوچنے لگا کہ یہاں سے نکلنے کی کیا صورت ہو گی۔ ویسے وہ بھی دیکھنا تھا کہ آخر وہ یہاں کیوں لا پھینکا گیا ہے۔ دفتار لڑی ایک طرف مڑ کر یوں "یہ مردود وادھ" تھا۔

کیوں آرہا ہے۔"

صدر نے بھی اُدھر ہی دیکھا۔ ایک آدمی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف آرہا تھا۔ یہ ایک نوجوان اور صحت مند آدمی تھا۔ جسم پر قمیض اور پتلون تھی۔ وہ بہت بے تکلفی سے ان کے پاس بیٹھ گیا اور لڑی سے غلط سلط اگریزی میں بولا۔ "آج کی شام اچھی ہے مس بوغا۔"

"ہاں ہے تو...." اُس نے بے دلی سے جواب دیا۔

اب اس نے صدر پر تھیک آمیر نظر ڈالی ایک طرف تھی سے تھوک کر بولا۔ "یہ تو کوئی اچبی معلوم ہوتا ہے۔"

"ہاں۔"

"جواری۔"

"ہو سکتا ہے۔ یہ ہمارے گمراہ کام کریں گے۔" لڑی نے کہا

"یہ کیسے ممکن ہے۔ مس بوغا۔ ان لوگوں کی دیکھ بھال تو میرے پیاسا کے علاوہ اور کوئی نہیں کرتا۔ یہاں کسی میں ہست ہے کہ ایسے آدمیوں پر ہاتھ ڈال سکے۔"

"ویکھو مٹو.... تم اس قسم کی باتیں مجھ سے نہیں کر سکتے۔ مانا کہ میرے ڈیڈی یہاں کے امیر آدمی نہیں ہیں لیکن تم ان کے مقابلے میں نہیں آسکو گے کیونکہ ڈیڈی ہی نے تمہیں پڑھا لکھا کر آدمی بنایا ہے۔ وہ تمہارے اُستاد ہیں۔"

"آپ غلط سمجھیں مسی۔" مٹونے بے ڈھنگے پن سے ہنس کر کہا۔ "آپ کی بات اور ہے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ نے اسے نہ لیا ہوتا تو اچھا تھا۔ آج کل ہماری کشتوں پر آدمیوں کی ضرورت ہے۔ پیلانے اس لئے مجھے بھیجا تھا کہ اگر آپ اسے ہمیں دے سکیں تو اچھا ہے۔ پروفیسر صاحب سے توبات کرنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔"

"نہیں۔ یہ ہمارے ہی ساتھ رہیں گے۔"

"آپ کی مرضی مسی۔ آپ کا کہنا کیسے تلا جا سکتا ہے۔ کیا آج آپ کوئی گیت نہیں سنائیں گی۔ پچین میں پروفیسر نے ہمیں اطاallovi نغموں کے انگریزی ترجمے یاد کرائے تھے۔ کوئی ساگت نہاد بھجئے۔ دیکھئے یہ شام کتنی خوبصورت ہے۔"

"نہیں۔ میرا مٹو ٹھیک نہیں ہے۔ تم مجھ سے فضول باتیں نہ کیا کرو۔" لڑی نے غصیلے لہجے

میں کہا۔ "تم اس طرح کہہ رہے ہو جیسے میں پہلے تمہیں گیت سناتی رہی ہوں۔"

"ہماش ایسا ہی ہوتا۔" مٹونے ٹھنڈی سانس لی۔ وہ لڑی کو بڑی لگاؤٹ کی نظروں سے دیکھ رہا

"جاوہ... میرا وقت نہ بر باد کرو۔"

"آپ مٹو کی توہین کر رہی ہیں مس بوغا۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ کم از کم یہاں جزیرے میں تو کوئی اس کی بہت نہیں کر سکتا۔"

"میں تو پھر آج رات کو اپنے غندوں کو لے کر چڑھ آؤ۔ اُگ لگاؤ د میرے گھر میں اور ہمیں گولی مار دو۔ مٹو! تم مجھے نہیں دھکا سکتے۔ میں بوغا کی لڑکی ہوں سمجھے! جاؤ! مٹو بے حیائی سے ہنسنے لگا اور بولا۔" میں تو بس آپ کو غصے میں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے اس قسم کی گھنگو شروع کی تھی۔ آپ کتنی اچھی لگتی ہیں غصے میں۔"

"تم بکواس بند نہیں کر دے گے۔ میں کسی دن تمہارے پیاسے کہوں گی تم مجھے خواہ مخواہ پر بیشان کرتے ہو۔"

"اہما... مس لڑی بوغا۔" مٹو برا سامنہ بنائے ہوئے اٹھ گیا۔ "وہ وقت دور نہیں ہے...."

وہ جملہ پورا کئے بغیر ایک طرف تیزی سے بڑھتا گیا۔ پھر وہ ریت کے ایک تودے پر چڑھا اور جلد ہی نظروں سے او جھل ہو گیا۔

لڑی ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑزار ہی تھی۔ پھر اس نے صدر سے کہا۔ "تم نے سنیں اس بیہودے کی باتیں۔"

"جی ہاں۔ اور میں آپ کے اشارے کا منتظر تھا کہ کب آپ کہیں اور میں اُس کی گردن دبا دوں۔"

"اڑے میں دل کی اتنی بُری نہیں ہوں۔ مجھے اس آدمی سے بڑی نفرت ہے۔ یہ خواہ مخواہ مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا باپ جزیرے کا سب سے امیر آدمی ہے۔

اس کی کئی بہت بڑی کشتوں پر مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ اور شہری اسی سفر والے اُس کا بہت خیال کرتے ہیں۔۔۔ لیکن میرے ڈیڈی کا سامنا ہوتے ہی اُس کا دم نکل جاتا ہے۔ جس دن بھی میں

نے ڈیڈی سے اس مٹو کی شکایت کر دی وہ اس کی کھال انڑاویں گے! مگر میں سوچتی ہوں کہ فاکہہ!... اف فوا! میں اس وقت کتنی خوش تھی! اس گدھے نے میرا مودہ خراب کر دیا!... ورنہ میرا جی خاہ رہا تھا کہ آج کوئی اطالوی گیت گاؤں!

صدر کچھ نہ بولا! ریت پر انگلی سے لکریں کھینچتا ہا! سورج کا طشت آدھاپانی میں ڈوب چکا تھا اور پانی پر مچلتی ہوئی سرخ روشنی ایک چمکدار اور کشادہ سڑک کی طرح ان تک چلی آئی تھی!

"تم اس سڑک پر دوڑ سکتے ہو!...." لڑکی نے تھوڑی ذیر بعد بکانہ انداز میں پوچھا!

"اگر میرے پر لگ جائیں تو ضرور دوڑ سکوں گا!...." مگر مجھے جمایاں آرہی ہیں سماں! میں تمبا کو نوشی کا عادی ہوں مسی!.... آج تک دن بھر!..."

"اوه!.... تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا! میں تمہیں پاپ دیتی! تمبا کو دیتی! ڈیڈی بہت کفرت سے پاپ پیتے ہیں! ہماری ایک پوری الماری تمبا کو کے ڈبوں سے بھری ہوئی ہے اپادری لوگ ڈیڈی کے لئے تمبا کو ضرور زلاتے ہیں! "چلو... اٹھو! "

"نہیں ابھی میں یہاں بیٹھنا چاہتا ہوں! مجھے یہ چمکدار سڑک بہت بھتی لگ رہی ہے! اگر ہم سورج ڈوب جانے کے بعد ہی چلیں تو تو کیا حرج ہے! "

"کچھ نہیں میں بھی بیٹھنا چاہتی ہوں! "اگر چنپتے ہی میں تمبا کو اور نیا پاپ دوں گی! "

صدر ریت پر لیٹ گیا! وہ اس بھولی بھالی لڑکی کے لئے ہمدردی محسوس کر رہا تھا! ہوا تیز اور خنک تھی!.... لیکن ریت کا ایک ذرہ بھی اپنی جگہ سے جنتش نہیں کر رہا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہواز میں کی سطح سے گلائے بغیر چل رہی ہو!

"میں اکثر یہاں دیر تک ریت پر پڑی رہتی ہوں.... اور آسمان پر کئی پچکلے رنگ نظر آنے لگتے ہیں!.... اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں انہیں رنگوں سے پیدا ہوئی ہوں.... اور آسمان کسی ماتحت کی گود کی طرح مجھے اپنی طرف بلارہا ہو!.... میں ایسا کیوں محسوس کرتی ہوں.... اوہا!.... کیا تم بھی محسوس کرتے ہو۔ ضرور بتاؤ! "

"ہاں مسی اکثر ایسی ہی خواب میں بھی دیکھتا ہوں! لیکن خوابوں سے ہمیں کیا ملتا ہے! اندر رنگ ہماری روحوں میں آت سکتے ہیں اور نہ آسمانی مامتا ہمیں نصیب ہو سکتی ہے!.... آپ کو ایسے خواب اس لئے دکھائی دیتے ہیں کہ آپ کو ماں کی گود نہیں نصیب ہوئی!.... اور میں سوچتا ہوں کہ بچے

ماں کے بغیر ہی پیدا ہوا کرتے تو بہتر تھا! "

"تم یہ کیوں سوچتے ہو اہارا!...." لڑکی نے حرمت سے کہا۔

"کیوں کہ ماں کی موجودگی میں بھی میں مامتا سے محروم رہا ہوں! وہ مجھے گالیاں دیتی تھی کوئی تھی! اور کسی چڑچڑی مرغی کی طرح کائے دوڑتی تھی! اُس نے مجھ سے کبھی سیدھے منہ بات نہیں کی! ہر وقت کسی خیال میں ڈوبی رہا کرتی تھی اور جب میں اُسے مخاطب کرتا تھا تو وہ اس طرح مجھے کائے دوڑتی تھی جیسے دھینے والے خیال جو ابھی تو نہ ہے مجھے بھی پیدا ہوا ہو! "

"چچچچ!... واقعی تمہاری ماں بہت بُری تھی!.... میرے ماں تو میرے خوابوں میں آکر مجھے لوریاں سنایا کرتی ہے.... جس دن میں بہت منجموم ہوتی ہوں وہ میرے خوابوں میں ضرور آتی ہے! اور پھر جب میں دوسری صبح بیدار ہوں تو مجھے کوئی غم نہیں ہوتا! "

چھوڑ یے مسی ایسے تذکرہ! میں آپ لوگوں کے متعلق سوچ رہا ہوں! "

"میرے ڈیڈی کے متعلق کچھ مت سوچو! وہ بہت بڑے آدمی نہیں ہیں! آنٹی کہتی ہیں کہ بُس بہت زیادہ پڑھنے کی وجہ سے وہ سکنی ہو گئے ہیں! "

"اگر بہت زیادہ پڑھنے والوں کو تو پادریوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی! "

"نہ ہوتی ہوگی!.... میں کب کہتی ہوں کہ ڈیڈی اُن کے آنے پر خوشی کا اٹھاڑ کرتے ہیں! میرا خیال ہے کہ وہ اُن سے سیدھے منہ بات بھی نہ کرتے ہوں گے! "

"میرا خیال ہے کہ آپ کے ڈیڈی کچھ ایسے زیادہ مذہبی بھی نہیں ہیں! "

"اُن کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے! لیکن ہم اور آنٹی ہر اتوار کو گھر ہی پر سروس کر لیتے ہیں۔ ڈیڈی ہمارا مصلحہ اڑاتے ہیں!.... وہ کہتے ہیں کہ چلیب پر چڑھایا تھا وہ آج بھی چلیب ہی پر ہے! پھر میں ایسے باپ کے آگے سر کیوں جھکاؤں جو اپنے بیٹے کو آج تک چلیب سے نجات نہیں دلا سکا! "

"میری بھجوں میں تو نہیں آیا اس کا مطلب! "صدر نے حرمت سے پلکیں چھپائیں!

"میں بھی نہیں سمجھ سکتی! آنٹی بھی آج تک نہیں سمجھ سکتی! مگر وہ کہتی ہیں کہ یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔ ڈیڈی جنم کا ایندھن نہیں گے!.... اور ہاں ڈیڈی کہتے ہیں!.... میں تو اُس وقت کا پچاری ہوں جس نے خدا کے بیٹے کو بھی چلیب پر چڑھایا تھا! "

اتا احتق بھی نہیں تھا کہ یہ سب معلوم کرنے کے سلسلے میں جلد بازی سے کام لیتا یا کسی قسم اضطراب ظاہر کرتا!... وہ تو اب احتیاط ہی سے قدم اٹھانا چاہتا تھا۔

سورج غروب ہوتے ہی وہ ساصل سے اٹھ گئے!... رات کا کھانا لذیذ تھا اور صدر کو اچھے برائٹ کا تمباکو بھی مل گیا تھا! اس نے دن بھر کے بعد ایک پاپ پی کر وہ اونچھے لگا تھا۔

ساڑھے آٹھ بجے لاکی نے اُسے جھبجوڑ جھبجوڑ کر جگایا! کیونکہ پروفیسر بونا نے اُسے لا ببریری میں طلب کیا تھا!

صدر تھا ہی لا ببریری میں داخل ہوا۔... لاکی اُس کے ساتھ نہیں گئی تھی! پروفیسر اس وقت بھی ایک موٹی سی کتاب پر جھکا ہوا نظر آیا! یہاں تین کیروں میں لیپ روشن تھے!

"بیٹھ جاؤ!... " پروفیسر نے کتاب سے نظر ہٹائے بغیر کہا! "تمہارا نام اور ہمارا ہے نا! " "میں ہاں.... جتاب!..."

"نام تو مجھے پسند آیا ہے... اُب کام دیکھنا ہے۔"

"کام بھی آپ پسند ہی کریں گے جتاب! مجھے یقین ہے! "

"یہ کیسے کہہ سکتے ہو! " پروفیسر نے کتاب بند کر کے سیدھے بیٹھتے ہوئے پوچھا! " یعنی آپ مجھ سے جو خدمت بھی لیں گے اُسے بخوبی انجام دیئے کی کوشش کروں گا! "

"خیر.... خیر.... یہ بعد کامل ہے! ہاں تم مجھے اپنی کہانی سنانے والے تھے! "

"یقیناً جتاب!... مسی نے مجھے جواریوں کی کہانی سنائی تھی! لیکن میرا معاملہ اس سے بہت مختلف ہے! "

صدر نے پنس آف چم چم چرودی کی کہانی چھیڑ دی اور خود کو ریاست چرودی کا الجنت ظاہر کیا۔ "

"اوہ.... واقعی آج کل لا کیاں بہت ترقی کر گئی ہیں! " پروفیسر نے کہا! " لیکن میری لاکی کے حصے میں تو شائد تیر حویں صدی کی کوئی روح آتی ہے۔ وہ کتنی سیدھی سادی ہے۔ تم نے اندازہ کر ہی لیا ہو گا! "

"میں ہاں! " صدر سر ہلا کر بولا! " وہ بہت نیک ہیں! "

"اُف.... فو! " صدر اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا! " یہ تو واقعی کفر کی باتیں ہیں! پھر یہ پادری ان کا اتنا احترام کیوں کرتے ہیں! "

"آئی بھی بھی کہتی ہیں! خود میرا بھی یہی خیال ہے کہ مقدس پادریوں کو تو ایسے آدمی سے دور ہی رہنا چاہئے! "

صدر ایک بار پھر پروفیسر بونا کے متعلق اُبھن میں پڑ گیا!... وہ محض اتفاقاً اس کے گھر تک پہنچ گیا تھا! اور نہ اسے تو جزیرے کے سب سے امیر آدمی کی کشی پر بحیثیت مزدور ہونا چاہئے تھا۔ جیسے کہ اُس کا لڑکا مٹو کچھ دیر پہلے کہہ گیا تھا!

پھر وہ پروفیسر کے لئے اس جزیرے میں لا بھین کا گیا تھا یا مٹو کے باپ کے لئے!

"ہاں مسی... اس آدمی مٹو کے باپ کا نام کیا ہے! " صدر نے پوچھا!

"وہ برا مٹو کہلاتا ہے... اور یہ چھوٹا مٹو! "

"برا مٹو بھی اسی کی طرح لفڑا ہو گا! "

"لفڑا برا موزوں لفظ ہے چھوٹے مٹو کے لئے!... لوکی نہیں پڑی! " مگر برا مٹو تو بہت شریف آدمی ہے وہ ذیلی کا ادب کرتا ہے! اور مجھے بھی کہیں دیکھ لیتا ہے تو خود ہی سلام کرتا ہے! "

"اور اُس کا پیشہ صرف مچھلیاں پکڑنا ہے! "

"یہاں سب کا بھی پیشہ ہے! صرف ذیلی کو یہ گند اکام پسند نہیں ہے اور مچھلیاں کھاتے بھی نہیں ہیں! نہیں مچھلیوں سے گھن آتی ہے۔ ہمارے گھر میں مچھلیاں بھی نہیں آتیں۔ میں اور آئنی بھی کہیں نہیں رہت پر اسٹو جلا کر مچھلیاں ملتے ہیں اور نہیں کھاتے ہیں!... کسی دن تمہیں بھی کھلانیں گے! "

صدر اس جزیرے اور اس کے باشندوں کے متعلق ذہنی طور پر الجھٹا ہی چلا گیا!... یہ ہر اعتبار سے عجیب تھے! اور اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ جزیرہ دار الحکومت سے کتنی دور ہے اور اس کا کیا نام ہے! ویسے موبار کے اطراف میں سیکڑوں میں جزیرے ہی جزیرے پہلے ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ پر خود صدر کے ملک کا قبضہ تھا اور کچھ دوسرے ممالک کے مقیومات تھے!... یہ جزیرہ پتہ نہیں کس کی ملکیت تھا! اور "شہر" سے لاکی کی کیا نہ اہوتی تھی!... صدر

"خیر یہاں تو پھر... تم یہاں کیسے پہنچے!"  
 "میں نے موبائل اُن کا تعاقب کیا تھا!"  
 "تم تھا تھے!"

"جی ہاں....!" اور یہ دیکھ کر واپس ہو رہا تھا کہ پرانی اُس عمارت میں بعافتی ہیں کہ یہاں کی ایک اندر ہیرے میں کسی نے مجھ پر حملہ کیا! کوئی وزنی چیز میرے سر پر ماری گئی تھی۔ میں بیوشاں ہو گیا!.... اور جب آنکھ کھلی تو خود کو ایک جہاز کے کیسین میں پایا! پھر جہاز بھی ایک جگہ مٹھر گیا اور مجھے ایک کشی پر انتارا گیا! اور اُس وقت بھی کسی آدمی مجھ سے چھٹ گئے! اور ایک بار پھر مجھے بیوشاں کر دیا گیا!.... پھر آج اس جزیرے میں ہوش آیا!.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا چکر ہے! کون لوگوں نے پرانی کاغذی کیا ہے اور کون لوگ مجھے یہاں لائے ہیں؟"

"کہاں واقعی دلچسپ ہے! "پروفیسر نے سر ہلا کر کہا! تمہیں یہاں لانے والے بھی وہی ہوں گے جنہوں نے تمہارے پرانی کاغذی کیا ہے! تم اس راستے واقف ہو گئے تھے،!.... مگر انہوں نے دھوکا کھلایا ہے کیونکہ تم نے اپنے ساتھیوں کو پہلے ہی آگاہ کر دیا ہو گا کہ کچھ لڑکیاں پرانی کوکوڑا کر کہیں لے جا رہی ہیں!...."

"یہی تو غلطی ہوئی پروفیسر کہ اس کا علم میرے علاوہ اور کسی کو نہیں ہو سکا۔"

"تب تم جہنم میں جاؤ!...." پروفیسر ران پر ہاتھ مار کر دھڑا!.... اور صدر ریج مچ بوكھا گیا!

"مم.... مم.... میں نہیں سمجھا پروفیسر۔"

"تم گدھے ہو!.... تم سے ایسی حماقت ہوئی کیسے! تمہیں پولیس کو اطلاع دینے کے بعد ان کا تعاقب کرنا چاہئے تھا! کیونکہ وہ دوسرے دن موبائل جیسا گیا تھا!

"میں خود نہیں کہہ سکتا کہ میری عقل کہاں چڑھنے چلی گئی تھی! "

"پرانی کا جو بھی حشر ہو!...." پروفیسر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! "مگر تم تواب یہاں کچھس ہی گئے ہو! کیوں کہ یہاں سے کوئی بھی نہیں جاسکتا!.... میں خود بھی ایسے ہی اتفاقات کا شکار ہو کر یہاں کا قیدی بن گیا ہوں، حالانکہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے! کسی فرانسیسی پادری مجھ سے ملنے کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں! مگر میں جزیرے کے قانون کے مطابق یہاں سے جانہیں سکتا!"

"جزیرہ کس کی ملکیت ہے! " صدر نے پوچھا!

"بڑے منوکی...! اور یہاں فرانسیسی ملکے چلا ہے! زبان عربی ہے۔"

"مگر یہ نام منو تو عربی نہیں معلوم ہوتا! "

"منو عرب نہیں، اطالووی ہے....! اونٹا سمجھ لوا!.... اس کی ماں عرب تھی! "

"بہر حال میں کسی دوسری مملکت میں پھینکا گیا ہوں.... اور میرا خیال ہے کہ میں کتنی دنوں تک جہاز پر رہا ہوں!.... صدر نے ٹھنڈی سائنس لی۔

"یقیناً....!" پروفیسر سر ہلا کر بولا! "mobair یہاں سے ساڑھے تین سو میل کے فاصلے پر ہے!

"میرے خدا!... اب میرا کیا بنے گا! "

"مگر تم نے تو لڑکی کو کوئی اور کہاں سنائی تھی! "

"اڑے! اب میں ان سے یہ سب بتیں کیسے کرتا! " صدر نے کہا

"سبھدار آدمی معلوم ہوتے ہو! اور نہ عام لوگ تو ایسے واقعات پر ہونی تو اون گھو بیٹھتے ہیں! "

"اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے! " صدر نے تشویش کن لمحہ میں کہا!

فی الحال صبر کرو! پھر میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

"مجھے تو اس جزیرے کی آب و ہوا راس آگئی ہے! عملی کاموں کے لئے بڑی پُرسکون جگہ ہے، میں یہاں خوش ہوں! "

دفعتا پھر کسی گوئے میں کوئی کتے کا پلانیاں نیاوں کرنے لگا..... اور پروفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا! "بس اب جاؤ! میرا بچہ بھوکا ہے! "

صدر لا بھریری سے باہر آگیا! اور اُس نے اپنی پشت پر دروازہ بند ہونے کی آواز سنی! اُس کی لمحہن اور زیادہ بڑھ گئی تھی!

وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کسی دوسری مملکت میں ہو گا!.... عمران کا پتہ نہیں کیا حشر ہوا ہو! ہو سکتا ہے کہ چہاں اور نعمانی بھی اُس عمارت تک جا پہنچے ہوں۔ پھر؟.... بہر حال وہ بڑی مشکلات میں پڑ گیا تھا۔

شالی کا وکیل بڑا کار آمد ثابت ہوا۔ کیونکہ اس دن عمران کی ناک کی درمیانی ہڈی اونٹ کے کوہاں کی طرح اوپر اٹھ آئی تھی!.... وکیل نے کہیں سے ایک ایسا آدمی مہیا کیا تھا جو عمران کی بھل میں تبدیلی کر سکے!.... اور عمران کو بحیثیت عمران بھی اعتراف کرنا پڑا تھا کہ وہ ایک ماہر میک اپ میں ہے!.... ناک کی ہڈی ابھر آنے کی وجہ سے عمران کی بھل میں خاص افرق واقع ہو گیا تھا!.... اور پہلی نظر میں کوئی اُسے عمران نہیں کہہ سکتا تھا! اگر وہ تاریک مششوں کے عینک لگایتا تو اُسے پہچاننے میں اور بھی دشواری ہو جاتی... شالی اس تبدیلی سے بہت خوش ہوئی! اور وکیل نے بھی اطمینان ظاہر کیا تھا!

عمران جوزف کو بھی ساتھ رکھنا پاہتا تھا!.... چنانچہ اُس نے وکیل کو اپنی وہ انگشتی دی جو ہاتھی دانت کو تراش کر بنائی گئی تھی اور جس پر عکینے کی جگہ بذر کاسر تراشا ہوا تھا! یہ انگشتی اُسے جوزف ہی نے دی تھی!.... یہ انگشتی جوزف کی محبوہ نگانہ کی نشانی تھی! لیکن جس دن جوزف نے عمران کے سامنے سب سے بڑی قسم کھا کر اُسے یقین دلایا تھا کہ وہ دنیا میں اُس سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتا اُسی دن اپنی محبوہ کی نشانی بھی اُس کے حوالے کر دی تھی!

عمران نے وکیل کو رانا جیلس کا پتہ دے کر بتایا تھا کہ وہ جوزف سے ملے اور صرف یہ انگوٹھی دکھادے!.... وہ کتنے کی طرح دم بلاتا ہوا اُس کے پیچھے چلا آئے گا۔ یہ بھی نہیں پوچھے گا کہ جنت میں چلتا ہے یا جہنم میں!.... اس پر وکیل نے از راہ مذاق پوچھا تھا کہ وہ کوئی جن تو نہیں ہے جو اس انگشتی کے تابع ہو!

اس پر عمران نے مسکرا کر کہا تھا! "ہم بھی اُسے جن ہی سمجھتے ہیں!.... آپ لوگ اُس سے مل کر بہت خوش ہوں گے مگر آپ اُس کے اخراجات نہیں برداشت کر سکتے۔"

"کیسے اخراجات؟" شالی نے پوچھا!

"وہ جو نہیں گھٹنوں میں برائٹی کی سات بوتلیں صاف کرتا ہے!..."

"یہاں چودہ بوتلوں کا انتظام ہو سکتا ہے پنس!...." وکیل نے اپنی بائیں آنکھ دبائی تھی! اور شالی کی طرف دیکھنے لگا تھا!

"میری طرف سے اٹھائیں...!" شالی نے کہا۔

"دو کا اور اضافہ کر کے ہمیں گولی مار دو!".... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا!

"کیوں؟.... کیوں؟....؟ پرس!

"ہم کہتے ہیں کہ اگر اُسے ساڑھے سات بوتلیں بھی دی گئیں تو ہم خود کو گولی مار لیں گے! بڑی مشکل سے ہم سات بوتلیں یومیہ پر لائے ہیں! ورنہ ہماری ریاست دیوالیہ ہو جاتی۔ اب ہم نہیں چاہتے کہ اس کام کے دوران میں اُس کی عادتیں دوبارہ بگزیں اور ہمیں اُسے ہی گولی مارنی پڑے!"

بات یہیں ختم ہو گئی تھی اور شام تک جوزف جزیرے میں پہنچ گیا تھا!.... اور عمران نے دیر تک اُس سے عربی میں گفتگو کی تھی! اور اچھی طرح اندازہ کر لیا تھا کہ وکیل عربی سمجھتا ہے۔" حالانکہ اُس نے یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ عربی سے ناولد ہے! اس لئے عمران نے عربی میں بھی اپنی پرس چروٹی والی حیثیت ہی برقرار رکھی تھی! جوزف جو صرف کان رکھتا تھا اُسے ضرورت بھی کیا تھی کہ وہ عمران کی کسی بات پر حیرت ظاہر کرتا یا مزید تفہیم کے لئے کوئی سوال کر بیٹھتا!.... وہ اتنے دنوں میں عمران کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا! اور صرف اُس کے احکامات کا منتظر رہتا تھا۔

اس سے اُس کو سروکار نہیں تھا کہ وہ کب راتا ہبھور علی صندوقی بن جاتا ہے! اور کب پرنس آف چروٹی یا کچھ اور.... وہ تو چوچے بدلتا ہی رہتا تھا!.... مگر جوزف کو صرف عمران سے عشق تھا!.... اور وہ اُس کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بھا سکتا تھا! اُسے اعتراف تھا کہ اُسے آج تک ایسا شاندار آتا نہیں ملا جو اس سے بھی زیادہ سکنی اور پاگل ہو!....

دوسرے دن جزیرے کے معززین کو شانداری۔ پارٹی دی گئی!.... اور انور جوہاں کو اُن سے متعارف کرتے ہوئے وکیل نے اعلان کیا کہ.... بھائیوں کے کاروبار کے مالک اب مسٹر انور چوہاں اور شالی ہوں گے!.... کیونکہ اُن دونوں نے "بھائیوں" کی دوستی کے مطابق شادی کرنے کا تھیہ کر لیا ہے! اور عنقریب اُن کی طرف سے شادی کی تاریخ کا اعلان کر دیا جائے گا۔

دعاویٰ میں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور دونوں کو مبارک بادوی تھی!

جو ڈف کا حلیہ عجیب تھا! اُس کے چہرے پر اب مختصر ہی ڈاڑھی تھی اور اپری ہونٹ ناک کی سمجھنی سے جمالا تھا! جسم پر سرخ دردی تھی! اور سر پر بخندنے والی سرخ ٹوپی!.... دونوں

بھیجے۔ لجھے میں بولا! باس اگر بڑی میں آسانی سے گفتگو نہیں کر سکتے!... اگر تم عربی بول سکتے ہو تو پاس کو مخاطب کرو ورنہ مجھ سے گفتگو کرو!۔"

"میں عربی بھی بول سکتا ہوں!.... وہ آدمی مسکرا یا تھا!۔  
"شروع ہو جائیے!...!" عمران غصیلے لجھے میں بولا!  
"میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں سرکار عالیٰ کہ یہ فریب کب تک چلے گا!..." اُس آدمی نے کہا!

"آپ مطلب!..."

"آپ انور چوبان نہیں!..."  
کیا میں تمہاری ناگزینیں چیر کر چھینک دوں....!" جوزف مٹھیاں بھینچ کر بولا۔  
"بنکے دو!...!" عمران مسکرا یا!

"بس مجھے اتنا ہی عرض کرنا تھا!... میری شکل ہمیشہ یاد رکھئے گا!... بہت جلد دوسری ملاقات ہو گی.... میرا کارڈ!... اگر آپ اپنے پاس رکھنا پسند فرمائیں!"  
وہ عمران کے ہاتھ میں کارڈ تمہار کر گیٹ کے قریب مہماں کی بھیڑ میں غائب ہو گیا کارڈ پر تحریر تھا!

"کے۔ آر۔ مفتی"

عمران نے بڑے غصیلے انداز میں اُس کارڈ کو موڑ توڑ کر جیب میں ڈال لیا۔ اور ٹھیک اُسی وقت اُس نے اپنی پشت پروکیل دار اب کی آواز سنی!  
"یہ کیا کہہ رہا تھا!..."

عمران جھلک کر اُس کی طرف مڑا اور غصیلے لجھے میں بولا! "ہمارا وقار خاک میں مل رہا ہے!"  
"اُس نے کیا کہا پرنس!..."

عمران نے اُس کی گفتگو دھرائی اور کیل دانت پیتا ہوا بولا! "کاش اس آدمی کے خلاف ہمارے پاس کوئی واضح ثبوت ہوتا!... میں اُسے جنم میں پہنچا سکتا ہوں! میں اس کے سیاہ کارنا موس سے بخوبی واقف ہوں! لیکن کوئی ایسا ثبوت میرے پاس نہیں ہے جسے عدالت تسلیم کئے!..."

ڈل سے دور یو اور لٹک رہے تھے۔ وہ کسی آہنی ستون کی طرح عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا!

جزیرے کی معزز خواتین انور چوبان اور اُس کے سیاہ فام باڑی گارڈ کو تھیس اور شک آمیز نظروں سے دیکھتی ہوئی کھسر پھسر کر رہی تھیں!...!

"یہ تو کوئی الف لیلوی شہزادہ معلوم ہوتا ہے!..." ایک نے کہا!  
"ہائے بہت رو میک!..." دوسری نے سکاری ہی لی!۔  
"اُرے چلو!... صورت ہی سے احمد معلوم ہوتا ہے!..." تیسری بولی! مرد کہہ رہے تھے۔

"بھی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ اب "بھائیوں کا کار و بار" لکڑے لکڑے ہو جائے گا! ضروری تھا کہ یہ دونوں شادی ہی کر لیتے! کیوں کہ انور چوبان شروع سے افریقہ میں رہتا ہے اور شالی کی پروردش یہاں ہوئی ہے!..."

"کاش ہم لوگ بھی اتنے ہی مشتمل ہوتے اور ہمارے شرکاء کی اولادیں بھی اسی طرح تھدرہ کر کام کر سکتیں! اب دیکھو یہ "بھائیوں کا کار و بار" ہمارے خلاف ایک بہت بڑی طاقت ہے!..." دوسرا اکٹھا!

شالی خواتین سے مبارکباد و صول کرتی رہی تھی! اور بہت زیادہ خوش نظر آرہی تھی! اُس کی دونوں ساتھی لڑکیاں!... مہماں کے درمیان آر کشرا کی دھن پر تمترکتی پھر رہی تھیں!۔

عمران بالکل خاموش تھا!... وہ صرف مبارکباد دینے والوں کا شکریہ ادا کرتا اور سختی سے ہونٹ بند کر لیتا! لیکن اُس سے صرف اگر بڑی عربی سننے کی توقع کی جاتی تھی! لیکن عربی مقامی لوگوں کے بس کاروگ نہیں تھی! اور اگر بڑی میں وہ شالی وغیرہ کے لئے کو رہتا!... وکیل نے آج کئی گھنٹے تک اُسے اگر بڑی میں شکریہ ادا کرنے اور لجھے کی مشن کرائی تھی!۔

پارٹی عقبی پارک میں ہوئی تھی! چائے کے بعد مختلف نولیاں اور ادھر اور ڈگن لگلشت میں صرف ہو گئیں! اور ایک آدمی عمران سے آہٹرا!... وہ اُسے اگر بڑی میں مخاطب کر رہا تھا! اور عمران کشمکش میں پڑ گیا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ لیکن اس نے جوزف کو تھائی میں یہاں تک سمجھا دیا تھا کہ وہ اگر بڑی میں گوٹا بن گیا ہے! اس لئے وہ اس وقت کی اس کی ذہنی کشمکش کو تازگیا!... اور

"اوہ.... پرنس پلیز....!" شالی نے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا! "خدا کے لئے اس مسئلے کو درمیان میں نہ لاؤ.... یہ ایک مجبوری ہے۔"

"ارے واہ! "عمران نے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا! "اگر یہ بات ظاہر ہو گئی تو ہماری اور ہماری اشیت کی کس قدر بدلتی ہو گی! -"

"آپ فکر نہ کیجئے! میں.... مفتی کا انتظام کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"ارے سچے وکیل صاحب! "شالی نے وکیل سے کہا! "کہیں اس آدمی کا تعلق انہیں لوگوں سے نہ ہو جو مجھے یا "بھائیوں کے کار و بار" کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں! "

"اُبھی کچھ نہیں کہا جاسکتا! "وکیل بولا! "فی الحال اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ پرنس کی مدد سے ہمارا پلہ بھاری ہو گیا ہے! اب ہم اُن سے نپٹ سکیں گے اور پرنس آپ مطمئن رہئے اگر اس آدمی مفتی نے داعی کوئی حرکت کی تو اسے نمکانے لگادیا جائے گا۔"

## O

صدر بے خبر سورہا تھا! اچانک کسی تیز قسم کی آواز نے اُسے جگا دیا۔ باہر صحن میں کچھ گڑ بڑا ہو رہی تھی وہ جھپٹ کر آٹھا دروازہ کھولنا چاہا! لیکن وہ نہ کھلا شامد اُسے باہر سے بولٹ کر دیا گیا تھا! "جھوڑ دو.... مجھے چھوڑ دو.... ڈیل.... یہ لڑی کی جیج تھی!

"کون.... کیا ہے! "بوناکی آواز آئی.... "ارے دروازہ کھلو کون ہے! ..... لڑی کی آنی کی جھینیں سنائی دیں!

صدر نے پہلے دروازے پر زور آزمائی کی پھر کھڑکی کی طرف آیا! اُس کا اندازہ تھا کہ شامد پر و فیر اور بدھی عورت بھی کروں میں بند کر دیے گئے ہیں۔

لڑی کی آواز تو پھر نہیں آئی تھی لیکن ہاتھ پالی کی آوازیں اب بھی آرہی تھیں! .... کھڑکی کمزور ثابت ہوئی! .... چوکھوں سمیت دوسرا طرف جا پڑی اور صدر درسرے ہی لمحے برآمدے تھا!

صحن میں اُسے کئی سائے نظر آئے! تاروں کی چھاؤں خاصی اُملی تھی!

"یہ ہے کون....!" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"ایک بیک میلر! "

"یہ کیا ہوتا ہے! "

"دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے والا... دیکھئے! ہم اس موضوع پر پھر گفتگو کریں گے! کچھ مہمان اور آرے ہیں! "

وکیل آگے بڑھ گیا۔ آٹھ بجے سے پہلے مہماںوں سے نجات نہ مل سکی!

پھر وہ سب رات کے کھانے کی میز پر اکٹھے ہوئے! شالی، وکیل اور عمران اُس وقت دونوں لڑکیاں موجود نہیں تھیں اور کیل نے اس آدمی مفتی کا تذکرہ چھپر دیا جس نے عمران کو نوکا تھا!.....

"ہاں.... ہم اُس کے متعلق کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ "عمران نے کہا۔

"بیک میلر دوسروں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتا ہے! فرض کیجئے! .... اُسے یہ معلوم ہو جائے کہ آپ فلاں آدمی ہیں لیکن فلاں کاروں ادا کر رہے ہیں! تو وہ آپ سے بڑی بڑی رقوات دصول کرے گا! آپ اگر نہ دیں گے تو آپ کار از فاش کر دیئے کی دھمکی دے گا! "

"اوہ.... تو کیا اُسے ہماری اصلیت معلوم ہو گئی ہے! "

"خدا بہتر جانتا ہے! "وکیل نے تشویش کن لہجے میں کیا!

اُس نے ہمیں اپنا کارڈ دیا تھا! یہ دیکھو....! اس کا پتہ بھی تحریر ہو گا! "عمران نے جب سے کارڈ کل کر اُسے دیتے ہوئے کہا! "پڑھو پڑھو.... جوزف کو تباہ کل صبح اُس کے مکان سے اُس کی لاش برآمد ہو گی! "

"ارے نہیں! "شالی بو کھلا گئی

"ہم نے اس مسئلے پر ابھی ابھی سنجیدگی سے غور کیا ہے! اُسے ہمارے راستے سے ہٹ ہی جانا چاہئے! "

"میں کشت و خون نہیں پسند کرتا پرنس! "وکیل نے کہا! "ہم کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے جس کے لئے قانون کے آگے جوابدہ ہونا پڑے! "

"ارے بس! .... "عمران میز پر ہاتھ مار کر غصیلے لہجے میں بولا! "ہمیں انور چوہاں بنا دینا ٹھاں کا قانون ہے! "

"خبردار! اُس نے انہیں لکھا را... کسی نے عربی میں کچھ کہل دو تین سائے صدر کی طرف جھپٹے!... صدر سنبھل گیا!... اُس کام کا اُس آدمی کے جڑے پر پڑا جو سب سے آگے تھا وہ کراہ کر دوسرے پر ڈھیر ہو گیا! دونوں ساتھ ہی فرش پر گرتے تھے! تیرے نے صدر پر چلا گکھ لگائی اور صدر نے اُس کا مقابلہ کرنے سے پہلے ہی اندازہ کر لیا کہ اُس کے ہاتھ میں بڑا سا چھرا ہے!

بہر حال چھرے کا پہلا وار تو اُس ستون پر ہوا جس کی آڑ صدر نے لی تھی! پھر صدر نے اُسے دوسرے ہتھے کا موقع نہیں دیا! دونوں ہاتھوں سے گردن دیوچ کر ستون پر رکھے دینے شروع کر دیئے!... وہ ملبا اٹھا کیونکہ شاکد اُس کی ناک ہی پر سب سے زیادہ زور پڑ گیا تھا!... دوسرے ہی لمحے میں وہ بھی فرش پر تھا! پہلے گرنے والے صدر پر ٹوٹ پڑے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے! بوجا پھر دھڑا!... "میں فائزگ شروع کر رہا ہوں۔ ساتھ ہی ایک فائز ہوا!... اور حملہ آور اچھل اچھل کر جھاگے!... پھر لوگ کی تیج دوبارہ سنائی دی! کوئی دھم سے گرا بھی تھا!... دوسرافائز ہوا صدر جہاں تھا وہیں سے بھاگنے والوں کو دیکھتا ہی رہا! کیونکہ ٹن میں اندر ہمراحتا اور پروفیسر یونٹا پنے کرنے سے فائز فائز کے جارہا تھا۔

صدر کو یاد آیا کہ اُس کے کرنے میں بھی سلانخوں دار کھڑکیاں موجود ہیں! "برآمدے میں کون ہے!... بوجانے تیج کر پوچھا!... "میں ہوں جناب! "صدر نے جواب دیا۔

"میرے کرنے کا دروازہ کھولو!... یہ سب کیا تھا!..." "پتہ نہیں جناب! میں تو کھڑکی اکھڑا کر باہر نکلا ہوں!... "صدر کہتا ہوا آگے بڑھا!... بوغا ایک ہاتھ میں نارچ اور دوسرے میں ریلو اور سنجالے ہوئے باہر نکلا تھا! لڑی صحن کے وسط میں فرش پر اونٹھی پڑی ہوئی تھی! پروفیسر نے جھپٹ کر اسے اٹھایا!... صدر نے نارچ سنجاں! بوزھی عورت اب بھی تیج جا رہی تھی۔ "خاموش رہو!... بوجانے اُسے ڈاٹا!...

لڑی کی پیشانی سے خون بہ رہا تھا! اور وہ بیہوش تھی! پروفیسر نے اُسے ہاتھوں پر اٹھایا۔ "لا بسیری میں چلو!... اُس نے کہا اور ایک بار پھر بوزھی عورت کو ڈاٹا جواب بھی تیجی! صدر اُسے روشنی دکھاتا ہوا لا بسیری میں لایا!...

لڑی ایک بڑی میز پر لٹا دی گئی! اور بوجانے صدر سے کہا!... "جاو!... اُس کے کرنے کا دروازہ بھی کھول دو! اور نہ وہ مجھے پاگل کر دے گی۔ پتہ نہیں وہ کون تھے اور کیا چاہتے تھے!..." صدر نارچ لئے ہوئے پھر باہر نکل آیا! صدر دروازے کے دونوں پاٹ کھلے ہوئے تھے! حملہ آور شاکد دیوار پچلا گکھ کر اندر آئے تھے اور صدر دروازے سے فرار ہوئے تھے! صدر نے بوزھی عورت کے کرنے کا دروازہ کھول دیا اور اُس نے اُسے دیکھتے ہی سوالات کی بوچھاڑ کر دی!۔

"میں کچھ بھی نہیں جانتا محترمہ! " صدر نے کہا۔ "ممکن ہے وہ چور رہے ہوں! بہر حال وہ مسی کو زخمی کر کے بھاگ گئے ہیں!..."

"میری بچی.... بچی!... میری بچی!... " وہ تھیت ہوئی لا بسیری کی طرف دوڑی اور اندر ہرے میں کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر ڈھیر ہو گئی!... صدر نے جھپٹ کر اسے اٹھایا!... وہ کراہ رہی تھی!... " چلو!... خدا کے لئے مجھے دہاں لے چلو! کیسی ہے!... میری بچی!..." صدر اُسے سہارا دے کر لا بسیری کی طرف لے جانے لگا! وہ کراہی اور لنگڑاتی ہوئی چل رہی تھی! صدر اُسے اطمینان دلارہا تھا کہ چوت معمولی ہے اور شاکد خوف کی وجہ سے لڑی بیہوش ہو گئی ہے!..."

لڑی اب بھی میز پر تھی! اُس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں! پروفیسر پیشانی کا زخم صاف کر رہا تھا!

"میری بچی!... بوزھی بڑ بڑائی!

"خاموش رہو!... پروفیسر ہاتھ اٹھا کر دھڑا!... "شور مت چاؤ! وہ زندہ ہے مر نہیں گئی! "بوزھی کمزور آواز میں کچھ بڑ بڑائی ہوئی دیوار سے جاگی!

پروفیسر نے فرست ایڈ کے بکس سے پٹی نکالی!... اور ڈرینک کرنے لگا! صدر کو یاد آیا کہ اُس نے صدر دروازہ نہیں بند کیا! اُس نے وہ پھر لا بسیری سے نکل آیا۔ دوروازہ بند کر کے دوبارہ لا بسیری کی طرف مڑی رہا تھا کہ باہر شور سنائی دیا!... اور پھر دوروازہ پیٹا جانے لگا!

صدر تیزی سے لا بسیری میں داخل ہوا!... اور پروفیسر کو اس کی اطلاع دی! وہ دونوں پھر میں آئے! دوروازہ اب بھی پیٹا جا رہا تھا!... اور باہر والے عربی میں کچھ تیج رہے تھے!

پروفیسر نے شائد انہیں جواب دیتے ہوئے پھانک کھولا تھا!

باہر متعدد آدمی نظر آئے جن کے پاس لبی نالوں والی بندوقیں تھیں!... اور دو تین روشنی وانے پیڑو میکس بھی!... ان کے اور پروفیسر کے درمیان جو گنگوہ ہو رہی تھی!... صدر کی سمجھ سے باہر تھی کیونکہ وہ عربی سے نابلد تھا۔ لیکن بھیڑ میں چوٹے منوکو بھی دیکھ کر صدر کے کان کھڑے ہو گئے!... گفٹوگ کرنے والوں میں وہی پیش پیش تھا! صدر نے پروفیسر کو بہس کر اُس کا شائد تھکنے دیکھا اور پھر وہ سب چلے گئے!

"دروازہ بند کر دو!...!" پروفیسر نے انگریزی میں کہا!

صدر پھانک بند کر کے پھر اُس کے پیچے چلنے لگا! لڑی اب بھی بیہوش تھی۔ پروفیسر ایک کرسی پر بیٹھ کر اُسے تشویش کن نظروں سے دیکھنے لگا!... پھر ہاتھ کے اشارے سے بڑھا کو جانے کو کہا۔ وہ نہ اسامنہ بنائے ہوئے دروازے کی طرف مڑ گئی!

"یہ چھوٹا مٹوکیا کہہ رہا تھا...!... پروفیسر...!... صدر نے پوچھا!

"کیوں؟" پروفیسر یک بیک چوک پڑا۔ "تم اُسے کیا جانو؟"

"آج شام ہی کو...!... مسی نے تعارف کرایا تھا۔ ہم شام کو ساحل پر تھے وہ وہاں آیا تھا اور مسی سے گانے کی فرماش کی تھی! اس پر مسی بہت خفاہوئی تھیں! اور وہ انہیں دھمکیاں دیتا ہوا رخصت ہو گیا تھا!..."

"نہیں!... بوجانے حیرت سے کہا!

"ہاں...!... پروفیسر آپ مسی سے پوچھ لیجیے گا!.."

پروفیسر کسی سوچ میں پڑ گیا! صدر اُس کے پیچے کے اتار چڑھا کا بغور جائزہ لے رہا تھا! تھوڑی ہی دیر بعد اُس نے محسوس کیا جیسے پروفیسر بوجانہ کا اندر کھول رہا ہو! اُس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھیں غیر معمولی طور پر پمپنے لگی تھیں!

دفعتا ایک الماری کے پیچے کوئی کتے کا پلانیاں ٹیاڑیں کرنے لگا!... اور پروفیسر چوک کر غریا!...! "تم یہاں کیا کر رہے ہو!... جاؤ۔ اپنے کمرے میں!"

اُس کا چہرہ بہت خوفناک معلوم ہو رہا تھا! صدر اٹھ کر چپ چاپ لا بھری ہی سے باہر آگیا۔ پہنے کرے میں واپس آکر وہ پلنگوڑی پر بیٹھ گیا۔ اسے جانے کیوں لیٹنے یا سونے کی خواہش باقی

نہیں رہی تھی! کیر و سین لیپ روشن کرتے وقت اُس نے لا بھری ہی کادر وازہ بند ہونے کی آؤٹر سنی!... اور سوچ میں گم ہو گیا!

کچھ دیر بعد اُس نے پاپ میں تمباکو بھری اور اُسے سلاک کر دیوار سے لٹک گیا!... دوہی تین کش لئے تھے کہ کوئی کمرے میں داخل ہوا.... وہ چوک کر مڑ کر دیکھنے لگا! آنے والی لڑی کی آئٹی تھی!... اُس کی آنکھیں سرخ تھیں اور پوٹے متور میں تھے! جیسے آنکھیں مل مل کر روتی رہی ہوں۔

"اوہرا!... کیا وہ پاگل نہیں ہے!...! اُس نے آہستہ سے کہا!

"کون!... مادام!..."

"اُس نے لا بھری ہی کادر وازہ بند کر کے اندر ہیرا کر دیا ہے!..."  
"کیا مطلب؟" صدر اچھل پڑا۔

"کیا وہ غریب پنچی رات بھر اُسی طرح میز پر پڑی رہے گی! کیا یہ پاگل پن نہیں ہے۔ دیو اُنگی نہیں ہے.... میری پنچی!... خدا گارت کرے اس کتاب کے کیڑے کو یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ آدی گوشت و پوست رکھتا ہے! اُس کے بھی احساسات ہیں۔ وہ محسوس کر سکتا ہے۔ چوٹ لگنے پر کراہ سکتا ہے۔ یا مر سکتا ہے!..."

"میں خود بھی نہیں سمجھ سکتا مادام۔"

"تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یونا دیو اُنگی کی حدود میں داخل ہو چکا ہے!... وہ خوابگاہ سے اُنھے کراہ بھری ہی میں آیا تھا! اب روشنی گل کر کے خود بھی وہیں کسی میز پر پڑ رہے گا!... کیا تمہیں سردوی محسوس نہیں ہوتی؟"

"ہاں راتیں تو ٹھنڈی ہوتی ہیں مادام یہاں کی! میں بھی محسوس کرتا ہوں اور میرے بستر میں کمل بھی موجود ہے!..."

"لیکن وہ ٹھنڈی میز پر کھلی پڑی ہو گی!... خدا کے لئے کچھ کرو!... ورنہ صبح مکنہ جانے اُس کا کیا حشر ہوں!..."

"میں کیا کر سکتا ہوں مادام مجھے پروفیسر سے خوف معلوم ہوتا ہے! " صدر نے بے بھی سے کہا!..."

اس پر بوڑھی عورت بلبا کر بونا کو... کو سنے لگی! وہ انگلوں سے کراس بناتی اور بونا کو دب  
ہلا دینے والی بد دعا تھیں دیتی رہی!  
کچھ دیر بعد صدر نے پوچھا! "کتنے کے پلوں اور بندر کے پھوٹ کا اتنا خیال کیوں رکھتے ہیں  
پروفیسر!""  
اُسے کسی کیتا نے جانا تھا! "بوڑھی دانت پیس کر بولی!" اور اُس کا باپ کوئی بندر تھا! ""  
صدر کی حیرت بڑھتی ہی رہی! وہ پروفیسر کے متعلق بہت کچھ جانانا چاہتا تھا! لیکن کیا پڑھیا  
اس سلسلے میں مفید ثابت ہوتی!... وہ اس کا فیصلہ نہ کر سکا!  
دفعتائس نے کہا! "آپ تو ایک مہذب خاتون معلوم ہوتی ہیں! اس دیرانے میں کس طرح  
اپنھیں!"

"بد نصیبی.... اشامت....!" بڑھیا نے مہذبی سانس لی! "اُسی پنجی کی وجہ سے مجھے بھی در  
در کی ٹھوکریں کھانی پڑی تھیں....! ہم یونان میں تھے! بونا کا بچہ میں لاکوں کو پڑھاتا تھا! میری  
بہن سے اُس کی شادی ہوئی تھی! میں بہن کے ساتھ ہی رہتی تھی! لڑکی کی پیدائش کے بعد وہ مر  
گئی....! اور بونا حقیقتاً بہت براشیطان ثابت ہوا میں اس کا ساتھ ہرگز نہ دیتی! مگر یہ شخصی ہی پنجی  
میری چھاتی سے پچھی ہوئی تھی!... ایک دن یونان سے بے سر و سامانی کے حالت میں بھاگنا پڑا  
کیوں کہ مسلح پولیس کے آدمی چاروں طرف بونا کی بوسکھتے پھر رہے تھے! اُسی رات کو مجھے  
معلوم ہوا کہ بونا حقیقتاً کیا تھا!.... وہ حکومت کے خلاف ایک خنیہ تنظیم کا سر غزہ تھا! اور کسی طرح  
اُس کا راز ظاہر ہو گیا تھا!.... ہم ہاتھی گیروں کے ایک اسٹریٹ میں چھپ کر کینیا بیٹھنے گئے! بونا نے  
دہان نئے سرے سے زندگی شروع کی اور بہت جلد ایک دولت مند آدمی بن گیا!... اور پھر ایک  
رات وہاں سے بھی بھاگنا پڑا!... بونا کہتا ہے کہ بھاگنا پڑا تھا! لیکن مجھے آج بھی ایسا محسوس ہوتا  
ہے جیسے ہم بہت سکون اور اطمینان کے ساتھ یہاں آئے ہوں!... نہ ہمارا تعاقب کیا گیا تھا اور  
نہ یونان کی سی بھاگم بھاگ ہی ہوئی تھی! یہاں پہنچنے تو معلوم ہوا کہ اب یہاں سے کبھی واپس نہ  
جا سکیں گے! ایک نکلے یہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں جاتا!""

"ببر اوقات کی کیا صورت ہے!""

"فرانس کی حکومت بونا کو وظیفہ دیتی ہے۔ اور اُس کے فرانسیسی دوست اُس کی مدد کرتے

رہتے ہیں!""

"میرا خیال ہے کہ بونا جب چاہیں تو یہاں سے جا بھی سکتے ہیں! کیا اُن کے فرانسیسی احباب  
اُن کی مدد نہیں کریں گے!""

"وہاب خود ہی یہاں سے نہیں جانا چاہتا!""

"بڑی عجیب بات ہے! " صدر دوبارہ پاپ میں تمباکو بھرنے لگا! ""

"اُدھ... میں ابھی تک یہی سمجھ سکی ہوں کہ یہ جزیرہ پاگل خانہ ہے!""

"کیوں کیا دوسرا آدمیوں سے بھی دیوانگیاں سرزد ہوتی ہیں!""

"سب پاگل ہیں! کیا یہ دیوانگی نہیں ہے کہ وہ صرف اسی جزیرے میں محدود رہنا چاہتے  
ہیں!""

"ہمارے پاس کوئی شوت نہیں کہ یہ حرکت مٹھی کی تھی! "لڑی نے کہا! " مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے ان میں مٹھی بھی رہا ہو! پھر جب میں نے خیریت دریافت کرنے والوں کی بھیڑ میں اسے بھی دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا! لیکن پروفیسر کو بھی یقین نہیں آیا کہ وہ مٹھی ہو گا! "

"اوہ.... تم نہیں سمجھتے! .... "لڑی کرای! "تم نہیں سمجھتے! تم ڈیڈی کو نہیں جانتے! اُنکے لہبوں کو نہیں پہچانتے! .... تم نہیں جانتے کہ اُن کی بھی کتنی خطرناک ہوتی ہے! آہ.... جب وہ مٹھوں کے معاملے میں ہنسنے تھے تو مجھے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے ہزاروں خبیث روحیں بیک وقت چینی ہوں! "

"کیوں! .... میں تم اتنی ڈراؤنی باتیں کیوں کر رہی ہو! " صدر نے حیرت سے کہا! "پروفیسر کی اُس بھی میں مجھے تو بچکان پن کے علاوہ اور کچھ نہیں دکھائی دیا تھا۔ "

"اب تم مٹو کو مردہ سمجھو! "

صدر یک بیک اچھل پڑا اور پھر آہستہ سے پوچھا "کیوں! "

"بس وہ آج ہی کل میں کہیں نہ کہیں مردہ پایا جائے گا! جس سے ڈیڈی متفر ہو جائیں اُس کا سیکی انجام ہوتا ہے ایسے کئی واقعات میری یادوداشت کے لئے جہنم بن کر رکھے ہیں! "

"میں بالکل نہیں سمجھا میں! " صدر نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں!

"ماہش میں ہی سمجھ سکی ہوتی! " لڑی نے بے بی سے کہا!

"مگر ایسے لوگوں کی موت کی وجہ کیا ہوتی ہے! "

"بس وہ را چلتے گرتے ہیں اور سر جاتے ہیں! خوابکاروں سے لا شیں برآمد ہوتی ہیں! .... "

ابھی تم سے کھڑا گنتگو کر رہا ہے بس اچانک کرے گا اور چشم زدن میں مر جائے گا۔

"بڑی عجیب بات ہے! " صدر نے کہا اور کسی سوچ میں گم ہو گیا!

## O

عمران کرے میں ٹھیل رہا تھا! .... اور اُس کی پیشانی پر گھرے تھکر کی وجہ سے سلوٹیں اُبھر آئی تھیں! ..... وہ اس وقت صرف سوچتا چاہتا تھا۔ .... اور ذہن تو کئی دنوں سے جھلاہٹ

محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی بڑا بھی انک خواب دیکھ رہا ہو! کل کہاں تھا کیا تھا اور آج کہاں ہوں! کن حالات میں ہوں! "

"میرے سوال کا جواب دو! " بوغا غزالی!

"میں نے جو کچھ بھی کہا تھا میری یادوداشت اُس کی تردید نہیں کرتی! اگر مسی کو اس سے اختلاف ہے تو پھر وہ بھی خواب ہی رہا ہو گا! .... میں پاگل ہو جاؤں گا! "

وہ سر تھامے ہوئے فرش پر اگڑوں بیٹھ گیا! بوغا غزالی سے کہہ رہا تھا! "تم آخر جھوٹ کیوں بول رہی ہو بے بی! میں اسے پسند نہیں کروں گا کہ تم کسی ماہی گیرزادے کی ہمدرد بخوا! "

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ڈیڈی! .... میرا سر اب بھی چکرا رہا ہے! ادہ ٹھیک ہے.... شائد اُبھارا ٹھیک کہہ رہا ہے! ہاں ایسا ہی کچھ ہوا تھا! اُس نے مجھ سے اطاالوی گیت کی فرمائش کی تھی۔ میں نے اُس کے خلاف نفرت کا انہصار کیا تھا! اور اس پر وہ مجھے دھمکیاں دیتا ہوا اٹھ گیا تھا! "

"بس جاؤ! " پروفیسر نے نرم لبجھ میں کہا! " اُبھارا تم بھی جاؤ! میں تمہارا منون ہوں کہ تم نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر بے بی کو بچایا تھا! وزنہ شائد! بھری قزانق اسے پکڑ لے جاتے! "

"اوہ، بھری قزانق تھے! " صدر نے حیرت سے کہا!

"ہاں! .... وہی ہوں گے.... اور نہ اس جزیرے میں تو کوئی اتنی جرأت نہیں کر سکتا! "

"میں سمجھا تھا شائد.... مٹو....! "

"نہیں.... نہیں! .... " پروفیسر نہ پڑا! " یہ تمہارا وہم ہے! .... مٹو ایک نا سمجھ اور ضدی پچھے ہے! دل کا نہیں ہے۔ جاؤ آرام کرو! "

وہ دو نوں لا بھری یہی سے نکل کر اپنے اپنے کمرے کی طرف چل پڑے۔ پروفیسر لا بھری یہی کا دروازہ بند کر کے اپنی خواب گاہ میں چلا گیا تھا۔

"مجھے سہارا وے کر میرے کمرے تک پہنچا دو اوہارا۔ میں مضبوطی سے قدم نہیں رکھ سکتی! " لڑی نے سہرائی ہوئی آواز میں کہا!

اور پھر کمرے میں پچنچ کر ہی بولی! " یہ تم نے کیا۔ کیا اوہارا! "

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے! "

کاشکار ہو رہا تھا! کیونکہ ابھی تک اُسے کچھ کر گذرنے کا موقع نہیں ملا تھا! مگر وہ کرتا بھی کیا!.... بحیثیت انور جوہان تو اُسے شالی سے صرف شادی ہی کرنا باتی رہ گیا تھا! کیونکہ اس کے بغیر وہ اسکم مکمل نہ ہوتی جس کے لئے وہ لڑکیاں اُسے یہاں بھاگانی تھیں!

آج صبح ناشتے کی میز پر یہی مسئلہ درپیش تھا! عمر ان دانتوں میں انگلی دبائے شرم سے دوہرا ہوا جا رہا تھا!

اب اس وقت وہ رات کے کھانے کا منتظر تھا! میز پر فیصلہ کن باتوں کی توقع تھی! آج کل وکیل بھی ہر وقت کے کھانے پر ضرور شریک ہوتا تھا! اور وہ زیادہ تر "پرن" کی باتیں کرتے تھے! کچھ دیر بعد گانگ بجا اور عمر ان آہستہ آہستہ چلتا ہوا ذرا انگ روم کی طرف روانہ ہو گیا! ذرا انگ روم میں آج وکیل کے ساتھ دو آدمی اور نظر آئے عمر ان کو دیکھ کو شالی کے علاوہ اور سب کھڑے ہو گئے!

"بھی کیا ضروری ہے کہ ہم فوراً ہی کھانے کی میز پر چلے جائیں!" عمر ان نے پوچھا!  
"نہیں.... ذیر!" شالی جلدی سے بولی: "یہ تو تمہاری سر ضمی پر منحصر ہے.... کیوں وکیل صاحب!"

"آپ کا خیال بالکل درست ہے محترم!.... ہم بھی ابھی بھوک نہیں محسوس کر رہے!"  
پھر اس نے ان دونوں کا تعارف کرایا۔

"یہ دونوں بھی محترم شالی اور محترم انور کے ہمدردوں میں سے ہیں! اور بھائیوں کے پرانے نمک خوار!.... یہ بھی نہیں چاہتے کہ بھائیوں کی خون پینے کی کمائی غیر مستحق لوگوں کے حصے میں آئے!"

"خوب!...." عمر ان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر پسندیدگی کا اظہار کیا!  
"بات یہ ہے جتاب کہ اب اگر شادی کی تاریخ کا اعلان کر دیا جاتا تو بہتر تھا!"  
"ہمارے حضور ابا.... مم۔ مطلب یہ کہ.... یہ کہ.... بھی ختم کرو!.... یہ مسئلہ ہم سب کے سامنے نہیں طے کر سکتے!"

"ختم بھی کچھے وکیل صاحب!...." شالی نے ہاتھ اٹھا کر کہا! اعلان بھی کر دیا جائے گا!۔ ہر وقت یہی تذکرہ مجھے گراں گزرتا ہے! "اور پھر اس نے انگریزی میں کہا! "میرا دعویٰ ہے کہ یہ

نام کی بھی شادی نہیں کرے گا!"

"یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ محترمہ شالی! "وکیل بولا!...." آپ چاہیں تو اسے ہمیشہ کے لئے روک سکتی ہیں!"

"اتنے ہزاری قلعے نہ ہیا یے! " شالی نے نہ اسامنہ بنا کر کہا! "آپ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ ایک والی ریاست کا لڑکا ہے اور محض اس بنا پر ہماری مدد کرنے پر آمادہ ہو گیا کہ بعض نامعلوم آدمیوں نے اُس کی توہین کی ہے!"

"کسی بیو تو قوف آدمی کو قابو میں کر لینا کسی خوبصورت لڑکی کے لئے مشکل نہیں ہے!"  
شالی کچھ نہ بولی! اتنے میں جزو ف کرے میں داخل ہوا.... وہ ہر وقت عمر ان کے ساتھ لگا رہتا تھا! خصوصیت سے اُس وقت تو اُس کا عمر ان کے قریب موجود رہنا ضروری ہو جاتا تھا جب آس پاس کچھ مرد بھی موجود ہوں! اُس کی آمد پر شالی اور وکیل کو کچپ لگ گئی! اور عمر ان کو تو اُس کی آمد پہلے ہی نکھل گئی تھی! اُس نے سوچا تھا کہ اُب وہ لوگ انگریزی میں اپنی بکواس جاری نہ رکھ سکتیں گے!

دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ وہ دونوں آدمی جزو ف کو دیکھ کر نبڑی طرح چوکے ہیں!.... وہ اُسے آنکھیں چھڑا پھڑا کر دیکھ رہے تھے! اچاک انہوں نے وکیل سے ایک ایسی زبان میں گفتگو شروع کر دی جو عمر ان کے فرشتوں کی سمجھ میں بھی نہ آسکتی۔ اُسے تو وہ ایسی ہی لگ رہی تھی جسمی اُس کی چرودٹی اسٹیٹ و الی لائی زبان تھی!

وکیل کے چہرے پر وہ حیرت کے آثار دیکھ رہا تھا! دفعتاً جزو ف نے عربی میں کہا! "باس میں ایسے آدمیوں کو پسند نہیں کرتا جو ناقابلِ فہم زبانوں میں گفتگو کریں! کیا یہ انگریزی میں گفتگو نہیں کر سکتے جسے کم از کم میں سمجھ سکوں!"

"تم یہ خیال دل سے نکال دو کہ ہم دشمنوں میں ہیں! " عمر ان نے مسکرا کر جواب دیا۔ "وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وکیل عربی سمجھتا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں کرتا! اُس وقت بھی وہ اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف سے توجہ ہٹا کر جزو ف کی بات سننے لگا تھا مگر پھر فوراً ہی سنسنجل کر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو گیا!

جزو ف نے عمر ان کی بات پر سر جھکا کر اُسے تسلیم کر لینے کا اعلان کیا تھا!

"پرنس میرے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ اس جمیشی کا میک اپ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا!۔ اس کی ناک میں بھی تھوڑی سی تبدیلی ہوئی چاہئے!" وکیل نے اور دو میں کہا!  
"ہم کچھ نہیں جانتے! جو تمہارا دل چاہے کرو!"  
"تبدیلی ہی مناسب رہے گی!"

اس کے بعد وہ کھانے کے لئے ڈرائیکٹ روم میں چلے گئے۔ یہاں عمران نے اصولوں کے مطابق خاموشی ہی رہی۔ اور پھر شایلی نے اعلان کیا کہ اُسے نیند آ رہی ہے۔ لہذا وہ ڈرائیکٹ روم میں نشست نہیں ہوئی۔

عمران بھی کچھ سرگرانی سی محسوس کر رہا تھا!۔۔۔ وہ خواب کی کیفیت ہو سکتی تھی! لیکن جب آنکھ کھلنے کے بعد بھی بستر پچکو لے ہی لیتا رہا تو عمران بوکھلا کر انٹھ بیٹھا!۔۔۔ وہ اندر میں سونے کا عادی تھا!۔۔۔ بستر سے اتر۔ لیکن کرے کے فرش میں بھی ویسے ہی پچکو لے محسوس ہوئے!۔ گویا کہہ کسی جملہ کی طرح پر پھر پھر اتنا ہوا اڑا جا رہا ہوا!

وہ بوکھلا کر اندر میں سوچ یورڈ کی طرف بڑھا اور ٹھوک کھائی ہی نہیں بلکہ گرتے ہی خود کو کسی کی آہنی گرفت میں محسوس کیا۔ ساتھ ہی کان کے قریب ہی جوزف کی جو زفاف کی غراہت سنائی دی! "کون ہے.... مارڈا لوں گا!"

"مار بھی ڈال!۔۔۔" عمران نے نمرودہ کی آواز میں کہا! "مگر تو یہاں کہاں!۔۔۔ باس!۔۔۔ جوزف کی گرفت ڈھیلی پر گئی!

"ابے یہ کرہہ مل کیوں رہا ہے!۔۔۔"

"ہائیں تو کیا آج آپ نے بھی پلی ہے!۔۔۔" جوزف نے خوش ہو کر بھدا ساقہ تھہہ لگایا!۔ عمران فرش پر آٹھوں بیٹھ گیا!۔۔۔ جوزف کہہ رہا تھا! "میں تو.... میں تو.... پانچ بو تلیں یک وقت ختم کر کے سویا تھا!۔۔۔ باس یہ لوگ بہت مہماں نواز ہیں خدا ان پر اپنی برکتیں ہازل کرے۔ مگر یہ شراب کیسی تھی کہ میرا بھی کرہہ مل رہا ہے! ارے ہاں.... وققی مل رہا ہے۔ خدا کی حرم!"

"مجھے سوچنے دے جوزف! یقیناً کوئی گھپلا ہوا ہے!۔" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!

"ٹھہریئے باس میں بھی ذرا دو تین گھونٹ لے لوں تاکہ کچھ سمجھ میں آئے!"

آوازوں سے عمران نے اندازہ لگایا کہ جوزف انٹھ کر چل رہا ہے! پھر اسی آوازیں آئیں جیسے وہ لکڑی کی کسی چیز پر متواتر ہاتھ مار رہا ہو! "ارے باس!۔۔۔" فٹا جوزف چینا! یہ کرہہ نہیں لکڑی کا صندوق ہے... وہ کیا پا گل پن ہے!۔۔۔"

"جوزف.... واپس آجائو!۔" عمران نے خمندی سانس لے کر کہا۔ "ہم کسی بھری جہاز کے کیبین میں ہیں!۔۔۔ کھڑکی جلاش کرنے کی کوشش کرو! میرا دم گھٹ رہا ہے!۔"  
"ہائیں! بھری جہاز!۔۔۔ مگر.... باس!۔"

"کچھ نہیں! میرا خیال ہے کہ اُن دونوں آدمیوں نے تمہیں بیچان لیا تھا!"  
"کون دونوں!۔"

"وہی جن کی زبان تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تھی!۔"  
"اوہ..... اُن کی شکلیں نفرت انگیز تھیں!۔" جوزف پھر کراہ کر بولا! بھری جہاز ہو یا جہنم کا آتشی جہاز ہو!۔۔۔ اگر شراب نہ ملی تو میں کیا کروں گا!۔۔۔ وہ مجھ اندر ہے کی لامگی ہے!۔"  
"نہیں لامگی کی بھیں ہے! اب خاموش رہو رہنے میں تمہارا لگا گھونٹ دون گا! ابے تم نے اتنی کیوں پلی تھی کہ وہ تمہیں لا دلیں!۔"

"مگر باس آپ کو کیا ہوا تھا!۔۔۔ آپ تو پیتے.... بھا آآ۔" جوزف نے غالباً جما ہی لی تھی!  
پھر بولا۔ "آپ تو پیتے بھی نہیں ہیں!۔"

"مجھے کسی دوسری طرح بیہوں کیا ہو گا!۔ مگر اب ہم کہاں جا رہے ہیں!۔" عمران نے اپنی ناک مٹول کر کہا!۔۔۔ ناک پر سے کوہاں غائب تھا!۔ اُس نے بوکھلا کر کہا "ارے جوزف دیکھ تو تیری ڈاڑھی موجود ہے یا نہیں!۔"

"میں اسی لئے تو خوش ہوں باس کہ اب ڈاڑھی نہیں ہے.... ہاا...." جوزف نے تھہہ  
لگا کر کہا!۔ مجھے اس نقلی ڈاڑھی سے کتنی الجھن ہوتی تھی!۔ وکیل نے آپ کے جانے کے بعد اُسی آدمی کو بلا یا تھا جس نے میرا میک اپ کیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ میک اپ میں تبدیلی کر دے۔  
اُس نے ڈاڑھی نکال کر میرا ہونٹ بھی ٹھیک کر دیا تھا! پھر ہم سب پینے لگے تھے!۔ وکیل مجھ سے بہت خوش تھا! اُس نے کہا تھا میں تمہیں شراب میں نہلا سکتا ہوں!۔

عمران کسی مداری کی طرح ساتھ بلاہلا کر کچھ کہہ رہا تھا۔  
لوگ پہنچتے رہے! جوزف نے سیدھے کرتے دکھاتا رہا! عمران مداریوں کی نقل انتارتا رہا۔۔۔  
اور پھر یک بیک چھوٹا مٹو بھی وہاں آپنچا! اُس کے ساتھ پانچ آدمی تھے۔ جن کے ہاتھوں  
میں لمبی نالوں والی راکفلریں تھیں اور سینوں پر کارتوسون کی پیشیاں نظر آرہی تھیں! مٹو کو دیکھتے ہی  
جمع کائی کی طرح پھٹ گیا!۔۔۔ عمران اور جوزف سیدھے کھڑے ہو گئے اراکنوں کی نالیں ان کی  
طرف اٹھ گئی تھیں۔

"تم کون ہو....؟" مٹو نے انگریزی میں پوچھا۔

عمران نے کوئی جواب نہ دیا! خاموشی سے کھڑا لکھیں چھپ کا تارہ لیکن جوزف لہک کر بولا "واہ  
ایک تو ایسا ملا جو انگریزی بولتا ہے۔۔۔ اے پیارے بھائی تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں! تھوڑی سی  
پلاؤ دو۔۔۔ تاکہ یہ زبان مزید دعاوں کے لئے کھل سکے!"

"تم کہاں سے آئے ہو!"

"ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم زمین پھاڑ کر نکلے ہوں!۔۔۔ اجھے بھلے محل میں  
سوئے تھے!۔۔۔ آکھ کھلی تو ایک ریت کا نیلہ ہمیں اور یاں سنارہ تھا!"۔۔۔ جوزف نے کہا۔  
"جو اری ہو!"۔۔۔ مٹو نے آنکھیں نکالیں۔

"نہیں گو نز...! یہ پرنس آف چرولی ہیں اور میں ان کا باڈی گارڈ!۔۔۔ ابھی ہم سر کس دکھا  
رہے تھے! بن تھوڑی سی پلاؤ دو! طبیعت خوش کر دوں گا! اور اگر نہ پلاؤ آئی تو میں دبھریہ ہو جاؤں  
گا!۔۔۔ اور وہ جو صلیب پر ہے تمہیں ایک بہت بڑی بدعاد گا!"۔۔۔

"کو اس بند کرو! اور جمارے ساتھ چلو!۔۔۔ مٹو نے کہا اور پھر صدر کی طرف مڑ کر کہا!"۔۔۔  
تم ان لوگوں کو جانتے ہو!"

"کیوں نہیں!۔۔۔ یہ میرے باس پرنس آف چرولی ہیں!۔۔۔ ہم لوگوں پر پتہ نہیں کوئی  
صیبیت نازل ہوئی ہے جو اس منحوس جزیرے میں اس طرح پھیکے جا رہے ہیں!۔۔۔" صدر نے  
جواب دیا۔۔۔

"اچھا تو تم بھی چلو ساتھ! میرے ڈیڈی تم سے بھی گفتگو کرنا پسند کریں گے۔۔۔" مٹو نے  
کہا اور انہیں راکنوں کے گھرے میں لے کر ایک طرف چل پڑا۔۔۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی! یقیناً جوزف پہچان لیا گیا ہے۔۔۔ مگر آخر یہ کیا چکر تھا! اتنا ہی تھا جتنا  
سامنے آیا تھا اور کچھ بھی تھا!۔۔۔ اور اب یہ بھری اوٹ کس کروٹ میٹھے گا۔۔۔ اسی دلیں میں  
میٹھے گایا ریگستانی اوٹ کی طرح جدھر منہ اٹھ گیا ہے اور ہر ہی۔۔۔ یا۔۔۔"

"اوہ بس! یک بیک جوزف خوش ہو کر بولا!۔۔۔ اگر یہ جہاز ہے تو یہاں شراب ضرور ملے  
گی۔۔۔"

"خاموش رہو!۔۔۔"

عمران.... ٹھوٹا ہوا اٹھا اور پھر بستر پر جا کر لیٹ گیا۔

## O

صدر ترکاریوں کی جہابی پیٹھ پر لادے ہوئے مگر کی طرف جا رہا تھا کہ دفتہ! "جہابی اُس کی  
گرفت سے چھوٹ کر زمین پر جا گری۔۔۔

کیونکہ اُسے مقامی آدمیوں کے مجمع میں ایک جانا پہچانا ساچھہ نظر آیا تھا! اور نظر بھی یوں آیا  
تھا کہ اُس مجمع میں سب سے لمبے آدمی کا چھپہ تھا!

"جوزف....؟" اُس کی زبان سے بے اختیار لکا اور ترکاریوں کی جہابی سنبھال کر دوہ مجمع کی  
طرف چھپا! قریب پہنچ کر اُس نے عمران کی آوازی! جو عربی میں کچھ کہہ رہا تھا اور لوگ تھقہے لگا  
رہے تھے!

"ارے یار....!" جوزف نے کہا! "خالی۔۔۔ خویہ نہ سے کیا فائدہ۔۔۔ تھوڑی سی پلاؤ دو! پھر ایسے  
تماشے دکھاؤں گا کہ طبیعت خوش ہو جائے گی۔۔۔

یہ اُس نے انگریزی میں کہا تھا اور پھر گز بڑا کر عربی میں کچھ کہنے لگا تھا!  
صدر مگر کی طرف بھاگ آیا! وہ چاہتا تھا کہ ترکاری کی جہابی وہاں پھیک کر پھر سینیں واپس  
آجائے!

لڑی نے اُسے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ نہیں رکا تھا! واپسی پر اُس نے مجمع کو دیں  
پیلا!۔۔۔ جوزف سر کے مل کھڑا!۔۔۔ عربی میں کوئی گیت کا رہا تھا! لوگ تھقہے لگا رہے تھے اور

عمران صدر سے گفتگو کرنا چاہتا تھا! اس لئے اُس نے اُسے نہایت اطمینان سے اُردو میں مخاطب کیا! "تم یہاں کیسے؟"

"یہی سوال میں آپ سے بھی کرنا چاہتا تھا۔"

"اس جگہ کا کیا نام ہے!"

"یہ صرف جزیرہ کہلاتا ہے! غالباً فرانس کا مقبوضہ ہے!"

"یقیناً یہی بات ہو گی! کیونکہ ہمارا سفر طویل تھا!....." عمران یولا!.... اور پھر وہ خاموشی سے چلتے رہے!

بُستی کے نیسب میں سرخ منارہ کی ایک عمارت کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ انہیں اس میں داخل ہونے کو کہا گیا۔ یہ ایک مختصر ساہل تھا! جس میں تین آدمی پہلے ہی سے موجود تھے! ان میں سے ایک بڑا مٹو تھا!.... قوی بیکل اور تومند۔ اس کا چہرہ گھنی اور گول ڈازھی سے ڈھکا ہوا تھا۔ موچھیں اتنی گھنیری تھیں کہ دہانہ تلاش کرنے کے لئے آنکھوں پر خاصاً زور دینا پڑتا! چھوٹے مٹو نے اس سے جو کچھ بھی کہا صدر نہیں سمجھ سکا کیونکہ عربی زبان استعمال کی گئی تھی! عمران کا چہرہ اُسے بالکل ساٹ نظر آیا! البتہ جو زف اُن لوگوں کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگا تھا۔

دفعتا بڑے مٹو نے انہیں انگریزی میں مخاطب کیا! "تم کون ہو۔"

"میں فی الحال پروفیسر بوغا کی خدمات انجام دے رہا ہوں! صدر نے کہا! "لیکن یہ شخص میرا مالک ہے!"

صدر نے یہ بات نہایت اطمینان سے یہاں بھی ظاہر کر دی۔ اُس نے سوچا تھا کہ اگر یہ جیز عمران کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی تو اُس نے اُسے براتتی میں ٹوکا ہوتا!....

"تو تم یہاں کیوں آئے ہو!"

صدر نے چھوٹے مٹو کی طرف اشارہ کر کے کہا! "یہ لائے ہیں!"

بڑا مٹو اس کی طرف ہاتھ ہلاکر دہائی نہیں کا۔ شاکرہ وہ اس پر بگزر رہا تھا!.... زبان عربی تھی اس نے صدر پر کچھ نہ سمجھ سکا! البتہ اُس نے عمران کو تحریر انہ انداز میں پلٹیں جھپکاتے دیکھا! چھوٹا مٹو غالباً گرگزارہا تھا! اپنی صفائی پیش کر رہا تھا!.... پھر اس نے یک بیک صدر سے کہا!

"مجھے افسوس ہے! ادوسٹ!.... تم جا سکتے ہوں!"

پھر سوالیہ انداز میں صدر کی طرف گھورنے لگا۔

"مگر سردار!...." صدر نے بڑے مٹو کو مخاطب کیا! "میرے مالک کا کیا ہو گا!.... یہ ایک معزز آدمی ہے اریاست چہروٹی کا شہزادہ ہے!—"

بڑے مٹو نے جواب میں ایک زور دار قہقہہ لگایا دریک پنترار ہا پھر یولا! یہاں اس جزیرے میں کوئی کسی کا مالک نہیں ہے! سب غلام ہیں! یہاں صرف وہی معزز ہے شہزادہ ہے.... جو میرے لئے زیادہ محچلیاں پکڑ سکے اجاؤ!—"

بڑے مٹو کے تیور تیز تھے اور عمران پکھے ایسے انداز میں کھانا تھا جیسے وہ بھی صدر کو چلے یا جانے کا مشورہ دے رہا ہو!

## O

جو لیا کو ایک ٹوکی طرف سے اطلاع میں کہ عمران جزیرہ موبار سے بھی غالب ہو گیا ہے! اور اُس کا اب کوئی پتہ نہیں!... اور یہ حقیقت بھی تھی کہ چوہاں اور نعمانی کو قطعی نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ وہ اور جوزف اُس عمارت سے کب اور کہاں غالب ہو گئے تھے! حالانکہ وہ دن رات باری پاری اُس عمارت کی مگر انی کرتے رہتے تھے!

دوسرے ہی دن جو لیا خود بھی موبار جا پہنچی! اُس کے ساتھ خاور بھی تھا! اور دو نوں میک اپ میں تھے!

وہ جزیرے کے اُس ہوٹل میں ٹھہرے جہاں زیادہ تر ٹور سٹ ٹھہر اکتے تھے! "وکیل داراب کے متعلق اچھی روپیت نہیں ہے! " خاور نے جو لیا سے کہا! " اُس کا ماضی تاریک رہا ہے! اور وہ آج بھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا جاتا!.... اُس کا پیشہ صرف "بھائیوں کے کاروبار" کا قانونی مشیر ہونے تک محدود ہو گیا ہے!—"

"صورت سے ہی نہ اآدمی معلوم ہوتا ہے!"

"میری دانست میں سب سے زیادہ اہم انور جوہاں ہے جس کا روں ادا کرنے پر عمران کو مجبور کیا گیا تھا!"

"یہ لڑکی شالی!... جولیا کسی سوچ میں پر گئی! پھر تھوڑی دیر بعد بولی!

"کیا میں اُس سے ملوں۔"

"نہیں! ہمیں مختار ہنا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ آدمی کار و بار کا لک انور چوہان قتل کر دیا گیا ہے اور اب انہیں کسی ایسے یقین کی تلاش ہے جو انور چوہان کا روں ادا کر سکے۔ انور چوہان کو بیہاں اس سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا۔"

پھر ہمیں کیا کرتا چاہئے۔" جولیا نے پوچھا۔

"مجھے نعمانی کا انتظار ہے۔ اُس کی آج کی رپورٹ کے بعد ہمیں کچھ سوچ سکوں گا۔"

"پتہ نہیں یہ کجھت کہاں کہاں نالگ الجھاتا پھرتا ہے۔"

"کون؟"

"عمران؟"

"بھی۔ یہ آدمی بھی میری سمجھے میں نہ آسکے گا۔ میرا خیال ہے کہ آج تک جتنے کیس بھی ہمارے پاس آئے ہیں ان میں یہ کسی نہ کسی طرح ضرور الجھا رہا ہے۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ یہ ایکس ٹوکی شخصیت سے بھی واقف ہے۔" جولیا نے کہا۔

"خدا جانے!"

آٹھ بجے رات کو نعمانی کرے میں داخل ہوا۔ وہ بھی کوئی سایح ہی معلوم ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے زیادہ تر پیدل چلتا رہا۔

"یہ بڑی عجیب بات ہے۔" اُس نے بیٹھ کر طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "شالی خود بھی ت مجر اور پریشان تھی کہ عمران اور جوزف کہاں غائب ہو گئے۔ ان کے ساتھ ہی وکل دراب بھی غائب تھا۔ میں نے اُسے دیکھا ہے لیکن شالی نہیں جانتی کہ داراب نہیں اسی جزیرے ہی میں ایک جگہ موجود ہے۔ شالی کو شدت سے اس کی تلاش ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں کے غائب ہو جانے کے بعد سے وہ اب تک شالی سے نہیں ملا۔"

"داراب کہاں ہے؟" خاور نے پوچھا۔

"مشرقی ساحل کے قریب ماہی گیروں کا ایک جدید وضع کا جھوپڑا ہے۔ وہی وہ دو آدمیوں کے ساتھ اس وقت بھی موجود ہے۔"

"تمن ہی ہیں! داراب سمیت!"

"داراب!" جولیا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "میرا خیال ہے کہ ان لوگوں پر بھی کیوں نہ ایسا ہی جاں پھیکا جائے جیسا انہوں نے عمران پر پھیکا تھا۔"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"تھوڑا اور سوچ لوں... تو بتاؤں... جولیا اٹھ کر رابر والے کرے میں چلی گئی۔



جوزف ماہی گیروں میں بیٹھا پہنچا کر تناہی "ہاک" رہا تھا۔ قصور اُس کا نہیں بلکہ اُس شراب کا تھا جو آج کل اُسے بے افراط مل رہی تھی۔

اس وقت ماہی گیروں کا ایک جھاسا حل کے کنارے ریت پر جشن منا رہا تھا۔ ایک جگہ ہرے سے الاؤ میں آگ روشن تھی جس میں محلی کے قتلے بھونے جاذب ہے تھے۔ شراب کا دوسرا جل رہا تھا اور عمران ایک طرف بیٹھا اونگھے رہا تھا۔ جوزف دونوں ہاتھ ہلاہلا کر جیت رہا تھا۔ تو پھر میں نے لگانہ کے باپ سے لگانہ شوق سے مروٹا قبیلے کے سردار کو اپنی پری پیکر بیاہ دو میرے پاس سفید نیلوں کی جوڑی نہیں ہے۔ میری کرالی کی چھت پتختی ہے۔ میرے پاس صرف ایک نیزہ ہے جس کا جواب ساری دنیا میں نہیں ملے گا ایک شور نچانے والی سیاہ بندوق ہے جس کی گولی کبھی پلٹ کر نہیں آتی۔ عب لگانہ مایوس ہو گئی تھی دہائیں مار مار کر روتی تھی اور اُسے مروٹا قبیلے کے سردار کے ساتھ بیاہ دیا گیا تھا... ہاہا... میں تو بندوق سے شادی کر کچا تھا اور نیزہ میر اسالا تھا... ہاہا... اور انڈیلو... شیروں کی طرح دہائی و پھر میں تمہیں فتح کا ہاج و کھاؤں گا... ہاہا...."

عمران پر وہ فیرس بوغا کے متعلق سوچ رہا تھا کیونکہ صدر نے اُسے اب تک کی مفصل رپورٹ دی تھی۔ خصوصیت سے کتنے کے بچے اور بندر کے بچے اُس کی الجھن کا باعث بنے ہوئے تھے۔

اس وقت بھی صدر نے طے کا وعدہ کیا تھا وہ کہیں بھی مل سکتے تھے۔ ان پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ عمران اور جوزف دن بھر کھلے سمندر میں مچھلیاں پکڑتے رہتے اور رات کو ایک لکڑی کے کیکن میں سورہتے لیکن انہیں آس پاس ابھی تک کوئی برا جہاز یا اسٹریٹر نہیں دکھائی دیا تھا... ماہی

گیری بڑی پابندی کشتوں کے ذریعہ ہوتی تھی۔ پورے جزیرے میں صرف ایک موڑ لائچ تھی اور وہ بربے مٹوہی کی ملکیت تھی یا پھر روزانہ شام کو وہ بڑی دخانی کشتی تھی جو دن بھر کی شکار کی ہوئی مچھلیاں پار کر کے کسی نامعلوم مقام پر لے جاتی تھی۔... اُس کشتی پر کام کرنے والا عملہ شاندگونا تھا کیونکہ عمران نے آج تک نہ تو انہیں آپس سے گفتگو کرتے سننا تھا ورنہ وہ مقامی ہی لوگوں سے مخاطب ہوتے تھے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ آخر اس جزیرے میں چینکے جانے کا کیا مقصد ہے اگر وہ پہچان بھی لئے گئے تھے تو یہاں اُن سے باز پُرس ہونی چاہئے تھی لیکن.... یہ جزیرہ تو.... یہ بھی اس کے لئے عجیب تھا۔ اس کے متعلق عمران نے بھی وہی سننا تھا جو اُس سے پہلے جو زوف سن چکا تھا اور ان دونوں کے متعلق بھی دوسرے ہاتھی گیر سمجھتے تھے کہ وہ جواری تھے اور بد معاش جہاز رانوں نے انہیں لوٹ کر یہاں لا پھینکا تھا.... مگر عمران اور صدر کا معاملہ؟

وہ اس پر غور کرتا ہی رہ جاتا لیکن کوئی واضح جواب نہ ملتا۔ اس پر غور کرتے وقت ایک دوسرے اخیال بھی ساتھ ہی ساتھ موجود رہتا۔ یہی کہ ممکن ہے کہ یہاں لا پھینکنے والے انور چوہاں کے وہی مخالف ہوں جنہوں نے اُسے اٹھایا جانے ہی کی نیت سے حملہ کیا تھا۔

بہر حال اُب یہاں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا ممکن نہیں تھا۔ یہاں سے نئے ہی کی تدبیر کرنی تھی۔ یہ کام بھی مشکل ہی تھا کیونکہ یہاں کے حالات آنکھوں کے سامنے تھے۔ بادبانی کشتوں پر اعتکاد نہیں کیا جاسکتا تھا.... اور پھر وہ جاتے ہی کہاں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اُن کا ملک یہاں سے کس سمت ہے کیونکہ اس جزیرے کا کچھ نام ہی نہیں تھا ورنہ عمران کو اپنی جغرافیہ دانی کا امتحان کرنے کا خاص موقع فضیب ہوتا۔

صدر تھوڑی دیر بعد اسے تلاش کرتا ہوا ہاں آپنچا اور بیٹھنے ہی ایک ٹھنڈی سانس لی۔

"خبریت! " عمران سُکرایا۔ " اس وقت تو تم نے بڑی عاشقانہ قسم کی سانس لی ہے۔ "

" عمران بھائی! میں بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ زندگی میں پہلی بار مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں بالکل چغہ ہو کر رہ گیا ہوں۔ "

" بہت دیر میں احساس ہوا۔ پہلے ہی مجھے سے تذکرہ کیا ہوتا تو میں تمہیں آگاہ کر دیتا۔ "

" پوری بات بھی سنیے۔ "

" یوغا کی لڑکی کے علاوہ اور کہانی نہ ہو گی۔ مائی ڈیر صدر صاحب۔ "

" قسم ہے۔ خدا کی۔ " صدر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر مسکرا کر بولا۔ " آپ ہر رنگ میں بھیاں ہی نظر آتے ہیں۔ "

" میں کہتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ " عمران نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔ " وہ لڑکی بہت دلکش اور سیدھی سادی ہے۔ وہ یقیناً تم پر اثر انداز ہوئی ہو گی اور تمہارے لئے میری دانست میں بوغا ہی ناک پ کا خسر زیادہ مناسب رہے گا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ صدر یوغا نام بھی خاصاً ٹھاٹھ دار رہے گا۔ "

" آپ میرا منظہلہ ازار ہے ہیں۔ "

" نہیں.... تو ہاں.... کتنے کے پلوں کی خبر سناؤ۔ "

" وہ میرے لئے مستقل درود سر ہیں۔ ہر وقت دو چار ٹھنڈن میں ٹیاؤں ٹیاؤں کرتے پھر تے ہیں۔ "

" میں اس کے متعلق سننا چاہتا ہوں جس کا گمراہ بھری ہی کی الماری کے بیچھے ہے۔ " " کیا مطلب؟ " صدر چونکہ کرانے گھوننے لگا۔

" نارو گولی۔ لڑی را قبیل بڑی اچھی لڑکی ہے لیکن کیا وہ بھی عاشق ہو گئی ہے۔ "

" جی نہیں۔ " صدر نے مُراسامہ بنہا کر کہا۔ " آپ یہ تذکرہ نہ چھیڑیں تو بہتر ہے۔ "

" کیا تم بھیش یہیں رہنا چاہتے ہو۔ " عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

" یہ کون کہتا ہے۔ "

" پھر میری باتیں ٹھنڈے دل سے سنو۔ جواب طلب با توں کا اختیاط سے جواب دو۔ "

" پوچھئے لیکن یہاں سے نکل چلنے سے لڑی کا کیا تعلق! "

" میں اپنی پارٹی کے کسی آدمی کی محبوہ کو یہیں چھوڑ جانا پسند نہیں کروں گا۔ "

" اُوہ.... تو آپ اسے آله کار بنا چاہتے ہیں۔ نہیں یہ مجھ سے نہ ہو گا۔ "

" تب پھر تم سے کبھی کچھ نہ ہو گا۔ صدر صاحب! ہو سکتا ہے کہ.... مگر خر جانے دو۔ ہاں تمہاری محبت کس حد تک بڑھ چکی ہے۔ "

" آپ سنجیدگی سے پوچھ رہے ہیں۔ "

"قطیعی...! تمہیں اس میں شبہ نہ ہونا چاہئے۔"

"یہ تو میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے یا نہیں لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ مجھ پر اعتماد کرتی ہے۔"

"مگر!... میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مگر تم یہ کس بنا پر کہہ رہے ہو۔" صدر نے پانچ سلکا کر دو تین کش لئے اور بولا۔ "چھوٹے منوکی کہانی تو آپ کو سنا ہی چکا ہوں۔ آج لڑی پر ویفر کا ایک فیصلہ سن کر ششسرہ رہ گئی۔ وہ لڑی کی شادی چھوٹے منو سے کرنا چاہتا ہے۔ بوڑھی عورت نے حق چین کر آسمان سر پر اخالیا لیکن لڑی کو سکتہ سا ہو گیا تھا۔ پر ویفر نے کہا کہ اب اسی جزیرے سے واپسی کے امکانات نہیں ہیں۔ لڑی کی شادی پھر کہاں ہو گی۔ چھوٹا منو ہی اس کے لئے ہر طرح مناسب رہے گا کیونکہ وہ بذات خود کر سمجھنے ہے۔ کچھ دیر بعد لڑی مجھ سے تھائی میں ملی اور پر ویفر کے فیصلے سے آگاہ کیا۔ پھر بولی اور ہادفا کے لئے مجھے کسی طرح بچاؤ۔... ذیلی اپنی بات پر ہمیشہ اٹل رہتے ہیں خواہ وہ صحیح ہو یا غلط میں نے کہا میں کس طرح بچا سکتا ہوں۔ اس نے کہا کہیں سے زہر لادو یہی سب سے بڑی مدد ہو گی۔"

"ایسے جاؤ۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "مرنے کے لئے اتنا بڑا اسمدر کیا کم ہے۔"

"خدا کی حمّم آپ درندوں کی سی باقیت کرتے ہیں۔" صدر بھٹاگیا۔

"خبر... خیر... تم نے کیا کہا۔"

"کچھ نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ تو جا کر زہر تلاش کرو اور میں ساری زندگی مچلیاں پکڑتا رہوں گا۔ جو زوف پلی کر غل غماڑا چاٹا رہے گا۔"

"تو بتائیے نامیں کیا کروں۔" صدر نے رانت پیس کر ریت پر ہاتھ مارا۔

"لڑکی کو اپنے اعتماد میں لو۔ اس سے معلوم کرو کہ اسی الماری کے پیچھے بندرا کے بچے بھی چیختے ہیں یا نہیں۔"

"لاحوال ولا قوۃ۔ آپ کبھی سنجیدگی سے مغلکو نہیں کر سکتے۔" اس بار صدر نے پیشانی پر ہاتھ مار لیا۔

"تم شاہزاد پاگل ہو گئے ہو۔" عمران بڑی بڑا کر خاموش ہو گیا۔

کچھ دور جزو فہارٹھ ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا۔ "اسے ہمیشہ یاد رکھنا دوستو کہ عورت بری بلے ہے۔ زگیلانے جیسے ہی بجاڑیوں سے سر نکالا ایک چمکدار کلهڑی نے اُس کی گردان آڑاوی.... اور شیروں کا شیر زگیلا گردن اور دھڑسے الگ الگ ترپنے لگا۔ مایبا اس کی لاش پر کھڑی قہقہے لکارہی تھی اور چھپ کر حمل کرنے والے اُس کے گرد ناجناج ناچ کر جنگل ترانہ گارہے تھے۔ فتح گاگت۔ اگر اُس نے مایبا اس کی آہوں اور سکیوں پر اعتبار نہ کر لیا ہوتا تو اس طرح گیدڑ کی موت نہ مرتا.... اور انٹلیو.... میرا برتی میرے دشمنوں کی کھوپڑیوں کی طرح خالی ہے۔"

"عمران صاحب؟ کیا چیز جی آپ پلوں اور بندروں کے معاملے میں سمجھیدہ ہیں۔" صدر نے پوچھا۔ "صرف اسی پلے اور بندر کے معاملے میں جس کی آوازیں لا بھری یا یوغا کی خواب گاہ سے آتی ہوں۔"

"اچھا تو پھر!..."

"بس یہ معلوم کرو فی الحال کہ اسی الماری کے پیچھے کبھی کسی نے بندرا کے بچے کی آوازیں ہے یا نہیں۔ اور یہ بات تمہیں صرف لڑکی سے معلوم ہو سکے گی۔"

"پھر کیا ہو گا!..."

"فی الحال مجھے اسی سوال کا جواب چاہئے۔ بقیہ باتیں بعد کی ہیں۔"

## O

اندھیرے میں ایک نسوانی جیخ اُبھری اور وہ دور تک سانٹے میں پوست ہوتی چلی گئی۔ پھر متواتر جنہیں.... "بچاؤ.... بچاؤ...." زبان انگریزی تھی۔

"کون ہے؟" کسی تاریک گوشے سے کوئی دہڑا۔ پھر متعدد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں۔ کسی کے گرنے کی آواز آئی۔ کچھ دوڑتے ہوئے قدم رکے.... اور کچھ دوڑتے چلے گئے.... ان کی آوازیں بندرا تک ہو رہتی جا رہی تھیں۔"

"ثارج.... ثارج۔" کوئی جینا۔ "جلدی کرو.... شاکد لاش ہے.... میں نے اُسے چھوپا

پرائیویٹ فرم میں ملازمت کرتی ہے اور بزرگ تفریح یہاں تھا آئی تھی۔ ہالی ڈے کارز کے ایک کرے میں قیام ہے۔ شام کو تفریح کرنے نکلی تھی۔ ویران ساطلوں پر اندر ہمراہ ہو گیا اور وہ ستوں کا تین نہ کر سکنے کی بنا پر راہ بھول گئی۔... بھلکتی ہوئی ادھر آنکھی تھی کہ کسی نے حملہ کر دیا اس کا اندازہ تھا کہ حملہ آ در کم از کم تین تھے۔ بھر اس نے اپنے پرس کے متعلق پوچھا۔

"پرس تو نہیں تھا... آپ کے آس پاس بھی نہیں نظر آیا تھا۔" داراب نے جواب دیا۔ "اوه.... تب تو... جب تو..." لڑکی کے پھرے پر بدحواسی نظر آنے لگی۔ وہ چند لمحے گھری گھری سانسیں لیتی رہی پھر بولی۔ "میرے پرس میں سازشے چار سور وپے تھے اور اب میں اس قابل بھی نہیں رہ گئی کہ ہوٹل کا بیل ادا کر سکوں۔" "اوہ...." داراب کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ کوئی خاص بات سوچ رہا ہو۔

"مجھے بے حد افسوس ہے محترم۔" اس نے عنایاک لجھ میں کہا۔ "بھر حال خود کو خوش قسمت سمجھتے کہ آپ ہمارے جھونپڑے کے قریب ہی تھیں اور ہم اس وقت یہاں موجود تھے ورنہ یہاں اس جزیرے میں اکٹو نورست مرتبے اور زخمی ہوتے رہتے ہیں مگر یہ بات بڑی تشویش کن ہے کہ آپ بالکل ہی غالباً تھوڑے ہو گئی ہیں۔... لیجھ... براثنی اور لیجھ۔ آپ کا یہاں کتنے دن قیام کرنے کا رادہ تھا۔" "میں پندرہ دن کے لئے آئی تھی اور آج پہلا ہی دن تھا۔"

داراب کے دونوں ساختمی اسے بھوکی نظروں سے دیکھ رہے تھے ایک نے داراب کو آنکھ ماری لیکن داراب کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری نظر آ رہا تھا۔ "ہوٹل کے بل واپسی کا کرایہ۔" داراب کچھ سوچتا ہوا بڑی بڑی۔ اور آپ کوئی بڑی لڑکی بھی نہیں معلوم ہوتی۔

"کیا مطلب؟" لڑکی نے آنکھیں نکال کر پوچھا اور اس طرح سنبھل کر بیٹھ گئی۔ جیسے خطرے کی بو سوگھتے ہی دروازے کی طرف چلا گئے گی۔

"مطلوب صاف ہے۔ آپ اپنی مالی حالت سذھانے کے لئے کوئی غلط قدم نہیں اٹھائیں گی۔"

ہے۔" روشنی کا دارہ ادھر ادھر گردش کر کے ایک جگہ رک گیا۔ یہ کوئی سفید قام عورت تھی۔ زمین پر اونڈھی پڑی ہوئی تھی۔

"کیا سرگئی...." کسی نے پوچھا۔ "نہیں.... سانس لے رہی ہے۔" وکیل داراب سید حاکھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"زخم... خون۔"

"نہیں۔ شائد بیویوں ہے۔ چلو اٹھاؤ۔ پتہ نہیں کون ہے۔" داراب نے اسے سید حاکھڑا کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اوہ.... چاند کا ٹکڑا۔... ٹھہرو! میں ہی اٹھاتا ہوں۔ تم روشنی دکھاؤ۔"

داراب نے اسے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ بیویوں لڑکی کے ہاتھ اور پیر جھولتے رہے۔ دو آدمیوں میں سے ایک روشنی دکھارہ تھا۔ انہیں زیادہ دور نہیں چلانا پڑا۔ وہ لکڑی اور پیال سے بنائے ہوئے ایک بڑے جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ یہاں شائد چھوٹے چھوٹے کنی کرے تھے کیونکہ وہ جس کرے میں داخل ہوئے تھے وہ جھونپڑے کی بیر ونی جماعت سے بہت چھوٹا تھا۔ زمین پر پیال بھی ہوئی تھی اور ان پر تین گدے نظر آ رہے تھے۔ شائد انہیں بستروں کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ انہوں نے اسے بے آہنگی ایک گدے پر لٹادیا اور متین رہا۔ نظر وہ اس کا جائزہ لینے لگے۔ داراب نے کہا۔ "کوئی ٹورست معلوم ہوتی ہے.... ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس کوئی بڑی رقم رہی ہو۔"

"اگر ہم یہاں نہ ہوتے تو اس کا کیا شذر ہوتا۔" ایک نے کہا۔

"ذرا براثنی لاو۔" داراب نے دوسرے سے کہا۔ اور وہ ایک دروازے سے گزر کر غائب ہو گیا۔ پھر وہ اس کی واپسی تک کچھ نہ بولے۔ البتہ داراب اس دوران میں یہ دیکھنے کی کوشش کرتا رہا تھا کہ بیویوں لڑکی کے دانت سختی سے تو نہیں جنم گئے۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے سر ہلا کر کہا۔ براثنی بہ آسانی دی جائے گی۔ جڑے ڈھیلے ہیں۔" بیویوں لڑکی کے طلق میں براثنی پکائی گئی اور وہ نیچے کا انتظار کرنے لگا۔ شائد پندرہ منٹ بعد وہ پوری طرح ہو ش میں آگئی تھی اور انہیں بتایا تھا کہ وہ فرانسیسی ہے۔ دارالحکومت میں ایک

"ہرگز نہیں۔" لڑکی نے سخت لبجھ میں کہا اور سختی سے ہونٹ بھینچ لئے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ کوئی ڈرپوک لڑکی نہیں ہے۔  
"کیا یار... داراب کیا بوریت پھیلارہے ہو۔" اُس کے ساتھی نے اُردو میں کہا اُس کے آواز بھرائی ہوئی تھی۔

"بکواس مت کرو۔" داراب نے اُسے جھٹک دیا اور لڑکی سے بولا۔ "میں آپ کے لئے کم از کم دس دن کے لئے کام مہیا کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ آپ نہ صرف ہوٹل کا مل ادا کر سکیں بلکہ واپسی کے انظامات بھی کر سکیں۔"

"میں بے حد منون ہوں گی لیکن اُسے ضرور یاد رکھئے گا کہ میں اپنے صیر کے خلاف بھی کوئی کام نہیں کرتی خواہ مجھے زندگی ہی سے کیوں نہ ہاتھ دھونا پڑے۔"

"میں ایک شریف آدمی ہوں..... بیٹی..... مجھ سے کوئی توقع نہ رکھو۔" داراب نے مسکرا کر کہا اور اُس کے دونوں ساتھی اُسے غصیل نظر دو سے گھومنے لگے تھے۔

داراب نے کسی کو آواز دی اور ایک بوڑھا آدمی کرے میں داخل ہوا۔  
"مسی کو بستی تک چھوڑ آؤ۔ نارجیت لیتے جاؤ۔" اُس نے اُس سے کہا اور ایک بار پھر لڑکی سے اس کے پتہ کی وضاحت چاہی۔

لڑکی کے جانے کے بعد اُس کے دونوں ساتھی اُس پر خفا ہونے لگے اور اس نے مسکرا کر کہا "میں بہت مختنا آدمی ہوں۔ کام مقدم ہوتا چاہئے۔ یہ بس اتفاق ہی ہے کہ وہ ہاتھ آگئی۔ میں ایک بڑی بمحض سے نجات پا جاؤں گا۔ جاؤ۔ مختنا پانی پی کر سور ہو۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ ایسے موقع پر مختنا پانی بڑی زحمتوں سے بچالتا ہے۔"

## O

رات اندر ہیری تھی! بادلوں کی وجہ سے تاروں کی چھاؤں بھی نہیں تھی اور سارے جزیرے میں صرف لہروں کا شور سنا جاسکتا تھا! مغربی ساحل سے بڑی بڑی پر شور لہرس ہر وقت ٹکراتی رہتی تھیں! بقیہ اطراف کے ساحل پر سکون تھے!

عمران اس وقت تھا تھا اور پروفیسر بوغانی کے مکان کے آس پاس منڈل رہا تھا کیونکہ اُسے اندر بے اشارہ ملنے کا انتظار تھا۔

ٹھیک دو بیجے مشرق کی جانب سے مٹی کے برتن کے ٹوٹنے کی آواز آئی اور عمران کسی شکاری کتے کی طرح، چاق و چند نظر آنے لگا!... یہ مٹی کا برتن اندر ہی سے پھینکا گیا تھا!... کسی گوش سے صدر بھی آکلا تھا!... مکان میں کسی طرف روشنی نہیں دکھائی دے رہی تھی!...  
"لا بھری یہ کون ہی ہے؟"

"میرے ساتھ آئیے!... صدر آگے بڑھ گیا! عمران جو کسی بیلی کی طرح چوکنا تھا بچوں کے مل اُس کے ساتھ چلتا ہا۔"

لا بھری کے دروازے پر صدر رُک کر اُس کی طرف مڑا!... عمران دروازے کا قفل ٹوٹنے لگا اور دروازہ مغلل تھا! اُس نے جیب سے ایک نہ مڑنے والے فولادی تار کا مکڑا آکلا اور قفل کھولنے کی کوشش کرنے لگا! تین یا چالیس سینٹ سے بھی کم و قمے میں اُسے کامیابی ہوئی۔ پشت بہ آہنگی کھولے گئے! ایسا بھی اندر ہر اگھپ تھا صدر نے اُسے ایک چھوٹی سی نارجی تھما دی! روشنی کا محدود دائرة چاروں طرف گردش کرنے لگا!... پھر صدر نے اُس الماری کی طرف اشارہ کیا۔ جس کے پیچے سے کئے کے پلے کی آوازیں آیا کرتی تھیں!... دیوار اور الماری کے درمیان ایک فٹ کا فاصلہ تھا! لیکن وہاں انہیں کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔

پھر اچاک وہ روشنی میں نہایت کچھے پشت پر کسی نے ان پر نارجی کی روشنی ڈالی تھی! وہ تیزی سے مڑے لیکن آنکھیں چندھیا گئیں! وہ کوئی غیر معمولی روشنی والی نارجی تھی!... اس کے بعد ہی انہیں ریو اور کی ہال اور ڈاکٹر بوغانی کی ڈاڑھی بھی نظر آگئی!...!

"بیٹھ جاؤ! جنی دوست!" اُس نے نرم لبجھ میں کہا!... "اور اہارا تم یہ پروشن کر دو! تمہاری جیب میں دیا سلائی کی ڈبیہ ضرور ہو گی کیونکہ تم تمباکو پیتے ہو!... اوہ! میں نے ریو اور نکلنے کی رحمت نا حق گوارا کی!... اہارا کیا تم نے سنا نہیں! میں کہہ رہا ہوں یہ پروشن کر دو!... میں سمجھا تھا شاکنڈ آج پھر سمندری ڈاکوؤں نے ادھر کارخ کیا ہے!... تم لوگ نہ ڈروا! میں ریو اور جیب میں رکھ رہا ہوں! یہ دیکھو!...."

انہوں نے اُسے ریو اور سلپنگ گاؤں کی جیب میں ٹھونٹنے دیکھا! صدر نے تینوں یہ پ

شہر ہے اس لئے ہم یہ کہانی کیسے بیان کریں.... یا تو ہم خود پاگل ہیں! یا ہمارے علاوہ ساری دنیا پاگل ہو گئی ہے.... تم نے ہماری کہانی کہاں تک سن تھی!

"تین لاکیاں آپ کو بھگالے گئی تھیں!"

عمران نے اس پر قہقہہ لگایا اور آہستہ سے بولا! ہم تو دراصل بہروپے ہیں! آج پرنس کل بادشاہ اور پرسوں کی سڑک کے کنارے کہانیاں سناسا کر دو اور میں یعنی نظر آئیں گے....! اور ادا جیسے پچاسوں گدھے ہمارے لئے کام کرتے ہیں لیکن انہیں علم نہیں کہ ہم حقیقتاً کون ہیں.... ہم کو خدا نے ایک خاص مشن پر دنیا میں بھیجا ہے! وہ یہ کہ ہم ساری دنیا میں حفاظت پھیلائیں.... بس وہ لاکیاں ہمیں غلط سمجھی تھیں.... مگر اس بار ہم خود ہی چکر میں پھنس گئے!

پہلے ہم سمجھے تھے کہ لاکیاں ہمیں انوبانک تفریخ کرنا چاہتی ہیں! مگر پھر ہماری آخر میں کھل گئیں! مگر کھلیں بھی کہاں! اس پر اسرار جزیرے میں!

"اوہ....!" پروفیسر بونا بے ساختہ ہنس پڑا پھر بولا! "مگر دوست پھر تم کون ہو۔ اس جزیرے میں کیوں لا پھیکے گئے۔ کون لایا تھا جسمیں!"

"خدا جانے.... جوزف بہت زیادہ پی گیا تھا! اس لئے اُسے ہوش نہیں تھا!.... اور ہم نے شام کے پلاٹ اور زیادہ ٹھوںس لایا تھا شراب تو پیتے نہیں!.... بہر حال ہماری آنکھ بھی ایک جہاز پر کھلی تھی....! اخدا سمجھے!"

"تمہارا پیشہ کیا ہے؟"

"حفاظت کو رواج دینا! اس کے لئے ہم مظاہمین لکھتے ہیں!.... تقریبیں کرتے ہیں! عملاً محاقوقون کا مظاہرہ کرتے ہیں!.... تاکہ دنیا میں احتقون کی پیداوار برداشتے اور تیسری جنگ کا خطہ سر سے مل جائے! ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے ہمیں فنڈ بھی مہیا کرنا پڑتا ہے....! اس لئے ہم نے درجنوں جیب کاٹنے والے ملازم رکھے ہیں!.... وہ تینوں لاکیاں بھی کثیر رقم ازراہ خدا تری ہمارے فنڈ کے لئے عطا کر تیں مگر رنج میں نہ جانے کیا گھپلا ہو گیا!"

"ہوں.... اوہ.... شہر وا!.... تم کام کے آدمی معلوم ہوتے ہو! شہر وا! میں تمہارے لئے کافی تیار کراؤں۔ تمہاری ہی طرح میں بھی شراب نہیں پیتا! لیکن کافی یہاں کی آب و ہوا میں شراب کا بدل ثابت ہوتی ہے..... کافی ضرور پیتے رہو ورنہ بیار چھلکوں کی طرح سر جاڑے گے!"

روشن کر دیے! بیٹھو!... بیٹھو!... اوہارا تم بھی بیٹھ جاؤ!...!" پروفیسر نے کہا

"میں کتابوں کے چور کو چور نہیں سمجھتا!.... میں جانتا ہوں کہ یہاں اس دیران جزیرے میں دل بہلانے کے لئے بھی کچھ ہونا چاہئے۔ اوہارا تم نے مجھ سے کہا ہوتا! میں تمہارے پرنس کے لئے کتابیں ضرور بھوواتا!.... میں نے شاہی یہ وہی پرنس ہے جس کی کہانی تم نے مجھے شاہی تھی ا!"

"جی ہاں.... جی ہاں! یہ وہی ہیں!.... اور مجھے انہیں کی بدولت آپ سے شرمندہ ہونا پڑا ہے اس قابل میں مجھے آسانے والے ہیں! پہلے انہوں نے مجھ سے کتابیں ناگی تھیں! مگر آپ سے کہنے کی ہمت مجھ میں نہیں تھی! اور نہ میں اپنے ہاتھوں سے چا سکتا تھا! آخر صیری بھی تو کوئی جیز ہے!"

"یقیناً.... یقیناً.... خیر مارڈ گولی! تمہاری شاہی ہوئی کہانی بہت دلچسپ تھی! اب میں اس کا بقیہ حصہ سننا چاہتا ہوں!"

عمران ایک گوگل اور بہرے آدمی کی طرح بے تعلق نظر آ رہا تھا!.... "پرنس کو انگریزی نہیں آتی....!" صدر نے کہا! "ابتدہ آپ ان سے عربی میں گفتگو کر سکیں گے!"

"میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں پرنس!..." پروفیسر نے عربی میں کہا۔

"ہم خوش ہوئے.... اور زیادہ خوش ہوتے مگر اس وقت چوری کرتے ہوئے پکڑے گے ہیں!" عمران نے احتمانہ انداز میں جواب دیا۔

"کتابوں کے چور میری نظروں میں قابل احترام ہیں!" بوجامسکرا کر بولا! "یوں نکلہ آپ پڑھای جاں کتابیں نہیں چیز لایا کرتے!"

"اے عاقل آدمی خدا تمہاری عمر دراڑ کرنے!.... تم نے اس وقت لاکھ روپے کی بات کی ہے!"

"اوہارا نے آپ کی کہانی شاہی تھی!.... لیکن میں بقیہ حصے کے لئے مضطرب ہوں!..." بوجامسکرا کر دیکھا پھر جھینپے ہوئے انداز میں بولا! "ہمیں اپنی صحت دماغی پر نے کہا!

عمران نے صدر کو گھور کر دیکھا پھر جھینپے ہوئے انداز میں بولا! "ہمیں اپنی صحت دماغی پر

"پروفیسر بونا تمیزی سے باہر نکل گیا۔ لیکن لا ببری یہ کادر و اڈہ بھی اتنی ہی تمیزی سے بند ہوا تھا!... عمران بھی جھپٹا! لیکن دروازہ باہر سے بند ہو چکا تھا! پھر کسی قسم کی بھی آواز نہ سنائی دی! یہ کیا ہوا...، صدر بڑا بڑا! اب دیکھنا یہ ہے کہ پروفیسر ہمیں پسند کرتا ہے یا تم کو! کیا مطلب!"

"وہ لڑکی کی شادی کے لئے بہت پریشان ہے!" عمران نے اطمینان سے جواب دیا! صدر برد اسمانہ بنائے ہوئے ہوتھوں ہی ہوتھوں میں پکھ بڑا بنے تھا! پانچ چھ منٹ گزر گئے!... لیکن باہر کا سنا نہ ٹوٹا!

پھر یک لابری یہی کی دیواروں سے عجیب سا شور بلند ہوا... اس کے بعد بونا کی آواز آئی... "دوستو! اب یہ دیواریں تمہیں بھی کہانی سنائیں گی!"

پھر ہلکی سی سر راہٹ سنائی دی! اور آواز آئی! "پروفیسر... پروفیسر...! ہیلو... پروفیسر... ہاں!... احتق شہزادہ ایک خطرناک آدمی ثابت ہوا ہے...! میرے ساتھیوں میں سے ایک نے جھٹی کو پہچان لیا!... اس کا نیا نام ہے کہ اس نے اسے ڈاکٹر طارق کے پاس دیکھا تھا! ڈاکٹر طارق وہی تجویزوں والا... اسے ایک شخص عمران نے گرفتار کر لیا تھا جو پولیس کے لئے کام کرتا ہے اور یہ جو زفاف اسی کا ملازم ہے...؟ اور یہ احتق شہزادہ عمران ہی ثابت ہوا ہے! میں اس آدمی کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا!... جو زفاف کے سلسلے میں معلومات حاصل کرتے ہوئے اُنکی ہتری بھی سامنے آگئی! وہ ایک بے حد خطرناک آدمی ہے... اسے اور جو زفاف کو جزیرے کے لئے بک کر دیا گیا ہے! "آواز آئی بند ہو گئی! پھر پہلے ہی کی طرح سنا چھا گیا! صدر بوکھلا گیا تھا! لیکن عمران کے ہوتھوں پر ایک شریر سی سکراہٹ تھی!

## O

خاور نعمانی کا انتظار کر رہا تھا!... وہ لوگ رپورٹ کے لئے فون نہیں استعمال کر رہے تھے اب کچھ دیر بعد نعمانی آیا! وہ بہت خوش نظر آرہا تھا! "سارے کام... توقع کے مطابق ہو رہے ہیں! اس نے کہا!

ڈاکٹر طارق کی کہانی کے لئے عمران سیریز کا ناول "چالیس ایک باون" جلد نمبر 10 ملاحظہ فرمائیے

"کیوں!...."

"جو لیا انہیں الوہنا نے میں کامیاب ہو گئی ہے....! پچھلی رات میں چوبہان کو ساتھ لے کر اُس کے پیچے گیا تھا! داراب کے جھوپڑے کے قریب وہ چینی تھی اور ہم بھاگ نکلے تھے! اُس نے انہیں ایک بے شہار اور سوٹ کی کہانی سنائی! داراب شرافت سے پیش آیا اور دس دن کے لئے کام مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب آج اُسے جو کام سونپا گیا ہے وہ بھی سو فیصد ہمارے ہی کام کا ہے۔"

"یعنی!..."

"اُسے شالی کے محل میں جگہ دلائی گئی ہے۔ وہ داراب کا ایک خط لے کر شالی کے پاس گئی تھی جس میں تحریر تھا کہ داراب.... فی الحال اُس سے نہیں مل سکتا کیونکہ وہ ان لوگوں کے پیچھے ہے جو پرنس اور کالے آدمی کو لے گئے ہیں....! یہ لڑکی جو لیا!... اُس کی واپسی تک شالی ہی کے ساتھ رہے گی۔ اخط میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں تھا! لیکن داراب نے جو لیا کو سمجھایا ہے کہ وہ تینوں لڑکوں پر گھری نظر رکھے اور ان کے متعلق داراب کو رپورٹ پہنچانی رہے!"

"واہ....! یہ تو بہت اچھا ہا!...." خاور نے میز پر ہاتھ مار کر کہا! "اس طرح ہم ان کے اندر وہی معاملات سے بھی واقف ہو سکیں گے! جو لیا ان معاملات میں بے حد چالاک ہے!" "گھر وہ جو لیا کے متعلق اب بھی اُس ہوٹل میں پوچھ چکھ کرتے پھر رہے ہیں۔" نعمانی نے کہا!

"اس کی فکر نہیں ہے! "خاور لا پروپریتی سے بولا! "وہ اُس ہوٹل میں تنہائی داخل ہوتی تھی! اکوئی نہیں بتا سکے گا کہ اُس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔" رپورٹ دے کر نعمانی چلا گیا۔

شام کو وہ پھر آیا!... اُس وقت بھی اُسکے پاس رپورٹ تھی!

"شالی پرنس کے لئے بہت پریشان ہے۔ لوگ اُس سے پوچھتے ہیں کہ انور چوبہان کہاں گیا! وہ کہتی ہے کہ وہ اندر وہن ملک کی سیر کو گیا ہے۔ لیکن وہ تینوں لڑکیاں آپس میں کچھ ایسے انداز میں گفتگو کرتی ہیں جیسے انہیں پرنس اور اُس کے ملازم کی بازیافت کی امید نہ ہو!... بجیشت انور چوبہان وہ ضرور قتل کر دیا جائے گا۔"

"عجیب بات ہے۔ داراب اُسے مطلع کرتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے پیچے ہے جو پرانے کو لے گئے ہیں۔ یہ کیا پچھر ہے یا راغوا دراغوا۔ عمران ہے یا تماشا۔"

"اب نیری کیجھ میں نہیں آتا کہ شالی کو سنجالوں یا داراب پر نظر رکھوں۔"

"چوہاں سے کہو کہ وہ جو لیا سے رابط قائم کرے اور تم داراب کو دیکھو۔"

## O

لا بیری کی دیواریں بہت سخت تابت ہوئیں اور وہ ان کیلئے جیل بن کر رہ گئیں۔ کھڑکیاں سلاناخوں دار تھیں لیکن یہ کھڑکیاں ایسی نہیں تھیں جن پر صدر ہیسے لوگ زور آزمائی کر سکتے۔ اس کمرے کی بناوت ہی غیر معمولی تھی۔

بوڑھی عورت سلاناخوں سے انہیں کھانا اور ناشستہ دیتی تھی اور وہاں ایک عسل خانہ تو موجود ہی تھا۔ دو تین کمبل رات کو چین سے سونے کے لئے کافی تھے۔ پروفیسر آن کی طرف رخ بھی نہ کرتا۔ وہ تو ان دیواروں کی سائی ہوئی کھانا کا روزہ عمل دیکھنے بھی نہیں آیا تھا۔ آن دوسرا دن تھا۔ دو پھر کا کھانا لاری لائی۔ وہ پہلی بار سلاناخوں کے پاس آئی تھی۔

"ہوشیار۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ صدر ہی کھانا لینے کے لئے اٹھا تھا لیکن لڑی منہ پھیرنے کھڑی تھی۔ کھانا دینے کے بعد بھی وہ سلاناخیں پکڑے کھڑی رہی لیکن اسکا رخ صدر کی طرف نہیں تھا۔

"لڑی.... ادھر دیکھو۔" صدر نے آہستہ سے کہا۔ لڑی نے سر گھمایا اُس کی آنکھیں سرخ تھیں اور پلکیں متورم نظر آرہی تھیں۔ چہروہ آڑا ہوا تھا۔

"دیکھو تم پریشان کیوں ہو۔ مجھ سے توجہ کچھ ہو سکتا تھا کہ گذر۔" صدر نے کہا عمران بھی قریب آگیا۔ اُس نے عربی میں کہا۔ "اوہا رانے ہمیں تمہاری دکھ بھری زندگی کے پارے میں تباہ تھا۔ ہمیں بڑا افسوس ہوا۔ ہم نے سوچا کہ پروفیسر کو سمجھانا چاہئے۔ ہم بھی یونے عالم و فاضل ہیں۔ اس لئے ہمیں اطمینان تھا کہ پروفیسر کو سمجھا لینے میں کامیاب ہو جائیں گے.... ہم نے ان سے کہا کہ یہ بڑی زیادتی ہے۔ لڑی جیسی مہذب اور نرم و نازک خاتون ہرگز اس سزا کی مستحق نہیں ہیں کہ انہیں چھوٹے مٹویے گوار سے پیاہ دیا جائے۔ اس پر پروفیسر نے خفا ہو کر ہمیں

پیہاں قید کر دیا۔"

"پھر بتاؤ.... میں کیا کروں۔ اس وقت ذیڈی باہر گئے ہوئے ہیں اسی لئے میں تم تک آنکھیں ہوں ورنہ انہوں نے مجھے تاکید کر دی تھی کہ لا بیری کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بتاؤ! میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں۔"

"اوه.... یہ موقع تو بہت اچھا ہے۔" عمران نے کہا۔ "کھول دو تا قفل۔"

"میرے فرشتوں سے بھی نہیں کھلے گا کیونکہ کتنی ذیڈی کے پاس ہے۔"

"پھر تم ہمیں شام کے کھانے میں زہر دے دینا۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا اور بچاری

لڑی روپڑی۔ کسی شخصی سی پیچی کی طرح بلک بلک کرو نے لگی۔

"بھی عمران صاحب اُب میں خود بکشی کر لوں گا۔ صدر نے دانت پیس کر اردو میں کہا۔

"کیوں؟"

"اس بھولی بھالی لڑکی کو دھو کا دیتے ہوئے آپ کو شرم آئی چاہئے۔"

"بکواس مت کرو۔" عمران غربیا۔ میں فرائض کی ادا بیگی کے سلسلے میں اپنے باپ کو بھی

گوئی مار سکتا ہوں۔ ملک اور قوم نے ہمیں خدمت میرے سپرد کی ہے کہ میں لوگوں کو دھو کے میں

رکھ کر خود جا گتار ہوں اور ملک و قوم کی خانقلت کروں۔ اگر تم اتنے ہی نرم دل ہو تو اس مجھے میں

نا حق آئے۔ کسی کتب کی مدرسی کر لی ہوئی۔" صدر خاموش ہو گیا اور لڑی کچھ کہے بغیر سکیاں لیتی ہوئی جلی ہیں۔

شائد عمران کا مودود خراب ہو گیا تھا۔ صدر بھی منہ بھلاکے ایک طرف بیٹھا رہا۔ آخر کچھ دری

بعد عمران نے کہا۔ "یہ سالا عشق پہنچی کے تختہ پر بھی ہوتا رہے گا... ابے تم پیہاں سخنڈی

آہیں بھرنے کے لئے لائے گئے تھے۔"

صدر آہستہ آہستہ سخنڈا ہو تاکیا۔ پروفیسر ابھی واہمیں نہیں آیا تھا۔

"اچھا اس سلسلے میں آپ کی تھیوری کیا ہے۔" صدر نے پوچھا۔

"پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ شالی کے خالقیں کا پچکر ہے.... مگر وہ آواز جس نے ہمیں ہماری کہانی سنائی تھی یقینی طور پر دیکھیں داراب کی تھی۔"

"مگر آواز آئی کہاں سے تھی۔"

"یاد کھوپڑی استعمال کرو۔ یہ آواز کسی فرانس میٹر کے ذریعہ ریکارڈ کی گئی ہے تم نے محسوس نہیں کیا کہ اس کے ساتھ ہی نہیں ہوا کی لہروں کا شور بھی سنائی دیا رہا تھا۔ غالباً یہ پیغام ڈاکٹر کی عدم موجودگی میں آیا تھا اور خود کار ریکارڈ پر ریکارڈ ہو گیا تھا۔"

"مگر مجھے یہاں تو کہیں بھی ریکارڈ یا فرانس میٹر قسم کی کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔" "اگر وہ دکھائی دینے والی چیزیں ہوتیں تو ڈاکٹر کے پلوں اور بندر کے پیچوں سے دل نہ بہلاتا۔"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔"

"یہ صرف لا سکلی پیغام رسائی کے اشارے ہیں۔ ان آوازوں سے اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کیلئے فرانس میٹر پر کوئی پیغام ہے۔ تم نے بتایا تھا کہ ایک بار لا بیریری میں تمہاری موجودگی ہی میں الماری کے پیچے پلا چینچن لگا تھا اور پروفیسر نے تمہیں کرے سے باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا تھا۔ لڑکی بھی بھی کہتی ہے کہ وہ ایک آدھ کئے کاپڑا بندر کا بچہ سوتے وقت خوابگاہ میں بھی رکھتا ہے اور درجنوں پورے مکان میں پریت کرتے پڑتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے.... میں سمجھ گیا۔ یہ ڈھونگ اُس نے اس لئے رچایا ہے کہ گھر والوں کو بھی اُس کی اصل مصروفیات کا علم نہ ہو سکے۔ مگر.... فرانس میٹر...."

"یہ کہہ.... مجھے غیر معمولی ساخت کا معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے نیچے کوئی تہہ خانہ بھی ہو۔"

"مگر یہ لوگ ہیں کون.... کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک کے کسی دیکل کا فرانس کے مقوضہ کسی جزیرے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔"

"یہ اب دیکھنا.... سب سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ انور چوہاں کا کیا جکر تھا وہ مجھے انور چوہاں کیوں بتانا چاہتے تھے.... یہ تو ظاہر نہیں ہو گیا کہ دیکل دار اب دراصل وہ نہیں ہے جو خود کو شالی پر ظاہر کر رہا ہے۔ وہ تینی طور پر دوہراؤں ادا کر رہا ہے۔"

صفدر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ صحن میں پروفیسر نظر آیا اُس کے ساتھ نورانی شکلوں والے تین پوری بھی تھے جنہوں نے بے داغ سفید چونے پہن رکھتے پروفیسر پادریوں سمیت کھڑکی کے تھجب آئی۔

"اے مقدس ترین لوگو! اس نے مصلحہ اذانے کے سے انداز میں کہا۔" ان گناہ گاروں کو شیطان نے بکایا ہے۔ میں انہیں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔"

عمران انھ کر کھڑکی کے قریب آگیا۔ چونکہ پروفیسر نے ان پادریوں کو انگریزی میں مخاطب کیا تھا اس لئے اُسے تو ہمی خاہر کرنا تھا کہ وہ کچھ نہیں سمجھتا تھا۔

"پروفیسر۔" اس نے عربی میں کہا۔ "ہم آسمان دیکھنا چاہتے ہیں اب یہ مذاق ختم کرو۔.... ظاہر ہے کہ ہم سمندر میں چلا گئیں تو لگانے سے رہے۔"

"گھر اڑ نہیں کالے شہزادے ہمیں تمہارے مستقبل کا بڑا خیال ہے۔ ہم تمہیں یہاں مچھلیاں پکڑنے پر نہیں لگانا چاہتے۔ ہم تمہیں تمہارے شیلیان شان کام سوچیں گے۔ پرواہ مت کرو۔" پروفیسر نے جیب سے روپور نکالتے ہوئے کہا۔ "اپنے ہاتھ باہر نکالو۔"

عمران نے چپ چاپ ہاتھ باہر نکال دیئے اور ایک پادری نے اُس کے ہاتھوں میں وزنی قسم کی ہنگڑیوں کا جوڑا ڈال دیا۔ "عمران سمجھ گیا کہ اب شائد اُسے اس جزیرے سے بھی سفر کرنا پڑے گا۔ صدر نے سلاخوں سے ہاتھ نکالنے میں اچکچاہت ظاہر کی تھی۔ لیکن عمران کے اشارے پر چپ چاپ ہاتھ باہر نکال دیئے تھے۔ یہ بیک صدر کی نظر سامنے اٹھ گئی۔" لڑکی صحن میں کھڑی ہے تھا شاہنہ رہی تھی۔ بن بنے جا رہی تھی۔ پھر اُس کی آواز بھی بلند ہونے لگی اور پروفیسر نے اُسے ڈانسا اور صدر نے اُسے ایک کمرے میں جاتے دیکھا۔ عمران نے ہنگڑا کر تسان ماری۔

محبوب کی چال میں جو لکڑا پن ہے  
دل لینے کا نی ہبھی ایک چلن ہے

صفدر کا کچھ خون ہو گیا۔ تو پھر کیا یہ سچھ دپ پہلے رو نادھونا محض ڈھونگ تھا یا پھر وہ پا گل تھی۔

"اُب آپ دونوں براہ کرم گھاث پر تشریف لے چلے۔" پروفیسر نے جھک کر نہایت ادب سے کہا۔

"پھر آپ کیا سوچ رہی ہیں۔"

"سازش... یہ پھرے دار اُسی نے مبایکے تھے۔ کیا یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا بیان درست ہی ہو۔"

"میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔" لڑکی نے کہا۔

جو لیا اور دو بولے پر قادر نہیں تھی لیکن ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ بھی بھی اور اُسے اُس کی تحریری رپورٹ داراب کو بھونی تھی... ان دونوں اُسے دور پور میں تیار کرنی پڑتی تھیں ایک خاور کے لئے اور دوسرا داراب کے لئے۔ داراب کا ایک آدمی جو شالی کے محل میں معارف نہیں تھا۔ یہ رپورٹ یہیں سے لے جاتا تھا۔ اور دوسرا داراب کے لئے اب چوہاں نے تعانی کی جگہ لے لی تھی۔  
شالی کچھ دیر تک خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اپنی خوابگاہ میں چلی گئی۔

## O

عمران اور صدر کے جسموں پر جہازی قیدیوں کے سے لباس تھے اور انہیں ایک ایسے کیسیں میں رکھا گیا تھا جس میں شائد اس سے پہلے کتوں کو جگد دی گئی تھی۔ فرش بے حد گندہ تھا اور دیواروں پر تیل کے دھنپے تھے۔ کہیں کہیں گوشت کے خنک چھپڑے بھی لپٹے ہوئے نظر آرہے تھے۔

اس جزیرے کے ایک ساحل سے وہ اسٹریپر سوار کے گئے تھے اور جب اسٹریپل پڑا تھا اُن کے ہاتھوں سے ہھکڑیاں کھال دی گئی تھیں اور اُن کے ساتھ کوئی نامناسب برداز نہیں کیا گیا تھا مگر اُن پر نہیں زیادہ تر غالب رہتی تھی۔ عمران کا خیال تھا کہ انہیں کھانے پینے کی چیزوں میں نہیات دی جا رہی ہیں چونکہ وہ زیادہ تر سوتے ہی رہتے تھے۔ اس نے سفر کی طوات کا صحیح اندازہ مشکل تھا۔

بہر حال ایک دن کسی جزیرے ہی کے ساحل پر ان کی آنکھیں کھلیں۔ وہ اُندارے گئے لیکن اُب اُن کے ہاتھوں میں ہھکڑیاں نہیں ڈالی گئی تھیں.... اور اپنے ساتھ جوزف کو بھی دیکھ کر

شالی کا غصہ آسمان سے باشیں کر رہا تھا اور وہ کچھ ناقابل برداشت ہی قلم کا غصہ تھا اسی لئے سارا جنم کا پینے لگا تھا اور جو لیسا میں سکھی کھڑی تھی۔

"تمہیں بتانا پڑے گا کہ داراب کہاں ہے۔" وہ پھر دہائی۔

"یادا م۔" جو لیا نے آہستہ سے کہا۔ "میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ وہ مجھے صرف ایک ہی بار ملے تھے اور یہ ملاقات دار الحکومت میں ہوئی تھی۔ اُسی وقت انہوں نے مجھے آپ کے نام خط دیا تھا۔ اب میں آپ کو پورا واقعہ ہی بتاؤں۔ مجھے ملازمت کی تلاش تھی۔ میں جیسیں اینڈ بارٹلے کی فرم میں گئی تھی۔ اطلاع میں تھی کہ وہاں جلد ہی ایک اسٹیون ٹائمپس کی جگہ خالی ہونے والی ہے لیکن یہ اطلاع غلط تھی۔ میں نے پریشانی خاہر کی۔ مسٹر داراب نیبرے کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ میں تمہارے لئے کام مہیا کر دوں گا۔ پھر الگ لے جا کر آپ کا پتہ بتایا۔ اُس کے بعد سے اب تک میں یہیں ہوں۔ وہ مجھے یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں رہتے ہیں.... اور وہاں اُس فرم کے دفتر میں کیا کر رہے تھے۔"

"اوہ کیا کہا تھا اُس نے۔"

"انہوں نے کہا تھا کہ واپسی پر میں تمہیں محترمہ شالی ہی کے یہاں ملوں گا۔ پھر مستقل طور پر تمہارے لئے کوئی راہ نکال جائے گی۔"

شالی نے اپنی ساتھیوں کی طرف مڑ کر اور دو میں کہا۔ "کیا تم اس عورت پر اعتماد کر سکتی ہو۔"

"نہ کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔"

"مجھے ایسا حسوس ہو رہا ہے جیسے داراب مجھے یہ تو قوف بنا رہا ہو۔" شالی نے کہا۔

"کیوں؟ یہ آپ کیوں سوچ رہی ہیں۔"

"وہ مجھ سے ملا کیوں نہیں۔ پھر پرانی اور اس کے ساتھی کا اس طرح غائب ہو جانا بھی میری سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ دونوں اپنے اپنے کروں میں سوئے تھے لیکن صبح غائب پائے گئے۔ اس بار تو رات بھر پھرے دار بھی جائے رہے تھے۔ پچھلی بار انہیں کافی میں کوئی خواب آور دوادی گئی تھی مگر اس رات ان کی پلکیں بھی نہیں چھپکی تھیں۔"

انہیں خوشی ہوئی کیونکہ وہ یہی سمجھے تھے کہ شانکدوہ بوغاتی کے جزیرے میں رہ گیا..... وہ انہیں گن ہی نظر آیا شائد اسے شراب ملتی رہی تھی۔ عمران کو دیکھ کر اس نے خوشی کا فنرہ لگایا۔ یہ لوگ بھی بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں باس۔ خدا انہیں بلند مرتبے پر فائز کرے۔ انہوں نے مجھے ایسی کوٹھری میں بند کیا تھا جہاں شراب کے درجنوں یہرل تھے بس پیسوں اور خوش رہو۔ عمران یا صدر اس قسم کی باتوں کا جواب دینے کے موڑ میں نہیں تھے۔ وہ رات انہوں نے ایک جھوپڑے میں گزاری اور پھر دوسرے دن تین یا چار میل پیدل چلنے کے بعد ایک ایسی بستی میں پہنچ جس کی تعمیر کا کام شانکدا بھی حال ہی میں شروع ہوا تھا۔ یہاں بھی زیادہ تر عربی ہی بولنے والے نظر آئے گریہ سب کی افریقی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ جوزف نے انہیں بتایا کہ مخلوط النسل نیکرو تھے پھر جوزف ہی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ افریقہ کے مشرقی کنارے والے کسی جزیرے میں ہیں۔

وہاں بے شمار عمارتیں بن رہی تھیں لیکن معما روں یا مزدوروں میں ایک بھی مقامی آدمی نہ دکھائی دیا۔ یہ سب غیر ملکی تھے۔ کچھ سفید فام تھے اور کچھ ایشیا کے دوسرا ممالک کے باشندے۔ انہوں نے ان تینوں پر کچھ ایسی ہی نظریں ڈالی تھیں جیسے انہیں جزیرے میں نوادردی سمجھتے ہوں۔ پھر ان میں سے کسی نے کہا تھا۔ "کام کرو... کام کرو... کام... ورنہ رات پیٹ میں ریاح کے گولے ہی دوڑتے رہیں گے۔"

اور پھر جب اس نے اس جملے کی وضاحت کی جب کہیں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ کھانا کام کرنے والوں ہی کو ملتا ہے۔ ورنہ اجنبیوں کی طرف تو کہتے بھی منہ اٹھا کر انہیں بھوکتے بس پھر انہیں بھی معمولی مزدوروں کی طرح کام پر لگ جاتا ہے۔

دفعہ شام کو ایک جانی پہچانی صورت نظر آگئی لیکن صرف عمران ہی اس کی شخصیت سے واقف تھا۔ یہ کیپن فیاض کے مکھے کا ایک سراغرسان انپکٹر خالد تھا۔ جیسے ہی اس کی نظریں عمران پر پڑیں اس کے ہاتھ سے وہ ایمٹ چھوٹ پڑی جسے وہ اٹھا کر سر پر رکھنے جا رہا تھا۔ عمران نے بھی اسے آٹکھا ماری لیکن خالد اتنا بڑا حواس ہو گیا تھا کہ عمران کی طرف دوڑتی پڑا۔

"آہا.... تو آپ بھی عمران صاحب!.... مجھے آپ ہی کی ذات سے توقع تھی۔" اس نے عمران کے گرد وحشیانہ انداز میں اچھلتے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو پچھلے دو سال سے غائب تھے۔" عمران نے پلکیں جھپکائیں۔ "اور مجھے تمہیں مردہ تصور کر چکا ہے۔"

"میں بھی خود کو مردہ ہی تصور کر چکا ہوں عمران صاحب۔ آپ یہاں کیسے پہنچے۔"

"خود کو کشتوں میں رکھو!.... یہ باتیں پھر ہوں گی امیں نہیں جانتا کہ آج رات کہاں بہر ہو گی! یہاں سے چھوٹ کر ساتھ ہی چلیں گے۔"

"خالد بے ڈھنگے پن سے ہنسا اور عمران اُسے آنکھیں چھاڑ کر دیکھنے لگا پھر بولا! "تم تو بے حد شاشستہ آدمی تھے خالد!"

"اوہ.... میں دو سال سے جانوروں کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس لئے شائستگی تہذیب، انسانیت سب پر لعنت بھیج چکا ہوں!۔ اور اگر آپ کو شائستگی کا دعویٰ ہو تو آپ پر بھی لعنت! میں بھیں مر جاؤں گا!۔"

ومر جاؤں گا!۔ عمران نے ایک بار پھر اسے آنکھیں چھاڑ کر دیکھا! اُس کے سر کے بال اور ڈاڑھی بے تھا۔ بڑھی ہوئی تھی!.... آنکھوں میں عجیب وحشیانہ چمک تھی!

"تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو! ڈاڑھر جزل کے بیٹے۔" خالد نے برا سامنہ بنا کر کہا! "کیا میں وحشی معلوم نہیں ہوتا!.... اچھا دیکھو! کیا تمہیں میری آنکھوں میں ویواہی نظر نہیں آتی! میں جانتا ہوں کہ تم بھی میری ہی طرح اپنا فرض ادا کرنے لئے ہو!.... لیکن یار تم یہاں جانوروں کی طرح زندگی بسر کرو گے۔ یا خفر سے سینہ تاں کر واپس جانے کی توقع رکھتے ہو گے.... یہاں تمہاری موجودگی اس پر دلالت کرتی ہے کہ تم ابھی تھہ تک نہیں پہنچے!.... ورنہ ادھر کارخ کرنے کی بھی بہت نہ کر سکتے! لیکن جب تم تھہ تک پہنچو گے تو تمہارا دل چاہے گا کہ خود کشی کرلو.... مگر نہیں.... تم میری طرح کمزور دماغ کے آدمی نہیں ہو!.... تم یہ صدمہ سہہ جاؤ گے! لیکن اپنی بیکست تو تمہیں تسلیم کرنی ہو گی!.... تمہارے ہونٹوں پر مہریں لگ جائیں گی!۔ لیکن کاش تم.... کاش تم....!"

"شاہیں!۔ اچاک اس پر ایک سیاہ قام پر اسٹر کا کوڑا پڑا اور وہ چیخ کر اچھل پڑا... اور کسی سہی ہوئے بچے کی طرح ایک زیر تعمیر عمارت میں جا گھسا۔

پھر یہ تینوں بھی ایک جگہ کام پر لگادیئے گئے جو زفاف کا حال چلا تھا! اس نے سیاہ قام

پردازروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی فکر کی تھی!... وہ اس کی باتیں سن کر ہستے تھے اور اپنی کی پیشہ ٹھوکتے تھے!

دن بھر عمران نے لوگوں کو مخاطب کرنے کی کوشش کی! لیکن کام کرنے والوں میں سے کسی نے بھی اُس کی بات کا جواب نہ دیا! البتہ وہ مسکراتے ضرور تھے! اور ان کی مسکراتی میں معموم سی ہوتی! خالد پھر کہیں نہ دکھائی دیا!

"مگر شام ہوتے ہی جب وہ جانوروں کی طرح ایک طرف ہائے گئے تو اُس بھیڑ میں خالد پھر ان سے آٹا! اب وہ بے حد خاموش تھا! "اب میرے ساتھ ہی رہئے گا!"

بے شمار ہے ہوئے آدمیوں کی یہ بھیڑ خاموشی سے ایک سمت چل رہی تھی! اصرف ان کے قدموں کی آوازیں فضائیں گونج رہی تھیں!... اس وقت اس رویڑ کی مگر انی کرنے والے سیاہ قام پرداز رسم تھیں تھے... لیکن ان کے چہروں سے صاف ظاہر تھا جیسے وہ مزکر کسی طرف دیکھنے کی بھی بہت نہیں رکھتے جیسے انہیں ڈر ہو کہ کہیں ان کے کان "شراب شراب شائیں شائیں کی آوازوں سے نہ گونجائیں۔

وہ ٹین کے ایک بہت بڑے شیڈ میں آئے جہاں فرش پر بیٹھاڑ پھٹے پرانے گدے پڑے ہوئے تھے!... خالد عمران کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک طرف لایا اور ایک گدے کی طرف اشارہ کر کے مضمحل آواز میں کہا بیٹھے اورہ تینوں اسی گدے پر بیٹھ گئے۔ خالد تموزی دیر تک سر جھکائے بیٹھاڑ پھر بولا! "مجھے اپنی حرکت پر نہ است ہے عمران صاحب! اس زندگی نے مجھے ذہنی طور پر غیر متوازن کر دیا ہے۔"

"اوہ... تم اس کی پرواہ نہ کرو! "عمران اُس کا شانہ تھکتا ہوا بولا! "تم مجھے جانتے ہی ہو کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔"

"ہاں آپ صحیح معنوں میں آدمی ہیں! "خالد نے ٹھنڈی تاسیں لی! "کیونکہ آپ میں ثابت قدم رہنے کی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں!... لیکن آپ بہاں کیسے پہنچے! حالات تو یہ کہتے ہیں کہ آپ پکڑ کر لائے گئے ہیں! "

عمران کچھ کہنے والہ تھا کہ کسی نے آواز دی۔ "اے... اے... جو زف۔ او! اور جو زف حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکالتا ہوا کھڑا ہو گیا جیسے کوئی گھوڑا انہنہا بہت شروع کر کے

پھر ارادہ ملتی کر دے....! ایک سفید قام پرداز رہا تھا ہلاکر اُسے اپنی طرف بیکارا ہتا۔  
"کیوں کیا بات ہے!" عمران نے جو زف کو گھوڑتے ہوئے پوچھا!  
"ملے گی، بس یقیناً ملے گی!... وہ خوش ہو کر بولا! "انہیں مجھ پر رحم آگیا ہے۔ وہ ہر حال میں اپنے ہی میں!  
"دفع ہو جاؤ....!" عمران نے ہاتھ ہلاکر کہا! اور جو زف چلا گئیں مارتا ہوا پرداز رہ کی طرف دوڑ گیا!  
"یہ بھی...." خالد کچھ کہتے کہتے رک گیا!  
"میرا ملازم ہے.... ہاں تم نے پوچھا تھا! ہم پکڑ کر ہی لاے گئے ہیں!"  
"تب تو...." خالد نے ہمراہی ہوئی آواز میں کہا! "ہم یقینہ زندگی یہیں بسر کریں گے!"  
"آخر تھا ان لوگوں کے ہاتھ کیسے لے گئے تھے!..."

"میں ایک ایسی لانچ کا تعاقب کر رہا تھا جس میں مجھے اسمگلوں کے ہونے کا شہر تھا!... آج سے دو سال پہلے کی ایک شام کا تذکرہ ہے.... میں بھری پولیس کی اُس لانچ پر شہر تھا!... دوسرا لانچ سے کسی قسم کے اشارے برابر ہو رہے تھے جس سے میں اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ کوئی ایسے اسمگل ہیں جن کا علم بھری پولیس کو بھی ہے! لیکن یہ اشارے بھری پولیس کی لانچ کا رخ دوسرا طرف بھی پھیر سکتے ہیں۔ اس خیال نے مجھ پر جنون ساطاری کر دیا اور میں نے تعاقب جاری رکھا! میں عرصہ سے قانون کے اُن حافظوں کی تاک میں تھا جن کی مگر انی میں اعلیٰ پیانے پر اسمگل ہو رہی تھی!... ہم کھلے سمندر میں نکل آئے.... ساحل بہت پیچھے رہ گیا تھا! آخر میں نے ایک جگہ اگلی لانچ کی رفتار کم ہوتے دیکھی! میں سمجھ گیا کہ اب وہ مجھ سے بہذا چاہتے ہیں۔ لہذا میں نے بھی لانچ کی رفتار کم کر کے روی اور سنجال لیا! یہک لانچ چکر لگا کر میری طرف مڑی اور تیر کی طرح سر پر چڑھتی چلی آئی۔ ایک خوبصورت سی لڑکی نے ایک سوراخ سے سر نکال کر کہا "تم کون ہو!... کیوں میرا چیچھا کر رہے ہو!... دونوں لانچیں برابر چلنے لگیں! میں خفیف ہو گیا تھا!... میں سمجھا کہ وہ کوئی پرانیویں لانچ تھی جس کی مالکہ سیر کے لئے نکلی تھی! لیکن اس خیال کی تردید فوراً ہی ہو گئی کیوں کہ تین آدمیوں نے یہک وقت میری لانچ چلا گئیں لگائی تھیں! بس پھر ایک ہی گولی چلانے کی حرست بھی دل ہی میں گھٹ کر رہ گئی تھی

انہوں نے مجھے سنجھل جانے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔۔۔ باندھ لیا اور پھر بڑی پولیس کی لائچ کی کشے ہوئے پنگ کی طرح آوارہ ہو گئی؛ وہ مجھے اپنی لائچ پر سکھنے لے گئے۔۔۔ اور وہاں میں نے ملک کے ایک بہت بڑے آدمی کے پرائیوریٹ سیکرٹری کو دیکھا! وہ مجھے نہیں پہچانتا تھا! لیکن میں تو اسے اچھی طرح جانتا تھا!۔۔۔ اس نے مجھے سے چند سوالات کئے اور مجھے سے ایک زبردست غلطی سرزد ہوئی! میں نے یہ ظاہر کر دیا کہ میں اُسے پہچانتا ہوں۔ بس دوسروں نے کہا کہ مجھے وہیں سمندر میں غرق کر دینا چاہئے! لیکن سیکرٹری نے اس جو یوریکی موافقت نہیں کی اُسے یہ معلوم کرنا تھا کہ آیا میں نے اتفاقاً چیچا کیا تھا یا مجھے اُس لائچ میں اُس کی موجودگی کا علم تھا! میں نے سوچا کہ جان اسی صورت میں بنجے گی کہ میں اپنی زبان بند کر لوں! میں نے یہی کیا! پھر وہ مجھے ایک اسٹریک ذریعے بہاں لائے اور کئی دنوں تک پوچھ گچھ کرتے رہے۔۔۔ پھر خاموش ہو رہے ہیں! لیکن پوچھ گچھ کا سلسلہ تو آج تک جاری ہے!۔۔۔ ابھی دوڑھائی ماہ پہلے بھی انہوں نے یہ معلوم کرنا چاہا تھا کہ میرے مجھے کے کن لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ ہمارا ایک قومی سر پرست ایک بہت بڑا اسمگر بھی ہے۔۔۔! کیا میں گدھا ہوں کہ اس مسئلے پر اپنی زبان کھولوں گا! زبان کھلنے کے بعد کیا وہ مجھے زندہ رہنے دیں گے۔! "خالد خاموش ہو کر عمران کو گھورنے لگا!

"اوہ۔۔۔ میرے خدا تو یہ اسمگروں کا چکر ہے!۔۔۔ صدر نے حرمت سے کہا!" میرا بھی یہی اندمازہ تھا۔۔۔ "عمران نے سر ہلا کر کہا!۔۔۔ یہ اسمگروں کی کوئی بین الاقوامی تنظیم ہے!۔۔۔ دفتار قریب ہی کوئی کراہ کر رونے لگا!۔۔۔ یہ ایک سفید فام تھا!۔۔۔ وہ رو تراہا اور پھر دیوانوں کی طرح چینے لگا!۔۔۔ میری بچی یورشیا۔۔۔ میں تیرے لئے کھلونے خرید رہا ہوں!۔۔۔"

وہ خاموش ہو گئے!۔۔۔ سفید فام منہ پر ہاتھ رکھ کر سکیاں لینے لگا تھا! "تم سن رہے ہو!۔۔۔" یہ بیک خالد نے عمران کا شانہ چھینہ کر کہا! "تم سن رہے ہو! میں نہیں جانتا کہ میرے بنجے کس حال میں ہوں گے!۔۔۔"

"میرا خیال ہے۔۔۔ انہیں پیش دی گئی ہے! "عمران نے کہا! "یہ بھی یاد پڑتا ہے کہ وہ خالی نجی پولیس کے ہاتھ لگ گئی تھی جس پر تم تھے اور تمہیں مردہ تصور کر لیا گیا تھا!۔۔۔" خالد نے تقبہ لگایا!۔۔۔ "ہاہا۔۔۔ تو پھر ملک کے سارے یتیم بچوں کو پیش دلواد کیوں کر

ن کے باپ مر گئے ہیں۔۔۔ ان کے باپ۔!"  
اُس کی آواز مضمحل ہو گئی اور اُس نے سکی لے کر کہا! "ملک کی ماڈل سے کہہ دیتا ہے  
نطفوں کو اپناؤں پلانا بند کریں جو ان کی اوڑھنیاں بکھر چھین کر اسکل کر دیں گے۔۔۔ ان کے  
ہاتھوں سے نوالے چھین کر اپنی دیوالی گئی کی بھینٹ چڑھا دیں گے اپنی ہوس پر ان کے چڑھوں کی  
تازگی قربان کر دیں گے۔۔۔ آنکھوں سے مانتا کی چک چھین کر اپنی تجویریوں میں جمع کر لیں گے!  
جاڈ۔۔۔ میرے بھائی۔۔۔ میرا پیغام پہنچا دو۔۔۔ اور اب تو میں یہیں رہ جاؤں گا۔۔۔ یہیں مر  
جاڈ۔۔۔ میں اُن بیلوں کی شکلیں نہیں دیکھنا چاہتا جو خود ہی اپنے بچوں کو یتیم کر رہے ہیں!۔۔۔"  
"خالد۔۔۔ حالات بدل بچے ہیں!۔۔۔" عمران نے اُس کا شانہ ٹپک کر کہا! "کیا تمہیں اس کا  
علم نہیں کہ اب قوم کی قیادت ایسے انسانوں کے پرورد کر دی گئی ہے جو ذہین اور خاتمہ نہیں۔۔۔

"مت کان چاؤ۔۔۔!" خالد نے ہاتھ جھٹک کر کہا! "آدمی خدا ترس نہیں ہے کوئاں ہے!  
!" بس وہ ایک ایسا درندہ ہے جو نگارہ ناپسند نہیں کرتا۔۔۔ اپنی درندگی پر نت نئے غلاف چڑھاتا  
رہتا ہے۔۔۔ انہیں غلافوں میں نے ایک انسانیت بھی ہے!"  
تب پھر عمران نے آہستہ آہستہ اسے نی زندگی کی رو داوستائی۔۔۔ بتیا کہ ملک و قوم کو کس طرح آزادی فریب ہوئی ہے۔۔۔ اور کس طرح برا بیوں کا خاتمہ کیا جاتا ہے؟  
خالد پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھتا رہا پھر یہ بیک اچھل کر پوری قوت سے چیخا!۔۔۔ بہر ۲۔۔۔!

اور پھر اُس پر چیخ دیوالگی ہی کا دورہ پڑ گیا۔ وہ کسی پر جوش مقرر کی طرح چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "سنوا! سنوا! دنیا کے سارے ازموں کو دفن کر دو۔۔۔ سب کو اس ہیں۔۔۔ ملک و قوم کی قیادت کا حق صرف انہیں حاصل ہونا چاہئے جو اُس کے لئے سر دھر کی بازی لگاتے ہیں۔۔۔ جو ماڈل کے سہاگ بچانے کے لئے چھاتی پر گولیاں کھاتے ہیں انہیں اپنی تجویریاں بھرنے کی فکر نہیں ہوتی۔۔۔  
ان کی زندگیاں تو ہوتی ہی اسی لئے ہیں کہ وہ ملک کی بنیادوں کو اپنے خون سے سینچیں۔۔۔ ہا۔۔۔  
میں بہت خوش ہوں دوستو۔۔۔ بوڑھے ایڈگر انھوں تھماری بیٹی یورشیا میں اب کھلونوں کے لئے نہ روئے گی۔"

پھر وہ بے تھاشہ ہستارہا اور کچھ دیر کے بعد بے سندھ ہو کر گر گیا۔ غالباً وہ غشی ہی تھی۔

ہنا کرنے پر غیب دانی کا سکھ بھایا۔ پھر مستقبل ہائکنٹا شروع کر دیا۔ اُس نے پچھلی رات ہی کو اس کی ایکم بیانی تھی اور جوزف نے پہلے ہی سے اُس کے پیچے ہوئے ولی کامل ہونے کا فی پروپینڈا کیا تھا۔ اُس نے تو یہاں تک کہا تھا کہ سپر واائزروں سے کہ اس تو عمر بزرگ کو غصہ نہ دلاتا۔... ورنہ.... پھر مشکل ہو گا اسے سنجانا۔ اس سلسلے میں اس نے ایک قصہ بھی دہر لایا تھا۔ ایک ایسے بد نصیب آدمی کی کہانی جس نے فقیر کو غصہ دلا دیا تھا اور وہیں کھڑے کھڑے جل کر بھس بھی ہو گیا تھا۔ اس کا تذکرہ کرتے وقت کا لے مکار پر کچکی طاری ہو گئی تھی۔

بس پھر کیا تھا۔ کام بن گیا اور عمران اُسی دن ان سپر واائزروں ہی کا چودہ ہری بن بیٹھا۔ لیکن رات تو اُسی سانچیان ہی تلے گزارنی پڑی۔... یہ اور بیات ہے کہ اُس رات عمران کے پیچے ایک کے بجائے تین گدے رہے ہوں اور کالے سپر واائزروں کے رخصت ہو جانے کے بعد اُس نے فالتو دو گدے بیمار خالد کے پیچے بچجادیے ہوں۔

اس رات سپر واائزروں نے صرف عمران کیلئے بہترین قسم کا لکھانا مہیا کیا تھا اور جوزف کو ساتھ نہیں جا کر بے تماشہ پلائی تھی۔ واپسی پر جوزف نے پہلے سے کاغذ کا ایک تہہ کیا ہوا نکلا صدر کے ہاتھ پر رکھ دیا اور صدر نے حیرت سے پہلیں جھپکائیں۔ وہ دراصل لڑی کا خط اُسی کے نام تھا۔ "اوہارا۔... مجھے معاف کرو۔ میں تم پر فحی تھی۔ چونکہ مجھے خود بھی وہاں سے نکل آتا تھا اس لئے میں ایسی حرکیں کر رہی تھی کہ ڈیڈی کو کسی قسم کا شہر نہ ہونے پائے۔ میں کیسے آئیں ہوں۔ یہ ایک لمبی داستان ہے لیکن اب پھر مشکلات میں پڑ گئی ہوں۔ میں نے تو گویا دل سے بچنے کے لئے سمندر میں چلا گئی ہوں۔ خدا مجھ پر رحم کرے بس تم مجھے معاف کرو۔ لڑی۔"

"اب کوئی نیا فراہ۔" صدر نے بڑی راستے ہوئے خط عمران کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن چند رہ میں منٹ گذر جانے کے بعد بھی عمران نے اس پر کوئی تہہ نہیں کیا۔ ویسے اُس نے اسے پڑھ کر پڑے پڑے کر دیا تھا مگر سونے سے پہلے اُس نے صدر کا شانہ تھپک کر کہا تھا۔ "تم مجھے تائے بغیر ٹھنڈی آہیں بھی نہیں بھرو گے۔ سمجھے! اگر میں مناسب سمجھوں گا تو اجازت دے دوں گا کہ اب تم اُس سے عشق کر سکتے ہو۔ کوئی قدم اپنی ذمہ داری پر ہرگز نہ اٹھانا۔"

صدر کو اس پر بے حد تاؤ آیا تھا اور اُس نے کہا تھا۔ "آپ غلط سمجھے ہیں۔ مجھے اُس۔

عمران نے اس کا شانہ ہلا کیا اور اُسے محسوس ہوا کہ اُسے بہت تیز بخار ہو گیا ہے۔ جوزف رات گئے واپس آیا وہ نشے میں دھت تھا۔ ان حالات میں عمران کو اس کی بھی فکر نہیں تھی کہ کسی نے اُس سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ وہ تو اب اُن تیوں پادریوں کی فکر میں تھا جو جہاز سے اُس کے ساتھ ہی اترے تھے اور اس بستی تک ساتھ آئے تھے وہ جانتا تھا کہ قانونی طور پر ان بزریوں میں کسی کا کچھ نہیں بگاڑا جاسکتا کیونکہ یہ دوسری مملکتوں کی مقبولات میں سے تھے یہاں تو اُس کی حکمت عملی ہی کچھ کر سکتی تھی اور وہ بھی صرف اس لئے ہوتی کہ وہ کسی طرح یہاں سے نکل سکیں کیونکہ کام حقیقتاً بزریہ موبار ہی میں ہوتا۔

جوزف نے میں ضرور تھا لیکن باقی ہوش کی کر رہا تھا۔

"اوہو۔... مسٹر صدر! میں نے ابھی ابھی مسی کو ہولی فادر کے ساتھ دیکھا ہے۔"

"کونی مسی! کیا بک رہے ہو۔" صدر نے جھنگلا کر کہا۔

"وہی جو تمہارے ساتھ ساصل پر پڑھا کرتی تھی۔"

"جہنم میں جھوکو گو۔..." صدر نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔

لیکن عمران تفصیل پوچھنے لگا۔ مگر تفصیل کیسی۔ بس اُس نے اسے دونوں میں سے کسی پادری کے ساتھ دیکھا تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ آئی ٹلب تھی۔ بستی تک وہ سب ساتھ ہی آئے تھے مگر لڑی تو ان میں نہیں تھی۔

جوزف نے بتایا کہ کالے سپر واائزروں سے پسند کرنے لگے ہیں اور وہ ایسی جگہوں پر لے گئے تھے جہاں آج تک کسی قیدی نے قدم نہیں رکھا۔ قیدی تو صرف اُسی میں کے سانچیان تک ہی محمد درجتے تھے۔

خالد دوسرے دن بھی وہی سانچیان ہی کے پیچے پڑا رہ گیا تھا کیونکہ اُسے اب بھی تیز بخار تھا اور وہ ہوش کی باقی نہیں کر رہا تھا۔

آج عمران نے کالے سپر واائزروں کو اپنے جاں میں چھاؤں ہی لیا کیونکہ وہ انگریزی بھی سمجھ سکتے تھے اور عربی تو خیر بولتے ہی تھے۔ بہر حال اُس نے اُن پر پامسٹری کا جاں پھینکا جس میں اُس کو کافی دخل تھا۔ مستقبل کا حال جان لینے کے سلسلے میں وہ اپنی طرف کے عام آدمی سے بھی زیادہ مضطرب اور مشتاق ثابت ہوئے۔ عمران نے سب سے پہلے انہیں اُن کے ماضی کے حالات

رفہ دردی تھی۔ اب وہ بھی باقی نہیں رہی۔"

"گذ... اچھے بچے وہ ہیں جو کہناں لیں۔ اچھا بس جاؤ۔"

لیکن وہ سوتہ پائے کیونکہ تھوڑی ہی دیر بعد تین سیاہ فام پرہ وائزرس وہاں آئے۔ اور انہوں نے ذرتے ذرتے کہا کہ ایک پادری تھا میں عمران سے ملتا چاہتا ہے۔ عمران نے اس پر اُس حق کو دوچار سلواتیں سنائیں اور بولا۔ ہم نے اُس کے سر پر پہنچے ہی چیل کاسایہ دیکھ لیا تھا۔" چیل کاسایہ۔" تینوں نے بیک وقت خوفزدہ آواز میں ذہرا۔

"ہاں چیل کاسایہ۔ اُس کے ستارے گردش میں ہیں اور کسی طرح کی بلا میں اُس کی طرف اسی طرح جھپٹتی ہیں جس طرح چیل مرغی کے چوزے پر جھپٹتی ہے خیر ہم چلیں گے اور اُسے اس مصیبت سے بچائیں گے۔"

عمران تھا ان کے ساتھ ہو لیا اُس نے صدر اور جوزف کو دیں تھے کاشورہ دیا تھا۔ وہ ایک دیران سی جگہ پر بیٹھ کر رک گئے کسی جانب سے ایک دھنلا سایہ ان کے سامنے آیا تھا۔ اور وہ سیاہ فام تیزی سے دوسری جانب مڑ گئے۔ اب وہ سایہ عمران کا ہاتھ پکڑے اُسے ایک طرف لے جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد راستہ دشوار گزار ہو گیا کیونکہ اب وہ کھلے میدان میں نہیں تھے۔ سائے نے نارج روشن کی اور اُس کی روشنی میں وہ چنانوں سے گذرنے لگے تھوڑے ہی فاصلے پر اونچے پہاڑوں کا سلسلہ تھا جس کا پھیلا دوڑ رنگ نظر آ رہا تھا۔ تاروں کی چھاؤں میں گردو ڈیش کا ماحول پکھ ڈراؤں سا منظر پیش کر رہا تھا۔

پھر وہ ایک نکل سے دترے سے گذر کر ایک غار میں داخل ہوئے۔ پادری آگے تھا اور نارج اسی کے ہاتھ میں تھی اچانک بائیں جانب سے کسی نے اُس پر چلا گئ لگائی اور نارج اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر ایک جاتب لٹکتی چل گئی۔ عمران جہاں تھا ہیں وہ بک گیا۔ وہ دھیگا مشتی اور گالی گلوچ کی آوازیں سن رہا تھا۔ زمین پر گری ہوئی نارج کا رخ غیر متعلق سمت تھا اور لانے والے اندر ہرے میں تھے۔ نارج بھی بھی نہیں تھی۔ عمران نے چپ چاپ نارج پر قبضہ کر لیا اور اُسے بجا بھی دیا۔ لانے والوں کو شامد اس کی پرواد بھی نہیں تھی۔ وہ انگریزی میں ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے اور غرباً ہٹوں میں درندگی تھی جیسے وہ ایک دوسرے کو ختم کر دے۔

چاہتے ہوں۔

پھر یک بیک ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے وہ بند ہوتے ہوئے طق سے نکل رہی ہوں۔ اس کے بعد والی چیخ بڑی بھیاک تھی جو شامد بھپنے ہوئے طق سے نکل تھی پھر سنا تھا گیا اور تھوڑی دیر بعد غار کی بند فضا میں ایک ہمراں ہوئی سی آواز گئی۔ "تم کہاں ہو دوست میں نے اُس شور کو ختم کر دیا۔ میں تم سے مخاطب ہوں جو میرے ساتھ آئے تھے۔"

عمران آہستہ سے بڑھ کر زیادہ کشادہ جگہ پر آگیا۔ پھر اُس نے وہیں اپنی موجودگی کا اعلان کیا اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ کوئکہ اُسے یقین نہیں تھا کہ حملہ آور ہی مارا گیا ہو۔" کہاں ہو بھی۔" تھوڑی دیر بعد پھر انگریزی میں کہا گیا۔

"تمہارے سر پر اُب بھی چیل کاسایہ موجود ہے۔" عمران گوئی میں اور پر رعب آواز میں بولا۔ "چیل کی پیاس ابھی نہیں بھجی وہ اور خون چاہتی ہے۔" کیا تم قتل کرو گے۔" "وہ پھر دیکھا جائے گا۔" جواب ملا۔ "اس وقت تو کام ہی کی بات کرو۔ بوغا نے بتایا تھا کہ تم ایک ذہین سراغر سا ہو۔"

"اُس نے غلط نہیں بتایا تھا بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "مجھے تمہاری مدد درکار ہے۔"

عمران نارج روشن کر کے اُس کے قریب پہنچ گیا۔ اب اُس نے دیکھا ایک پادری جس کے سینے میں خبر پیوست تھا میں پردم توڑ چکا تھا اور دوسر اُس کے قریب ہی کھڑا ٹپکیں جھپکا رہا تھا۔ غالباً یہی عمران کو یہاں تک لایا تھا۔

"تیرا کہاں ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ دوسری جگہ کا تھا واپس گیا۔ یہاں ہم دونوں ہی تھے تھبڑو یہ بتاؤ! کیا تمہیں میک اُپ کرنا آتا ہے۔"

"یقیناً۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "یہ تو میرا ایک بہت معمولی سا بھیل ہے۔"

"تم اس آدمی کی نقل بن سکو گے۔" اُس نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

"اگر تم میرے سینے میں خبر اتارنے کی قوت رکھتے ہو تو یقیناً بن جاؤں گا۔"

"تم غلط سمجھے۔ پادری ہنسنے لگا۔" میرا مطلب تھا اس کا میک اُپ۔"

عمران نے اُسے یقین دلایا کہ وہ ایسا کر سکے گا۔ پادری اُسے غار کے دوسرے حصے میں لا یا اور یہاں ایک پڑو میکس یپ روشن کرنے لگا۔ عمران تارچ روشن کے قریب ہی کھڑا رہا۔ پڑو میکس روشن کر چکنے کے بعد وہ اٹھا اور عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا میں تمہیں اپنا دوست سمجھوں۔" اُس نے پوچھا۔ "تم چاہتے کیا ہو۔" عمران نے کہا۔ "میں تمہارا ہاتھ دیکھ کر تمہیں مستقبل کی خبر دینے آیا تھا۔"

"چلو ختم کرو۔" وہ مسکرا یا بہت چالاک ہو۔ تم نے محض آرام حاصل کرنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے تم جانتے ہو کہ کالے لوگ ضعیف الاعقاد ہوتے ہیں۔" "نہیں! میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ غقریب اس گروہ کا قلع قلع ہو جائے گا اس پر کالی چیل کا منحوس سایہ منڈلا رہا ہے۔"

"غیر.... ختم کرو! بوناگا کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔" پادری نے پوچھا۔ "وہ.... وہ.... اُس سے ڈرو۔ وہ ایک سفاک درندہ ہے میں جانتا ہوں کہ اس تنظیم کا سربراہ ہو ہی ہے۔ اُس کے مکان کے نیچے ایک بہت بڑا تھا خانہ ہے جہاں بہت زیادہ قوت والے ٹرانس میٹر موجود ہیں۔ ٹیپ ریکارڈر ہیں جن میں اُس کی عدم موجودگی میں پیغامات ریکارڈ ہوتے ہیں اور اُس بن الاقوای تنظیم کو کنٹرول کرتا ہے۔"

"خوب سمجھے تم۔ ہمارے دلوں میں بھی یہی شبہات موجود ہیں کہ وہی اس تنظیم کا سر زندہ گر یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔"

"بوناگا اور صرف بوناگا۔" عمران ہاتھ جھٹک کر پر رعب آواز میں بولا۔ "سیارے بھی خبر دیتے ہیں۔ سنہرالاؤ اُس کے سر پر سوار ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔"

"غیر تو یہ بوناگی کا قصہ ہے۔" پادری نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اُس کی لڑکی ہمارے ساتھ بھاگ آئی تھی۔ اس کے بعد ہم دونوں میں اس کے متعلق جھگڑا ہو گیا ہم دونوں ہی اُسے پسند کرتے تھے۔ میں نے سوچا تھا کہ اُسے دھوکا دوں گا اور اُس نے بھی یہی سوچا ہو گا۔ کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی ہمارا دبار ہوتا ہے دو آدمی کا دوبار کے ہیئت ہوتے ہیں اور وہ دونوں ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو ایک

دوسرے کے جانی دشمن ہوں۔ بھی وجہ ہے کہ آج تک ہماری تنظیم برقرار ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر کڑی نظریں رکھتے ہیں۔"

"لیکن تم بوناگی لڑکی کو لائے کیسے تھے۔ ہمیں تو وہ تمہارے ساتھ نہیں دکھائی دی تھی۔"

"اُسے ہم ایک صندوق میں لائے تھے اُس نے گیس ماسک پہن لیا تھا اور صندوق میں اس سمجھن کی تھیلیوں کا ذخیرہ تھا۔ بہر حال وہ بہت بڑی وقت برداشت رکھتی ہے۔ مجھے تو اس پر حرمت ہے۔ کم از کم میں تو اتنی دیر کسی صندوق میں نہیں رہ سکتا۔ اُس نے خود ہی خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ چلانا چاہتی ہے۔ ہم سمجھے تھے کہ وہ ہم میں مشترک رہے گی اور اُس نے بھی اشارہ ٹکنایہ ہم سے یہی کہا تھا مگر یہاں اسکر اڑاگی کہ یہ تو بہت بُری بات ہے۔ ہم میں سے کوئی ایک ہی اُسے حاصل کر سکے گا اور اُسے اس سے شادی کرنی پڑے گی مگر وہ مجھ پر زیادہ اعتماد کرتی ہے اور شائد مجھے چاہتی بھی ہے۔"

"لا او.... وہ انہما تھوڑا ہوا۔... میں بتاؤ۔" عمران کی حکمت عملی اسٹارٹ ہو گئی۔

اُس نے چپ چاپ ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران بڑے غور سے اُس کے ہاتھ کی لکیروں کا جائزہ لیتا رہا پھر اُسے اس کے ماضی کے متعلق دو چار باتیں بتا دیں۔

"واہ.... دوست تم تو کامل ہو۔" پادری ہنس کر بولا۔ "مگر مجھے لڑی کے متعلق بتاؤ۔"

"اُس کے معاملے میں تم واقعی خوش قسمت ہو۔ وہ تمہیں اس بُری طرح چاہتی ہے کہ تمہارے لئے چان بھی دے سکتی ہے۔... اور وہ ایک موقع پر تمہاری جان بچائے گی۔ صرف وہی بچائے گی اور کوئی نہیں۔ لیکن اسے بھی یاد رکھو کہ تم اُس سے ناجائز تعلق نہ قائم کر سکو گے۔ اگر کوشش کرو گے تو وہ خود کشی کر لے گی۔ لیکن شادی کے لئے تیار ہو جائے گی۔ اس لئے مستقبل میں محتاج رہتا۔"

"بلاشہد وہ ایک باوقاٹ لڑکی ہے۔ میں دراصل اُس زندگی سے بچ آگیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ میرا بھی ایک گھر ہو، یہوئی بچے ہوں۔ اطمینان کی زندگی بس رکروں۔ آج میں نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ اُسے ساتھ لے کر یہاں سے نکل چلیں گے اور مدد کے لئے تم پر نظر پڑی تھی مگر شائد اسے علم ہو گیا تھا؟" وہ خاموش ہو کر لاش کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"میں تمہاری نہیں چھوڑ سکتا۔ ہم جہاں بھی جاتے تھے ساتھی جاتے تھے یہی ہمارا قانون ہے۔ ہماری عدم موجودگی میں ایک مقامی کالا آدمی ہمارا قائم مقام ہوتا ہے یہی حیثیت اس جزیرے میں بڑے مٹوں کو حاصل ہے جس میں بونا کا قیام ہے۔ مگر بونا ہاں تمہارے اسی بناء پر ہم یہ سوچتے ہیں کہ وہی تنظیم کا سر برہا ہے۔ حالانکہ وہ بھی کہتا ہے کہ اس کی حیثیت جزل فیجر کی ہے۔ کیا یہ دیوالی نہیں ہے۔ پاگل پن نہیں ہے۔ وہ اربوں روپے کا مالک ہونے کے باوجود بھی اسی گھیاں زندگی بسر کر رہا ہے۔ آخر یہ کیسی ہوس ہے دولت آخر کس لئے ہوتی ہے۔"

"اس مسئلے پر پھر بات کریں گے۔ فی الحال تم کام کی کیا بات کرو۔"

"تم اس آدمی کے میک اپ میں میرے ساتھ چلو گے۔ اسیں آئے گا اور وہ ہمیں بونا کے جزیرے کی طرف لے جائیگا۔ صرف اس کی کیپشن ہی اصل معاملات سے آگاہ ہو گا یعنی وہ ہماری حیثیت سے واقف ہو گا اگر ہم کسی طرح اسے ختم کر کے تو وہ اسیں بونا کے جزیرے کی طرف جانے کی بجائے تمہارے ملک کا ذرخ کرے گا میں نے کیپشن کو اطلاع بھجوائی ہے کہ وہ آج رات کو تمنے بے اس جزیرے کے ساحل پر آئے کیونکہ ہمیں کچھ قیدی بونا کے پاس پہنچانے ہیں۔ تم اس کا میک اپ کرو۔ میں تمہارے ساتھیوں کو قیدی بناؤں گا۔

"مگر لڑکی کا کیا کرو گے۔"

"وہ پھر صندوق میں۔"

"نہیں ایں اسے مرد بناوں گا۔ تم اس کے ہاتھوں میں ہتھیاریاں ڈال دینا ہمارا ایک آدمی یہاں اور بھی ہے جو پہلے کبھی لایا گیا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا ہے۔"

"اوہ..... یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ میں کیپشن کو بتاؤں گا کہ یہ آدمی انہیں قیدیوں کی وجہ سے بیمار ہوا ہے۔ لہذا ان سکھوں کو بونا کے پاس پہنچایا جا رہا ہے۔" پادری نے کہا۔

## O

حالات کا یہ رخ قطعی غیر متوقع تھا جو کچھ بھی ہوا اس میں عمران کی عقل کا تناول غل نہیں۔ جتنا کہ مقدرات کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی جلدی گلو گلاصی کی کوئی صورت نکل آئے۔

139  
گی۔ دیسے اس نے جو ایکم مرتب کی تھی اس کا بار آور ہوتا دیر طلب تھا۔ وہ ایکم جس کی شروعات پامسری سے ہوئی تھی۔

بہر حال وہ تمنے بے اس گھاٹ پر تھے جہاں اسیں لٹکر انداز ہونے والا تھا۔ عمران مقتول پادری کے میک اپ میں اسی کی سی شان سے کھڑا تھا۔ خالد اسی پرچھ پر اپنا ہجھے دو سیاہ فام خادم اٹھائے ہوئے تھے۔ صدر، جوزف اور لڑی کے ہاتھوں میں ہتھیاریاں تھیں۔ اور وہ کوئی نو عمر اور زخمی لڑکا معلوم ہو رہی تھی۔ زخمی لڑکا یوں معلوم ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے بال کو ناپسند نہیں کیا تھا! اس نے عمران کو اس انداز میں اس کے سر کی ڈریسک کرنی پڑی تھی کہ بال بھی نہ ظاہر ہو سکیں اور سر زخموں سے چورچور معلوم ہو! دوسرا پادری جس نے اپنا نام رابرٹ بتایا تھا بالکل مطمئن نظر آ رہا تھا!

اسیں سواتینے بے لٹکر انداز ہو سکا اور ان کے اوپر پہنچتے ہی لٹکر اٹھا بھی دیا گیا! اسیں میں بھی قیدیوں کا کیبین موجود تھا جس میں وہ بند کر دیئے گئے تھے لیکن ان کے ہاتھوں سے ہتھیاریاں نہ نکالی گئیں!

رابرٹ نے تھوڑی دیری سک کے کپتان سے گفتگو کی تھی اور پھر اس بڑے کیبین کی طرف روانہ ہو گیا تھا جس میں دونوں کو قیام کرنا تھا!

رابرٹ نے عمران کو بتایا کہ بونا کے جزیرے تک پہنچنے میں ڈھانی دن لگیں گے! لیکن اگر صح نوبے سے پہلے پہلے ہی جہاز کا رخ بدیا جائے تو پھر موبارٹک پہنچنے میں تعاقب کا بھی خدشہ حادج نہیں ہو سکتا! اس نے بتایا کہ جہاز رافوں کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ انہیں کہاں جانا ہے۔ کپتان و ائر لیس کے ذریعہ آئی ہوئی ہدایات پر عمل کرتا ہے۔ وہ اسیں دراصل اس تنظیم کا گشتی اسیں تھا!.... جس کا کام ہی بھی تھا کہ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے تک دوڑتار ہے اور ان کی ضروریات پوری کرے۔

رابرٹ نے بھی وائز لیس ہی کے ذریعہ کیپشن کو پیغام بھیج کر اسے ہاں طلب کیا تھا!

"کام بن جاتا.....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! "مگر یہاں میک اپ کا سامان۔!"

"اوہ..... تم فکرنا کرو!"۔ رابرٹ نے کہا! "یہ ایکم پہلے ہی سے میرے ذہن میں تھی اس کے میک اپ کا سامان بھی لایا ہوں۔"

”الگز.... تب تو.... ٹھیک ہے! میرے دانست میں صبح ہونے سے پہلے یہ کام بھی ہوتا چاہئے!“ عمران نے کہا۔

اور اسی نیز کا کپتان بہ آسانی قابو آگیا! کیونکہ وہ عموماً رات بھر شراب نوشی کیا کرتا تھا اور دن کو سونے کا عادی تھا!.... پھر بڑی تیزی سے انہوں نے سارے انتظامات مکمل کئے! صدر کو عمران نے اپنی جگہ دی اور خود کیپین کی جگہ سنبھالی اور اس کی جگہ، سنبھالتے ہی بیمار بھی ہو گیا! بیماری بھی ایسی کہ حلق بند ہو کر رہ گیا!.... آب اس کے علاوہ اور کیا صورت رہ گئی تھی کہ وہ ماتحت عملہ کو اپنی آوازنے کے بغیر ہی احکامات صادر کرتا۔ وہ رعشہ زدہ باتھوں سے احکامات لکھتا تھا تاکہ رائٹنگ پہچان لئے جانے کا بھی امکان نہ رہے! بھر حال ساز ہے آٹھ بجے دن کو ایک مخصوص جگہ پر جہاز کا رخ موڑ دیا گیا اور اب اُن کی منزل جزیرہ موبار ہی تھا!

صفدر وہاں پہلے ہی سے موجود تھا!.... اُس نے بتایا کہ جولیا محل کے اندر موجود ہے! اور معمول قسم کے میک اپ میں ہے! اس لئے اُسے پہچانے میں دشواری نہیں ہوئی! پھر صدر ہی نے معمولی سی پوچھ گئی کے بعد پتہ لگایا کہ محل میں آئی ہوئی نئی لڑکی کا نام جولیا ہی ہے!.... بس پھر عمران نے اندر جو لیا کے لئے پیغام بھجوایا!.... ہو سکتا ہے کہ جولیا یعنی بھجی ہو کہ وہ داراب کا کوئی آدمی ہو گا! اُسے ڈرائیکٹ روم میں طلب کر لیا گیا!

لیکن جولیا سے پہلے شالی مکرانی اور اُس نے اُسے گور کر پوچھا! "تمہیں داراب نے بھیجا ہے!"

عمران نے کچھ سوچے کبھی بغیر اثبات میں جواب دیا! اور شالی دار اب کاتام لے کر برس پڑی! "آخر وہ ملتا کیوں نہیں مجھے الجھن میں کیوں ڈال رکھا ہے!۔"  
"ملے گا.... ملے گا.... بہت جلد" عمران نے کہا! "میں جولیا کو ذرا باہر لے جانا چاہتا ہوں ا!"  
اسنے میں جولیا بھی آگئی اور وہ بھی یہی سمجھی کہ وہ دار اب کا بھیجا ہوا کوئی آدمی ہے! اس لئے وہ فور انتشار ہو گئی!... دونوں باہر آئے!

جو لیا کو جب یہ معلوم ہوا کہ عمران ہے تو ان نے برس پڑنے کے لئے اشارت لینا چاہا لیکن عمران نے اُسے موقع کی نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے کہا "وقت کم ہے! اکھیل بگڑ جائے گا! اگر داراب تکل گیا۔"

"دارب کے متعلق تمہیں خادر ہی سے صحیح معلومات حاصل ہو سکیں گے! یکو نکہ وہ اس کی  
نگہ انداز رکھ کر تباہ ہے۔" پھر جولہ نواز سے خادر کا ستہ تباہ۔

خاور کے پاس یہی اطلاع تھی کہ داراب بھی بھی اُسی ساحلی جھوپڑے میں تھا موجود ہے! وہ بھی تفصیل معلوم کرنے کے لئے بے چین نظر آیا مگر بھی عمران کے پاس اتنا وقت کہاں تھا!۔ جولیا جھوپڑے کی جانب اُس کی راہنمائی کرنے کو موجود تھی! اور دل میں سوچ رہی تھی کہ یہ بہوت صحیح بمنوع میں ناقابل تسلیم ہے!۔

جھوپڑے کے قریب پہنچ کر وہ زک گئی اور آہستہ سے بولی! "میں بھی کوئی داخل ہوا ہے!" میں نے دیکھا ہے! "عمران نے جواب دیا۔ اور پھر وہ جھوپڑے کی ایک دیوار سے

دونوں پادری قیدیوں کو لے کر اتر گئے! لیکن اب آن کے ہاتھوں میں ہٹھڑیاں نہیں تھیں! بیمار خالد کو دو خلاصیوں نے اسٹرپچر پر ڈال کر اٹھایا تھا!.... خالد کی حالت اب بہتر تھی اور اچھا خاصا تندرست نظر آنے لگا تھا! مگر عمران کی ہدایت تھی کہ وہ لیٹاہی رہے!.... جہاز رانوں کی دانست میں ابھی جہاز کو لنگر انداز ہی رہنا تھا کیونکہ اسی وقت دونوں پادریوں کی واپسی بھی ہوتی! صدر کو عمران نے سب کچھ سمجھا دیا تھا!۔ تین گھنٹوں کے اندر ہی اندر اسٹری کے گرد بھری پولیس نے گھیرا ڈال دیا!.... ان پارٹیوں کی قیادت ایک انسپکٹر کر رہا تھا!.... پکستان پہلے ہی حرast میں لے لیا گیا۔ اور پھر کچھ دور لے جا کر چھوڑ دیا گیا! کیونکہ اسے شالی کی خبر لئی تھی!.... وکیل دارا ب اور بلیک میلر مفتی سے پہنچتا تھا!.... رابرٹو نے اسے بتایا کہ موبار کے کاروبار کے منتظم مفتی اور دارا ب ہی تھے اور دونوں ایک دوسرے کے دشمن بھی تھے! لیکن شالی کا مسئلہ وہ بھی تھا حل کاروبار نو جماعت، کے متعلق، بھی کچھ نہ تھا۔ کا!

عمران ابھی تک کپتان ہی کے بھیس میں تھا! وہ سیدھا شالی کے محل کی طرف چلا گیا!

جائے! اندر سے روشنی چھن رہی تھی!

و فتح عمران نے ایک جانی پہچانی آواز سنی۔ "داراب! غصب ہو گیا۔ ذمی دسکل ہانے کچھ دیر پہلے لینڈ کیا تھا۔ اب وہ پولیس کے گھرے میں ہے! اور رابرٹو... تمہارے گھر پر تمہارا منتظر ہے! یہ آواز سو فصدی مفتی کی تھی۔ اُس آدمی کی جس نے اُسے شالی کی گارڈن پارٹی میں بلیک میل کرنے کی دھمکی دی تھی!

"اوہ... تب تو ہمیں چپ چاپ کھکھ ہی جانا چاہئے!... اف فوہ! حالات کتنے خراب ہو گئے ہیں میں تو جانتا ہی تھا کہ جب بھی اپنی باری آجائے... مگر خیر کوئی نہیں جانتا کہ ہم دونوں حقیقتاً کیا ہیں۔ چلو جلدی کرو اپنی لائچی مغربی ساحل پر موجود ہو گی یہاں نہرنا نہیں ہے! یہ دوسری آواز داراب کی تھی!

"تم سہیں ٹھہر دا! "عمران نے جو لیے سے کھا اور تیزی سے اندر داخل ہوا۔

وہ دونوں اس طرح اچھل پڑے جیسے قریب بم گرا ہوا۔

"اوہ... ہاا! "داراب ہنسا! "یہاں کیپن ذمی کیرو... تم کہاں! بغیر اطلاع دیئے آگئے۔ کیا بات ہے! " مجھے بونا نے بھیجا ہے! "

"کیوں!... "داراب نے حیرت سے پوچھا!

"تاکہ تم دونوں کے ہاتھوں میں ہٹھکریاں ڈال کر لے جاؤ! "

"اول تو... ہم سے ایسی کوئی خطا نہیں ہوئی! "داراب نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا! " اور اگر ہوئی بھی ہے تو تم اس سے لालم ہو کہ اس وقت تمہارا جہاز پولیس کے زخمی میں ہے! تم نے کتنی دیر ہوئی اُسے چھوڑا تھا! "

"ہمیں وقت کا اندازہ نہیں ہے! "عمران نے اردو میں کہا! کیونکہ عینک جہاز ہی پر بھول آئے ہیں! "

"کیا؟ "داراب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں! اب اُس نے پرنس آف چروٹی کی آواز صاف پہچان لی تھی! اور مفتی بھی پلکیں جھپکانے لگا تھا۔ و فتحا وہ دونوں ہی اُس پر ٹوٹ پڑے۔

عمران تو پہلے ہی سے تیار تھاں لئے اُن دونوں کے سر آپس میں کم از کم اتنے زور سے تو ضرور مکرائے کہ اس کے بعد ہی عمران کو سنجھلے کا مزید موقع مل سکتا! پھر جو لیا بھی اندر چل آئی!

"اوہ... تم بھاگو... یہاں سے "داراب چیخا... مفتی بھی اُس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا! جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عمران اُن دونوں پر چھا گیا! مفتی کے پیٹ پر پوری قوت سے اُن کا گھٹنا گ تھا! اور وہ پیٹ دبائے ایک طرف ڈھیر ہو گیا تھا اپھر وہ اٹھنے نہیں پایا تھا کہ عمران نے داراب کو بھی اُسی جگہ گرا دیا۔ اور اب دونوں پر بیک وقت سوار تھا!... وہ دونوں کچھ ایسے زیادہ طاقت ور نہیں ثابت ہوئے۔

## O

دوسری صبح عمران پرنس آف چروٹی کی حیثیت سے شالی کے محل کے قریب پہنچا! وہ تھبا تھا! پولیس نے اس عمارت کے گرد بھی حصار کر رکھا تھا!... انکیڑ کے استہنٹ کے اشارے پر اُسے اندر جانے دیا گیا!

"پرنس....! "شالی اسے دیکھ کر جنی پڑی اپھر تیزی سے اُس کے قریب آکر آہستہ سے بولی! جاؤ... خدا کے لئے چلے جاؤ... ورنہ اب تم جمی میرے لئے پریشانوں کا باعث ہو گے! میں کچھ بھی نہیں جانتی میں نے یہ سب کچھ دارب کے کہنے پر کیا تھا! وہ میرا قانونی مشیر قانونی بس اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتی! اُس نے جو کچھ بھی کہا کرتی رہی! "

"ہم نہیں سمجھے آپ کیا کہہ رہی ہیں! ہاں باہر پولیس بھی موجود ہے! اُس نے ہمیں روکنے کی کوشش کی تھی مگر ہمیں کون روک سکتا ہے! "

"داراب کو انہوں نے پکر لیا ہے! سنائے کہ وہ اسکلگ کے الزام میں پکڑا گیا ہے! اگر مجھ سے کیا! میں بھائیوں کے کاروبار کی مالک ہوں! اور وہ کاروبار صاف ہے! "

"تمہیں بھائیوں کے کاروبار کے بارے میں کیا معلوم ہے! "

"وفتر میں جا کر ملازموں سے پوچھئے! میں کیا جانوں! "شالی نے غصیلے لہجے میں کہا! "آپ

کون ہوتے ہیں پوچھنے والے! "ہم کون بھی نہیں ہیں!.... یعنی کہ انور چوہان!.... یعنی کہ آدھے کے  
قدار۔"

"میں کچھ نہیں جانتی!.... داراب سے جا کر پوچھئے.... اس نے مجھ سے کہا تھا کہ کسی  
بیو قوف نوجوان کو پھانس کر انور چوہان بناؤ ورنہ آدھا کار و بار ہاتھ سے نکل جائے گا!۔"  
"اچھا تو ہم بیو قوف تھے!....!" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"خدا بہتر جانتا ہے! مگر تم کہاں غائب ہو گئے تھے!."

"انور چوہان کے بھتیجوں کے ساتے ہمیں پکڑ لے گئے تھے!۔" عمران نے محمدی سانس  
لی "مگر تم اپنے متعلق کیا جانتی ہو!." "کیا مطلب!...."

"بھائیوں کے کار و بار میں بہتیں کہاں سے آئیں!...."

"مجھے اپنے باپ کا ترکہ ملا ہے!."

"کبھی باپ کی شکل بھی دیکھی ہے!."

"کیوں؟.... میں نہیں سمجھی!...."

"نه سمجھو!۔" عمران نے لاپرواں سے شانوں کو جنتش دی! پھر بولا!

"اچھا چلو ہم خود کو انور چوہان ڈکیلر کئے دیتے ہیں۔ پھر کب ہو گی شادی وادی!."

"خدا کے لئے مجھے پریشان نہ کیجئے.... جائے!."

"ای شرط پر کہ تم مجھے اصلیت سے آگاہ کر دو!۔ اور اسے بھول جاؤ کہ میں شہزادہ ہوں!  
فرض کرو تم سے غلطی ہو! یعنی تم کسی ایسے آدمی کو بیو قوف سمجھ بیٹھی ہو جو حقیقتاً قانون کا محافظ رہا  
ہو!."

شالی نے اس طرح چونکہ کار و بار کی طرف دیکھا ہیسے پہلی بار اس کی آواز سنی ہوا۔ اور مجھ  
اے کوئی اجنبی ہی معلوم ہوا۔ کیونکہ اب عمران کے چہرے پر حماقت کی بجائے دل دہادی نے  
والی سنجیدگی تھی!۔

"آپ.... آپ! وہ ہکلائی!

"اس بحث میں نہ پڑو کہ میں کون ہوں! اویسے تم اسی سے میری پوزیشن کا اندازہ کر سکتی ہو  
کہ میں پولیس کے گھر سے گذر کر یہاں تک پہنچا ہوں!۔"

شالی چند لمحے ساکت رہی پھر بھرا ہوئی آواز میں بولی! "آپ کوئی بھی ہوں! لیکن میں قسم  
کھانے کو تیار ہوں کہ میں نے اپنے باپ کو آج تک نہیں دیکھا۔ لیکن ہوش اسی محل میں سنجالا  
ہے! اور مجھے میری آیا میں یہی بتائی رہی ہیں کہ میں ایک بہت بڑے آدمی کی بیٹی ہوں جو افریقہ  
کے کسی فوای جزیرے میں رہتا ہے۔ اور وہ کہانی جو میں آپ کو پہلے سنائی ہوں اس کا علم بھی مجھے  
انہیں ذرا رائے سے ہوا تھا! ایک داراب نے بھی اس کہانی کی تصدیق کی تھی!۔"

"مجھے یقین ہے کہ تم حق کہہ رہی ہو! داراب نے سب کچھ اگلی دیا ہے اور یہ خبر سناتے  
ہوئے بہت دکھ ہو رہا ہے کہ تم اب بالکل مفلس ہو! مگر پڑھی لکھی ہو اس لئے تمہیں مفلسی کی  
بھی پرواہ نہ ہونی چاہئے! میں کوشش کروں گا کہ تمہارے والدین کا پتہ لگایا تھا! ان کا طریقہ یہ  
متحیر ہو!..... ہاں یہ حقیقت ہے کہ تمہیں والدین کا پتہ لگانا پڑے گا!..... تم اب تک اسمگلروں  
کے ایک بہت بڑے گروہ کا آئہ کاربنی رہیں جو بچوں کو انگو کر کے مشرق و سلطی کے ممالک میں  
بردا فروشی کرتا ہے اور تمہیں بھی صفر سنی ہی میں کہیں سے انگو کر کے لایا گیا تھا! ان کا طریقہ یہ  
ہے کہ مختلف جزویوں میں فرضی ناموں سے کار و بار کرتے ہیں اور ایسے آدمیوں کو کار و بار کا مالک  
ہلاتے ہیں جنہیں کار و بار کی اصلیت کا علم نہ ہو!.... اس لئے وہ بچپن سے انگو کرنے ہوئے بچوں کو  
خود پالتے ہیں تاکہ وہ زندگی بھر ان کی انگلی پکڑے چلتے رہیں۔ کبھی ان کے دلوں میں اس کا خیال نہ  
پیدا ہو سکے کہ انہیں خود بھی کار و بار کو سمجھنا چاہئے! موبار میں بھائیوں کے کار و بار کے نام سے  
سالہا سال سے یہ گندے کار و بار جاری رہے ہیں!۔ ہاں ذرا یہ توبتا کہ کبھی تم نے چیکوں پر اپنے  
دستخط بھی کئے ہیں!۔"

"جی نہیں داراب کہتا تھا کہ وصیت کے مطابق تاو فیکر دنوں شادی نہ کر لیں داراب ہی کو  
اس کا اختیار رہے گا کہ کار و بار یا دولت پر متصرف رہے اویسے خود اس کا حصہ اپنائیں اگحت ہی ہوتا  
تھا! فرضی انور چوہان کی تلاش اسی لئے تھی کہ شادی کے بعد ہم دنوں دولت پر متصرف ہو  
سکیں!۔"

"ہوں بڑی چالاکی سے کام ہو رہا تھا!۔" عمران نے کہا! "بھر حال کسی احمد نوجوان کی تلاش

مانے کا ارادہ تھا.... مگر خود بخود ساری را ایں کھل گئیں! بس یہ سمجھ لو کہ اس میں الاقوامی گروہ کو یہ نتیجہ ہوتا ہی تھا.... اس طرح ہو گیا؟ خود بخود سامنے آگیا!.... ہمیں تو چھٹا ہی شروع کرتا ہے۔ اب تھا!

"بوجغا...!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی! لیکن یہ کام بے حد دشوار ہو گا! بوجغا پر ہاتھ ڈالنا آسان نہ ہو گا! کیونکہ وہ فی الحال فرانس کا شہری ہے! لیکن میں اُسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑتا چاہتا!.... وہ ساری دنیا کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے!۔"

"اور بوجغا کی لڑکی "صدر مسکرا یا!

"بہوت نہیں اُترا.... ابھی تک....! اُنکو وہ دونوں حوالات ہی میں شادی کر رہے ہیں! چونکہ وہ سر کاری گواہ ہیں اس لئے انہیں رعایت ملے گی۔"

"آہ.... ہاں.... اُس بڑے آدمی کا کیا ہوا جس کا تذکرہ خالد نے کیا تھا۔" "اگر ہوئے سردے نہیں اکھڑائے جائیں گے! اسے چھوڑ کر بوجغا کے متعلق سوچوایں ٹو اُسے ہر حال میں اپنا قیدی دیکھنا چاہتا ہے...." عمران نے چوہنگم کا پیکٹ چھڑاتے ہوئے کہا۔



اس لئے تھی کہ کوئی لاکا نہیں نہیں مل سکتا تھا! اس تو اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اگر کبھی قانون اس گندے کاروبار کی بوسوکھ بھی لے تو وہ لوگ محفوظ رہیں!..... ظاہر ہے کہ پولیس سڑاغ کی کڑیاں ملاٹی ہوئی کاروبار کے مالکان تک جا پہنچے گی! اور اصل مجرموں کو اس دوران روپوش ہو جانے کا موقع مل جائے گا! پولیس کے ہتھے صرف وہ لوگ چڑھیں گے جو نام کے مالک تھے۔ اوہ ہو.... کیا بات ہوئی ہے.... ان لوگوں کا ستارہ گردش ہی میں آگیا تھا! درنہ تمہاری نظر اختیاب مجھ پر تی کیوں پڑتی!۔"

شام کے چہرے پر ہو ایساں اُذر ہی تھیں! اور وہ بہت دنوں کی بیمار معلوم ہونے لگی تھی یا پھر ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس کی موجودہ عمر میں کم از کم دس سال یک بیک بڑھ گئے ہوں!

"تم.... مگر.... پھر آپ پر چہاں اس رات حملہ کیوں ہوا تھا! وہ لوگ کون تھے! اُس نے کامپتی ہوئی سی آواز میں پوچھا۔

"وہ بھی محض فریب تھا!.... دکھاوا تھا! دارا ب اس طرح اپنے بیان کی تصدیق کرانا چاہتا تھا!.... چاہتا تھا کہ مجھے انور چہاں والی کہانی پر یقین آجائے! اور میں اپنی زبان بند کر لوں! اب میرا کیا ہو گا۔"

"مقدمے کے اختتام تک تمہیں غالباً یہیں ٹھہرنا پڑے گا! اور حالات کی بنا پر حکومت تمہاری کفالت کرے گی! اگر تم پر جرم ثابت نہ ہو سکا تو تم آزاد ہو گی!۔"



"مگر عمران صاحب....! مفتی آپ سے خواہ ٹخواہ کیوں الجھا تھا۔" اُسی شام کو صدر نے پوچھا۔ آپ کو انور چہاں کے سلسلے میں بیک میل کرنے کی دھمکی کیوں دی تھی!۔"

"محض لغویت....! وہ بھی دارا ب کے بیان کی تصدیق کرنا چاہتا تھا یہ جتنا چاہتا تھا کہ انور چہاں کوئی خیال تخلیق نہیں ہے! بلکہ حقیقتاً وجود رکھتا ہے! مگر بھی کمال ہے.... صدر صاحب!.... ہم نے سفر کرنے کے سوا اور کیا ہی کیا ہے! ایک بار مجھے تین لڑکیاں بھگا لے گئیں! پھر میں بوجغا کے جزیرے میں پہنچا اور کھیاں مارتا رہا پھر رابرٹو کے جزیرے میں بھی کھیاں ہیں!

## جزریوں کی روح

دوسری حصہ

بوغا کے سلسلے کا دوسرا ناول ملاحظہ فرمائیے۔ ہو سکتا ہے بعض احباب اس پر متعرض ہوں کہ بوغا کی کہانی طویل ہوتی جا رہی ہے لیکن میرے ایسے پڑھنے والے اکثریت میں ہیں جن کا عرصے سے تقاضا تھا کہ پھر "شعلوں" کی داستان ہی کی طرح کوئی مسلسل کہانی پیش کی جائے۔ اتفاقاً عمران کا خاص نمبر لکھتے وقت بوغا کا کردار ہاتھ آگیا اور اس کردار میں مجھے کسی مسلسل کہانی کا کردار بننے کی صلاحیتیں بدرجہ اتم نظر آئیں، لہذا کہانی حاضر ہے۔

ابھی حال ہی میں "جاسوسی دنیا" کے کیپٹن حمید کے متعلق ایک فرماش آئی ہے جو مجھے بھی پسند ہے۔ فرماش ہے کہ ایک ناول ایسا لکھا جائے جس میں صرف کیپٹن حمید کے کارناء ہوں۔ کرٹل فریدی اس میں ہدایت کار کی حیثیت سے بھی نہ آئے۔ پورا کیس حمید ہی کو نہانا

چاہئے۔ میں خود بھی ایک ایسے نادل کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔ انشاء اللہ جا سوی دنیا کے خاص نمبر کے بعد ہی یہ فرمائش بھی پوری کر دی جائے گی۔

ہاں اس بار پھر کاغذ ہی کا مسئلہ درپیش ہے اس وقت جب کہ یہ پیشرس لکھ رہا ہوں۔ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کتاب کے مقدار میں بھی ڈھنگ کا کاغذ ہے یا نہیں.....! کوشش تو اسی کی جاری ہے کہ سفید ہی کاغذ دستیاب ہو جائے۔ لیکن اگر نہ مل سکا تو آپ بھی صبر ہی سمجھے گا کیونکہ میں اپنی ایک پائی بھی بلیک مارکیٹ کی نذر کرنے کو تیار نہیں۔ اگر سرکاری نرخ کے مطابق سفید کاغذ مل سکا، تو فہارنہ پھر کوئی رنگیں ہی کاغذ استعمال کیا جائے گا۔ غالباً آپ کو بھی بلیک مارکیٹ کرنے والوں سے ہمدردی نہ ہو گی۔

## این صفحہ

۱۹۵۹ء  
۲۱ فروری

رانا چلس کی فضائی دونوں صرف اس اعتبار سے نہ سکون تھی کہ کئی دونوں سے اوہ عمر ان کا گذر نہیں ہوا تھا۔ رابرٹ اور لڑی بیٹھیں مقیم تھے۔ ان کی شادی ہو چکی تھی اور جوزف دن رات ان کے تعلقات پر تلقید کرتا رہتا تھا۔ اس کے سامنے اپنے دل ہلا دینے والے خواب دھرا تا۔ وہ بھی اس انداز میں جیسے وہ شادی ان دونوں کے لئے کسی بہت بڑی بد نصیحتی کو دعوت دینے والی ہو۔ رابرٹ تو خیر ہنس کر نال دیتا تھا لیکن لڑی لڑنے کھڑی ہو جاتی تھی۔ آج بھی وہ جوزف سے بڑھ کر اپنی خانگاہ میں گئی تھی۔ ہوا یہ تھا کہ وہ رابرٹ کی جربا ہوں میں روک رہی تھی اس وقت اسے دو تین چینکیں آگئیں! جوزف بھی قریب ہی موجود تھا۔ اس نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں اپنے ہونٹ سکوٹے تھے اور پھر بولا تھا۔

"تم تباہی لاوگی اپنے شوہر پر!"

"کیوں؟" لڑی نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"رمیگاشی تمہاری ناک میں اپنی دم ہلاتا ہے مگر تم عورتوں میں اتنی تاب کہاں کہ اپنی چینکیں روک سکو۔ خواہ شوہر کو مردہ خور گدھ ہی کیوں نہ فوج کھائیں۔"

"کیا بک رہے ہو....؟"

"شوہر کا کوئی کام کرتے وقت چینکیں روکا کرو۔"

"تم مجھ سے بے کلکی بکواس کیوں کرتے ہو؟" لڑی حملگی تھی۔ تمہیں شرم آنی چاہئے کہ کچھیں ہو کر ایسے لغوا عقداً و رکھتے ہو!

"اچھا تو دیکھیں لیتی۔ ہوں قادر جو شوا بھی ان آسمانی بلاوں سے ڈرتے تھے، جو سورج غروب

ہتے ہی اندر ہیروں کو پکارنے لگتی ہیں۔"

دونوں میں کافی دیر بحث ہوتی رہی تھی۔  
پھر لڑی سونے کے لئے چلی گئی تھی۔

اب ڈیڑھ بننے والے تھے لیکن جوزف ابھی تک جاگ رہا تھا۔ رات میں وہ عیناً کم ہی سوتا تھا۔ دو بجے تک تو بتوں سے شغل ہوتا رہتا۔ اس کے بعد بھی اگر واقعی نیند آئی تو سو گیا اور نہ پلٹک سے پیچھے لگانا بھی گوارہ نہیں کرتا تھا۔ آج کی شراب کا کوئہ ڈیڑھ ہی بجے ختم ہو گیا تھا اس لئے اب وہ بھاٹھ پر بھاٹھ رکھے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آخر ایک بوتل کہاں گئی اسے شبہ تھا کہ اس کی ایک بوتل کہیں عاجمب ہو گئی ہے لیکن وہ اس سلسلے میں ملازمین سے پوچھ چکھے نہیں کر سکا تھا کیونکہ اسے بات بڑھ جانے کا دھڑکا ہمیشہ لگا رہتا تھا۔ جس پر عمران کی باز پرس سے یقینی طور پر دوچار ہونا پڑتا۔۔۔ وہ بس اسی سے ڈرتا تھا اور اسی کمزوری کی بناء پر بعض اوقات معمولی خدمت گار بھی اس پر چڑھ دوڑتے تھے۔

ڈیڑھ بجے جب آخری قطرہ بھی ختم ہو گیا تو وہ باہر نکلا اس کا معمول تھا کہ جب تک جاتا رہتا ایک آدھ بار نکل کر عمارت کے گرد چکر ضرور نکالتا تھا اور جب سونے کا ارادہ ہوتا تب تو باہر کا جائزہ لئے بغیر خوابگاہ کا رخ ہی نہیں کرتا تھا۔ اس وقت بھی عادات کے مطابق ہی باہر نکلا تھا۔ پورچ کا بلب روشن کرنے کے بعد وہ نیچے اترنا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کپاڈ کے کسی گوشے سے چوکیدار کے ہکھارنے کی آواز آئی۔۔۔ اور زمین پر لامبی کے ہول بننے لگے۔ مگر جوزف نے اس کی طرف دھیان بھی نہ دیا کیونکہ اسے جو چیز نظر آئی تھی وہ اس کی گم شدہ شراب کی بوتل تھی۔ وہ چند لمحے آنکھیں پھاڑے اسے گھوڑا تراہ۔ پھر اتنی احتیاط سے اس کی طرف بڑھنے لگی جیسے وہ قدموں کی آہٹ سے بھڑک کر کسی طرف کو بھاگ نکلے۔ قریب پہنچ کر جھپٹا بھی اس انداز میں مارا تھا گویا کسی کبوتر بازنے اپنے جھنڈ کے ساتھ اڑ آنے والے کسی اجنبی کبوتر پر بھاٹھ چلایا ہوا۔

بوتل خالی نہیں تھی بلکہ اس کی دانست میں تو شاید کھولی ہی نہیں گئی تھی! اگر وہ شراب کی بوتل نہ ہوتی تب تو غالباً وہ یہ ضرور سوچتا کہ آخر اس کا یہاں کیا کام، لیکن وہ تو بس شراب کی بوتل تھی۔۔۔ زمین سے اگلی ہویا آسمان سے ٹککی ہو اس میں شراب تھی اور شراب اسی لئے ہوتی ہے کہ اسے پیا جائے۔ پھر ایسی صورت میں جب غیر متوقع طور پر بھاٹھ آئی ہو۔ جوزف جیسے لوگ

اس کی شانِ نژول پر بھی غور کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کر سکتے۔  
وہ برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گیا۔ بڑی احتیاط سے بوتل کھولی اور اسے ہونٹوں میں دبکر جو پچکی لی ہے تو چوتھائی بوتل ایک ہی بار حلق سے اتار گیا۔  
مگر نہ جانے کیوں اسے یہ چوتھائی بوتل ایسی لگی جیسے کسی بیرل کے سوراخ میں منہ لگا کر اس کے تلچھت تک پھوس گیا ہو۔ آنکھیں پھر اسی گئیں اور دورانِ خون ان پر ٹھوکریں بارنے لگا۔  
”واہ.... بھئی واہ!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑیا بڑیا ”کھوپڑی پر بچونے ڈک مار دیا ہے کیا؟!  
پھر وہ بوتل کو بلب کی سمت اٹھا کر بچی ہوئی تین چوتھائی شراب کا جائزہ لینے لگا۔  
”تم پہلے تو اتنی تیز نہیں تھیں کیوں؟“ اس نے بائیں آنکھ دبا کر کہا۔ ”یہ آج... تمہیں کیا ہو گیا ہے کھوپڑی پر بچن مار رہی ہو.... ہو ہو ہو....!  
وہ ہونٹوں کو دائرے کی شکل میں لا کر ہنسا اور بھی کے انتقام پر سیٹی کی سی آواز نکلی!

چوکیدار لامبی نیلتا ہوا اس کی طرف آرہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے لپائی ہوئی نظر وہ سے شراب کی طرف دیکھا۔

”اے..... کیا دیکھا.....“ ”جواف ہاتھ بھاکر غراٹا ہوا بولا۔“ ”بھاگ جیاؤ۔“

”سردی ہے صاحب!“ چوکیدار نے دانت کشناۓ اور بوتل کی طرف دیکھتا ہی رہا۔ جوزف کا نشہ اتنی ہی دیر میں اتنا تیز ہو گیا کہ اسے ایک کے چار چوکیدار نظر آنے لگے۔ اس کا دل اس وقت رحم کے جذبہ سے سرشار ہو رہا تھا اور اس نے سوچا تھا کہ چوکیدار کو دو چار گھونٹ ضرور دے گا۔۔۔ لیکن یہ چاروں تو پوری بوتل صاف کر جائیں گے۔۔۔ وہ انگلی اٹھا کر انہیں گزتے گا۔

لیکن دشواری یہ پیش آئی کہ کبھی وہ چاروں تیزی سے ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتے اور کبھی پھر چار نظر آنے لگتے۔ دفعہ اس نے جھنجلا کر کہا۔

”اے..... تم..... ساب..... الگ.... الگ راو۔“

”کون صاحب؟“ چوکیدار بوكھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

”تم ساب!“

”یہاں تو میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔“ چوکیدار نے کہا۔

۔۔۔

"ہاں... ہاں.... ٹھہر! " اندر سے سہرائی ہوئی سی آواز آئی لیکن اس سے اندازہ کرنا مشکل تھا کہ وہ ابرٹھی کی آواز ہے یا کسی اور کی اور کی وجہ جوزف کے کمرے کی طرف دوڑی لیکن اس کا دروازہ کھلا ہوا ملا اور جوزف بھی اندر موجود نہیں تھا۔  
پھر اب کیا کرے؟

اس کے اوسان بجا تھے وہ سوچ سکتی تھی۔ صرف جوزف ہی اندر سوتا تھا۔ ملازمین کو اور ٹروں میں سوتے تھے لیکن کیا اس وقت انہیں میں وہاں تک دوڑ جانا مناسب ہو گا۔ مگر جوزف کہاں ہے؟

وہ صدر دروازے کی طرف بڑھی یہ بھی کھلا ہی ہوا ملا لیکن پورچ میں انہیں احترا۔ وہ دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے ذہن میں بہت زیادہ خوف مسلط ہو گیا تھا۔ دفتہ اندر سے کسی نے اس کا نام لے کر پکار اور وہ اچھل پڑی۔ اس بار بھی آواز نہیں پیچان سکی تھی۔ لیکن دوڑتی چلی گئی۔ کیونکہ یہ آواز رابرٹھی کی تھی۔  
اس نے اسے اپنے کمرے کے سامنے کھڑے دیکھا۔

"اوہ.... لڑی! .... تم.... کہاں تھیں؟ " وہ لڑی طرح ہانپ رہا تھا۔  
"تم.... تم.... اوہ خدا شکر ہے.... تم کیوں چیخ رہے؟ میں نوکروں کو دیکھنے گئی تھی.... جوزف غائب ہے.... کیا ہوا تھا؟"

"ٹھہر! .... بتاتا ہوں.... " وہ دیوار سے لگ کر شاید اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

لڑی اسے اس طرح دیکھ رہی تھی.... جیسے اس کے جسم پر چوٹ کے نشانات تلاش کر رہی ہو۔

"بولو.... تا.... ڈیزیر.... مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ " اس نے سہرائی ہوئی آواز میں کہا۔  
"بوغا.... " رابرٹھی نے آواز کو صاف کیا۔  
"کیا؟ .... " لڑی خوفزدہ انداز میں اس کے بازو سے پٹ گئی۔  
"ڈر و نہیں! میں نے اسے مارڈالا۔ "

جوزف کو اس کے اس جھوٹ پر بڑا غصہ آیا۔ اس نے بوتل تیسری سیر ٹھی پر رکھ دی اور مٹھی بیچھے کر لیا۔ اس نے تیزی کر لیا تھا کہ اس بد تیز چوکیدار کو ضرور پیٹے گا۔ جو اتنی ڈھنائی سے اس بات کی تردید کر رہا ہے۔  
چوکیدار اچھل کر پچھے ہٹ گیا۔ اسے توجوز کی مسکراہٹ بھی خوناک معلوم ہوا کرتی تھی جو جائیکہ وہ اس پر مکاتاں کر دوڑے۔

جوزف لڑکھڑا اور ڈھیر ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں ستارے سے ناچ رہے تھے اور بچکا کی روشنی کے باوجود بھی انہیں اگہر اہو تا جا رہا تھا۔ اس نے برف کی طرح ٹھنڈے فرش سے اپنے پیشانی چپکا دی اور پھر نہ اٹھ سکا۔

چوکیدار کو جب اچھی طرح اطمینان ہو گیا کہ جوزف ہوش میں نہیں ہے تو اس نے بوتل اٹھا کر شراب کی مقدار کا اندازہ کیا اور سوچنے لگا کہ اگر وہ دو تین لمبے گھونٹ لے کر بچی ہوئی شراب میں اتنا ہی پانی ملا دے تو جوزف کے فرشتے بھی اس چوری کا پتہ نہیں لگا سکیں گے۔  
چوکیدار نے پہلے کبھی اسے اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ اس نے سوچا ممکن ہے آج وہ درجنوں بوتلیں چڑھا گیا ہو۔

وہ بھی سیر ٹھی پر بیٹھ گیا۔ بوتل اٹھائی۔ کاک کھولا اور ہونٹوں میں دبا کر ایک چھوٹا سا گھونٹ یا وہ پھر صرف تین ہی گھونٹوں نے اسے بھی تارے دکھا دیے۔ اس نے سوچا شراب تیز ہے اس لئے چوتھے گھونٹ کی ہمت نہ کرنی چاہئے ورنہ ہو سکتا ہے کہ اسے بھی جوزف ہی کی طرح ڈھیر ہو جانا پڑے۔

وہ اس لئے اٹھا تھا کہ قل سے بوتل میں تھوڑا پانی ڈال کر مقدار پوری کر دے۔ لیکن دو چار ہی قدم چل کر ڈھیر ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اچاکہ رابرٹھی کے کمرے میں چھین گو نجحے لگیں جن کی آوازیں ملازمین تک نہیں پہنچ سکتی تھیں کیونکہ وہ سرو نہیں کو اور ٹروں میں سوئے پڑے تھے۔

لڑی رابرٹھی کے برابر ہی والے کمرے میں سوری تھی۔ وہ اس کی چھین سن کر جاگی اور بوکھلائی ہوئی باہر نکل آئی۔

اس کی خوابگاہ کے دروازے پر رک کر اسے آوازیں دیں اور بھرپور قوت سے دروازہ پٹئے

آئے گا۔ مگر یہ کام تو وہ اپنے ان گرگوں سے بھی لے سکتا تھا جو رابرٹو ہی کے بیان کے مطابق ساری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ ایسی صورت میں اسے کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ وہ خود اتنے ذرا ذرا سے کاموں کے لئے اوہر ادھر دوڑتا پھرے.... نہیں بوعاذات خود یہاں اس ملک میں نہیں ہو سکتا.... وہ سوچتی رہی اور اس کا خوفزدہ دل تیز فناد سے دھر کرتا ہے۔ اس نے قدموں کی آہت سنی اور چونکہ کر دروازہ کی طرف دیکھنے لگی۔ آئے والا رابرٹو ہی اس نے آج بکن نہیں دیکھا۔ "اس نے کچھ دیر بعد سر اٹھا کر کہا۔

"وہ پورچ میں بے ہوش پڑا ہے۔" "اس نے کہا" اس سے تھوڑے فاصلے پر چوکیدار.... میں نوکروں کو جگا آیا ہوں.... وہ انہیں اٹھا رہے ہیں... لزی! اب ہم صحیح معنوں میں.... غیر ہشاؤ!"

"نہیں کہو!"

"ہم خطرے میں ہیں لزی! تمہارا باپ رحم کے جذبات سے یکسر خالی ہے وہ اپنی اولاد پر بھی رحم نہیں کر سکتا۔"

"میں موت سے نہیں ڈرتی.... اگر وہ ظالم ہے تو میں بھی اسی کی بیٹی ہوں! میری خود سری اس کے آگے نہیں جھک سکتی!"

کچھ دیر تک خاموشی رہی اور پھر ایک بیک لزی اس کے سینے سے لگ کر سکیاں لینے لگی۔

"رابی.... رابی.... اگر اس نے تمہیں ڈس لیا ہوتا تو کیا.... ہوتا۔"

"اوہ.... چھی!" وہ اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "تم رو رہی ہو.... میں بھی موت سے نہیں ڈرتا ہیں.... میرا تو جی بھر گیا ہے بوعاذ کے گندے بڑنس سے! شریفوں کی طرح گھر بیو زندگی بزر کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ تم یہ کیوں بھول جاتی ہو کہ اٹلی کی حکومت رابرٹو کو چالیس آدمیوں کے قتل کے جرم میں موخوذ کر چکی ہے! میرے سینے میں ابھی وہ دل مردہ نہیں ہوا.... میں ایک بار پھر آگ اور خون سے کھیل سکتا ہوں.... اوہ ٹھہردا! میں عمران کو اس کی اطلاع دے دوں۔" وہ لزی کو ایک آرام کریں میں ڈال کر کرے سے چلا گیا۔

لزی اپنے آنسو خنک کر رہی تھی۔ رابرٹو کی واپسی تک وہ پھر خود کو پر سکون محسوس کرنے لگی۔

"کیا کہہ رہے؟" لزی چیخ پڑی۔

"آؤ!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی خوابگاہ میں لا یا۔

"یہ دیکھو!"

"اوہ.... لزی بیساختہ نہیں پڑی۔ میں سمجھی شاید تم نے ڈیڈی کو مار ڈالا۔" پھر وہ جھک کر اس مردہ سانپ کو دیکھنے لگی جو فرش پر پڑا ہوا تھا۔

"اس رنگت کا سانپ میں نے آج بکن نہیں دیکھا۔" اس نے کچھ دیر بعد سر اٹھا کر کہا۔

سانپ گہرے سرخ رنگ کا تھا اور اس کی لمبائی ڈیڑھ باشت سے زیادہ نہیں تھی۔

"مجھے حیرت ہے لزی! کہ تم اپنے باپ کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتیں۔ یہ بھی نہیں جانتیں کہ یہ موت کا ہر کارہ بوعاذ کی علامت ہے۔"

"مگر میں نے ان کے پاس سانپ کبھی نہیں دیکھے تھے۔ یہ یہاں آیا کیسے؟"

"اس روشنداں کے علاوہ اور کہیں سے نہیں پھینکا جاسکتا۔" رابرٹو نے چھت کے قریب والے روشنداں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "مجھ پر پھینکا گیا تھا۔ اگر میری آنکھ نہ کھل گئی ہوتی تو شاید پھر کبھی بیداری نصیب نہ ہوتی۔"

"تم پر ہی گرا تھا۔"

"ہاں! لیکن میری موت نہیں آئی تھی۔ آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی میں نے اسے جھٹک دیا تھا.... اور لزی!... مگر جوزف.... تم کہہ رہی تھیں کہ جوزف کہیں غائب ہو گیا۔"

"صدر دروازہ کھلا پڑا ہے۔"

راابرٹو نے گھری کی طرف دیکھا اور پھر مضطربانہ انداز میں بولا۔ "اوہ.... یہ تو اس کے جاگتے ہی رہنے کا وقت ہے.... وہ کہاں گیا۔... تم یہیں ٹھہروا! میں دیکھتا ہوں۔"

وہ تیزی سے باہر نکل گیا اور لزی اس سانپ کو دیکھنے لگی۔ وہ اپنے باپ بوعاذ کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتی تھی مگر رابرٹو وہ قافو قاتا اس کے بارے میں ایسی باتیں بتاتا کہ اس کا دل دہل جاتا۔ وہ بوعاذ کو اتنا بھیانک اور پر اسرار آدمی نہیں سمجھتی تھی۔ رابرٹو اکثر کہتا بوعاذ دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ بھی اس سے بہت زیادہ خائف تھا.... مگر یہ سانپ؟ تو کیا بوعاذ بھی یہیں ہے؟ اسے اس پر یقین نہ آسکا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ بوعاذ لمبا سفر طے کر کے یہاں

را برٹونے دو گلاسوں میں تھوڑی تھوڑی براٹھی اندھی اور گلاس لزی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "آج کی رات بڑی سرد ہے۔"

"یہ عمران کیا کر لے گا۔" لزی نے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"بظاہر...." رابرٹو مکرلیا "وہ ایک پر لے سرے کا گاؤڈی آدمی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات یہی دل چاہتا ہے کہ اس کے سامنے کان پکڑلوں!"

"میں ایسے آدمیوں کو پسند نہیں کرتی جو لمحہ بہ لمحہ بدلتے رہتے ہوں۔"

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے اس کے ساتھ.... ہاں کسی حد تک تم اس کی زبان کو ضرور انداز دے سکتی ہو۔"

"جی پوچھو تو اس کے معاملے میں عجیب حال ہے۔ کبھی میں اسے پسند کرتی ہوں اور کبھی اس شدت سے نفرت کرنے لگتی ہوں کہ ٹھکل دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔"

"وہ ایسا ہی آدمی ہے۔" رابرٹونے پس کر کہا "آج کل تو وہ ہر وقت کا ندھر پر ایسے گن لٹکائے رکھتا ہے۔"

"بس اس کی بھی حماقتوں گراؤ گزرتی ہیں!"

را برٹو کچھ نہ بولا۔ وہ اس حادثے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ جوزف کی بیویو شی اس کے لئے بالکل نی چیز تھی۔ یہ تو سوچاتی نہیں جا سکتا کہ شراب اس بیویو شی کی وجہ نی ہو گی۔ کیونکہ وہ بلا نوش تھا.... پھر چوکیدار کی بیویو شی.... گواں کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی لیکن اس کے یا جوزف کے قریب رابرٹو کو نہ تو کوئی بو تل ہی لمی اور نہ گلاس۔

وہ سوچتا رہا۔ اس درمیان میں ملازموں کی آوازیں بھی عمارت میں سنائی دینے لگی تھیں۔ وہ شاید جوزف اور چوکیدار کو اندر لائے تھے۔ رابرٹو اٹھا اور اس کے ساتھ لزی بھی اٹھ گئی۔ وہ دونوں جوزف کے کمرے میں آئے وہاب بھی بیویو شی "میرا خیال ہے کہ اسے کوئی خواب آور چیز دی گئی ہے۔" رابرٹونے کہا "یہ ضروری تھا کیونکہ یہ رات گئے تک جاتما رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا بیدار رہنا ان کے ارادوں میں خارج ہوتا۔"

"تو کیا وہ کئی رہے ہوں گے رابی؟"

"خدا جانے!" رابرٹونے شانوں کو جنمیش دی اور سگریٹ کیس سے سگریٹ نکالنے لگا۔ وہ

کسی گھری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔ اس نے سگریٹ سلاکی۔ دو تین گھرے گھرے کش لئے پھر مضطربانہ انداز میں اٹھ کر ٹھیلنے لگا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو رابی؟" لزی نے اسے ٹوکا۔

"اوہ دیکھو! وہ ثبتے ثبتے رک کر بولا۔" یہ ساتھ اسی لئے پھر کیا گیا تھا کہ ڈس لے۔" "اور کیا؟" لزی کا انداز استفہا میں تھا۔

"لیکن اس نے مجھے نہیں ڈس۔"

"تم جلد جا گئے تھے.... ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے۔" رابرٹونے کہا۔ "یہ خونخوار بوغا کی علامت ہے۔ ساری دنیا میں اس قسم کے سانپ بوغا کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں ہیں لیکن اس نے مجھے نہیں ڈس۔ بوغا مجھے زندہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ ہر ایک یہی کہے گا۔ گرساں یہ پیدا ہوتا ہے لزی کہ کیا یہی ایک طریقہ ہو سکتا تھا اس روشنداں سے جو سانپ چینک سکتا ہے کیا وہ فائز کر سکتا؟ یقین جانو اگر اس نے کسی بے آواز ریوں اور سے فائز کیا ہوتا تو اس وقت اس بستر پر میری لاش ہی نظر آتی۔"

"کیوں بے تکی باتیں کر رہے ہو۔ کیا تمہاری خواہش بھی تھی؟" لزی جھنجھلا گئی۔

"نہیں! مجھے اس پر حیرت ہے۔ بوغا کا نشانہ آج تک خطا نہیں ہوا۔ وہ ایسے کچھ کام نہیں کرتا۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا مقصد محض وہشت زدہ کرنا تھا۔ کیونکہ یہ کوئی مقصد ہی نہ ہوا.... پھر سانپ کیوں؟.... اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔" میرے خدا! "وہ آہستہ سے بڑا لیا۔ "یہ۔ یہ.... تو کیا؟"

پھر لزی نے اسے تیزی سے باہر جاتے دیکھا۔ لزی بھی جھپٹی وہ لا بیری میں آیا تھا جہاں فون رہتا تھا۔ اس نے کسی کے نمبر ڈائل کئے اور ہیلو! ہیلو! "کہتا رہا۔ کئی بار ڈس لکٹ کر کے نمبر ڈائل کئے لیکن شائد دوسری طرف سے جواب ہی نہیں مل رہا تھا۔ آخر اس نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لی اور اپنی پیشانی سہلانے لگا۔

"کیا بات ہے.... رابی! مجھے تو بتاؤ۔"

"عمران شائد دہاں سے چل پڑا ہے!" رابرٹو مضطربانہ انداز میں بولا۔ "اوہ اب میں کیا کروں!"

"میں دوست ہوں۔" آنے والے نے کہا اور لڑی بوکھلا گئی کونکہ آواز بالکل رابرٹو ہی کی تھی اور رابرٹو نے بھی پلکیں جھپکا میں۔

لڑی نے اجنبی کو کارگر اتے اور قلت ہیٹ کا گوشہ اور اخاتے دیکھا..... دوسرے ہی لئے میں وہ لڑکھڑا تی ہوئی دیوار پے جا گئی۔ کونکہ آنے والے کو دوسرے رابرٹو ہی کہا جا سکتا تھا۔

"کیا میں تمہیں گولی مار دوں؟" رابرٹو نے ہرٹائی ہوئی آیوں میں کہا۔

"ایسی حقاً تھی نہ ترزا۔" اس کے ہمشکل نے جواب دیا۔ "میرا ماں جیب میں پڑے ہوئے روپ اور پر ہے.... انکلی فریگر پر اور روپ اور کارخ لڑی کی طرف ہے... تم مجھے مار سکتے ہو لیکن لڑی بھی تمہیں زندہ نہ ملے گی.... کیا سمجھے؟"

"تم کون ہو؟"

"کہہ چکا ہوں کہ دوست!" ہمشکل نے جواب دیا۔ "اس سے زیادہ کچھ نہیں تباہ گا۔" مجھے تمہاری جگہ لینے ہے... اور لڑی کی جگہ لینے والی تمہارے کرے میں میرا منتظر کر رہی ہو گی۔"

"کیا مطلب؟"

"تم دونوں کو اسی وقت سفر پر روانہ ہونا ہے جس کا تکرہ تم سے عمران نے کیا تھا۔" "اوہ.... مگر میں لڑی کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتا۔" رابرٹو نے کہا۔

"رابی! " لڑی نے آنکھیں نکالیں "میں تم سے کہہ پکی ہوں کہ تم تمہاں نہیں جانتے۔ میں ہر حال میں ساتھ چلوں گی۔"

"ہوں!" رابرٹو کا ہمشکل بولا "عمران جانتا تھا وہ نہیں چاہتا کہ اس قسم کی کوئی دشواری پیدا ہو۔ اس لئے تم دونوں ساتھ ہی جاؤ گے۔"

"عمران کہاں ہے؟" رابرٹو نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ ہمشکل نے جواب دیا۔" ہمیں جو حکم ملا ہے اس پر عمل کر رہے ہیں۔ وقت نہ ضائع کرو۔ چلوں کرے میں جہاں میک اپ کا سامان ہے۔"

را برٹو نے روپ اور جیب میں رکھ لیا اور اپنے کرے کی طرف چلنے لگا۔ وہ اپنے ہمشکل کے بیان کی تصدیق کرتا چاہتا تھا لیکن اسے مایوسی ہی ہوئی۔ وہاں تھی لڑی کی ہمشکل موجود تھی۔

"تم نے اسے پہلے تو اطلاع دی تھی۔"

"ہاں... اور غلطی کی تھی!"

"کیوں؟"

یہ جال اسی کے لئے بچایا گیا ہے۔ میرے خدا ب وہ قتل کر دیا جائے گا۔"

"کیا کہہ رہے ہو تم.... ہوش میں ہو یا نہیں؟" لڑی نے اس کا شانہ پکڑ کر جھینوڑا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ جال اسی کے لئے بچایا گیا ہے.... مجھ پر سانپ پھینکا جائے.... میں اس کی اطلاع عمران کو دوں.... اور عمران یہاں دوڑا آئے.... آج تک کوئی بھی بوغا کو لکارنے کی ہمت نہیں کر سکا۔... یہ عمران ہی تھا جو اس کی قید سے نکل آیا.... دیکھو لڑی! اگر میں اس کا ساتھ نہ دیتا تب بھی وہ بوغا کی قید میں زیادہ دنوں تک رہ سکتا تھا۔... یہ وہ آدمی ہے جس کی وجہ سے مکار اس کے سر کے کئی ٹکڑے ہو گئے تھے.... سگ ہی جیسے آدمی کو اسی میں عافیت نظر آئی تھی کہ اسے بھیجا کہہ کر اپنی جان بچائے۔ لہذا بوغا سے اسی حماقت نہیں سرزد ہو سکتی کہ اسے کھلی ہوئی چھوٹ دے جائے!"

"مگر عمران؟"

"ہاں... وہ آج کئی دنوں سے اپنے قلیٹ میں نہیں ہے۔ لیکن شہر ہی میں کہیں ہے۔"

جوزف بھی اس کی جائے قیام سے واقف نہیں ہے۔ ویسے وہ روز ہی مجھ سے فون پر گفتگو کر تارہتا ہے۔ اس وقت بھی جاگ کر اس نے ہی میری کال ریسیو کی تھی.... لیکن اس بار کوئی جواب ہی

نہیں مل رہا۔... اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ چل پڑا ہے.... میرے خدا....!"

را برٹو کراہ کر بیٹھ گیا۔

پھر بولا "لڑی ڈارنگ! بوٹل میں اٹھا لو۔"

"تم پھر بہت پینے لگے ہو۔" لڑی نے بُر اسامنہ بنایا۔

"اچھا ہے وو.... میں صرف چھکن دور کرنا چاہتا تھا۔"

لڑی کچھ کہنے والی تھی کہ ایک آدمی لا بھریری میں داخل ہوا لیکن اس کا چیزہ اور کوٹ کے کار اور قلت ہیٹ کی اوٹ میں تھا۔

را برٹو نہ صرف چل کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ لڑی نے اس کے ہاتھ میں روپ اور بھی دیکھا۔

کومنہ کے قریب لا کر آہستہ آہستہ بولا۔ "یہ مغل ہنر پلی رائٹ ڈنکی اپل روئی تائیں!"  
وہ اندر ہیرے میں تھا اور اس کی پشت پر ایک کوٹھی کی دیوار تھی۔ نرنس میز کو کاندھے سے  
لکھے ہوئے بیگ میں ڈال کر ایک طرف چلے گا۔

تھوڑی دیر بعد وہ روشنی میں تھا اور اس کے قدم لا کھڑا رہے تھے ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے  
وہ نشے میں ہو۔ اس وقت وہ میک اپ میں تھا اور وضع قطع سے کوئی تازہ واردیاں معلوم ہوتا تھا۔  
کچھ دور پیدل چلنے کے بعد وہ نیکیوں کے اڈے پر پہنچا اور ایک اوپھتھے ہوئے ذرا نیور کے  
شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا "روشن کلب!"

نیکی اسے نائب کلب تک لای۔ اس کے قدم اب بھی لا کھڑا رہے تھے۔ لیکن کسی نے اس  
کی طرف توجہ نہ دی۔ وہ ایک میز کی طرف بڑھتا رہا جو خالی نہیں تھی۔ مگر اس پر صرف ایک ہی  
آدمی تھا اور یہ صدر تھا۔ یہ بھی میک اپ ہی میں تھا۔ عمران چند لمحے بیٹھا تا نیکیں ہلاتا رہا پھر صدر  
کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا یا تھا۔

"وہم ہی تھا..... تا!" صدر کی مکراہت طنزیہ تھی۔

"ہاں..... آں۔ اور اگر میں رانا پلیس کے چہانک میں قدم بھی رکھتا تو میرے جسم میں کتنی  
سوراخ ہو جاتے۔"

"اوہ.... تو پھر آپ نے کیا کیا؟"

"خاموشی سے تماشا دیکھتا رہا اور اب سوچ رہا ہوں کہ دو اور دو سازھے تین کیوں نہیں  
ہوتے جب کہ ایک اور ایک تین ہو جاتے ہیں۔"

"راہر ٹو اور لڑی کا تھا سے گئے لیکن اگر تم اس وقت بھی رانا پلیس میں داخل ہونے کی ہمت  
کرو تو وہ تمہیں وہاں موجود نہیں گے!"

"میں نہیں کجھ سکا عمران صاحب! عقل کا انداز ہوں۔" صدر جھلکا گیا۔

"عقل کے بھرے ہو گے.... دکھائی تو دیتا ہے تمہیں..... خیر ہاں تو بونا جب بھی چاہتا  
لڑی اور راہر ٹو کا خاتمہ کر دیتا لیکن وہ تو میری تاک میں تھا شاکن وہ یہی چاہتا ہے کہ ہم تیوں ساتھ  
مریں اس لئے اس کے آدمیوں نے اس وقت یہ ڈرامہ اٹھ کر لایا۔ راہر ٹو اسے بونا کی علامت کی  
حیثیت سے پہچان کر مجھے فون پر اطلاع دے اور میں رانا پلیس تک دوڑتا چلا جاؤں اور بونا کے

"بس اب اس کرے کی طرف چلو تم دونوں!" مشکل نے کہا۔  
"کیا ہم میک اپ میں جائیں گے؟" راہر ٹو نے پوچھا۔

"قطیعی طور پر..... ورنہ ہم تمہاری جگہ کیسے لے سکیں گے۔" مشکل بولا۔ "اسکیم یہ ہے کہ  
بونا کے آدمی بیباں ہماری گفرانی کرتے رہ جائیں اور تم بونا کی تلاش میں نکل جاؤ۔"  
راہر ٹو نے کوئی جواب نہ دیا لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ اسی وقت یہ پروگرام بھی کیوں بن گیا۔ وہ  
اس کرے میں آئے جہاں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ مشکل نے ان دونوں کی شکلیں تبدیل کیں  
اور انہیں معقولی قسم کے لباس پہننے جو مغربی طرز کے نہیں تھے۔

"بس اب تم دونوں باہر جاؤ۔" اس نے کہا۔ "چہانک سے بائیں جانب چل کر تم تقریباً ایک  
فرلائگ کے فاصلے پر سیاہ رنگ کی ایک دین کھڑی پاڑا گے۔ پچھلا دروازہ کھلا لے گا۔ خاموشی سے  
بیٹھ کر دروازے بند کر لینا۔"

"مگر ہمیں جانا کہاں ہو گا۔" راہر ٹو نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا! ہم میں سے کوئی بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا..... جتنا جانتا چاہئے۔"  
مشکل نے کہا۔ "اب میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔"

راہر ٹو نے لڑی کی طرف دیکھا۔

"تم کیوں خواجواہ بجٹ کر رہے ہو۔" لڑی بولی۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ عمران نے خود ہی مجھ سے فون پر گفتگو کیوں نہیں کی۔ اس کی کیا  
ضرورت تھی کہ اس طرح اسی وقت سفر کا پروگرام بنتا۔"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو راہر ٹو!" مشکل نے غصیلے لمحے میں کہا اور لڑی راہر ٹو کا بازو پکڑ  
کر اسے دروازے کی طرف دھکیلے گی۔

کپاؤنڈ میں اندر ہیرا تھا  
چہانک کے قریب پہنچ کر وہ ایک بار پھر عمارت کی طرف ہڑتے..... وہ اب بھی تاریک  
تھی۔

O

جیسے ہی سیاہ رنگ کی دین کی حرکت میں آئی عمران نے ایک بھٹکنے سانس لی اور سفری نرنسیمیں

جوز کے ذمہ ہو گیا۔"

"کیا آپ کسی طرح اس کی شراب نوشی ترک نہیں کر سکتے؟"

"نا ممکن ہے۔ وہ بہت آگے جا چکا ہے۔ اب شراب بھی اس کے ملے پانی ہو گر رہ گئی ہے لیکن اس کے لئے بے ہوش بھی ناممکن ہے۔ وہ چاہے جتنی پی جائے بے ہوش نہیں ہو سکتا۔ اس کے ہو سکتا ہے تو خواب آور دوادی گئی ہو۔"

"پتہ نہیں اے۔"

خوبصورتی دیر تکے لئے وہ پھر خاموش ہو گئے اور پھر صدر بولا۔ "اب ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"مزے کر رہے ہیں۔ اگر تمہیں مرانہ آرہا ہو تو کیس کا پیڑاہ شاؤ۔"

صدر سمجھکی ہوئی رقصاصہ کی طرف دیکھنے کا بوڑھی بے دلی سے میزوں کے درمیان خفرتی پھر رہی تھی۔ زیادہ تر لوگ اتنی مقدار میں یہی گئے تھے کہ اب انہیں رقصاصہ میں توں بھی نہیں رہی تھی۔

"ہوں.... اوں.... عمران پہلو بدلت کر رہا اور پھر اٹھ گیا۔

"کہاں پڑے؟...."

"اس رقصاصہ سے زیادہ دلچسپ تو بوڑھا تیزی ہے۔ میں اس سے محبت کرنے جا رہا ہوں۔" عمران نے جواب دیا اور لڑکھرا تھا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ لیکن ایک جگہ اس طرح لڑکھرایا کہ رقصاصہ یوکھلا کر پیچھے ہٹ گئی۔ ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے وہ اسی پر ذمہ ہو جائے گا۔

"آہا...." وہ رک کر ہنسنے لگا۔

رقصاصہ گرد چھٹ کر دوسرا طرف کلن ہمی تھی۔ عمران کاؤنٹر پر آیا۔

"اوڑ رہیے جاتا!" یوڑھے غیرت سر اٹھا کر کہا۔

"اوڑ رہیے... تو میرے کان میں کیا پڑ گیا ہے؟" عمران نے اپنا کان پکڑ کر غیرت کی طرف گھماتے ہوئے کہا۔

"جی.... جی.... پتہ نہیں!" غیرت اٹھ کر کاؤنٹر پر بھک گیا۔ پھر یہی شاید اسے خیال ہیجا۔ ایک شرابی کی کبواس پر کان دے رہا ہے اس لئے کھیائے ہوئے انداز میں مس کر بولا جائیں۔

"پھر کیا صورت ہو گی؟" "پھر کیا صورت ہو گی.... پچھکار بریسے گی ہمارے چہروں پر۔ یہ نہیں! یہ کمیت

آدمی مجھے بلاک کر دیں یا پکڑ لیں۔"

"اوہ انتظار کریں گے آپ کا؟"

"شاید قیامت تک!" عمران سر ہلاکر بولا۔

"لیکن اس کا کیا مطلب کہ وہ دونوں لے جائے بھی گئے ہیں اور رانا چلس میں بھی موجود ہیں۔"

"مطلب یہ کہ اگر میں انہیں مل گیا ہو تو تمیں کا جو جھٹ بھی ہوتا یا تھا ہی ہوتا۔ لیکن جب مجھے پیچھے میں دیر ہوئی تو وہ مجھے گئے کہ میں ان کے اربے بھاٹ گیا ہوں۔ اس لئے انہوں نے

ایک نعلیٰ رابر بٹواری کیا اور ایک نعلیٰ لزی۔ وہ دونوں رانا چلس میں مل گئے اور خوبصورتی دیر بعد ایک مرد اور ایک عورت ہیں ہے باہر آئے ان کی وضع قطع نظر کروں کی سی تھی لیکن وہ اپنی چال سے

پیچاٹے جا سکتے تھے۔ وہ لزی اور رابر بٹ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ مجھے یقین ہے۔ بہر حال وہاں سے انہیں ایک سیاہ رنگ کی دین کہیں لے گئی ہے۔"

"اوہ آپ نے انہیں جانے دیا۔" صدر نے حیرت سے کہا۔

"بچوانہ کرو۔ خاور اور چوبان ان کے پیچھے گئے تھے۔ اگر انہیں ان کی زندگی کا دنگیں خطر میں انظر آئیں تو وہ جنم کا دنگیں کھول دیں گے۔"

"پھر اب کیا اسکم ہے؟"

"اب اس کا غدش نہیں رہا کہ وہ مجھے دیکھتے ہی گولی مار دیں گے۔ صحن دیکھا جائے گا۔"

"لیکن ان دونوں نے انہیں کس بہانے سے باہر بھیجا ہو گا۔" صدر پکھ بوجا ہوا بڑھا۔

"اوہ..... انہوں نے یہ دار میری ہی آڑ میں کیا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہا ہو کہ میں نے ہی انہیں بھیجا ہے اور اب ان کی حفاظت اسی صورت ہو سکے گی کہ وہ انہیں وہاں چھوڑ کر باہر چلے جائیں۔"

"ٹھیک ہے وہ آپ ہی کے کہنے پر عمارت کی صدودے باہر قدم نکال سکتے تھے۔"

عمران خوبصورت دیر پکھ سوچتا ہا بھر بولا۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ وہ انہیں بونا کے پاس پکڑ لے جائیں۔"

"پھر کیا صورت ہو گی؟"

"غبیثی کی صورت ہو گی.... پچھکار بریسے گی ہمارے چہروں پر۔ یہ نہیں! یہ کمیت

"اس سے کوئی فرق نہیں ڈلتا کیونکہ دماغ کی خرابی کے باوجود میں تمہارے خلاف لا تعداد

"بہوت مہیا کر سکوں گا۔"

"کیا شوت مہیا کر سکو گے؟"

"تم بھائیوں کے کاروبار کے لئے کام کرتے رہے ہو اور اب وہ سارا بزنس تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

"بکواس.... بکواس! تم شوت نہیں دے سکو گے۔"

"تم وہی شخص ہو جس نے شالی کی پرورش کی تھی شاید تمہیں علم نہیں ہے کہ پولیس اس آدمی کو کتنی شدود مسے تلاش کر رہی ہے۔"

"میری بڑا سے!" فیجر نے لاپرواٹی سے شانوں کو جبکش دی اور عمران نے صدر کی طرف مژ کر سر اسی مگر کے عالم میں کہا "یاد تم تو کہہ رہے تھے کہ پنکی بجاتے ہی پھنس جائے گا۔"

صدر چکر گیا۔ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ عمران نے کس لئے اس قسم کی بکواس شروع کی ہے۔ پھر وہ جواب کیا دیتا لیکن عمران کو اس کے جواب کا انتظار کب تھا وہ تو فیجر سے گھکھ کھایا تھا "و، کھویا رہا... پھنس جاؤ!"

"میں تم لوگوں کو اٹھوا کر باہر پھینکوادوں گا۔" فیجر غریباً اور پھر کمرے سے نکلنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "آئندہ میرے کلب میں قدم بھی نہ رکھتا۔ ورنہ ناٹکیں تو زوادوں گا۔... سمجھے!"

"سمجھ گیا۔" عمران سعادتمندانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "لیکن تم باہر تو نہ جا سکو گے۔"

"مجھے کون روکے گا۔" فیجر تن کر بولا "تم... جس کے منہ سے شاید ابھی دودھ کی بو آتی ہے۔"

"کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔" عمران نے لاپرواٹی سے کہا۔ "اے بھی کہتے ہیں جس کے منہ سے ہر وقت دودھ کی بو آتی رہتی ہے۔ میں کنیفو شس کا عقیدت مند ہوں۔"

فیجر نے باہر نکل جانا چاہا لیکن عمران نے جھپٹ کر اس کی کمر پکڑی اور اتنے زور کا جھکا دیا کہ وہ دوسرا طرف کی دیوار سے جا گکرایا تھی دیر میں صدر نے روپور نکال لیا۔

"ارے باپ رے!" عمران آنکھیں نکال کر بڑا بڑا۔ پھر صدر کی طرف ہاتھ انھا کر بولا۔ "ویکھنا کہیں جو مجھ نہ ٹریگر دب جائے۔"

"کہاں!"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تب پھر تمہارے کان میں بھی کچھ ڈگیا ہے.... کان کھول کر دیکھو میں بہت نہ آدمی ہوں۔"

"ویکھے! فیجر نے سنجیدگی سے کہا" یہاں صرف شرفا آتے ہیں اور یہ شرفا کا دستور نہیں کہ پی کر بیکتے پھریں۔ براہ کرم اپنی میز پر تشریف لے جائے۔"

"ہاں میں... تم مجھے شرفا کہتے ہو۔" عمران نے آنکھیں لکالیں "اچھا شہر دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے بیگ سے چینی کی ایک گزیا نکالی اور کاؤنٹر پر رکھ دی۔

فیجر نے اسے دیکھ کر تقدیم لگایا لیکن یہکہ اس کی بھنوں تن گئیں اور وہ بے حد سنجیدہ نظر آنے لگا۔ ویسے وہ اس گزیا کو برا بر گھورے ہی جا رہا تھا۔

صدر بھی اٹھ کر کاؤنٹر پر آگیا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ عمران کی اس حرکت پر اس سے حیرت کا اظہار نہ ہونے پائے۔

"میرے ساتھ آؤ۔" فیجنے نے کاؤنٹر سے اٹھتے ہوئے کہا وہ وہاں سے ایک کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ عمران نے صدر کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

جب وہ دونوں کمرے میں داخل ہو پکے تو فیجر نے بہت احتیاط سے دروازہ بند کر دیا اور ان کی طرف مڑ کر بولا۔ "ہاں کہیے!"

"کہا صرف یہ ہے کہ میں تمہیں بلیک میل کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" فیجر بوكھلا کر دوچار قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم داراب والے تھے سے الگ نہیں ہو۔ یہ صرف میں جانتا ہوں۔ ابھی تک بھائیوں کے کاروبار سے تعلق رکھنے والوں کی پکڑ دھکڑا ہو رہی ہے۔ بس ایک اشارہ ہی کافی ہو گا۔"

"پڑھنیں تم کیا نہ رہے ہو۔" فیجر نے اکٹھنے کی کوشش کی۔

"میں تو کچھ بھی نہیں کہہ رہا۔ مگر تم نے اس چینی کی گزیا کو کیوں آنکھ ماری تھی... بلااؤ پولیس کو؟"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔" فیجر کے لہجے میں محلہ بپٹھ تھی۔

صفراپ بھی غیر کامنہ دبائے ہوئے تھا۔ عمران اس کے قریب پہنچ کر فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا اور آہستہ سے بولا۔ "بُ ٹھک ہے... بُ اس کامنہ دبائے رکھو! میں گردن کائے دیتا ہوں۔"

میجر ہاتھ پر چکنے لگائیں عربان کی انگلیاں تو اس کی کنپیوں پر تھیں اور وہ خاصی طاقت

صرف کر رہا تھا۔ آہستہ آہستہ شیخ بے حس و حرکت ہو گایا۔

صفدر اٹھ گیا عمر ان دوسری جانب کے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بیہاں بھی اس نے قفل کے سوراخ سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا لیکن تار کی کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ تھا۔ دو دراصل اب پہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے میرج کے کرے سے نکلتے دیکھا جائے۔ آہ۔ تسلیم۔ ٹھیک اس نے دروازہ کھولا اور اسی چھوٹی کی تاریخ سنبھال لی۔

یہ کرہ شاید کو دام کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا اور مختلف ستوں میں دو مزید دروازے بھی اس میں تھے۔ فیجیر کے گردے کارروائی پندرہ گرتے ہوئے نارنج کی روشنی میں عمران نے اس کا جائزہ لیا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ صدر سوق رہا تھا کہ بین اس بھرے پرے ناٹ کلب میں حجاجتی نہ بن جائے۔

وہ وزوازہ جس کے متعلق یقین تھا کہ راہداری ہی میں کھلتا ہوا کا مقفل ملا۔ لیکن خبر یہ ہوئی کہ قفل الگ سے نہیں بلکہ دروازے ہی میں تھا اور کبرے کے اندر سے بھی سوراخ میں کوئی نوکری چڑاں کر قسم آزمائی کی جائیگی تھی۔

اس کے غلاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا مگر قفل کھونے میں تھوڑا وقت ضرور صرف ہوا۔

راہداری نیم تاریک اور سنسان تھی۔

"ہمیں ہاں سے نہ سمجھ رہا جائے۔" صدر نے کہا۔  
"ہوں!"

عمران تیزی سے راہداری لے کر رہا تھا۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے عقبی دروازے سے اندر کر ایک ہالیں گلی میں پہنچے اور جہاں سے صدر دروازے تک پہنچنے کیلئے انہیں ایک لمبا چکر لینا

صادر کو اس پر بھی عصہ آ رہا تھا لیکن اس نے زبان سے بچھنئیں کہا۔ دفعتاً فون کی گھٹنی بھی اور عمر ان نے صدر سے کہا "اے کورکے رکھو" اور فون کی طرف پکا۔ دوسرے ہی لمحے وہ رسیور اٹھائے دوسرا طرف سے بولتے والے کا انتظار کر رہا تھا اور اسکی میجر رکھتے۔

"ہیلو!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور کھانے لگا۔

میجر دانت پیس رہا تھا۔

"کام ادھورا ہی رہا!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

”آ... چھا... تو غ... پھی ر...“ عمران نے ایسی آواز میں کہا جسے کھانیوں کے ذر  
کے ہوڑی دیر تک سانس روکے رہا ہو۔  
دھرتا نیجھر اس کی پروادہ کے بغیر کہ صدر کے باخون میں زیوالور ہے... عمران کی طرف  
چھٹا۔

دوسری طرف سے کوئی نہ رہا تھا، ممّ بہت ذرپوک ہو گر صرف دودن اور تمہاری عمارت ستعال کی جائے گی۔ ”عمران نہایت سکون سے ستارا یوں کہ صدر میجر کو زمین پر گرا کر جھوٹھ بیٹھا تھا اور اس کا منہ بھی دبائے رکھنے کی کوشش حاری تھی۔

دوسری طرف سے بولنے والا کہم رہا تھا "عجیبین کی قسم کا خوف نہ ہونا چاہئے کیونکہ تم ابھی ل محفوظ رہے ہو اگر تم پر ان کی نظر پڑی ہوتی تو عجیبین کیوں چھوڑتے۔"  
"لٹک کرے... ایچا... ایچا... " عمران پھر کھانے لگا۔

دوسری ہرف سے مسلسل مقطوع ہو گیا تھا۔ لیکن وہ اب بھی کھانے جا رہا تھا۔ دفتار کی نے روازے پر دستک دی اور صدر نے پوری طرح اس کامنہ دبایا اور ہم عراں پر پھر کھانیوں کا دورہ پڑا۔ اور اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بھاگ جاؤ! میں تھک گیا ہوں... آدمی گھنے بعد طوں گا۔" اور پھر اس نے قفل کے سوراخ سے جھانک گز دیکھا۔ سفید رنگ کی چلوں دیکھائی دی۔ سکن دینے والا کوئی ویژہ نہ ہو سکتا تھا جو کچھ کہے بغیر دروازے سے بہت رپا تھا۔ جب تک وہ ٹھروں سے او جھل نہیں ہو گیا۔ عمر ان بنے قفل کے سوراخ سے آکھ نہیں اٹھائی۔

جس جیپ کار پر وہ بیہاں آئے تھے۔ سڑک کے کنارے موجود تھی۔

"اس کے ہوش آنے پر کیا ہو گا؟" صدر نے اسٹرینگ سنجاتے ہوئے کہا۔

"ہم شاید اس وقت کو کا کولاپی رہے ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ سر دیوں میں کا کولاچائے دانوں سے پینا چاہئے۔"

"کیا میں الو ہوں۔" صدر حملہ گیا۔

"اگر ہو تو یہ تمہاری سعادت مندی ہے۔ ہم بھی دیکھ کر خوش ہو لیتے ہیں۔" عمران نے بزرگاں لجھ میں کہا۔

"اسی کی تیسی؟" صدر غرایا۔

"تم بہت اچھے جا رہے ہو پیارے۔ خواہ مخواہ دل چھوٹانہ کرو۔" عمران سر بلکر بولا۔ "اگر چینی کی گزیا کے لئے روٹھے ہو تو حاضر ہے۔ ویسے بوناکے آدمی اسے امتیازی نشان کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اسی کے ذریعہ پہچانتے ہیں۔ فیجر سے میں نے اس کے متعلق جو کچھ بھی کہا تھا حرف صحیح تھا اس پر عرصہ سے میری نظر تھی۔ اس کے علاوہ دو ایک اور بھی ہیں جنہیں میں نے چھوڑ رکھا ہے اس موقع پر کہ انہیں کے ذریعہ بوناک دوبارہ پہنچ سکوں گا البتہ ان کی نگرانی بیشہ ہوتی رہتی ہے۔ اسی نگرانی کی بدولت میں ان تینوں اجنبیوں کے وجود سے واقف ہو سکا تھا جو آن پناہاکام کر گئے۔ یہ باہر سے آئے تھے۔ ان میں سے دو تو شاید اس وقت راتاپیلیں میں ہیں اور ایک رابرٹ اور لزی کو لے گیا ہے۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ فیجر کے ہوش میں آنے پر کیا ہو گا؟"

"شاید ہم اس وقت تک چھوٹیں پر قابو پا چکے ہوں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں نہیں سمجھ۔"

"فیجر سے جو کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا اتنا معلوم ہو گیا۔ ورنہ میرا خیال تھا کہ اس سے معلوم کرنے میں کافی وقت صرف ہوتا۔ تم نے اس کا روایہ تو دیکھا ہی ہے۔ کسی طرح قابو آئی نہیں رہا تھا۔ بس اس فون کاں نے کام بنا دیا۔ وہ دراصل تیرے ہی آدمی کی تھی۔ وہ فیجر سے کہہ رہا تھا کہ بس دو دن اور لگیں گے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دون اور ٹھہریں گے۔ یہ دون صرف میرے ہی لئے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ جس عمارت میں مقیم ہیں وہ فیجر ہی کی ہے۔ خاور

اپنے چوہاں سے بھی روپورٹ ملنے کی توقع ہے اور اگر وہ تعاقب میں ناتاکم ہو گئے ہوں۔ تب بھی کوئی فرشت نہیں پڑے گا کیونکہ میں تو اس عمارت سے واقف ہی ہوں جہاں ان کا قیام ہے۔

"لیکن.... آپ نے پہلے ہی ان لوگوں کا قلع قلع کیوں نہیں کر دیا تھا۔"

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔.... مجھے بوناک پہنچا ہے۔ اب شاید یہ مشکل آسان ہو جائے۔... ٹھٹھے رہو۔.... اگلے چورا ہے سے بائیں جانب موڑ لیتا۔"

صدر کچھ نہ بولا۔

وہاب بھی یہوش فیجر کے متعلق سوچے جا رہا تھا جسے عمران بڑی لاپرواں سے وہاں ڈال آیا تھا۔ کیا یہ ضروری تھا کہ وہ عمران کے اندازے کے مطابق تین ہی گھنٹے تک یہوش رہتا۔

جیپ عمران کی ہدایت کے مطابق سنان سنان سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ پھر ایک جگہ اس نے روکنے کو کہا۔

"سڑک کے کنارے لگا کر اتر چلو۔"

صدر نے خاموشی سے تیل کی۔ اس کے بعد وہ پیدل ہی ایک طرف چل پڑے۔ سر دی پچھلے دنوں کی نسبت آج کچھ زیادہ ہی تھی۔ صدر نے الشر کے کالرو اور پر انھاد یئے اور کچھ کہنے سے پہلے لمبی سانس کھپنچی ہی تھی کہ عمران آہستہ سے بوا۔

"خاموشی سے چلتے رہو۔"

صدر نے جھلماہٹ میں اتنی سختی سے دانت بھینچ کہ کپٹیاں ڈکھنے لگیں۔

اب وہ ایک تاریک عمارت کے قریب رک گئے تھے۔

"چہار دیواری پچھلا گئی پڑے گی۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "پھاٹک بند معلوم ہوتا ہے۔"

"اندر کئے نہ ہوں!"

"نہیں ہیں.... میں جانتا ہوں.... کسی چوکیدار کی بھی توقع نہیں ہے ایسے لوگ چوکیدار نہیں رکھا کرتے۔"

چہار دیواری پار کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

اب وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے اور صدر سوچ رہا تھا کہ جب معاملہ ایک ہی آدمی کا ہے تو اتنی اختیاط کیا معنی رکھتی ہے۔

عمران نے سفرات سفرات سنان پڑی تھی اُنہیں کسی روز شدید ان میں بھی روشنی نہ دکھائی تو صدر رونوچھے کا کہیں عمران نے دھوکا نہ کھایا ہو۔

پھر کیا ہو گا؟

ب: مگر خاور اور چہاں بھی تو اس گزاری کے تقابل میں گئے تھے۔ بہر حال آگزیرہاں دھوکا کھایا تو دوسرا طرف سے ضرور اطلاع ملے گی۔ زیادہ اُن سفرات میں کوئی راه غلائش کرنی پڑے گی۔ چھٹ پر پنجھا وہ بیرونی برآمدے میں پنجھچے تھے لیکن اوہ سے اندر پہنچا ممکن تھا۔ پھر انہوں نے عمارت کے گرد ایک چکر لگایا۔ شاید اُن سفرات میں کوئی راه غلائش کرنی پڑے گی۔ چھٹ پر پنجھا زیادہ مشکل نہیں تھا اس کے لئے کھڑکیاں اور زوشنداں بخوبی استعمال کئے جاسکتے تھے۔ چھٹ پر پنجھچے ہی راستہ خود بخوبی پیدا ہوا گیا۔ یہ زینے تھے اور ان کا راستہ ایک نادرستے گزشتہ تھا۔ وہ بہ آہنگی نیچے اترے لیکن ایک بار پھر صدر را پوس ہو گیا۔ کیونکہ باہر جانے کے راستہ میں ایک بندروزادہ حاصل تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر آہستہ لئے ائے وھکلیا وہ دوسرا طرف سے بولک نہیں تھا۔ صدر نے ایک گہری سانس لی۔ پھر تاریک کروں میں ان لوگوں کی غلائش شروع ہوئی۔ صدر رتواب بھی دھوکا ہی کھاجانے کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔

دفعہ ایک کرے میں تین برت نظر آئے۔ شاید تیرے آدمی تھے احتیاطی طریقہ اختیار کر تھا۔ کمرے میں مدھم روشنی والا گہرائیا بلب روشن تھا۔ ایک بار پھر عمران کو وہی مراہیا تھا جس سے وہ بڑی صفائی سے ہر قسم کے قفل کھول لیا کرتا تھا لیکن اس نے یہ کام اتنی آہنگی سے کیا کہ کمرے میں داخل ہو جانے تک ملکی آواز بھی نہ ہوئی۔

سب سے پہلے اس نے زیادہ روشنی والے بلب کا سوچ آئی کیا اور پھر آگے بڑھ کر جبکی کے پنک میں ٹھوکر ماری۔ وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ لیکن صدر کے روپاں کی نال اسے بھی صاف تی نظر آ رہی تھی۔

"ست... بہتم... گک... کون ہو؟" وہ پھنسی ہوئی آواز میں ہکایا۔ "مم.... میں.... شش.... شیطان ہوں...." عمران نے اسی کے بچھے کی نقل اتنا۔

آوازیں سن کر رابر نو اور لزی بھی بیدار ہو گئے تھے اور انہیں آنکھیں چھان کر دیکھے ہے تھے۔

دفعہ عمران نے اپی اصل آواز میں کہا۔ "رابر نو! تم سے برا گدھا بھی آج تک میری نظر وہ سے بیٹھ گزرا۔

"عمران! رابر نو کے حق سے پھنسی ہوئی آواز کو رہا ہی ملی۔

"ہاں! اسی اٹھو! اور اس ذفر کی سرمت شروع کر دو۔" "میں تھا انہیں ہوں۔" اجھی نے کہا۔

"تو دوسروں کو بھی بلالو۔۔۔ مجھے زیادہ تکلف نہ اٹھانی پڑے گی۔" عمران نے لاپرواں سے کہا۔

"اوہ... عمران... وہاں بھارتے ہمشکل! رابر نو بولا۔۔۔ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔۔۔ مگر تم دیر کیوں کر رہے ہو؟"

رابر نو اپنے پنگ سے چھلانگ مار کر اپنی پر ٹوٹ پڑا۔ "لزی اٹھ کر عمران کے قریب آگئی تھی۔

"بُوناکی بیٹی!" عمران نے مسکرا کر کہا۔ کیا تمہیں اپنے بیاپ کے ٹھکڑی کتوں سے ہمدردی نہیں ہے؟"

"نہیں! لزی جت سے دانت پر دانت صما کر بولی۔

"پچھتا گے۔۔۔ تم لوگ پچھتا گے۔" اجھی رابر نو کے نیچے دیا ہوا غرما باتھا۔

"اے! اجان سے شمار دیا اڑ فرا۔۔۔ یہی لوگ ہماری رہنمائی کریں گے!" عمران نے کہا۔

## O

صح کو عمران اور صدر اپنی اصلی شکلوں میں رانا پنک میں داخل ہوئے اور جوزف انہیں دیکھتے ہی گزگزانے لگا۔

"خاموش رہو!" عمران غریا لیکن پھر بھی جوزف کے ہونٹ بے آواز ملتے رہے۔

"رابر نو کیا ہے؟" "اپنے کرے میں باس!"

"اچھا تم اپنے کمرے میں ٹھہر دو۔" عمران نے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔  
تعلیٰ رابرٹو اور لاری سے جلد ہی ملاقات ہو گئی اور وہ دونوں اسے دیکھ کر چوک ک پڑے۔  
"اوہ... عمران!... عمران!... تم کہاں تھے؟" رابرٹو کے ہمکل نے مضطربانہ لمحے میں کہا۔  
"اوہ.... بھائی معاف کرنا!... تم نہیں سمجھتے... مجھے تمہارا پیغام ملا تھا... لیکن...."  
"لیکن.... کیا.... بیٹھو بیٹھو! "

"میں جانتا تھا کہ تم اپنی حفاظت خود بھی کریں لو گے!" عمران نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ صدر نے  
بھی ایک کرسی کھینچ لی۔  
"اف.... فو! کتنی خوفناک رات تھی۔ مگر تم کیا جانو! بونا کی علامت سرخ سانپ کتنی  
بھیک چیز ہے۔ مجھے تم سے شکوہ ہے کہ تم نے پچھلی رات میری پرواد نہیں کی۔"  
"میں نے سوچا ممکن ہے کہ دوسرے سانپ نے تمہیں ختم ہی کر دیا ہو تم قئ کیوں ہے؟"  
"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے میرے پیارے رابرٹو کے ہماری زندگی کے دن اب بہت تھوڑے رہ گئے  
ہیں۔ میں نادانشگی میں بونا جیسے خطرناک آدمی سے نکرا گیا ہوں۔" عمران نے کہا اور پھر صدر  
سے بولا "جوزف کو بلا لاؤ، میں اس کی کھال گراؤں گا۔"  
"اوہ...." رابرٹو کے ہمکل نے کہا "وہ کہتا ہے کہ اس کی شراب کی ایک بوٹل کھو گئی  
تھی.... وہی بوٹل رات اسے پورچ میں پڑی ہوئی تھی.... بس پھر اس نے وہیں بیٹھ کو دو تین  
گھونٹ لئے تھے۔ اس کے بعد معلوم نہیں اسے کیا ہوا۔... بہر حال میں نے اسے اور چوکیدار کو  
باہر بیہو ش پایا تھا۔ چوکیدار کہتا ہے کہ اس نے بھی اس بوٹل سے دو تین گھونٹ لئے تھے۔ لیکن  
عمران مجھے ان دونوں کے قریب کوئی بوٹل نہیں ملی تھی۔"

"اوہ.... بلااؤ.... اس شب تار کے پچھے کو...." عمران زانو پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔ "بلااؤ میں  
اس کی کھال ادھیزوں گا.... اسے کچا جاؤں گا۔"  
"بھہرو! میں چائے بناتی ہوں تمہارے لئے۔" لاری اٹھتی ہوئی بولی۔ کیا نوکر مر گئے ہیں کہ  
تم چائے بناؤ گی۔" عمران پبلے ہی کی طرح دہاڑا۔  
"تم آخر میری بنائی ہوئی چائے کیوں نہیں پیتے۔" لاری کی ہمکل ٹھکی "ہائیں!" عمران

آئکھیں پھاڑ کر بولا پھر سکرا کر کہا۔ "تم مجھ سے ایسے لجھے میں گفتگو نہ کیا کرو، ورنہ رابرٹو مجھے گولی  
مار دے گا۔"

دونوں ہنسنے لگے اور لاری کی ہمکل چلی گئی۔

صدر جوزف کو بلا نے کے لئے ہی جاچکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف ایسی شکل بنائے ہوئے  
کمرے میں داخل ہوا جیسے جاڑہ دے کر بخار آگیا ہو۔  
"کیوں؟" عمران نے آئکھیں نکالیں۔  
"بب بس.... مم.... میں...."  
"بوٹل کا کیا قصہ تھا؟"

"میرے کمرے سے غائب ہو گئی تھی بس.... اور جب وہ پورچ میں پڑی نظر آئی تو میں  
نے سوچا تھا کہ وہ یقیناً خالی ہو گی.... مگر.... میرے خدا میں صرف چوتھائی بوٹل کا گنجہار  
ہوں۔"

تمہاری کھوپڑی پر ستارے نہیں گے۔" عمران نے غصلیے لجھے میں کہا۔  
اور مشہداش مہماکا قبر تمہاری کشی کو کسی ریگستان میں ذبوبے گا۔"  
"نہیں.... نہیں.... رحم.... باس ایسی بدعا نہ دو کہ میری ماں بھی.... بللاتی ہوئی اپی  
قربر سے نکل آئے۔"

"میرا خیال ہے کہ یہاں کا کوئی ملازم بھی اس سازاش میں شریک تھا۔" رابرٹو کے ہمکل  
نے کہا۔

"لیکن اسے ثابت کر دینا آسان کام نہ ہو گا۔ اس لئے تم اپنی زبان بند رکھو... میں خاموشی  
سے اسے تلاش کرلوں گا۔" عمران نے کہا پھر غصلیے لجھے میں جوزف سے بولا۔ "دفع ہو جاؤ۔"  
وہ فوجی انداز میں ایڑیوں پر گھوم کر دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے باہر اٹھا کر  
کہا۔ "ٹھہرو! میں اس آدمی کا پتہ لگانا چاہتا ہوں جس نے بوٹل کا رذون لے جاؤ۔ میں دو گھنٹے  
لئے تم چوکیدار سمیت سارے ملازموں کو تفریح کے بہانے میوپل گارڈن لے جاؤ۔ میں دو گھنٹے  
بعد تمہیں وہیں ملوں گا اور تب دیکھوں گا کہ وہ کون ہے؟"

"بہت اچھا بس!" جوزف کی جان میں جان آئی اور وہ چپ چاپ چلا گیا۔

طرح چینخے گی۔

"یہ.... کیا تم نے اسے مارڈا لा.... اسے مارڈا لاؤ؟"

"خاموش رہو۔" عمران سیدھا کھڑا ہو کر غریبا۔ "اس کی زندگی کا انحصار صرف تم پر ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم بھی اس کا ماتم کرنے کے لئے زندہ نہ رہو۔ تمہارا دوسرا ساتھی ہبڑی بھی اس وقت میری قید میں ہے۔"

"اوہ.... وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر رہ گئی۔

"میں تم لوگوں کے ناموں سے بھی واقف ہو چکا ہوں۔ تمہارا نام موتا ہے اور یہ فرینڈو ہے۔ بتاؤ بوغال دنوں کہاں ملے گا؟"

"میں نہیں جانتی.... کوئی نہیں جانتا۔" موتا نے سکی سی لی۔

"پھر تمہیں اس کے لئے بدلیات کہاں سے ملی تھیں؟"

"مجھے پانی دو!"

"صدر! اس کے لئے پانی لاو۔" عمران نے کہا اور صدر را بہر چلا گیا۔

عمران چند لمحے موتا کو گھوڑا تار ہا پھر بولا۔ "ہمارے ملازموں میں سے کون تمہارے لئے کام کر رہا ہے کس نے جو زف کی شراب کی بوتل غائب کی تھی؟"

"وہ جس کے بایں گال پر چوٹ کا نشان ہے۔"

عمران نے پھر اس سے کچھ نہیں پوچھا۔

صدر اس کے لئے پانی لے کر واپس آگیا تھا۔

## O

تیرے دن وہ لوگ جولیا نافٹر واٹر کے مکان پر اکٹھے ہوئے تھے۔ صدر، عمران، خاور اور چوبہاں۔

عمران کہہ رہا تھا۔ "تین آدمیوں سے زیادہ سفر نہیں کر سکتے۔ رابرٹو اور لزی یہر حال جائیں گے۔"

"مگر جائیں گے کہاں؟ کیسے جائیں گے؟" جولیا نے پوچھا۔ "کیا ان تینوں نے زبان کھوئی

"میوں پل گارڈن میں تم کیا کرو گے؟" رابرٹو کے بھسلک نے پوچھا۔  
"صبر کے علاوہ اور سب سمجھ کر لوں گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہاں اب مجھے اس ساتھ کے متعلق بتاؤ کہ وہ کیا بلہ تھی۔"

"بوغا کی دل ہلا دینے والی علامت... اس کے آدمی اسے موت کا ہر کارہ کرتے ہیں۔ بوغا جس سے بھی خفا ہوتا ہے اس کی قسم کا فیصلہ یہی سانپ گرتے ہیں۔"

"لیکن تم یقین کرے اداقی تمہاری قسمت بڑی شاندار ہے۔" عمران نے خوش ظاہر کی۔  
استئنے میں لزی کی بھسلک چائے کی ٹرے لائی۔ صدر ایم جن میں پڑ گیا تھا کہ آخر عمران یہ قصہ جلدی سے ختم کیوں نہیں کر دیتے۔ معاملات کو خواہ خواہ طول دیتے سے کیا نکداوا۔

رابرٹو کا بھسلک خاموش ہو گیا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ چائے کے دوران میں بھی کسی قسم کی گفتگو کرنے کا کاروہ نہیں رکھتا۔  
لزی نے چار پیالوں میں چائے اٹھیں گی اور ایک عمران اور صدر کی طرف بڑھا ہی ہوئی یوں۔

"تم دونوں بہت دونوں کے بعد کھائی دیتے ہو۔ میرا دل چاہتا ہے کہ...."  
"تم عمران کو خواہ خواہ غصہ دلا دتی ہو۔" رابرٹو کے بھسلک نے کہا۔ "میں یاتھ کیا کرو، ان کے سامنے۔"

عمران نے چائے کی پیالی اٹھائی تھی۔ دھنعتاں نے ساری چائے رابرٹو کے بھسلک کے منہ پر پھیک باری اور بولکھاہت میں کر کی سمت دوسری طرف الٹ گیا۔ لزی کی بھسلک آنکھیں چھاڑے ہانپر رہی تھیں اور عمران نقی رابرٹو کے سینے پر سوار تھا۔ لزی کی بھسلک نے اٹھنا چاہا لیکن صدر اس کی کلائی پکڑتا ہوا بولا۔ "فضلول ہے اب اسے گزویاہ کا نئے نہ بچاؤ کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

نقی رابرٹو عمران کے چھڑکا کھا کر گالیاں اگل رہا تھا اور عمران کہہ رہا تھا۔ "اس لئے میں نے تو کروں کو میوں پل گارڈن روائے کر دیا ہے کہ اطمینان سے تم دونوں کے پر اٹھے بنا سکو۔"

پھر گرم گرم چائے کی پیالی نے رابرٹو کے بھسلک کا میک آپ صاف کر دیا۔ آہستہ اس کی آنکھیں بھی بند ہوئی جا رہی تھیں۔ عمران دییدہ دیستہ ایسے جھے ملے ہاتھ لپیٹوں پر مار رہا تھا کہ وہ بیہوٹ ہو جائے۔

زیادہ دیر تک اسے محنت نہیں کرنی پڑی۔ ادھر وہ بیہوٹ ہوا ادھر لزی کی بھسلک پاگلوں کی

"ان کے فرشتے بھی کھولیں گے۔" عمران سر ہلا کر بولا "میرے کام کرنے کے طریقے ایسے ہی اوٹ پنگ ہیں کہ ایک بار مردہ کہہ اٹھے۔ اے ارے یہ کیا کر رہے ہو۔ بھائی دیکھتے نہیں ہو۔ میں مر گیا ہوں۔"

عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر ایک آنکھ دبائی۔

"چل پڑاچرخ...،" جولیا براسامنہ بنا کر بڑا روانی۔

"مگر جانا کہاں ہو گا؟" جوہاں نے پوچھا۔

"یہ تو ان گدوں کو بھی نہیں معلوم۔ ان کے پاس پر نکال کے ایک ایسے بار بردار اسٹریٹ کے شناخت ناہیں ہیں، جو آج کل گودی ہی میں لگا ہوا ہے اور ان شناخت ناموں کا یہ مطلب ہے کہ وہ اسی اسٹریٹ کے عملے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"خبر اودہ تو اس طرح نکل جائیں گے لیکن لڑی اور رابرڈون کا کیا بنے گا؟" خاور نے پوچھا۔

"آج میں فرینڈو کے میک اپ میں اسٹریٹ کے کپتان سے ملوں گا اور اسے اطلاع دوں گا کہ کامیابی ہو گئی ہے۔ پھر وہ کوئی تدبیر بتائے گا۔"

خاور تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا ہا پھر بولا "اوہ! میں تو چل ہی سکوں گا۔ آپ تین کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ چار آدمیوں کی گنجائش تو بالکل سامنے کی بات ہے آخر آپ بھی تو قید یوں ہی میں شامل ہوں گے۔ ایک فرینڈو ہو گا۔ دوسرا ہنزی اور تیسرا موٹا!"

"چلو ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر بولا "اب اس کا فصلہ ایکس ٹوہنی کرے گا کہ جو تھے آدمی تم ہو گے یا جوہاں!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ ایکس ٹوہنی پانچ سو چار آدمیوں کو اس طرح موت کے منہ میں جھوک دے گا۔" جولیا نے کہا۔

"ایکس ٹوہنی نازک اندام لڑکی نہیں ہے....." عمران کے ہوننوں پر شرات آمیز مسکراہٹ نظر آئی "نہ اس کی سانس پھولتی ہے اور نہ اس کا دل دھڑکتا ہے۔"

"اگر تم اس مہم کے سربراہ بنائے گئے تو.... میں ہر گز نہ جاؤں گی!" جولیا نے کہا۔

اور صدر مسکرانے لگا۔

## O

اسی شام کو جولیا نے ایکس ٹوہنی کاں رویہ کی۔

"جو لیا!" وہ کہہ رہا تھا "اسٹریٹ کل روانہ ہو گا۔ تم چوہاں اور صدر سمیت عمران کا ساتھ دو گی۔"

"مگر رابرڈون اور لڑی کا کیا ہو گا؟"

"عمران نے سارے معاملات کپتان سے طے کرنے ہیں۔"

"مگر.... عمران.... وہ بہت تکلیف دہ ہو جاتا ہے جتاب!"

"محظے علم ہے۔ بعض اوقات وہ میرے لئے بھی تکلیف دہ ہو جاتا ہے لیکن کیا تم میں کوئی اور بھی ایسا ہے جو کسی ایسے سفر میں رہنمائی کر سکے.... کیا شکرال کی مہم تمہارے حافظے میں نہیں رہی۔"

"وہ تو ٹھیک ہے.... مگر....!"

"تیاری کرو.... بقیہ ہدایات تمہیں عمران سے ملیں گی۔" دوسرا طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

جولیا سوچ رہی تھی کہ اسے کس قسم کاررویہ اختیار کرنا چاہئے۔ عمران کے ساتھ کسی سفر کا تصور لذت انگیز بھی تھا اور تکلیف دہ بھی وہ اس کے قرب سے لذت اندوڑ بھی ہوتی تھی اور اس کاررویہ اسے مختلاہت میں بھی بتلا کر دیتا تھا۔ مگر یہ کوئی نئی بات نہیں تھی اسے ہر حال میں عمران کا پابند رہنا پڑتا تھا خواہ وہ لمحہ مختلاہت کا ہو خواہ لذت اندوڑی کا۔

شام کو عمران پہنچ گیا۔ وہ تھا تھا اور اس نے ایونگ سوت بڑے سلیمانی سے پہنچا۔ ظاہر میں کوئی چیز بھی مسحکہ خیز نہیں تھی اور چہرے پر بھی حماقتوں کی بجائے سنجیدگی ہی نظر آرہی تھی۔

جولیا نے اسے نہ تو خوش آمدید کی اور نہ پیشئے ہی کو کہا۔

عمران ایک صوفے میں ڈھیر ہوتا ہوا کہا۔ لیکن جولیا نے پھر بھی توجہ نہ دی۔ وہ جیب سے جیو گم کا پیکٹ نکال کر پھاڑنے لگا۔

"مجھے باہر جانا ہے" جولیا نے تھوڑی دیر بعد کہا اور عمران جیو گم کلکتا ہوا دیوار پر نظر آئے۔

"خدا کے لئے جاؤ یہاں سے میری طبیعت نمیک نہیں ہے۔" جولیا آخر کار بے بھی سے پیشانی رکھتی ہوئی بولی۔

"کس طرح نمیک ہو گی؟"

"تم اپنا منہ کالا کرو۔"

عمران خاموشی سے اٹھ کر لکھنے کی میز کے قریب آیا اور چلو میں روشنائی اڈلیں کراپینے منہ پر ملنے لگا۔ ساتھ ہی کہتا بھی جا رہا تھا "کاش! میں تمہیں اسی طرح خوش رکھ سکوں۔ ویسے تم اب اردو اچھی خاصی بولنے کی ہو۔ مگر منہ کالا کرتا اردو میں کئی طرح مستعمل ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے تمہاری میز پر روشنائی کی بوتل مل گئی۔"

جو لیا ہنس پڑی۔ لیکن اس بھی میں غصہ اور بے بھی دونوں شامل تھے۔

"اب تم قالین کا ستیناں کرو گے۔" وہ اس کی طرف چھپی۔ عمران آئینے میں اپنی شکل دیکھ رہا تھا۔

"اگر کوئی آجائے تو؟" جولیا نے اس کا بازو پکڑ کر جھبھوڑتے ہوئے کہا "میں کہتی ہوں.... چہرہ صاف کرو جا کر.... ورنہ میں اس سے زیادہ بُری حالت بنادوں گی تمہاری!"

عمران کھڑا اپلیٹیں جھپکاتا رہا۔

"ٹپو!" وہ اسے باتحہ روم کی طرف دھکیلنے لگی۔ اب اس کی آنکھوں میں بھی شرارت ناق رہی تھی۔

اس نے اسے باتحہ روم میں دھکیل دیا اور اتنی پھرتی سے دروازہ کھینچ کر اسے باہر سے بول کیا کہ عمران کو سنجھنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔

"اب آرام کرو.... صبح تک!" جولیا نے باہر قہقہہ لگایا۔

عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اطمینان سے واں بیکن پر جھکا ہوا منہ دھورہا تھا.... مگر اس احتقانہ تفریغ کی وجہ خود اس کی سمجھ میں بھی نہ آسکی۔ اکثر رج نے اس سے سو فیصدی خالص حققتیں بھی سرزد ہو جایا کرتی تھیں۔

وہ جانتا تھا کہ جولیا آج اسے پریشان ہی کر ڈالے گی۔ ہو سکتا ہے یہ محض دھمکی ہی نہ ہو کہ صبح تک بند رہنا پڑے گا۔

والی ایک پینٹنگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں کہہ رہی ہوں کہ مجھے باہر جانا ہے۔"

"میں سن رہا ہوں کہ تمہیں باہر جانا ہے۔" عمران بدستور پینٹنگ ہی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا میں تمہیں یہیں مغلل کر کے جاؤں گی؟"

"کیا تم مجھے یہیں مغلل کر کے جاؤ گی؟" عمران تمہیرا نہ انداز میں اس کی طرف مڑا۔

"جاوے یہاں ہے۔" جولیا چھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"بھی تم نے چائے بھی نہیں پیا۔ یاد کرو کتنے دن ہوئے جب تم نے کہا تھا کہ شکر ختم ہو گئی ہے اس دن سے میں تمہاری چائے کا منتظر ہوں! اور ابھی تک شادی بھی نہیں کی۔"

"شادی تو تمہاری کسی کیتیا ہی سے ہو گی۔"

"اسی لئے اب تم سے روزانہ ملا کروں گا۔ شاید ہو ہی جائے۔"

"چلے جاؤ! جولیا طلق پھاڑ کر دہڑی۔"

"اب کاٹنے بھی دوڑو۔ میں اپنی لفڑیر پر شاکر ہوں۔" عمران نے مسکی سی صورت بنا کر کہا اور جولیا پھر دھب سے کری پر بیٹھ گئی۔ پھر چھلا کر فون کی طرف بڑھی۔

تویر کے نمبر ڈائل کے لیکن وہ شاید گھر پر موجود ہی نہیں تھا۔

اس کے بعد کسی ہزل مرچنٹ کے نمبر رنگ کر کے پوچھنے لگی کہ اس کے لیکن وہاں کوئوں کے گلے میں ڈالے جانے والے پئے تو نہ ہوں گے۔

عمران کے ہونزوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے میں جولیا ریسور کھ کر اس پر برس پڑی۔

"جاوے چلے جاؤ یہاں سے۔ میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی۔ تمہیں اس سفر سے متعلق جو کچھ بھی کہنا ہو کہو اور چپ چاپ چلے جاؤ۔"

"میں تو خواہا ہوں کا مسافر ہوں۔" عمران نے مغموم لمحے میں کہا۔

"کہیں ہو تم! اب جاؤ ورنہ ایکس ٹو سے شکایت کروں گی۔"

"وہ پچارہ اس سلسلے میں کیا کر سکے گا۔ وہ خود ہی ایک فلم ایکٹریں پر جان دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اگر یا مل "والی نہ نہیں پاڑ بھر حلوہ سو، ہن کھا کر ڈیڑھ سیر مٹھا اپنی پی لوں گا۔"

یہ سوچ کر اس نے باتحہ روم کے بلب کے ہولڈر میں اکنی رکھ کر فیوز اڑادیا پھر چینا۔ "یہ قلم تو نہ کرو۔ میں اندھیرے میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

"پتہ نہیں کیوں۔ ...." جولیا دروازے کے قریب آکر بولی "شاید فیوز اڑا گیا ہے!"

"اوہ.... اس خیال میں نہ رہنا۔" عمران جلدی سے بولا "تم نہیں جانتیں کہ ہم کتنے خطرات میں ہیں۔ .... جھپٹ کر کمرے کا دروازہ بند کر دو۔ جلدی کرو۔"

اس نے فوراً ہمی دوڑنے کی آواز سنی۔ دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا۔ پھر جلد ہی باتحہ روم کا دروازہ بھی کھل گیا۔

اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

عمران اتنی صفائی سے غسل خانے سے نکلا کر جولیا کو احساس سکنہ ہو سکا۔

"تم کہاں ہو؟" جولیا نے آہستہ سے کپکپائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ لیکن عمران نے جواب نہ دیا۔ وہ ایک صوف پر شم دراز سرکھا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

"عمران...." اس نے اسے پھر آہستہ سے پکارا۔

"جہاں ہو دیں ٹھہر دا!" عمران نے کہا "میں دراصل تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ میں فرینڈو کے میک اپ میں چلوں گا۔ صدر ہنزی کے میک اپ میں ہو گا۔ چہاں پر ڈھل میک اپ کیا جائے گا.... پہلے عمران کا.... اور پھر اس پر کچھ ڈاڑھی ڈاڑھی لگادی جائے گی۔ تم مونا کے میک اپ میں ہو گی۔ حالانکہ اس سفر کے لئے تم چند اس ضرور نہیں تھیں۔ مگر کیا کیا جائے آخر اس کمبت مونا کی جگہ کون پر کرے گا۔ پتہ نہیں یہ اتو کے پٹھے عورتوں کو کیوں ساتھ لے پھرتے ہیں.... اچھا! اب میں چلا.... کل بارہ بجے تک ساری تیاری مکمل کرنی ہیں۔ ٹھیک آئھ بجے صبح داش منزلف پتیج جاتا۔"

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

"گھر!"

"کیا مطلب؟"

"اب تم اطمینان سے فیوز باندھتی رہنا لیکن اس سے پہلے باتحہ روم کے ہولڈر سے اکنی نکالنا .. کل وصول کروں گا۔"

"اوہ...." وہ غالباً دانت پیس کر غرماں تھی۔  
اور عمران مزید کچھ کہے بغیر باہر نکل آیا تھا۔

## O

دوسری صبح وہ سب داش منزل میں اکٹھے ہوئے۔ عمران فرینڈو کے میک اپ میں تھا۔ صدر ہنزی کے میک اپ میں اور خود جولیا مونا کے میک اپ میں.... لزی اور رابر ٹو اسی عمارت میں اب بھی تھے جہاں انہیں رکھا گیا تھا۔

فرینڈو، ہنزی اور مونا داش منزل میں قید تھے اور ان کی گمراہی بیک زردو کے سپرد تھی جو آج کل عموماً ایک ملازم کے بھیں میں داش منزل میں ہی رہتا تھا۔

"اوہ!" یہک صدر چوک کر بولا "جوزف کے لئے آپ نے کیا سوچا ہے.... اس کے لئے کہاں سے گنجائش نکلے گی؟"

"اس کے لئے پہلے ہی انتظام کر چکا ہوں۔ اگر تم لوگ دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ آؤ۔" وہ انہیں داش منزل کی حوالات تک لیا۔

سلاخوں کے پیچھے فرینڈو کے ساتھیوں کے علاوہ ایک لمبا تر ٹکا جھٹی بھی موجود تھا وہ انہیں دیکھ کر کسی بن یا نس کی طرح غرما تا ہوا چھلنے کو دنے لگا۔ اور عمران اپنے ساتھیوں سے بولا "جوزف اس کی جگہ لے گا۔"

فرینڈو، ہنزی اور مونا خاموش تھے۔

دفعاً مونا فرینڈو پر الٹ پڑی....." سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے تم نے ہی اس کام کا ذمہ لیا تھا۔ میں کہہ رہی تھی کہ کسی اجنبی ملک میں ہم قریب قریب بے بس ہوں گے۔"

"تم نے بالکل ٹھیک کہا تھا لڑکی۔" عمران باتحہ اٹھا کر بولا "اب بہتری اسی میں ہے کہ بونا کا صحیح پتہ تادا دو۔ ورنہ ہماری عدم موجودگی میں یہاں والے تمہارے آرام کا خیال نہیں رکھیں گے۔"

"جو کچھ ہمارے علم میں تھا بتا کچھ..... اس سے زیادہ نہیں جانتے۔" مونا دامنی آواز میں تھی۔ بہت ہی خاص آدمیوں کو معلوم ہوتا ہے ہمارا کام تو بس اتنا ہی تھا کہ ہم تم لوگوں

ہی اسٹریور اسکوڈی گامپ پینچا دیں اور خود بھی تمہارے ساتھ رہیں... تم لوگ کہاں لے جاؤ گے ہمیں اس کا علم نہیں تھا شاید ابھی اسٹریور کے کپتان کو بھی اس کا علم نہ ہو... راستے ہی میں اسے اطلاع ملے گی۔ گریٹ میں کہتی ہوں کہ تم لوگ بہت براخطرہ مولے رہے ہو!"

عمران اس کی بات کا جواب دیئے بغیر واپسی کے لئے مزگا۔

"ایک تماشہ اور دکھاؤں گا۔" عمران نے جولیا سے کہا اور صرف اسی کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک طرف چلنے لگا۔ صدر سے اس نے ہال میں چلنے کو کہا تھا۔

"کہاں لے جارہے ہو؟" جولیا نے ڈھیلے ڈھالے لجھ میں کہا۔ میں بچپنی رات کا بدلہ تم سے ضرور لوں گی۔ خواہ کچھ ہو۔"

"میں تمہیں نہیں روکوں گا۔" عمران نے لاپرواں سے کہا اور وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔

جولیا کا ہاتھ اب بھی عمران ہی کے ہاتھ میں تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی جولیا بوکھلا گئی اور اسے غصہ بھی آیا! آخر یہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے کیوں خواہ خواہ اپنے لئے مصیتیں مولیتا ہے۔ سامنے مسہری پر توری چٹ لینا ہوا پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"السلام علیکم۔" عمران نے اسے مخاطب کیا۔

توری نے سر گھما کر ان کی طرف دیکھا اور نحیف سی آواز میں سلام کا جواب دے کر آہستہ آہستہ کرائے لگا۔

جو لیا تھی رانہ انداز میں کبھی عمران کی طرف دیکھتی اور کبھی توری کی طرف۔

عمران نے توری سے کہا "سنودوست! ہم دونوں شادی کرنے جارہے ہیں۔"

"خدامبارک کرے!" توری نے کراہ کر کہا اور جولیا جو عمران پر الٹ پڑنے کا رادہ ہی کر رہی تھی کہ حیرت سے منہ کھول کر رہ گئی کیونکہ یہی توری جولیا کو عمران کے ساتھ دیکھ کر آگ بولہ ہو جیا کرتا تھا جا یکہ اس وقت اس نے نہ صرف اس کا ہاتھ پکڑ کر کھا تھا بلکہ شادی کی خوشخبری بھی دے رہا تھا لیکن یہ توری...؟ اس نے اسے مبارکباد کہا تھا۔

یہ کیا یہودگی ہے؟" جولیا نے جھٹکے کے ساتھ اپنا ہاتھ چڑھاتے ہوئے عمران سے کہا۔

جنور نے اس پر سکر کر کہا تھا" یہی مبارک موقع پر لڑائی بھگڑا اچھا نہیں ہوتا۔" تویر کے لجھ میں جولیا نے خلوص محسوس کیا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے بھائی؟" عمران نے تویر سے پوچھا۔

"میرا نام... میرا نام....!" تویر کچھ سوچتا ہوا بولا "میرا نام زنجیر ہے۔"

"وہ کیوں بھائی زنجیر؟ یہ بڑی بد تیزی ہے کہ تم لیٹھے ہوئے ہو اور ہم کھڑے ہیں۔" عمران نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔

"بھائی! تویر دردناک آواز میں کراہا۔" میں مجبور ہوں اٹھ نہیں سکتا میرے پیٹ میں آنسیں نہیں ہیں لہذا میری زندگی کا انحصار صرف لیٹھے ہی رہنے پر ہے۔"

"چھپی بات ہے! لیٹھے رہو۔" عمران نے کہا اور جولیا کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے دروازے کی طرف مزگا۔

راہداری میں دونوں کے درمیان چار پانچ گز کا فاصلہ تھا۔ دفتار جولیا نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا اور روکتی ہوئی بولی "یہ تم کیا کرتے پھر ہے ہو۔ تویر کو کیا ہو گیا ہے؟"

"میں نے اس کی آنسیں نکلوالی ہیں۔" عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "فضلول باتیں نہ کرو... یہ کیا بالکل بُندے ہے؟"

"اطمینان سے بتاؤں گا۔ یہ ابھی کچھ دیر بعد ٹھیک ہو جائے گا۔"

"تم نے کیا کیا ہے؟"

"چلتی رہو! بتاؤ ہوں.... میں، رابرٹ اور لڑی اسی طرح لے جائے جاتے۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"یہ ایک عرق ہے جو جسم میں انجکٹ کیا جاتا ہے اور اس کا اثر آٹھ یا دس گھنٹے تک باقی رہتا ہے۔ آٹھ گھنٹے بعد وہ پھر اپنا نام زنجیر کی بجائے تویر بتانے لگے تا اور اس کی آنسیں پیٹ میں پہنچ جائیں گی۔"

"تم نہیں بتاؤ گے!" جولیا نے آنکھیں نکالیں۔

"پھر بتاؤں گا۔" عمران نے کہا۔

"ل میں پہنچ چکے تھے۔"

صدر نے آگے بڑھ کر عمران سے پوچھا۔

"وہ جبھی کہاں سے پہل پڑا؟"

"وہ بھی شب تار کا بھتija ہے۔ جب میں اسٹرپر گیا تھا تو میری نظر اس پر پڑی تھی۔ یہ اسٹرپ کے خلاصوں میں سے تھا۔ میں نے بحیثیت فرعنہ و کپتان کو بتایا تھا کہ میں نے عمران، رابرٹو اور لزی کو قابو کر لیا ہے اس نے انہیں جہاز تک لانے کی تدبیر بتائی اور میں نے اس سے ایک مضبوط آدمی نام لگا۔ نظر انتخاب اس جبھی پر پہلے ہی پڑ چکی تھی۔ اس نے جب مجھے کسی کو منتخب کرنے کو کہا تو میں نے اسی کی طرف انگلی اٹھا دی۔ اور اب جوزف اس کی جگہ لے گا۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا! آپ لوگ برہ کرم یہیں ٹھہریے!"

"تم جولیا سے اڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔" جولیا آنکھیں نکال کر بولی۔ "یہ مت بھولو کر تم نے یہ تذکرہ میرے سامنے چھینا ہے۔ تھیں تفصیل میں جانا ہی پڑے گا۔ خواہ اس کے لئے جنم میں سے کیوں نہ گزرنما پڑے۔ میں سپنس میں رہنے کی عادی نہیں۔"

"ایسی غراہیں سن کر میرا زوس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا ہے۔"

عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ "خدا کے لئے آہتہ بولو... تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

"تو نیرو والا معاملہ!"

"ہوں! یہ بتاؤ کہ لزی اور رابرٹو جہاز پر کیسے نجاتے جاسکتے۔ ظاہر ہے کہ انہیں قیدیوں کی طرح نہیں لے جایا جاسکتا۔ یہوش کر کے صندوقوں میں بند کیا جائے تو جہاز پر بارہونے سے پہلے کشم کا عملہ صندوق ضرور کھلوائے گا لیکن کپتان ایک ایسی تدبیر بھی کر سکتا ہے کہ تیوں قیدی برضاور غربت اسٹرپر ٹپے جائیں۔ قیدی تین شاخت ناموں کی تصاویر کے میک اپ میں ہوں گے۔ ان سے اگر پوچھ گئے کی جائے گی۔ تو وہ اپنے وہی نام تائیں گے جو ان شاخت ناموں پر تحریر ہوں گے۔ مثال کے طور پر تو نیز کوئے لوجو اپنام زنجیر بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پیٹ میں آنکھیں ہی نہیں ہیں۔"

"وقم نے کوئی عرق اس کے جسم میں انجکٹ کیا ہے جو تھیں کپتان سے ملا تھا۔"

"ہاں.... اسے انجکٹ کرو.... اور جس کے انجکٹ کرو.... اس سے جو چاہے کھلوالو.... وہ قطعی ہوش میں معلوم ہو گا.... لیکن اس کی اپنی قوت ارادوی فا ہو چکی ہو گی.... تو نیرو خود

لوڑ بیٹھتا ہے.... کیونکہ میں نے اس کو یہی بتایا تھا کہ اس کا نام زنجیر ہے.... میں نے اسے پہل پر لانا کر کہا تھا کہ وہ اٹھ نہیں سکتا.... کیونکہ اس کے پیٹ میں آنکھیں نہیں ہیں!"

"اوہ! اگر تھیں اس کی بہت کیسے ہوئی کہ تم تو نیرو کو نجت مشیں بناو۔"

"غلطی ہوئی۔ اگر تم چاہو تو میں تھیں گلہری خامنہ بنا کر ذم کی علاش میں سرگردان کر سکتا ہوں۔ تم ساری دنیا میں اپنی ذم علاش کرتی پھر وگی۔"

"تم بعض اوقات حد سے گذر جاتے ہو۔" جولیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔

"کیوں میرا دماغ چاٹ رہی ہو.... اسی چوہے ایکس ٹونے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس عرق کا تجربہ کسی بیلی پر کروں لیکن تم نہیں میں لہذا اُسی کے کہنے کے مطابق بیلی کے بعد تو نیرو پر تجربہ کرنا پڑا۔"

جولیا کسی سوچ میں پڑ گئی۔

## O

دوسرے دن وہ سب اسٹرپر تھے۔ چوہاں دوہرے میک اپ میں تھا۔ ان تیوں کو عرق انجکٹ کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ انہیں تو ہر حال میں جعلی شاخت ناموں ہی سے نسلک رہنا تھا۔ اسٹرپ پر بچپنے ہی تیوں کو ایک کیبین میں بند کر دیا گیا جو زوف خلاصوں سے جاملا تھا۔ عمران نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ وہ زیادہ تر اپنی زبان ہی بند رکھے اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرے کہ اسے شدید ترین زکام ہو گیا ہے تاکہ آواز کی تبدیلی پر کسی کو شہادہ نہ ہو سکے۔ شراب کے لئے خصوصیت سے سمجھا یا تھا کہ دوسرے لوگوں کے معمول سے تجاوز کرنا ہو تو ہمیشہ علحدگی میں پڑے۔ کسی کے سامنے بلانوٹی کا مظاہرہ خطرناک اور اشتبہاً انگیز ثابت ہو گا۔

جولیا کو اس نے بتایا کہ فرعنہ و مومنا کا شوہر تھا۔

"تو پھر؟" جولیا نے آنکھیں نکالیں۔

"لہذا جبکہ اُنھیں بھی میرا شوہر بننا پڑے گا!" عمران کے لمحے میں بے بی تھی۔

"میں کسی قسم کی بھی بیہودگی نہیں برداشت کر سکتی.... سمجھے؟"

"اگر شوہر اور بیوی ہونا بیہودگی ہے تو میں واپسی پر اپنے والدین کو گولی مار دوں گا۔"

نکام کی باتیں کرو... اب کیا کرتا ہے؟"

"کسی ایسے جزیرے میں جا کر مرتا ہے... جہاں شادی بیاہ کاروچ ہی نہ ہو۔" عمران نے  
مشنڈی سائنسی لی۔

جہاں کے کپتان کا نام پیدرود تھا۔ اور یہ نام صدر کونہ جانے کیوں صوتی اعتبار سے اس کی  
شخصیت سے زیادہ ہم آہنگ معلوم ہوتا تھا وہ ایک پستہ قد اور بلڈ اگ قسم کا آدمی تھا۔ گردن موٹی  
اور برائے نام تھی۔ اتنی مختصری تھی کہ اسے کسی جانب صرف سر گھمانے کی بجائے پورا جسم گھماتا  
پڑتا تھا۔ ہر وقت اس کے ہونٹوں پر ایک موٹا سا سگار دبارہ تا اور آنکھیں شراب کے نشے میں ڈوبی  
رہتیں۔

لیکن اس کے باوجود بھی وہ کسی سے گفتگو کرتے وقت بے حد نہ سکون نظر آتا دیے جلیے کسی  
بھگڑا لوہی آدمی کا ساتھا۔ جہاں کا عملہ اس سے خائف نظر آتا۔ اس کے ماتحت اس سے گفتگو کرتے  
وقت ہکلانے لگتے تھے۔ عمران نے جولیا اور صدر کو سمجھا تھا کہ وہ بھی خود کو خائف ہی ظاہر  
کرنے کی کوشش کیا کریں۔

عمران کا خیال تھا کہ پیدرود بونا کے خاص آدمیوں میں سے ہے اسی لئے قیدیوں کو اسینر تک  
پہنچانے کی ذمہ داری اس کے پردازی گئی تھی۔ فرینڈ اور اس کے ساتھیوں کو تو صرف اپنے شکار  
کو قابو میں کرنا تھا۔

اس جہت اگلیز عرق کی تھوڑی سی مقدار عمران نے پار کر دی تھی جو اسے پیدرود سے ملا تھا  
اس کے عوض شیشی میں اسے تھوڑا سا پالی ڈالنا پڑا تھا اور پھر شیشی پیدرود کو واپس کر دی تھی۔  
جو لیانے عمران سے پوچھا "آخر شویر اس تجربہ کے لئے تیار کیے ہو گیا تھا۔"

"اس کے فرشتے بھی تیار ہوتے۔" عمران نے جواب دیا۔ ایکس نے اسے مجبور کیا تھا۔ مگر  
وہ بھی برا استم طریف ہے۔ اس نے توری سے فون پر پوچھا تھا کہ کیا وہ زکام میں بتلا ہے؟ ظاہر ہے  
کہ توری نے اثبات ہی میں جواب دیا ہو گا۔ کیونکہ وہ حقیقتاً زکام میں بتلا تھا۔ ایکس نے کہا کہ یہ  
زکام انفلو کسرا میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے اس لئے اسے فوراً افس مزدیں پہنچا پا جائے جہاں ڈاکٹروں  
کا ذاکر... ڈاکٹر علی عمران ایم ایمس سی پی ایچ ڈی جھاپکو پیچہ اسے نجاشن دے گا۔"

"اوہ.... تو یہ کہو! ورنہ تم پیچارے کیا آمادہ کر سکتے اسے...." جو لیانے کہا اور عمران صرف

مُسکرا کر رہ گیا۔

صدر کو تو انہیں تک یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اس ناٹ کلب کے فیبر کا کیا ہوا تھا؟ وہ  
اسے بیوشاں چھوڑ آئے تھے۔ ہوش میں آنے پر اس نے ہنری سے ضرور رابطہ قائم کرنے کی  
کوشش کی ہو گی جو لوزی اور رابرٹو کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔  
صدر کے استفسار پر عمران نے بتایا کہ ہوش میں آنے پر فیبر نے بلاشبہ فون پر ہنری سے  
رابطہ قائم کیا تھا لیکن اس وقت تک چوہاں ہنری کی جگہ لے چکا تھا۔ اس لئے بات جہاں تھی وہیں  
رہ گئی تھی۔ اس نے اسے اطمینان دلادیا تھا کہ وہ ان دونوں بلیک میلرز سے بھی سمجھ لیں گے اسے  
پریشان نہ ہونا چاہئے!

اور اب وہ بھی سوچ رہے تھے کہ عمران نے کتنے حیرت انگیز طور پر حالات اپنے قابو میں  
کے تھے۔

رابرٹو لوزی سے کہتا "دیکھ لیا تم نے عمران کو.... کون ہے جو اسے احمق یا لاپرواہ سمجھے گا؟"  
"مگر اب کیا ہو گا؟" "زی ہو چکتی۔"

"خدائی جانے! میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ عمران نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی ہے اور  
لوگی بونا سے الجھا موت ہی کو دعوت دیتا ہے۔ یہ تو اس کا ایک بہت معمولی سا شعبدہ تھا۔"  
پیدرواب ان لوگوں سے قطعی بے تعلق ہو گیا تھا۔ عمران خود بھی بھیجا ہتا تھا کہ اسے اس  
سے زیادہ گفتگو نہ کرنی پڑے۔

رابرٹو کی حالات کی کنجی عمران ہی کے پاس تھی۔ دوسرا دن رابرٹو نے عمران کی اس  
حرکت پر شدت سے احتجاج کیا کہ وہ دیدہ و دانستہ ان سکھوں کو موت کے منہ میں لے جا رہا ہے۔

"اوہ اب ہوش آیا ہے تمہیں؟" عمران مسکرایا۔

"حالات نے میرے اوساں بحال نہیں رکھے تھے۔" رابرٹو بولا۔ "تم نہیں سمجھ سکتے کہ تم  
سے کتنی بڑی غلطی سرزد ہو رہی ہے۔ بونا کے دشمن اس سے دور بھاگتے ہیں اور تم... خود ہی  
اس کے جاں میں پھنسنے کے لئے جا رہے ہو بلکہ مجھے یہ کہنا چاہئے کہ پھنس پکے ہو۔"

"پھنس پکے ہیں نا....؟"

"مجھے تو اس میں شبہ نہیں ہے۔"

"اب ہو جائیں گے!" عمران نے لاپرواٹ سے کہا اور حوالات سے باہر نکل کر دروازہ مغلق کر دیا۔

لیکن وہ حقیقتاً لاپرواٹ برتنے کے موڑ میں نہیں تھا۔ یہ سارے سوالات پہلے ہی اس کے ذہن میں پیدا ہو چکے تھے اور وہ ان کے جواب کے لئے نئے حالات کا منتظر تھا!

## O

وہ دن بھی یونہی گذر گیا اور پیڈ روکی طرف سے اسے کوئی خاص اطلاع نہ مل سکی اب تو ایسا معلوم ہونے لگا تھا جیسے پیڈ رو جہاز پر ان کی موجودگی سے لاطم ہی ہو۔ اکثر عمران کا اور ان کا سامنا بھی ہو جاتا تھا لیکن عمران کو اس کی آنکھوں میں شناسائی کی ہلکی سی جھلک بھی نہ دکھائی دیتی۔ وہ اس طرح اس کے قریب سے گزر جاتا جیسے پہلے بھی ملاقات ہی نہ ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں اس سے کوئی کام نکال لینا کتنا مشکل تھا۔ دیسے اگر اس سے مل بیٹھنے کا موقع بھی نصیب ہوتے رہے ہوتے تو بات دوسرا تھی۔ عمران اب تک بہت کچھ کر پکھا ہوتا۔

صفدر اور جولیا کے ذہنوں میں بھی وہی سوالات ابھرے تھے جو رابرٹو کی بے چینی کا باعث بنے ہوئے تھے عمران نے اسے تو نال دیا تھا لیکن یہ دونوں سر ہو گئے۔

"یہ حقیقت ہے!" عمران نے سمجھی گی سے کہا۔ "ایک اندھی چال تھی اور اب بھی ہم اندھیرے ہی میں ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہی ہو جو تم لوگ سوچ رہے ہو۔"

"اس کے علاوہ اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟" صدر بولا۔

اس کے جواب کا انحصار بھی آئندہ پیش آنے والے حالات پر ہے۔

"لیکا یہ دیوانگی نہیں تھی؟" جولیا نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔ "تم صرف رابرٹو کی حفاظت کر سکتے ہو۔ اس قصے کو دیہی ختم کر دیتے۔ مگر تم کیا کرو۔۔۔ ایکس ٹوہی کی دیوانگی کبھی جا سکتی ہے۔ کون جانے اسے بھی تم نے غلط مشورہ دیا ہوا؟"

"لیکا وہ ماتحتوں کے مشورے قبول کر لیتا ہے؟"

"ضروری نہیں ہے کہ اس کا رو یہ تمہارے ساتھ بھی وہی ہو جو ہمارے ساتھ ہے۔"

خوبی دیر تک خاموشی رہی پھر صدر نے کہا۔ "خیر اگر ہم اٹلی چیزیں گئے تو وہاں سے ہماری

"تو بس پھر صبر کرو کہ اس کا چھل میٹھا ہے۔ گھٹلی سمیت نگل لینا۔" عمران نے بیٹھی کی طرف مرتے ہوئے کہا۔ "اہ اب تم کہو۔"

"میں کیا کہوں؟" لڑی نے نہ اسامنہ بنا کر جواب دیا۔

عمران جو شاید ان کی چیز چاہئے سے لطف انداز ہو ناچاہتا تھا نہ کربولا۔ "تم کہہ بھی کہا سکتی ہو کیونکہ گرد میں تو ہماری کٹیں گی۔ تم تو بوغاتی کی لڑکی ٹھہریں۔"

"ہوں لس ہوشیار ہی رہنا مجھ سے۔"

"دوسری بات؟" رابرٹو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "جوزف کے لئے کیا سوچا ہے؟"

"کیوں؟"

"وہ اس جہاز میں ایک خلاصی کی حیثیت میں ہے کہ پتان جہاں کہیں بھی اتارے گا صرف ہمیں اتارے گا۔۔۔ اور جوزف۔۔۔؟"

"پرواہ مت کرو!" عمران نے شانوں کو جنبش دی۔ "یہ دیکھنا میرا کام ہے!"

"میرا خیال ہے کہ میں تمہیں بہت جلد اتنا لگا کہا وادیکھوں گی۔"

"بیکار باتیں نہ کرو!" رابرٹو بولا۔ پھر اس نے عمران سے پوچھا۔ "کیا تمہیں علم ہے کہ ہم کہاں اتارے جائیں گے؟"

"ابھی تک تو نہیں معلوم ہو سکا۔"

"تم جسچ آنکھیں بند کر کے اندھے کنویں میں کوڈ پڑے ہو۔"

"ہوں۔۔۔ اوں۔۔۔" عمران کچھ سوچنے لگا تھا۔

"اور پھر کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ایک ہی جگہ اتارے جائیں۔ تمہارے بیان کے مطابق فرنینڈ اٹلی سے آیا تھا لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ ہمیں بھی اٹلی ہی جانا پڑے جب کہ بوغاتو خود ہی لا تعداد چھوٹے چھوٹے جزیروں پر حکمرانی کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم اور چوبان کسی جزیرے میں اتار دیئے جائیں۔ تم لوگ بحیثیت فرنینڈ، ہنزی اور مونا اٹلی ٹپے جاؤ!"

"مفت میں اٹلی کا سفر۔۔۔ ہلا۔۔۔" عمران نے پچکا نہ انداز میں خوشی ظاہر کی۔

"تم کیوں اپنادماغ خراب کر رہے ہو رابرٹو؟" چوبان نے کہا۔

"محض اس لئے کہ تم لوگ بوغاتے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔"

و اپسی ممکن ہے لیکن ان تینوں کا کیا ہوگا۔ عمران میں یہی کہوں گا کہ وہ محض تمہاری وجہ سے نجیب  
مارے جائیں گے۔ میرا دعویٰ ہے کہ یہ بات تم نے ہی ایکسو کو سمجھائی ہو گی کہ بوغا کا پتہ صرف  
اس طرح لگایا جا سکتا ہے۔

"میری ہی وجہ سے دنیا میں آئے دن مختلف مقامات پر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ لوگ گرتی  
ہوئی عمارتوں میں دب کر مر جاتے ہیں اور ان کا خون میری گردون پر ہے۔"

"باتوں میں متازاً... تم نے ہمیں مصیبت میں پھسادیا ہے۔ "حوالی حلاقوںی۔

"اچھا چلو۔ اب میں خاموش ہی رہوں گا۔ نکل جاؤ۔ مصیبوں کے جال سے۔ اگر منع کر دوں تو  
گردون اڑا دینا۔ وعدے کا پکا ہوں۔" عمران نے کہا اور جو لیادانت ہی بیٹھی رہ گئی۔

تیسرا دن پیدرو نے عمران کو اپنے کینین میں بولایا۔ وہ اس وقت نیلی چلوں، سفید یینڈو  
کٹ بنیان میں تھا۔ رم کی بوتل اور گلاس سامنے موجود تھے۔

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے عمران کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

عمران نے اس طرح پلکیں جھپکائیں جیسے اس کے شعور میں خطرے کا کوئی شیم پیدار سا  
احساس کلبلایا ہو۔ وہ ایک طرف کیوس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا تم بوغا کو حق سمجھتے ہو۔ پیدرو نے پہلے ہی کی طرف اس کی طرف دیکھے بغیر کہا اور  
عمران نے ایک طویل سانس لی۔ ساتھ ہی اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں بھی پہنچ گیا۔ جس میں بھرا  
ہوا پستول موجود تھا۔ مگر پیدرو کتنا مطمئن نظر آ رہا تھا اس نے ایک بار بھی عمران کی جانب نظر  
اٹھانے کی رحمت گوارہ نہیں کی تھی۔ یہ بیک اس نے بوتل اٹھا کر شراب اٹھی اور گلاس  
ہونٹوں سے لگایا۔ پھر شاندہ دسری سانس گلاس خالی کر کے لی تھی۔ چند لمحے رومنال سے ہونٹ  
خشک کرنے میں گذرے۔ اس کے بعد اس نے نظر اٹھائے بغیر کہا۔ "بوغا کی توقعات کے خلاف  
کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس کی بھی اسکیم تھی؟"

"کیا میں فی الحال اس بوتل میں کاگ لگا دوں۔" عمران نے مسکرا کر پوچھا وہ بہت زیادہ  
ہشاش بیشاش نظر آنے لگا تھا۔ انداز پکھا ایسا تھا جیسے وہ اب تک اسی پچویشن کے انتظار میں رہا ہو۔  
"کیوں؟" اس بار پیدرو نے سر اٹھایا۔ اس کی سرخ سرخ آنکھیں اپنے حلقوں سے الگی پڑی  
تھیں۔ لیکن ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"میرا خیال ہے کہ کھلی ہوئی بوتل بعض لوگوں کو بغیر پہنچنے پر مجبور کر دیتی ہے۔"

"شراب ہی شہری! " وہ برادر مکارے جا رہا تھا۔

"تم نے مجھے کیوں بلایا تھا؟"

"بس یہ بتانے کے لئے کہ تم ہمیں بہت جلد داعی مفارقت دینے والے ہو۔۔۔ لینڈ کرنے  
کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"لیکن بوغا کا تذکرہ کیوں نکال بیٹھے تھے؟" عمران نے تمہارا بھج میں پوچھا۔

"تاکہ تمہاری بعض غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔"

"میں نہیں سمجھا!"

"بوغا تمہیں کتنے سکون کے ساتھ اپنے پاس بلوار ہا ہے خالا تکہ میں نے سنا ہے کہ تم نے خود  
اے دھوکا دینے کی کوشش کی تھی لیکن اب اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر سوچتا کہ خود ہی کس طرح  
اپنے ہی جال میں پھنس گئے ہو۔"

"میں کہہ رہا ہوں دوست! " عمران مکرایا۔ بوتل میں کاگ لگا دوں، ورنہ اب تمہیں ڈراؤنے  
خواب بھی نظر آنے لگیں گے۔"

پیدرو نے ہلاکا ساق تھوپہ لگایا۔ کچھ دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "بوغا جانتا تھا کہ تم یہی سب کچھ کرو  
گے۔ اسی لئے اس نے تم لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کر ائی تھی اگر وہ خود نہ چاہتا تو تمہارے فرشتوں کو  
بھی علم نہ ہو سکتا کہ کب کیا ہو گیا۔۔۔ بس جاؤ۔۔۔ ان تینوں کو حوالات سے نکال کر ذیک پر پہنچ  
جاؤ۔۔۔ یہ بہت بُری بات ہے کہ ہمارے خلاصیوں میں سے بھی ایک آدمی کم ہو جائے گا۔"

عمران کا دل چاہا کہ وہ میز پر دونوں ہاتھ ٹیک کر گدھوں کی طرح رینکنا شروع کر دے۔ وہ  
کتنی دلیری اور کتنے پھر تیلے پن سے بوغا کے جال میں آپھا تھا۔

اس نے چب چاپ جیب پر سے ہاتھ ہٹالیا۔ اب بہتری اسی میں نظر آئی کہ وہ تیزی سے  
اقدامات نہ کرے۔

"بوغا کے آدمی محفوظ ہیں۔" اس نے کسی قسم کی پریشانی غاہر کئے بغیر کہا۔

"اگر تھوڑا نہ بھی ہوں تو کیا فرق پڑے گا۔" پیدرو نے لاپرواں سے کہا۔ "بوغا ایک ایسا شاطر  
ہے، جو ضرورت پڑنے پر بے دریغ اپنے مہرے پوادیتا ہے اور اس کی پریشانی پر شکن تک نہیں

آتی۔"

"خیر!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ میں بالکل اپنے ہی جیسے ایک آدمی کا مہمان بننے جا رہا ہوں۔"

"تم....؟" پیدرو نے اپنی دامن کو جبکش دی۔ تم اس کے سامنے ایک چیزوں سے بھی زیادہ حصیر ہو۔ اس کی بیٹی کی حماقتیں تم لوگوں کی رہائی کا باعث بنی تھیں۔ ورنہ بوغا کی جیلوں کے گرد دیواریں نہیں ہوتیں۔"

"میں خود اب تک چکتا رہا ہوں کہ رابرٹو کی باتوں میں آکر میں کیوں نکل بھاگا تھا۔" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔ "بوغا تو برا گل آدمی ہے.... مجھے پھر اس کی خدمت کر کے خوشی ہی حاصل ہوگی۔ کیا میں اب اس بولی میں کاگ لگا دوں؟"

"تم پاگل تو نہیں ہو؟" دفتار پیدرو جھلکا گیا۔

"کیوں.... کیوں خفا ہوتے ہو پیدرو؟"

"کیوں کہ مجھے اس بولی کی تہہ میں تمہاری موت ناچی دکھائی دیتی ہے۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"کیا کواس ہے؟" پیدرو آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"وہ لڑکی جو تمہاری میز پر کھانا لگاتی ہے.... تمہارے نائب کی بھی منظور نظر ہے۔"

"نہیں!" پیدرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے پلکیں جھپکاتا رہا پھر بولا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا....؟"

"میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

"اوہ.... وہ ذیل... اسے اس کی جرأت کیسے ہوئی! اگر تم کیا جاؤ کہ وہ میری منظور نظر ہے۔"

"جو شخص بوغا سے نکلا جانے کا دعویٰ رکھتا ہو اس کی آنکھیں اتنی تیز ہونی چاہیں دوست۔"

"ہوں!...." پیدرو غرما تاہا بیٹھ گیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا پھر وقت وہ نہیں بڑا۔.... "وہ.... تم

"مجھے دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہو.... کیوں؟"

"بھلاس سے مجھے کیا فائدہ پہنچ گا اگر تم اپنے نائب کو مارڈا لو۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔" وہ پھر کچھ سوچنے لگا۔

"اس نے اس بولی میں کاگ لگا رہا ہوں..... کہ تمہارا ہر وقت بہت زیادہ نشے میں رہنا مناسب نہیں ہے!"

بھلا پیدرو کو کیسے معلوم ہو جاتا کہ کاگ لگنے سے پہلے سرخ رنگ کا ایک کپسول بھی بولی میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ کپسول بچھلے ہی دن سے عمران کی جیب میں پڑا ہوا تھا اور وہ منتظر تھا کہ کب پیدرو سے ایسی حالت میں ملاقات ہوتی ہے جب وہ شراب پی رہا ہو۔

اگر پیدرو اس وقت اس سے کھل کر گفتگو نہ کرتا۔ تب بھی اس کی اس ایسکیم میں کوئی تبدیلی نہ ہوتی۔ کیونکہ وہ اس اسٹیچ پر خود کو بعض حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے سے ہر حال میں گریز کرتا۔ پہلے تو اس کی اسکیم کچھ اور تھی لیکن اب پیدرو سے گفتگو ہونے پر اس میں فوری طور پر کچھ تبدیلیاں کرنی پڑی تھیں۔

پیدرو نے بولی سے پھر کاگ کھال لی اور گلاس میں انٹیلیا ہو بولا۔ "ہونہہ! مجھے اتنا شکر ہوتا ہے کہ میں کسی خدا شزادہ گیڈڑ کی طرح مارا جا سکوں۔"

"تمہاری مرضی!" عمران نے اپنے دامن سے شانوں کو جبکش دی اور بولا۔ "میں چلا!"

"ٹھہرو! کوئی ایسی حماقت نہ کر بیٹھنا کہ تمہیں فوری طور پر سر جانا پڑے۔" پیدرو بائیں آنکھ دبا کر سکرایا۔ اگر ایسا ہو تو بوغا کو بڑا دکھ ہو گا کیونکہ وہ سکا سکا کر مارنے کا عادی ہے۔

"پرواہ مت کرو! میری سکیلیاں روک اینڈرول سے کسی طرح کم نہیں ہوتیں.... بوغا کا جی خوش ہو جائے گا۔" عمران نے بھی.... اسی انداز میں آنکھ دبا لی اور کہن سے باہر نکل آیا۔

اب اسے پیدرو کے نائب ملکن کی تلاش تھی۔ یہ ایک اوست درجے کا سیدھا سادا آدمی تھا۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کی بناء پر لوگوں کی توجہ خصوصیت سے اس کی طرف مبذول ہوتی۔ وہ زیادہ تر خاموش اور الگ تھلگ ہی دیکھا جاتا تھا۔

"ہیلو.... لیفٹینٹ! عمران نے اسے متوجہ کیا۔

"ہیلو!"

یہ پیدرو کو کیا ہو گیا ہے.... مجھے تو براخوف معلوم ہوتا ہے۔ عمران نے مسمی سی شکل بنا

کہ اسٹریپ ان کا تقدیم ہے۔ وہ بھی اس لئے کہ عمران اپنے آدمیوں کا مختلف مجموعوں پر اتارا جاتا مناسب نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اس کا سوال ہی نہیں تھا۔ وہ پہچان لئے گئے تھے۔ عمران نے دارالحکومت ہی میں دھوکا کھایا تھا۔ وہ سمجھا تھا کہ بونا کے لئے کام کرنے والے اس سے لاعلم ہیں کہ عمران ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ لیکن خود اس سے بے خبر تھا کہ بونا نے دوہر اجال بچایا ہے۔ بونا نے تو دراصل اپنے کچھ آدمی اس کے علم میں لا کر دوسروں سے اس کی نگرانی کرائی تھی اور اس طرح عمران اور اس کے ساتھی بڑی خوشی سے گویا موت ہی کے منہ میں کو دگئے تھے۔ بہر حال وہ کپسول جو عمران کی جیب میں پڑا ہوا تھا۔ اس وقت شرار نہیں پیدرو کی بوتل میں داخل ہوا تھا۔ ورنہ مقصد تو حل ہو چکا تھا۔ دوسری صورت میں بھی یقینی طور پر وہ کپسول کسی نہ کسی طرح پیدرو کی بوتل میں ضرور داخل ہوتا۔ نتیجے کے طور پر وہ پاگل ہو جاتا تو اس کے نائب کو اسے اس کے کمین میں مغلل کر کے اسٹریپ کا چارج خود لینا پڑتا۔ اور پھر ہوتا عمران کا راج! وہ میلن کی مٹکنی کس لیتا اور پھر صدر یا پوہان اس کی جگہ لیتے۔ یہ حرکت پیدرو کے ساتھ بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن دشواری یہ تھی کہ ان میں سے کوئی بھی پیدرو کا روول ادا نہ کر سکتا۔ کیونکہ پیدرو جسمات کے اعتبار سے ان لوگوں سے بہت مختلف تھا۔ چرے کامیک اپ آسانی سے ہو جاتا لیکن یہ تو عمران کے فرشتوں کے بھی بن کی بات نہیں تھی کہ وہ اپنے کسی آدمی کو پستہ قدر اور کو تاہگردن بنا سکتا۔ اسی دشواری کی بنا پر اس نے اتنی گھماڑ پھراؤ والی اسکیم بنائی تھی۔

اب اس نے سوچا کہ اس میلن کے پاس سے کھکھ ہی جانا چاہئے کیونکہ ہنگامہ شروع ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

"اچھا لفڑیں تو میں قیدیوں کو دیکھوں۔" عمران نے کہا اور وہاں سے کھکھ آیا۔ اس کا بھی اندازہ ہو چکا تھا کہ میلن کو اصل حالات کا علم نہیں ہے وہ اسے فرغتہ دیتی بونا ہی کا آدمی سمجھتا ہے۔

## O

صدر نے عرضے پر شور سننا اور بوكھلا کر کمین سے باہر آیا۔ خلاصیوں کے مجمع میں اسے پیدرو آیا جو دشیوں کی طرح اچھل اچھل کر کہہ رہا تھا۔

کر کہا۔

"کیوں؟"

"میں سے مجھے اور ہنری کو باری باری سے بلاکر بور کر رہا ہے۔"

"کیوں؟"

"کبھی مجھ سے کہتا ہے کہ تم ڈریلا کو چھانس لو گے.... اور کبھی ہنری سے یہی کہتا ہے.... میں نہیں جانتا کہ ڈریلا کون ہے!"

"ڈریلا.... ہاں وہ اس کی خادم ہے.... لیکن وہ تم سے ایسی باتیں کیوں کرتا ہے؟" میلن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اہ بھی اس نے پھر بلایا تھا مجھے.... اس بار تو وہ تمہارا نام بھی لے رہا تھا.... چیخ چیخ کر تمہیں گالیاں دے رہا تھا.... کہہ رہا تھا کہ اگر تم دونوں نے نہیں چھانسا.... تو پھر.... میلن ہی اس پر ڈورے ڈال رہا ہو گا۔"

"کیا یہودگی ہے؟" میلن آہستہ سے بڑا بڑا۔

"خدا جانے!" عمران نے شانوں کو جنبش دی۔ "میں خود بھی نہیں سمجھ سکتا۔ تم تو مجھے بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو.... کوئی خاندانی آدمی!.... کیا میں یہ سمجھ لوں کہ پیدرو آہستہ آہستہ اپناز ہنی تو ازان کھو رہا ہے، بہت زیادہ پینے والوں کا بھی حشر ہوتا ہے.... میں جانتا ہوں۔"

میلن کچھ نہ بولا۔ وہ خلا میں گھوڑا تھا۔ پھر اس نے چوک کر کہا۔ "تم اپنے قیدیوں کو سنبھالو.... تمہیں جلد ہی ایک جزیرے میں اترنا ہو گا۔"

"ہم سمجھوں کو؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں کیپن نے یہی کہا تھا۔"

"اوہ.... تب تو وہ ضرور پاگل ہو گیا ہے۔ جزیرے میں تو صرف قیدیوں کو اترنا تھا۔"

"ہر گز نہیں! بونا کا پیغام خود میں نے سنائے۔"

"تب تو پھر ٹھیک ہی ہو گا۔"

یہ بات تو اسے پیدرو ہی سے معلوم ہو چکی تھی کہ وہ سب ساتھ ہی کسی جزیرے میں اتارے جائیں گے۔ پھر وہ کپسول اس کی بوتل میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو اس لئے تھا

"بارڈالوں گا.... زندہ نہیں چھوڑوں گا.... اس کی یہ جرأت کہ.... ڈریا پر نظر ڈالے۔"

دوسری طرف مشکن بھونچ کا کھڑا تھا اور دونوں کے درمیان کچھ مضبوط جسموں والے خلاصی حائل تھے۔ چیز ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے پیڑو مشکن کو بارہی ڈالے گا۔

پھر اس نے عمران کو بھی اپنے کیبین سے نکلتے دیکھا اور صدر قیزی سے اس کے پاس پہنچا۔ پیڑو چیز رہا تھا.... "ڈریا کو لاو.... بلاو اسے.... اگر وہ بھی.... میں اسے بھی گولی مار دوں گا.... ہٹو تم لوگ سامنے سے.... ورنہ میں ایک ایک کو کھا جاؤں گا۔"

وہ خلاصیوں پر ہاتھ چلانے لگا اور مشکن نے چیز کر کہا "یہ پاگل ہو گیا ہے۔ اسے پکڑ لو ورنہ یہ ہمیں بر باد کر دے گا۔"

جو خلاصی درمیان میں آگئے تھا اچھی طرح پہنچے کیونکہ پیڑو کسی اُر نے ہمیں کی طرح مضبوط تھا اور اس کے گھونے یقیناً ایسے ہی رہے ہوں گے جن سے جڑنے مل جائیں۔

چوٹ کھائے ہوئے سیاہ فام خلاصی بھی برہم ہو گئے اور انہوں نے اسے بے بس کر دینے کی کوشش شروع کر دی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" صدر نے پلکیں جھپکائیں۔

"عشق ہو رہا ہے!" عمران نے بڑی مقصودیت سے جواب دیا۔ "وہ ڈریا سے محبت کرتا ہے اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن دشواری یہ ہے کہ ڈریا کے اباجان مشکن کو پسند کرتے ہیں! اگر تم اماں جان سکتے پہنچ سکو تو تمہارا مستقبل بھی محفوظ ہو سکتا ہے۔"

کہیں یہ جھگڑا ہمارے معاملے کو کھلائی میں نہ ڈال دے "صدر بڑا ڈیا۔

"نہیں ہمارا معاملہ کھلائی یا سوندھی مٹی والے معاملے سے بالکل الگ ہے.... خدا کا شکر ہے۔"

صدر اس جھگڑے کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا اسے کیا علم کہ بی جمالو کے ابا جان اس کے قریب ہی کھڑی بھس میں پڑی ہوئی چنگاری کے کارناموں سے محفوظ ہو رہے ہیں۔

"مشکن بھی کمزور نہیں ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "مگر اس کا ہاضمہ کچھ خراب معلوم ہوتا ہے۔ ارے وہ دیکھو ان لوگوں نے تو پیڑو کو گراہی لیا.... وہ بھی! تم کہاں ہو ڈریا۔ ہمگی.... میں جانتا ہوں کہ تم صرف مجھ سے ہی محبت کر سکتی ہو۔ پیڑو اور مشکن تو دونوں نہیں

پھونٹے بڑے گدھے ہیں۔"

صدر چوک کر عمران کو گھوڑے لگاگر اس کے چڑے پر حمافت کے علاوہ اور کیا ملت۔ پھر بھی صدر کچھ غیر مطمئن سانظر آنے لگا۔

خلاصی پیڑو کو اٹھائے ہوئے اس کے کیبین کی طرف لے جا رہے تھے شاندروہ بیوو ش ہو گیا تھا۔ لباس تو بارہ تاریخی تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے انہوں نے کوئی لاش مُردار خور پرندوں کے پنج سے چھپنی ہو۔ مشکن بھی ساتھ تھا۔ اس نے عمران اور صدر کی طرف ہاتھ ہلا کر کہا۔

"تم لوگ اتنے کے لئے تیار ہو!"

"اوہ!" صدر نے اطمینان کی سانس لی اور پھر بولا "میں تو سمجھا تھا کہ شاید اب ہمیں سفر جاری ہی رکھنا پڑے گا.... مگر.... یہ کیسے ہو گا.... کیا وہ صرف قیدیوں کو اتاریں گے؟"

"کیا ہم قیدی ہیں؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا "تم بن خاموشی سے دیکھتے رہو.... جو زف بھی ہمارے ساتھ ہی اترے گا۔"

تحوڑی دیر بعد صدر کو کچھ پرندے اڑتے نظر آئے۔ جزیرہ غالباً قریب ہی تھا۔ اس کے ساتھی عرش پر اکٹھے ہو رہے تھے۔ ان میں قیدی بھی تھے اور اب مشکن کے حکم سے ان کے ہاتھوں میں بچھڑیاں بھی ڈال دی گئی تھیں!

## O

عمران پیڑو کے کیبین کے قریب کھڑا گندے کے ایک نکرے پر پہن سے گھیٹ رہا تھا۔

"پیڑو پیارے! بلکہ میری جان بھی! تمہیں پریشان نہ ہونا چاہئے۔ دو تین

دن میں تمہاری ذہنی حالت ٹھیک ہو جائے گی... بوغا کے لئے پیار...

اسے اطلاع دے دیا کہ میں ہمیشہ اس سے محبت کرتا رہوں گا۔

عمران"

گاند کو تہہ کر کے اس نے دروازے کی جھری سے کیبین میں ڈال دیا اور پھر قیزی سے چلتا ہوا عرش پر آیا۔ یہاں اس کے ساتھی بھی موجود تھے۔ اس نے رک گیا تھا۔ ایک بڑی کشتی نیچے اتاری جا رہی تھی۔ جزیرہ یہاں سے شاندروہ یا تین فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ لیکن وہ کوئی ریگستانی جزیرہ

نہیں معلوم ہوتا تھا تینی دوسرے بھی صرف سر بز درخت ہی نظر آ رہے تھے۔  
دفعتاً اسیئر نے تین سیٹیاں دیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جزیرہ والوں کے لئے کسی قسم کا اشارہ رہا  
ہو۔ کشتی پانی کی سطح پر پہنچ گئی تو رسیوں کی سیر ہی نیچے لکھا دی گئی۔

یک بیک رابر ٹو غریا۔ "ہم کیسے اتریں گے؟ ہمارے ہاتھوں میں تو ہجھڑیاں ہیں۔"

"تم اس مناسبت سے اپنے ہاتھ پھیلا سکتے ہو کہ رسیاں کپڑے سکو۔" عمران نے آنکھیں نھال  
کر کہا۔

اور رابر ٹو چپ چاپ اترنے لگا۔ اسی طرح لڑی بھی اتری مگر شاید وہ خوفزدہ تھی۔

اس کے بعد جوزف بھی سیر ہی کی طرف بڑھا۔

"اے تم کہاں؟" ممکن نے اسے نوکاں لیکن عمران کی ہدایت کے مطابق جواب تیار تھا۔

جوزف نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں اور بولا۔ "کیوں؟ کیپن نے مجھ سے یہی کہا تھا!"

"ہاں ہاں!" عمران نے سر ہلا کر تائید کی۔ "اے ہمارے ساتھ ہی اتنا ہے۔ پیڑو نے یہی  
کہا تھا۔ میرے سامنے کی بات ہے۔"

بات ختم ہو گئی تھی اور جوزف نہایت اطمینان سے نیچے اترتا چلا گیا تھا۔

کشتی ساحل کی طرف روانہ ہو گئی۔ یہ موڑ بوث تھی اور اس پر جہاز کے عملے کے چار نسلے  
آدمی بھی موجود تھے۔

ساحل تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ پانی پر ابھری ہوئی لگاریں پھر میلی تھیں اور کنارے  
سے اندر کی طرف زمین بذریع سطح سمندر سے اوچی ہوتی گئی تھی۔ اتنی اوچی کہ شانکہ دونوں  
عورتوں کو تو کوہ پیائی ہی کامزہ آ جاتا۔

وہ سامان سیست اتار دیئے گئے اور موڑ بوث پر اسیئر کی طرف مڑ گئی۔

"جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔ "ہم کچھ دیر نہیں۔ نہ ہریں گے۔"

وہ ایک جانب بیٹھ گئے۔ عمران کے علاوہ شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کی پیشانی پر گہرے تھکر کر  
نشانیاں نہ رہی ہوں!

"محظی حیرت ہے کہ آخر جوزف کو کیسے ہمارے ہی ساتھ اترنے کی اجازت مل گئی۔" کچھ در  
جد رابر ٹو نے کہا اور عمران سر ہلا کر بولा۔

"اے بھی اس کا تذکرہ نہ چھیڑو۔ ورنہ یہیں تر سے گرو گے اور مارے حیرت کے مر جاؤ گے۔"  
انہوں نے دیکھا کہ اسیئر حرکت میں آگیا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا بالائی حصہ بھی  
نیلے آسمان اور نیلے پانی کے درمیان گم ہو گیا۔

"چلو.... اب!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"ہماری ہجھڑیاں تو کھولو! چوہاں جھکا گیا۔

"ڈرا کچھ دیر اور ٹھہراؤ!" عمران نے کہا اور پھر اس نے دو سوٹ کیس اٹھا لئے۔ بقیہ سامان  
صفدر اور جوزف نے سنبھال لیا۔ جولیا اور لڑی بالکل خاموش تھیں۔ ہو سکتا ہے جولیا کو اس دوران  
میں عمران پر تاؤ بھی آیا ہو لیکن وہ خاموش ہی رہی تھی۔

عمران فی الحال انہیں یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ خود ہی بونا کے جاں میں پھنس گیا ہے۔ اسی  
لئے اس نے ابھی ان کی ہجھڑیاں بھی نہیں کھوئی تھیں۔

وہ ان پر یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ با احس و خوبی فرمینڈ و کا پارٹ ادا کر رہا ہے اگر انہیں  
حقیقت کا علم ہو جاتا تو شاید وہ اس جگہ سے مل ہی نہ سکتے۔ اور رابر ٹو کی دانست میں تو وہ اس کی  
زندگی کے آخری ہی لمحات ہوتے۔

چڑھائی زیادہ تکلیف دہ نہیں تھی۔ اور پہنچ کر انہیں دوسرا طرف گھن جگل نظر آیا اور یک  
بیک جوزف بڑھ دیا۔ "اے میں تو مر ہی گیا باس!"

"کیوں؟" عمران اسے گھورنے لگا۔

"یہ کوئی دیران جزیرہ معلوم ہوتا ہے باس!"

"چلو یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔"

"خاک اچھی بات ہے...." رابر ٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اب یہیں ایسا ہی رگڑ گڑ کر  
جائیں گے۔"

"اب کو اس مت کرو۔ اگر بونا ہمیں مارنا ہی چاہتا تھا تو اتنی دور پہنچ بلانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"وہ ہمیں سک سک کر مرتا ہواد کیجھے گا۔" رابر ٹو نے کہا۔ وہ اسی جگہ رک گئے تھے۔

بیک بیک چوہاں نے کہا۔ "مناسبت ہی ہی ہو گا کہ ہم پھر نیچے اتر جائیں۔ جگلوں میں گھننا بہتر نہ

"اُدھر تو میں بالکل ہی مر جاؤں گا۔" جو زف نے بھراہی ہوئی آواز میں کہا۔  
"کیوں؟"

"اُدھر کھارے پانی کے علاوہ اور کیا ہے؟"

"اور جنگل میں تو تمہارے باوانے ڈھلری کھول رکھی ہے!" عمران نے بر اسمانہ بنا کر کہا۔  
"وہاں میں کچھ نہ کچھ تلاش ہی کر لوں گا بس!" جو زف گڑ گڑایا۔ "میرا نشہ اکھڑ رہا ہے۔"  
"ہوں.... اچھا...." عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیوں نہ صرف میں جاؤں؟ اور جو زف بھی  
میرے ساتھ ہو گا.... اچھا! تم لوگ میں ہیں ٹھہر دو.... شاید ہم اُدھر کوئی مناسب جگہ تلاش کر  
سکیں!"

اس نے دونوں سوٹ کیس زمین پر رکھ دیئے اور انہیں کھول ڈالا۔  
ان میں چھوٹی چھوٹی نالوں والی طاقت و رائفلوں اور کارتوسون کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔  
اس نے دورائفلوں کی نالیں گندوں میں فٹ کیں کچھ کارتوس لئے اور جو زف کے ساتھ  
دوسری طرف جنگل میں اتر گیا۔

## O

پھر انہی را چھینے لگا ان دونوں کا کہیں پتہ نہ تھا صدر کی الجھن بڑھ گئی۔ دوسرے لوگ بھی  
بوری ہو رہے تھے۔ ہجھکڑیوں کی کنجیاں صدر ہی کے پاس تھیں اس نے رابرٹو، لڑی اور چوبان کو  
آزاد کر دیا۔

باقیہ تینوں رائفلیں بھی درست کر لیں۔  
رابرٹو کو پڑی سے باہر ہو رہا تھا۔ اس نے صدر سے کہا۔ "آخر تم لوگوں کی ایسے دیوانے آدمی  
سے کیسے بھتی ہے؟"

"تم اپنے کام سے کام رکھو!" صدر جھنچھلا گیا۔  
"جہنم میں کھنچ لایا ہے!" رابرٹو بڑا یا۔

"کیوں آئے تھے.... انکار کر دیا ہوتا..... وہ تمہیں مجبور نہ کرتا۔"

"بس حماقت ہو گئی..... بس شاید یہی طرح موت آئی ہے، فرنڈ اول تو بوعا کے قیدی کو

رہائی ہی نصیب نہیں ہوتی اور اگر کوئی نکل بھی گیا تو پھر وہ بوعا کی طرف رخ کرے گا.... تو بے  
کرو.... مجھے تو اس بے چاری پر رحم آتا ہے۔ وہ جو لیا کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔  
اپنی بیچاری پر نظر رکھو تو بتھر ہے۔" جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تو زبردستی آئی ہے.... بوعا کی لڑکی ٹھہری!" رابرٹو کے لہجے میں فرق تھا۔  
"مگر اس کے باہم تو ایسے نہیں معلوم ہوتے کہ رائلی سنپال کیسیں۔" جو یا نے طنزی  
لہجے میں کہا۔

پھر قریب تھا کہ لڑی اور جو لیا میں جھپٹ ہو جاتی۔ صدر نے تھیچ پیچاڑ کر دیا۔  
"کیا تم سب پاگل ہو گئے ہو۔" یہ تو دیکھو کر ہم کن حالات سے دو چار ہیں۔ عمران اور  
جو زف بھی ابھی واپس نہیں آئے۔"

"میں تو یہاں بیکار نہیں بیٹھ سکتی۔" جو یا نے کہا۔ "پتہ نہیں ان دونوں پر کیا گزری۔"  
وہ تھیچ پریشان نظر آری تھی۔  
"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ ہمیں دیکھنا چاہئے۔" صدر بولا۔

چوبان نے کہا۔ "تم جاؤ۔... میں ان لوگوں کو یہاں دیکھوں گا۔ یا میں جا رہا ہوں تم یہاں  
ٹھہر دو۔"

"اُدھر اکیاں خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا۔" رابرٹو کو تادا آگیا۔  
"تم بہت تیز مراجح ہو دوست!" چوبان نے اس کے شانے پر باہم رکھ کر کہا۔ "وہ کھا کھاؤ  
گے.... میں ٹھہر دو.... تاو قنیکہ ہم کوئی ٹھکانہ نہ تلاش کر لیں۔"  
"میں بھی جاؤں گی صدر کیسا تھو۔" جو یا نے اٹھ گئی۔

رابرٹو نے براہمنہ بنا کر کہا۔ "بودل چاہے کرو۔ میری راہ اب الگ ہے.... میں بھی کس  
دیوالی کا شکار ہوں.... ایک تلوں مراجح اور غیر سنجیدہ آدمی کی قیادت پر بھروسہ کر لیا۔... تم  
سب جاؤ۔... میں اور لڑی ہر حال میں بیہیں ٹھہریں گے۔"  
"چوبان! تم بیہیں ٹھہر دو!" صدر کا لہجہ ناخوٹگوار تھا۔ "رابرٹو اپنے ہمارا قیدی ہے۔"  
"کیا کہا۔...؟" رابرٹو غریباً۔

خفا ہونے کی ضرورت نہیں دوست! چوبان اس کے شانے پر باہم رکھ کر زرم لیجھ میں

بولا۔ "ہم عمران کے چار جیسے گئے ہیں... اور یہ عمران کا حکم ہے کہ ہم زندگی کے آخری لمحات تک تم دونوں کی حفاظت کریں۔" رابرٹو پرکھنے بولا۔

صدر نشیب میں اترنے لگا۔ جولیا کو ان دونوں ہی نے روکا تھا۔ لیکن وہ نہ مانی! صدر کے ہاتھ میں نارج تھی۔

"تم نے نہ کیا۔ تمہیں وہیں پھرنا چاہئے تھا۔" صدر نے کہا۔

لیکن وہ اس کے جملے پر دھیان دیئے بغیر اخود فٹکی کے عالم میں بولی "وہ کچھ دیوانہ ہی ہے کہیں کسی مصیبت میں نہ پڑ گیا ہو۔"

صدر پرکھنے بولا۔ اسے جولیا کے احساسات کا اندازہ تھا وہ جانتا تھا کہ وہ عمران کے لئے کیا کچھ نہیں کر سکتی۔

وہ چلتے چلتے رک گیا۔ الجھن کی بات ہی تھی۔ آخر جاتا کس طرف۔ یہ بھی تو نہیں معلوم تھا ہے کہ جریے کا پھیلا کتنا ہے۔ پورا جزیرہ جنگلات ہی پر مشتمل ہے یا یہاں کوئی بستی بھی ہے.... پتہ نہیں وہ دونوں کدھر گئے ہوں۔

وफٹا اسے اسٹیر کی تین بیٹیاں یاد آئیں جن کا انداز اشاراتی تھا۔ اگر وہ کسی قسم کا اشارہ ہی تھا تو کس کے لئے.... ظاہر ہے کہ جس کے لئے بھی وہ اشارہ تھا۔ اس کی رہائش آس پاس ہی کہیں ہو گی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" جولیا نے اسے نوکا۔

"سوال یہ ہے کہ جائیں کس طرف؟" صدر نے کہا۔

"سنو! کیا تم واقعی عمران کو احق سمجھتے ہو؟"

"کیوں؟"

"وہ جدھر سے بھی گیا ہو گراہ میں کسی نہ کسی قسم کے نشات ضرور چھوڑے ہوں گے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ مگر نشات کی تلاش ہی کہاں سے شروع کی جائے!" جولیا پرکھنے بولی۔ جنگل جھینگروں کی جھائیں جھائیں سے گونج رہا تھا۔ کبھی کبھی بندروں کا بھی سنائی دیتیں۔ جولیا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔

صدر کے قول کے مطابق نشات کی تلاش بھی مشکل ہی تھی۔ پتہ نہیں وہ کہاں سے کس سمت گیا ہو۔

پھر بھی صدر نے اس کی تجویز کے مطابق کام شروع کر دیا تھا یعنی نارج کروشنی میں آس پاس ایسے نشات تلاش کر رہا تھا جو عمران تک رہنمائی کر سکے۔

وफٹا اس کے ہاتھ سے عجیب قسم کی آواز نکلی اور جولیا اس کی طرف چھپی۔ "کیا بات ہے؟" نارج کی روشنی میں اسے خون کا ایک برا سادھہ نظر آیا۔ ... گوچک تھا لیکن رنگت بتاری تھی کہ زیادہ دیر کا نہیں ہے۔ اسی کے قریب سے ایک بے ترتیب سی لکیر بھی گذر رہی تھی۔ یہ بھی خون ہی کی لکیر تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی زخمی آدمی یا جانور گھستا ہوا دھر سے گذرا ہو۔

"اب کیا ہو گا؟" جولیا نے بدحواسی سے کہا۔

"کیوں؟ اوه.... میں اتنا قتوطی نہیں ہوں؟ آؤ دیکھیں۔"

وہ خون کی شکستہ اور بے ترتیب لکیر کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ جس کا سلسلہ ایک غار کے ذہانے پر ختم ہو گیا تھا۔

"اوہ! کہیں وہ کوئی درندہ نہ ہو۔" جولیا نے کانپتی ہوئی سی آواز میں کہا۔

صدر نے کچھ کہے بغیر غار میں نارج کی روشنی ڈالی اور دوسرے ہی لمحے میں جولیا اس پر لد پڑی۔ روشنی کا دائزہ ایک اونڈھے پڑے ہوئے آدمی پر کاپ رہا تھا۔

لیکن اتنے فاصلے سے اندازہ کرنا مشکل ہی تھا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ!

"نہیں.... نہیں! جو لیا اس کا شانہ مضبوطی سے پکڑتی ہوئی بولی" اندر مت جاؤ۔... نہ یہ

عمران ہو سکتا ہے اور نہ جوزف!"

اس نے جھک کر باہمیں ہاتھ سے ایک برا سا پھر اٹھایا اور غار میں پھینک دیا۔ اس کے گرنے کی آواز غار کی محدود فضائیں گونج کر رہی تھیں زمین پر پڑے ہوئے آدمی نے جنبش تک نہ کی۔

صدر غار میں اتر رہا تھا۔

## O

عمران کے کہنے کے مطابق چہاں نے اپنا دوسرا ایک اپ ختم کر دیا تھا لیکن مصلحت اس کی

سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آتی بھی کیسے جبکہ عمران نے پیدرو والی کہانی انہیں نہیں سنائی تھی۔ یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ خود ہی دھوکا کھا گئے ہیں۔ بونا کے آدمی تو حقیقت جاگتے رہے تھے اس لئے اب ان ڈھکو سلوں کی ضرورت کب باقی رہی تھی۔

اور شاید اس نے اپنی دانہت میں یہ اچھا ہی کیا تھا کہ انہیں اس کی ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی ورنہ شاید رابرٹو تو کھوپڑی سے باہر ہو کر اس پر فائز کرنے سے بھی گریزنا کرتا۔ صدر اور جولیا کی روائی کو بھی آدھا گھنٹہ لگز گیا تھا اور رات ان کے سروں پر کسی خوبیث روح کی طرح مسلط ہوتی جا رہی تھی۔ یک بیک انہوں نے قدموں کی آہنس سین اور چونکہ کھڑے ہو گئے۔ آوازیں باکیں جانب والے نشیب سے آرہی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانچ یا چھ آدمی ان کے قریب پہنچ گئے لیکن انہیں ہمراونے کی وجہ سے اندازہ کرنا مشکل تھا کہ کس قسم کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ دونوں نے اپنی رائفلیں سنبھال لیں۔

"فرینڈو! ان میں سے کسی نے آواز دی۔" "رابرٹو.... جلدی مت کرنا۔" چوہاں نے آہستہ سے کہا "راکفل کی نال جھکا لو!" اور پھر بلند آواز میں بولا "فرینڈو یہاں نہیں ہے!"

"کہاں ہے؟ آواز آئی۔" "بہت دری ہوئی.... وہ، مونا اور ہنری جنگل میں گئے تھے۔ ابھی تک واپس نہیں آئے۔" چوہاں نے جواب دیا۔

"تم کون ہو؟" "قیدی!"

"تم اپنی رائفلیں زمین پر ڈال دو۔" تھکمانہ لجھے میں کہا گیا۔

"رابرٹو! راکفل گراؤ!" چوہاں نے کہا۔ وہ تاروں بھرے آسمان کے پیش منظر میں چھ رائفلوں کی نالیں دیکھ رہا تھا اور یہ بھی سمجھتا تھا کہ ان میں سے بیک وقت چھ گولیاں نکلیں گی اس لئے ان کی دو گولیاں کس شمار و قطار میں ہوتیں۔ وہ آنے والوں کی نسبت نشیب میں تھے۔ اس لئے فوری طور پر ان کی نظروں سے او جبل ہو جانے کے بھی امکانات نہیں تھے۔

رابرٹو نے غصیلی آوازیں نکالتے ہوئے راکفل زمین پر ڈال دی۔  
جلد ہی وہ تیتوں چھ رائفلوں کے نرغے میں آگئے۔ تب ان میں سے ایک نے مارچ روشن کی۔

"اوہ.... یہ کون ہے؟" ایک نے چوہاں کے بینے پر راکفل رکھ کر کہا۔  
اور چوہاں کو یاد آگیا کہ وہ اس وقت اپنی اصلی ٹھیک میں ہے۔ مگر آخر اس کیا ضرورت تھی جب کہ صدر اور جولیا بھی تک ہنری اور مونا ہی کے میک اپ میں تھے۔  
"تم کون ہو؟" ایک نے گرج کر پوچھا۔

"مم.... میں عمران ہوں...." چوہاں ہکلایا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہئے۔

"ویکھو! کیا یہ میک اپ میں ہے؟" کسی نے کہا اور مارچ روشن اچھاں کے قریب پہنچ گیا اور اس کے گال پر ہاتھ پھیڑتا ہوا بولा۔

"ہرگز نہیں.... یہ عمران ہرگز نہیں ہے.... میک اپ میں نہیں ہے.... کون ہو تم؟"  
"عمران کہاں گیا؟" دوسرا نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔" چوہاں غریا۔ وہ کسی بھی قسم کی کمزوری نہیں ظاہر کرنا چاہتا تھا۔  
"اوہ! انہیں لے چلو.... کچھ فرما معلوم ہوتا ہے۔" کسی نے کہا۔ اور انہیں راکفل کی نالوں سے ایک جانب دھکیلا جانے لگا۔

"ارے یہاں ہمارا سامان بھی موجود ہے۔" چوہاں نے کہا  
"چلتے رہو!" کوئی غریا۔

تقریباً آدھ گھنٹہ چلتے رہنے کے بعد وہ پھر ساصل ہی کی جانب والی ڈھلان پر اترنے لگے اور انہیں معلوم ہوا کہ شاید انہیں پھر بھری ہی سفر کرنا پڑے ایک بہت بڑی موڑ لانچ ان کی نظر تھی۔

لیکن کچھ دور چل کر انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ اسی جزیرے کی کسی خلیج میں سفر کر رہے ہیں۔  
وہ سب خاموش تھے۔ قیدیوں کو اب بھی موقع نہیں ملا تھا کہ وہ ان لوگوں کی شکلیں دیکھ سکتے۔  
کہہ لانچ میں بھی انہیں ہمراہ تھا۔

"مگر فرینڈ و کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"میں تمہاری چوت کے متعلق پوچھ رہا تھا۔" صدر نے اسے یاد دلایا۔

"ہاں.... آں.... اس نے اپنا سر مٹول کر سکی ہی لی۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا" کسی نے بے خبری میں حملہ کر کے سر پر سخت قسم کی ضرب لائی تھی.... میں غافل ہو گیا.... اور.... یہ تو کوئی غارب ہے.... اوہو.... تو اس نے.... مجھے.... یہاں لاچھنکنے کی بھی زحمت گوارہ کر لی تھی۔"

"وہ کون تھا؟" صدر نے پلکیں جھپکائیں اور بولا "کتنی دیر ہو گئی۔ تم ادھر کیوں آئے تھے؟"

"قیدیوں کی گرفتاری کے لئے۔" جواب ملا۔

"وہ سب.... ساحل پر موجود ہیں۔" صدر نے کہا "فرینڈ وہمیں ساحل پر چھوڑ کر ادھر آیا تھا۔ جب بہت دیر ہو گئی اور وہ نہیں آیا تو ہم دونوں ادھر نکل آئے تھے۔"

"تمہارے یا اس کے ادھر نکل آنے کی کیا ضرورت تھی؟"

اس سوال پر صدر چکر آگیا۔ جواب نہ بن پڑا۔ ہو سکتا ہے کہ ادھر آگر انہوں نے غلطی ہی کی ہو.... ایسی غلطی جس کا کسی واقعہ کار سے امکان ہی نہ ہو۔

جواب سوچنے کی مہلت حاصل کرنے کے لئے اس نے کھانشہر درع کر دیا۔ جواب تیار تھا۔ اس نے کھانیوں پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "یہی تو میں بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر ادھر آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

"خیر!" اس آدمی نے کچھ سوچنے ہوئے کہا "ساحل پر چلو۔ لیکن ثاریج بجھاؤنا!"

"اوہ.... پہلے بتاؤ دوست! یہ حملہ آور کون ہو سکتا ہے؟" صدر نے مضطربانہ انداز میں پوچھا "کیا یہاں بھی کسی میں اتنی ہست ہو سکتی ہے؟"

"کیوں نہیں! اس کا انحصار حالات پر ہے۔ مگر تم نے شاید پہلی بار اس جزیرے میں قدم رکھا ہے۔" وہ مسکر کیا "مثال کے طور پر میں تمہارا میزبان ہوں.... لیکن یہ تمہاری غلطی ہی ہے کہ اتنی خوبصورت عورت ساتھ لیے پھر رہے ہو.... اب اگر میرا ہاتھ تم پر اٹھ جائے تو اس عورت کی ساری ذمہ داریاں قدرتی طور پر مجھ پر ہی آپڑیں گی.... کیوں؟.... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟" وہ ہنسنے لگا اور جو لیا کو اس کی بُنی بڑی بھیانک معلوم ہوئی۔ وہ غار سے نکل آئے تھے لیکن

## O

صدر نے بیوشاں آدمی کو سیدھا کیا۔ وہ خاصا صحت مند آدمی معلوم ہو رہا تھا۔ عمر تین اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی۔ لباس جہازیوں کا ساتھا۔ بازوؤں پر گڈنے گدے ہوئے تھے لیکن اس کی قومیت کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔

اس کے سر میں چوت آئی تھی۔ کم از کم آدھے انج گھر از خم ضرور رہا ہو گا جسم کے بقیہ حصے قطعی بے داغ تھے۔

صدر سے ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا۔

جو لیا پھر ابھن میں بتلا ہو گئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس زندگی کو ہوش میں لانے پر وقت صرف کیا جائے یا عمر ان کی تلاش جاری رکھی جائے۔ صدر تو وہاں سے ہلتا ہوا ہی نہیں دکھائی دیتا تھا لیکن اس وقت تھا تو جو لیا کے فرشتے بھی جنگل میں نہیں داخل ہو سکتے تھے۔

کچھ دیر بعد بیوشاں آدمی کو ہوش آگیا۔ اس دوران میں صدر نے ایک موم بقی روشن کر دی۔ تھی۔ پہنچنے کب سے یہ ایک مکڑا اس کی جیب میں پڑا ہوا تھا۔

ہوش میں آنے والا کراہ کر اٹھ بیٹھا۔ لیکن وہ صدر کو برابر گھورے جا رہا تھا۔

"اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو تم دو سو تیرہ ہی ہو سکتے ہو!" اس نے مہر ۳۱ ہوئی آواز میں کہا۔ "دو سو تیرہ...." صدر نے جیرت سے دہرایا پھر جلدی سے پوچھا "اوہ.... پہلے یہ بتاؤ تمہیں کیا ہوا تھا؟"

"شاید تم ہتری ہی ہو!" اس آدمی نے صدر کے سوال کا جواب دیئے بغیر کہا "اور یہ مونا ہے.... فرینڈ وہ کی بیوی!"

"تمہارا خیال غلط نہیں ہے۔" صدر بولا۔

"کیا وقت ہوا ہو گا؟" اس نے کراہ کر اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"سڑاڑھے سات!"

زخمی نے ہدایت کر دی تھی کہ ٹارچ نہ روشن کی جائے اور اس طرح راستہ طے کیا جائے کہ قدموں کی آواز نہ پھیلے۔

وہ پھر اسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے روانہ ہونے تھے۔

لیکن یہاں تو چاروں طرف ساتھا تھا۔ صدر نے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دیں لیکن جواب ندارد..... آخر ٹارچ روشن کرنی پڑی..... سامان جوں کا توں موجود تھا لیکن چوبان، لزی اور رابر ٹو ٹاپب تھے کچھ فاسطے پر دو نوں رانکلیں بھی پڑی ہوئی میں۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔" زخمی آدمی نے کہا۔

"خدابجائے کیا ہوا ہے۔" صدر بڑپڑایا۔

"ہو سکتا ہے.... انہیں یہاں سے لے جایا گیا ہو۔" زخمی نے لاپرواں سے کہا۔ "خیر.... اب تم میرے ساتھ چلو.... سامان کی فکر نہ کرو.... انہوں میں گے.... یہاں کون اسے ہاتھ لگائے گا۔"

ایک بار پھر انہیں جنگل کی طرف واپس آتا پڑا۔ لیکن راستہ دشوار گزار نہیں تھا۔ یہاں بھی زخمی آدمی نے ٹارچ نہیں روشن کرنے دی۔ اس نے اپنے جوتے بھی اتار دیئے تھے اور ان کے بھی اتر وادیے تھے۔

"بس تم میرا کوٹ پکڑ لو.... اور مونا تمہارا کوٹ پکڑ لیں گی۔" اس نے کہا۔" اور ناک کی سیدھے میں چلتے آؤ۔.... ڈر و نہیں یہاں تکھی جھاڑیاں ہیں۔

"تمہاری چوٹ دکھری ہو گی؟" صدر نے کہا۔

"نہیں کوئی ایسی خاص تو نہیں!" زخمی نے جواب دیا۔

"ہمیں کتنی دور چلانا ہو گا؟" جو لیا بد بدائی۔

"بس..... مادام..... تھوڑی دور....." زخمی نے کہا اور بے ڈھنگے پن سے ہنسنے لگا۔

یہ بے ڈھنگی جو لیا کے ذہن کے کلی ایسے گوشے سے ٹکرائی تھی۔ جہاں شاید کوئی انجانا ساخوف سورہ تھا.... اس کے سارے جسم میں ہلکی سی کچکی دوڑ گئی۔ کچھ دور چلنے کے بعد راستہ شک ہونے لگا۔ حتیٰ کہ جھاڑیاں ان کے جسموں سے مس ہونے لگیں۔

"اپنی ٹارچ مجھے دو!" دفعتاً زخمی نے مڑ کر صدر سے کہا۔

اور صدر نے ٹارچ چپ چاپ اس کے حوالے کر دی۔

اگر اسے اپنی صحیح پوزیشن کا علم ہوتا تو وہ اس زخمی کو کبھی کاموت کے گھاث اتار چکا ہوتا۔ وہ بھی سمجھ رہا تھا کہ وہ جو لیا اور عمر ان تو ہر حال میں محفوظ رہیں گے۔

"اب ذرا سختیں کر کر....." زخمی نے کہا "ہم ایک نالے میں اتریں گے۔" اس نے نیچے روشنی ڈالی۔ ایک گہری سی دراڑ بیرون کے قریب نظر آئی جس سے یہ پلا سارستہ بذر تج ڈھلان اختیار کرتا ہوا گذرا تھا۔ وہ احتیاط سے نیچے اترنے لگے۔ لیکن ٹھیک اسی وقت ایک عجیب قسم کی آواز سے فضائیں گونج اٹھیں۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ کسی بہت بڑے سانپ کی بھکھ کارہی ہو۔ اتنے بڑے سانپ کی بھکھ کارہ جو چشم صور کے لئے بھی محال ہو۔

"یہ کیا ہے.... یہ کیا ہے؟" جو لیا بھی ہوئی آواز میں بولی۔

"چلتی رہو..... مادام..... اسے لوگ جزیرے کی روہ کہتے ہیں یہ آواز بعض اوقات پورے جزیرے پر مسلط ہو جاتی ہے اور مقامی لوگ اپنے گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں کر سکتے۔ مگر ہمارے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں کیوں کہہ ہم کر سکتے ہیں۔"

"اوہ.... تو اس سے کیا؟" جو لیا نے کہا۔

"ہمیں یہ روہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔... اس کا قہر تو صرف مقامی باشندے پر نازل ہوتا ہے۔"

وہ خاموشی سے چلتے رہے اور ایک بار پھر انہیں چڑھائی پر چلانا پڑا۔ جو لیا بڑی طرح تھک گئی تھی لہذا یہ چڑھائی اس کے بس کاروگ نہیں رہ گئی تھی پھر بھی وہ چلتی ہی رہی۔

"اب بستی دور نہیں ہے۔" زخمی نے کہا۔

"ہمیں تو ناقن ہی یہاں بھیجا گیا ہے۔" صدر نے کہا "ہم اپنا کام کر چکے تھے ہمیں اپنی جگہ ہی پر واپس جانا چاہئے تھا۔"

"کیا کہا دوست.... ناقن؟" زخمی رک کر اس کی طرف مڑا۔ اس کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔

صدر نہیں پڑا۔ اور بولا "اڑے یہ تمہیں کیا ہو گیا۔.... اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے؟"

"کیا تم نہیں جانتے کہ یہ بوغا کا حکم ہے.... اور اسے ناقن نہیں کہا جا سکتا۔" زخمی غریباً

"اوہ!" صدر کے لمحے میں بھی سختی تھی۔ "تم نے صرف بوغا کا نام سناؤ گا میں اسے قریب

ہو گیا۔ جوزف اس کے پیچے پیچے چل رہا تھا۔  
یک بیک عمران نے کھر اہٹ سنی اور پھر اسی آواز آئی جیسے کوئی قریب ہی جہازی میں  
گرا ہو، جب تک عمران اس طرف متوجہ ہو تا جوزف چلا گا۔ مار کر جہازی کے قریب پہنچ پکھا تھا۔  
چشم زون میں رائفل کا کندہ بلند ہوا اور جہازیوں کو جیر تا ہوا کسی چیز سے نکرایا۔  
پھر کسی کی کراہ سنی گئی۔

"اڑے.... او گدھے.... یہ کیا کیا...." عمران جوزف کو چھینھوڑ کر بولا۔ جو تعاقب کرنے  
والے کاسر پھاڑ چکا تھا۔ شاید اس نامعلوم آدمی کی شامت ہی آگئی تھی۔ وہ بے خبری میں کسی چیز  
سے ٹھوکر کھا کر گرتا اور نہ جوزف رائفل کے کندے سے اس کاسر پھاڑ دیتا۔  
اب وہ زمین پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔

"ابے.... اب یہ کئی گھنٹے کے لئے سویا۔" عمران اس کے سر کے زخم کا جائزہ لے کر بولا تھا۔  
سب چوپٹ کر دیا تم نے کالے شتر مرغ.... ہو سکتا ہے کہ یہ کچھ دیر بعد مر ہی جائے!"  
بیجوش آدمی سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا تھا لیکن جوزف کی جلد بازی نے کھیل بگاڑ دیا۔ اب  
اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ اسے وہیں پڑا رہنے دیا جاتا۔ یا کہیں اور لے جا کر  
چھپا دیا جاتا۔  
یہ بات تو دس منٹ کے اندر رپا یہ ثبوت تک پہنچ گئی تھی کہ وہ تھاہی تھا ورنہ ایسے  
موقع پر اس کے ساتھی اس کی مدد ضرور کرتے۔

بالآخر انہوں نے اسے ایک قریبی غار میں ڈال دیا۔ عمران کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ  
وہیں رک کر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتا۔  
وہ ایک بار پھر جنگل میں گھس پڑے لیکن عمران کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا تھا کہ جوزف  
ان جنگلوں میں کیا تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ اس کا انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے اسے کسی خاص چیز کی  
تلاش ہو۔ بعض اوقات وہ چلتے رک کر جلتا اور گھاس پھوس کے جھکڑوں میں کچھ تلاش  
کرنے لگتا۔

آخر کار عمران پوچھ ہی بیٹھا۔

"اوباس!" جوزف نے مختنی سائنس لے کر جواب دیا۔ "مجھے ہمپلائی کی تلاش ہے!"

سے دیکھ چکا ہوں۔"

"اور اس کے باوجود بھی تم گدھ پن کی باتیں کر رہے ہو دوست! "زخمی کے لجھ میں طفر  
تھا۔

نم اسرار آواز پھر سنائی اُدی۔

اس بار کچھ طویل ہو گئی تھی اور جو یہ ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے زمین سے آسمان تک بس بھی  
ایک آواز ہی ہو۔

"خاموشی سے چلو!" جولیا نے ڈری ڈری سے آواز میں کہا۔ تم لوگوں نے بحث کیوں شروع  
کر دی؟"

زخمی پھر ہنسا۔ اور اس بار بھی جولیا کو اس کی ٹھی ڈراؤنی ہی معلوم ہوئی۔ وہ ایسی جگہ پہنچ چکے  
تھے جہاں سے بھتی کے جراغ صاف نظر آ رہے تھے۔

## O

عمران اور جوزف سورج غروب ہونے سے پہلے ہی جنگل میں داخل ہو گئے تھے لیکن کسی  
خاص راستے پر نہیں چل رہے تھے۔ جدھر بھی منہ اٹھ جاتا چلتے۔

دفعہ جوزف رک گیا۔ رائفل اسی کے ہاتھوں میں تھی۔

"باس!" اس نے آہستہ سے کہا۔ "ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے۔"

خود عمران نے بھی محسوس کیا تھا جیسے ان کی گمراہی کی جا رہی ہو لیکن اتنے گھنے جنگل میں کسی  
کو ڈھونڈ نکالنا آسان کام نہیں تھا۔ پھر بھی تدیر سو جبھی کہ انہیں دوبارہ اسی طرف لوٹا چاہئے  
جہاں سے وہ جنگل میں داخل ہوئے تھے ان اطراف میں کسی تعاقب کرنے والے کو بے آسانی پکڑا  
جا سکتا تھا۔

ابھی تک تو یہ محض شبہ ہی تھا کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے کیونکہ عمران کی دانت میں وہ  
کوئی دیران جزیرہ تھا جہاں سزا کے طور پر انہیں لا پھینکا گیا تھا۔ اور رابرٹو کا بھی خیال تھا لہذا  
اب اسی طرح اس بات کی تصدیق کی جا سکتی تھی کہ وہ اپنے علاوہ بھی یہاں کسی آدمی کو ڈھونڈ  
نکالتے۔

وہ پھر ساحل کی طرف چل پڑے۔ جیسے ہی جنگل کا گھنپٹ پکجھ کم ہوا عمران بہت زیادہ محتاط

"یہ کیا بلایے؟"

"لگاس ہوتی ہے.... خواہ جیس کر پوچھا! طبیعت خوش رہتی ہے.... دوسرے تو ذہیر بھی ہو سکتے ہیں مگر میں صرف مگن روہوں گا۔ اور تمہیں بھی نہ سوچتا پڑے گا کہ اس غصیث جوزف کے لئے یہاں اس دیرانے میں بو تلیں کہاں سے مہیا کی جائیں!"

"ابے اوجوزف کے پچ کیا تجھے یقین ہے کہ تو یہاں سے زندہ بچ کر جائے گا؟"

"اسی لئے تو مجھے ہمپالی کی تلاش ہے باس۔ بھلا اکھڑے ہوئے نشے کی حالت میں مرنے کیقا نکھلے....!"

"بکواس بند کرو، ورنہ تمہارے حل سے رائل کی نال اتار دوں گا۔"

جوزف خاموش ہو گیا لیکن ہمپالی کی تلاش جاری رہی۔

پھر سورج غروب ہونے لگا اور جوزف نے کہا "باس اندھیرا! بھی پھیلنے والا ہے اور میری جیب میں صرف آدمی بوٹی ہے لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ زندگی کے آخری لمحات کے لئے اس میں سے کچھ بچا سکوں۔ خدا غارت کرے اس بونا کو!"

عمران گوہت دیر پہلے ہی ساحل کی طرف واپسی کے لئے مڑ گیا تھا لیکن شاید اسے راستے کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ پھر پوری طرح اندھیرا پھیل گیا لیکن وہ ساحل تک نہ پہنچ سکے۔ غمیت یہی تھی کہ عمران کی جیب میں مارچ موجود تھی ورنہ اندھیرے میں درختوں کے تنوں سے لکراتے پھرتے جھائیوں سے الجھ الجھ کر گرتے۔

اس وقت بھی جوزف بار بار اس کے ہاتھ سے مارچ لے کر کسی نہ کسی جہازی پر جھک پڑتا۔ لیکن ابھی تک تو ہمپالی کے درشن ہونے نہیں تھے۔ عمران بھی خاموش ہی تھا۔ اس کے لئے یہی کیا کم تھا کہ جوزف دشواریوں، مشکلات اور بد نصیبی کے تذکرے نہال کر اسے بور نہیں کرتا۔

یک بیک اس نے قد مون کی آہٹ سنی اور مارچ بجا کر رک گیا جوزف نے بھی کسی شکاری کے ہی کی طرح کان کھڑے کئے تھے۔

آوازیں گودور کی تھیں لیکن انہیں مارچ کی روشنی نظری آگئی اور وہ دبے پاؤں اس کی طرف بڑھنے لگے اور پھر کچھ دیر بعد انہیں تین آدمی نظر آئے۔ یہ جولیا، صفرہ اور وہی نامعلوم آدمی تھا جسے جوزف نے زخمی کیا تھا اور وہ اسے غار میں چھوڑ آئے تھے پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایسا

"معلوم ہوا جیسے دہ زمین میں سما گئے ہوں۔"

"اے باپ رے...." جوزف بڑھا۔

اور پھر ایک پراسر اڑاواز نے انہیں چوکنے پر مجبور کر دیا۔ سانپ کی بھی پچکار... لیکن اتنی تیز کہ سارا جنگل گونج کر رہا گیا تھا کچھ دیر پہلے بھی انہوں نے اسکی ہی آواز منی تھی مگر وہ بہت ملکی تھی اور وہ اسے کسی بڑے سانپ کی پچکار سمجھتے تھے اور چوکنے ہو گئے تھے۔

جوزف بو کھلاہٹ میں بھی انگلیوں سے کراس بناتا اور بھی کلاںوں سے سینے پر۔ عمران کھڑا سر کھجرا ہاتھ اور اس کی آنکھیں تیزی سے گردش کر رہی تھیں۔

پھر وہ آہنگی سے آگے بڑھ کر اس جگہ پہنچا جہاں وہ لوگ زمین میں سما ہوئے ہوئے سے معلوم ہوئے تھے۔ اسے سانپ کی بھی پچکار کی پرواد کے بغیر ہی زمین پر لیٹ جانا پڑا۔ کیونکہ کھڑے رہنے میں دیکھ لئے جانے کا خدشہ تھا۔

وہ ایک پتگی ہی دراز کے سرے پر تھے جس سے ایک راستہ نشیب میں اترتا چلا گیا تھا اور ان لوگوں کی دھنڈلی پر چھائیاں نظر آرہی تھیں! کچھ دیر بعد وہ پھر سامنے والی چڑھائی پر نظر آئے اور پھر نظر وہ سے او جمل بھی ہو گئے۔ اب عمران بھی اس دراز میں اتر رہا تھا۔ جوزف اسی طرح جھک کر چلنے لگا جیسے اندھیرے میں کسی پر حملہ کرنے کا ارادہ ہو۔

وہ بہت زیادہ گھرائی میں پڑے گئے اور پھر انہیں چڑھائی پر چلانا پڑا۔ یہ شاید کوئی خنک نالہ تھا۔ "اوہ.... یہ شاید کوئی بستی ہے!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ جوزف بھی اندھیرے میں ٹھیٹھاتے ہوئے بے ترتیب چااغوں کو گھور رہا تھا۔ ان کی پشت پر تاریک جنگل سائیں سائیں کرتا رہا۔ عمران اب پھر انہیں تین سایوں کی طرف متوجہ ہو گیا جن کے تعاقب میں یہاں تک پہنچا تھا۔ وہ اس وقت ایک کھلے میدان میں تھے اور دور سے بھی دیکھے جاسکتے تھے۔

اس بار انہیں چوپايوں کی طرح ہاتھوں اور پیروں پر چلانا پڑا۔ عمران نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو تعاقب کا شہر ہو سکے۔

## O

چوہاں، رابر ٹو اور لڑی کے بھری سفر میں دس منٹ سے زیادہ نہیں صرف ہوئے تھے مگر جس ساحل پر وہ اترے تھے جنگل والے ساحل کی طرح ویران نہیں تھا بلکہ اسے اچھی خاصی

بندرگاہ بنانے کے لئے جدید ترین طریقوں سے کام لیا گیا تھا اور وہ کسی تجارتی بندرگاہ بے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔ رائلیں موڑ بوٹ ہی میں چھوڑ دی گئی تھیں لیکن بوٹ سے اتنے سے پہلے ہی انہیں دارالنگ دی گئی تھی کہ اگر انہوں نے بھائی کی کوشش کی یا شور مچایا تو جیبوں میں پڑے ہوئے ریو اور انہیں چھلنی کر دیں گے اس سے چہاں نے چہاں نے اندازہ کر لیا کہ جزیرے پر ان لوگوں کا قسط نہیں ہے بلکہ وہ خود کسی ایسی ہستی سے خائف ہیں جسے ان کے ہاتھوں میں رائلیں دیکھ کر اعتراض بھی ہو سکتا ہے ورنہ وہ رائلیں موڑ بوٹ میں کبوں چھوڑ آتے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ عمران، جوزف جولیا اور صدر پہلے ہی نکل گئے تھے ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ انہیں ویران ساحل ہی پر گولیاں مار دی جاتیں۔

موڑ بوٹ سے اتر کر وہ آہستہ آہستہ چلنے لگے انہیں صرف راستہ بتایا جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ حملہ آور نے کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ ان کے آہستہ چلنے پر بھی اعتراض نہیں کیا تھا۔ انہیں کم از کم ایک گھنٹے تک ضرور چلانا پڑا ہوگا۔ اس کے بعد وہ ایک تاریک عمارت میں داخل ہوئے تھے۔

اندھیرے ہی میں انہوں نے صدر دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔

رابر ٹوڈل ہی دل میں عمران کو گالیاں دے رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ زندگی کی آخری رات ہی ہو سکتی ہے۔ لڑی کا چہرہ بھی ستا ہوا سانظر آ رہا تھا۔ ہوتاؤ پر پڑیاں تھیں۔ چہاں کا ذہن بھی تکرات سے خالی نہیں تھا۔

دفتارِ ششی ہوئی اور انہوں نے خود کو ایک بڑے کمرے میں پایا۔ "ارے.... بالی بھی تک واپس نہیں آیا۔ ایک حملہ آور نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے جرت نظیر کی اور دوسروں کے چہروں پر بھی تشویش کے آثار دکھائی دینے لگے۔ پھر ایک آدمی نے تھکمانہ لبجے میں رابر ٹوڈل اس کے ساتھیوں سے کہا "بیٹھ جاؤ!" اور انہیں اس طرح گھوڑے لگا جیسے ان پر مظالم شروع کرنے کا حکم ملتے ہی کوئی دقیقتہ اٹھانے رکھے گا۔

"عمران کہاں ہے؟ مجھے ہتاو۔ ورنہ تم سب مارڈا لے جاؤ گے۔" اس نے کہا

"دیکھو بھی!" چہاں نے طویل سانس لی۔ "ہمیں جو کچھ بھی معلوم تھا بتاچکے لیکن اگر تم کوئی شاندار جھوٹ ہی سننا چاہو تو اس میں بھی ہم پچھے نہیں رہیں گے۔"

وہ تھوڑی دیر تک چہاں کو گھوڑا تارہ پھر بولا۔ "کیا تم بونا کو بھی کھیل سکتے ہو؟" "ہم نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں سوچی!" چہاں نے بڑی ایمانداری سے کہا۔ "پھر بھی تم لوگوں نے بونا کو یوں قوف بنانے کی کوشش کی تھی۔" "میں نہیں سمجھا!" چہاں نے حرمت ظاہر کی۔ "ختم کرو!" دوسرے نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ہمیں ان معاملات سے کیا سروکار۔ جو کچھ کہا جائے وہ کرو۔" "اگر عمران ہی ہاتھ نہ لگا تو پھر ان لوگوں کو سمندر میں غرق کر دیا ہی بہتر ہو گا۔" پہلا بولا۔ اور ان تینوں کو گھوڑے نے لگا۔ دفتار کرے کے باہر سے قدموں کی آوازیں آئیں اور وہ چوک پڑے۔ چہاں بوكھلا گیا تھا کیونکہ کمرے میں صدر اور جولیا داخل ہو رہے تھے۔ ان کے پیچے ایک بھمی خیم آدمی تھا جس کے پڑوں پر خون کے دھنے نظر آرہے تھے۔ "اوہ.... یہ کیا ہوا؟" حملہ آوروں نے بیک وقت کہا۔ "پھر بتاؤں گا.... پہلے ان لوگوں کو دیکھو...." لمبا آدمی بولا۔ وہ صدر اور جولیا کو گھوڑے نے لگے۔ پھر ایک بولا۔ "یہ ہنری کا مشکل ہے اور یہ مونا کی.... مگر.... کیا وہ دونوں نہیں ملے؟" "وہ فرعونہوئی کے میک اپ میں تھا۔" لمبے آدمی نے پوچھا۔ "ہاں" جواب ملا۔

"تب میں نے اسے اور لمبے سیاہ آدمی کو جنگل میں دیکھا تھا اور چھپ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے بقیہ آدمی کہاں ہیں شاید کالے آدمی نے مجھے دیکھ لیا تھا اور پھر اتنی تیزی سے حملہ کیا کہ میں سنبھل نہ سکا۔ اس نے شاید میرے سر پر رائلی کا کندہ مارا تھا.... میں بیہوش ہو گیا۔"

پھر اس نے بتایا کہ صدر اور جولیا سے کیسے ملاقات ہوئی تھی؟ صدر سمجھ گیا کہ کھیل ختم ہو چکا ہے اور وہ پہچان لئے گئے لیکن کیسے؟ کیا رابر ٹوڈل کی حرکت ہو سکتی ہے اور اب رابر ٹو جو عمران کے خلاف اپنا غصہ بھی ظاہر کر چکا تھا اس نے لڑی اور رابر ٹو کو بغور دیکھا

جو لیا پچھے ہٹ رہی تھی اور لمبا آدمی آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وفتا صدر نے لبے آدمی پر چلاگ لگائی اور پھر اچھا صاحب گامہ برپا ہو گیا۔

چوہاں اور رابرٹو اپنے اپنے قریب کھڑے ہوئے آدمیوں سے بھر گئے تھے۔ لبی نے بھی رابرٹو کا ہاتھ بٹانا چاہا لیکن رابرٹو اسے الگ ہی رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا ذہن دو اطراف میں بٹ گیا اور پھر حریف کے گھونٹے نے اسے فرش عین کی سیر کرادی جو بے خبری میں اس کی بائیں کنٹی پر بیٹھا تھا۔ رابرٹو کا سر چکر لایا اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر ہو سکتا ہے کہ سر پر پڑنے والی ٹھوکروں کا احساس مکمل نہ ہوا ہو۔

اب سات کے لئے صرف دو ہی رہ گئے لبے آدمی نے کسی حلیے سے راستے ہی میں جو لیا اور صدر کو غیر مسلح کر دیا تھا۔ انہیں حالات کی خبر ہی کیا تھی ورنہ شاید وہ اس چرکے میں نہ آتے۔ وہ تو سمجھتے تھے کہ وہ بجیشیت ہنزی اور موٹا ہر حال میں محفوظ ہیں۔

جو لیا نے ایک گوشے سے ایک استول اٹھایا کہ ایک آدھ پر تو سمجھنے کی مارے لیکن ہاتھ چلانے سے پہلے ہی وہ چھین لیا گیا۔ لبی دیوار سے لگی کھڑی کا ٹپ رہی تھی۔

وفتا سانے والی کھڑی کا ایک شیشه ٹوٹا اور ایک گولی دیوار سے ٹکرائی پھر قبل اس کے حملہ آوروں کے ہاتھ ان کی جبوں کی طرف جاتے ایک غرأتی ہوئی سی آواز آئی۔ "اپنے ہاتھ اور اٹھا دو۔ میرے دنوں ہاتھوں میں روپ اور ہیں! اور گیارہ گولیاں!"

ساتھی کرے میں جو لیا کا قہقهہ گونجا۔ کیونکہ اس نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔

حملہ آوروں کے ہاتھ اٹھ گئے اور جوزف دانت ٹکالے ہوئے کمرے میں داخل ہوں۔

"تم سب ہاتھ اور اٹھائے رکھو! باہر سے پھر آواز آئی" جوزف! انہیں غیر مسلح کر دو!"

جوزف ان کی جبوں سے روپ اور چاقو ٹکال کر فرش پر ڈالنے لگا۔

"صدر!... اور... چوہاں! پھر آواز آئی" تم یہاں لکھی جزیں ملاش کرو، جن سے باندھا جائے۔"

"تم کون ہو؟" لبے آدمی نے پوچھا۔

"بوجا کا پرانا نیاز مند فریبید و... جس کی بیوی موتا سے تم عشق جمار ہے تھے۔"

"عمران!... تم خواہ مخواہ اپنا وقت بر باد کر رہے ہو۔" لبے آدمی نے کہا۔ تمہیں یا تمہارے تھی۔

اور یہ بھی محسوس کیا کہ حملہ آوروں کے مخاطب وہ نہیں ہیں بلکہ عمران کے متعلق سوالات چوہاں ہی سے پوچھے جا رہے ہیں تو پھر یہ رابرٹو ہی ہو سکتا ہے جس نے انہیں حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔

"ٹھہردا!" وفتا وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم لوگ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ ہم لوگ تو تنخواہ دار ہیں۔ عمران ہمیں خود انگلیوں پر نچاٹا رہتا ہے۔ لیکن اتنا ضرور جانتے ہیں کہ اب وہ تمہارے ہاتھ نہ آسکے گا جو شخص بوغاۓ ملکرانے کا دعویٰ رکھتا ہو وہ تمہیں کب خاطر میں لائے گا۔"

"بوجا سے ملکرانے کا دعویٰ رکھتا ہو؟" لبے آدمی نے حیرت سے وہرایا۔

"کیا تم نہیں جانتے؟"

"ہم اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتے کہ ہمیں اسے یہاں روکنا ہے اور اس کے ساتھیوں کو سمندر میں غرق کر دینا ہے!"

"اور اس کا کیا ہو گا؟"

"بوجا جانے۔" لبے آدمی نے لاپرواں سے شانوں کو جبڑ دی۔

"بس پھر اب ہمیں بورنہ کرو!" صدر نے بھی کسی قسم کا خوف ظاہر کئے بغیر کہا۔

"ہوو! لمبا آدمی جو لیا کی طرف مڑا اور بائیں آنکھ دباتا ہوا مسکرا کر بولا۔" کیا تم اپنی اصلی شکل نہیں دکھاؤ گی؟"

"اس کی ضرورت بھی کیا ہے؟" صدر نے کہا۔ "ہمیں تو غرق ہونا ہے۔"

"ابھی نہیں!" لبے آدمی نے کہا۔ "ابھی تو میرے سر کی چوٹ پر کھڑا بھی نہیں آئی۔....

کیوں ہی؟" وہ پھر جو لیا کی طرف دیکھ کر مسکرا ہتا۔

"وہ کھودو دست! اپنے کام سے کام رکھو!" صدر اسے گھوڑا ہوا بولا اور نہ ہم خود کو مجرور سمجھنے کے عادی نہیں ہیں۔"

"انہیں دیکھو تم لوگ! لمبا آدمی اپنے ساتھیوں سے کہہ کر جو لیا کی طرف دیکھنے لگا۔

صدر، چوہاں اور رابرٹو پر دو دو آدمی مسلط ہو گئے۔ لبے آدمی سیست ان کی تعداد سات تھی۔

آدمیوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا.... بونغا اگر چاہتا تو تم اپنے ملک ہی میں مارڈا لے جاتے۔"

"پھر وہ کیا چاہتا ہے؟.... صدر اور چوہان کیا تم نے سنا نہیں؟"

صدر اور چوہان کر کے سے باہر نکل گئے۔

"ہمیں علم نہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے.... ہمیں تو صرف اتنا ہی بتایا گیا ہے کہ تم یہاں رکھے جاؤ گے۔"

"خیر تو اب ہم تمہیں یہاں رکھیں گے!" قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔

"چھتاوے گے۔" لمبا آدمی آنکھیں نکال کر بولا۔

"میری ساری زندگی چھتاوے ہی میں گذری جا رہی ہے اس لئے تمہیں اس کی فکر نہ ہونی چاہئے۔"

"اب میں کیا کروں باس؟" جوزف نے ہوتنوں پر زبان پھیر کر کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

وہ ان کے روی اور چاقو اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔

"صدر اور چوہان کی واپسی کے منتظر ہو۔" باہر سے آواز آئی۔

تحوڑی ہی دیر بعد وہ ساتوں باندھ کر فرش پر گردائیے گئے۔ ان میں سے لمبا آدمی ہی خاموش تھا کیونکہ بقیہ آدمی تو اسے ہی گالیاں دے رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جو کچھ بھی ہو اے اسی کی غفلت کی بنا پر ہوا ہے، نہ وہ عمران کے ہاتھوں پٹ جاتا اور نہ عمران اس وقت کی آوارہ بھیڑیے کی طرح انہیں اپاٹک دبوچ بیٹھتا۔

جوزف اس کام سے پہنچنے کے بعد غائب ہو گیا تھا لیکن کسی نے بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔ عمران ان لوگوں سے کچھ معلوم کر لینے کی فکر میں تھا۔

عمارت کے سارے دروازے اس نے اندر سے بولٹ کر دیئے تھے۔

عمران کے استفسار پر چوہان نے بتایا کہ وہ کسی طرح یہاں تک لاٹے گئے تھے۔ ساتھ ہی اپنے اس شہجہ کا بھی اظہار کیا کہ بونغا کے آدمی ہی یہاں کے "سب کچھ" نہیں معلوم ہوتے بلکہ یہاں کسی اور کسی حکومت ہے۔

"میرا دعویٰ ہے کہ یہ جزیرہ بھی بونغا ہی کا ہے۔" رابرٹ بولا۔ جواب ہوش میں آچکا تھا۔

"کیا تم پہلے بھی بھی یہاں آچکے ہو....؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں.... اترنے کا اتفاق تو نہیں ہوا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ چند بار ہمارا اسٹریٹر بھی اس چھوٹی سی بندرگاہ پر لٹکر انداز ہوا ہے۔!"

"ان لوگوں میں سے کسی کو پہچانتے ہو....؟"

"کسی کو بھی نہیں....!" رابرٹ نے جواب دیا۔

"پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ جزیرہ بھی بونغا ہی کا ہے....؟"

"ہو سکتا ہے کہ یہاں کے حاکم دوسرا ہوں لیکن بونغا سے بڑا حاکم کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔"

"اے....! کیا تمہاری کھوپڑی اس وقت مگر ہماری ہے....؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "تم اٹی سیدھی باٹیں کیوں کر رہے ہو....؟"

"بکھر کا پھیرہ ہے....!" رابرٹ مسکرایا۔ "تم بونغا کو نہیں جانتے۔"

"ہو سکتا ہے۔" عمران کا لہجہ خشک تھا۔ "گر تم اپنے سابقہ تجربات کی بناء پر اتنا تو بتا ہی سکو گے کہ ان سات آدمیوں کے علاوہ کسی اور سے تو مبھیڑ ہونے کا امکان نہیں ہے....؟"

"کچھ کہنا نہیں جاسکتا.... ہو سکتا ہے اور بھی ہوں۔ ان معاملات میں وہ کوئی بندھان کا اصول نہیں رکھتا۔ اکثر جزیریے ایسے ہیں جہاں اس کا صرف ایک ہی آدمی ملے گا۔ لیکن یقین جانو کہ وہی اس جزیرے کا حاکم ہو گا۔ خواہ سکے کسی دوسرے ملک کا چلا ہو....!"

"ہا یں....! پھر تم نے شاعری شروع کر دی۔"

"دیکھ ہی لو گے یا گل دوست! تم بونغا کو نہیں جانتے۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے کہ میں بونغا کو نہیں جانتا۔ ورنہ تمہاری ہی طرح میں بھی فضول ہو کر رہ گیا ہوتا۔ تم کیسے ڈبوٹ ہو رابرٹ! ایک ہی ہاتھ کھا کر بیہوش ہو گئے تھے، حالانکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ اطالوی حکومت نے تمہیں جالیں آدمیوں کے قتل کے الزام میں ماخوذ کیا تھا۔"

"ہوں تو پھر....؟" رابرٹ نے اسامنے بناؤ کر بولا۔ "میں نے اس درمیان خود کو بہت کچھ بدلتا ہے۔ اب میرا ہاتھ مشکل ہی نہ سے المحتا ہے۔"

"خود کو سنبھالو.... ورنہ خود ہی اٹھ جاؤ گے.... ہم پنک پر نہیں آئے ہیں، پیارے ڈاں

ژوان...!"

یک بیک برادر والے کمرے سے جوزف کے قبیلے کی آواز آئی.... وہ دروازے میں نظر آیا۔

"اوہ بس....! وہ مارا.... کام بن گیا....!" وہ بہت زیادہ خوش نظر آرہا تھا۔

عمران نے اسے گھور کر دیکھا لیکن وہ رائیں پیٹتا ہوا اپنی دھن میں کہے کہہ رہا تھا۔ "رم کے قتل نیز جو منہ مک بھرے ہوئے ہیں۔ اب میں عرصے مک باقیوں سے بھی لا سکوں گا۔ خدا تم پر برکتیں نازل کرے.... مم.... مگر بس.... آؤ.... ایک چیز اور دکھاؤ۔!"

عمران نے نیچے سے اوپر مک اس کا جائزہ لیا اور پھر دوسروں کو وہیں تھہرنا کاشادہ کر کے جوزف کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ ایک راہداری سے گذر رہے تھے اور جوزف آہستہ کہہ رہا تھا۔ "اوہ بس! میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا سوتا نہیں دیکھا۔!"

پھر وہ قیدیوں کے کمرے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ آواز آئی "ٹھہروا!"

عمران رک کر مڑا۔ لمبا آدمی سلاخیں پکڑے کھڑا نہیں سرخ سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا۔

"میرا نام بالی ہے!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میں جانتا ہوں تم لوگ کس طرح لائے گئے ہو۔ بہتری اسی میں ہے کہ بوغا کو زیادہ غصہ نہ دلاؤ۔ کیا وہ تمہیں تمہارے ملک ہی میں قتل نہیں کراستا تھا؟"

"پھر اس نے ہمیں زندہ چھوڑنے کی غلطی کیسے کر ڈالی؟"

"یہ تو وہی بتا سکتا ہے!"

"اس سے پوچھنے کہاں جائیں دوست؟ یہ بھی تم بتاؤ!"

"میں نہیں جانتا!" بالی نے لاپرواں ظاہر کرنے کے لئے اپنے شانوں کو جنش دی۔

"اچھا یہی بتاؤ....! کیا تم اس اسٹر کے پکتان کو جانتے ہو جو ہمیں یہاں مک لایا تھا۔....؟"

"ہم اتنی ہی باتیں جانتے ہیں جتنی ہمارے لئے ضروری ہوں۔"

"اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے ذہن کو زیادہ نہ الجھاؤ۔" عمران باسیں آنکھ دبا کر بولا "میں اتنا ہی کروں گا جتنے کی ضرورت ہو گی۔ کیا تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہے؟"

"جہنم میں جاؤ۔" بالی حکلا کر بولا۔ لیکن تم یہاں سے ایک سوئی بھی نہ بیجا سکو گے۔ تمہیں اب اس جزیرے میں ایڑیاں رکھ رکھ کر مرنا ہو گا۔"

"میں جوتے پہنتا ہوں دوست! اس لئے رگڑے جانے کے باوجود بھی میری ایڑیاں محفوظ رہیں گی۔ البتہ مر جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے!"

عمران نے جوزف کو بڑھانے کے لئے دھکا دیا اور وہ راہداری طے کرنے لگے۔

"اس لئے آدمی کو میرے حوالے کر دو بس! جوزف گز گز لیا۔" میں اس کے سر پر شراب کی ماش کر کے جوتے لکاؤ گا۔"

"بلکہ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ اب تم شراب میں جوتے بھجو کر خود ہی کھالیا کرو جوزف کے سچے تمہاری شیخماں کی علاش نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"نہیں اب اس کی ضرورت نہیں ہے! ابھی تین یہاں کافی عرصے مک چلیں گے، رم غیبت ہوتی ہے۔"

"اچھا بکواس بند.... تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

"تھا خانے میں بس! جہاں یہاں رکھے ہوئے ہیں اور سونا ہی سونا ہے میں کہتا ہوں، کاش اس کی بجائے بھی یہاں ہوتے۔"

وہ عمران کو ایک ایسے کمرے میں لایا جس کے فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ جوزف نے ایک گوشے میں قالین الٹ دیا۔ اسی جگہ فرش پر ایک سلیب کے نیچے تھہ خانے کا راستہ پوشیدہ تھا۔

"مگر تمہیں علم کیسے ہوا اس کا؟" عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔ وہ اس کام کا الال نہیں سمجھتا تھا۔

"ہائے بس!" وہ سینے پر ہاتھ مار کر بولا "میرا سینہ نہیں شراب کی بھٹی ہے۔ اس کھوپڑی میں مغز نہیں شراب کی تلچھت ہے۔ میرے جسم کو ایک بوٹل سمجھو بس!"

"ابے تو مجھے بڑا بوٹل ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"مجھ میں روح نہیں صرف شراب ہے بس۔ اگر اس فرش کے نیچے شراب نہ ہوتی تو میں کبھی تھہ خانے کا پتہ نہ لگا سکتا۔... ہائے شراب خود ہی میرے پاس دوڑی آتی ہے۔"

وہ خاموش ہو کر اپنے ہونٹ چائے لگا۔

"اور... اس وقت تمہارا دم نہیں لکھا تھا... بھوت کا خیال نہیں آیا تھا؟"

"میں سمجھا تھا کہ قالین کے نیچے چہا ہے۔"

عمران سوچنے لگا کہ تب تو اس تھے خانے سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ بھی ہو سکتا ہے۔

جوزف کو متوجہ کرنے کے لئے کوئی آدمی یہاں موجود تھا... اپنا کام کر کے چلا گیا ہو گا... مقصداں کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ کسی قسم کے بھوت کی کہانی ہمارے ذہنوں پر مسلط کی جائے۔

"تب تو پھر بھوت ہی...." عمران بھرا فی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہے!... اے باپ رے! جوزف اچھل کر زینے کی طرف بھاگا۔

"ابے ابھوت کے بھتیجے... یہ رم کے بیرل...." عمران نے لکارا

لیکن کون سنتا ہے۔ جوزف چلا تکیں لگاتا ہوا لکلا چلا گیا۔

## O

سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ آخر بوغانی اس حرکت کا کیا مقصد تھا؟ لیکن فوری طور پر کسی کا بھی ذہن مقصود تک نہ پہنچ سکا۔

انہوں نے وہ رات بھتیجی و خوبی اسی عمارت میں گذاری تھی۔ بوغا کے ساتوں آدمی ان کے خیال کے مطابق اب بھی ان کی قید میں تھے اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ صرف انہیں ساتوں آدمیوں پر بات ختم نہیں ہو گئی تھی۔ ان کے کچھ ساتھی اور بھی تھے۔ جنہوں نے پچھلی رات جوزف کو تھے خانے کی طرف متوجہ کیا تھا اگر وہ چاہئے تو رات ہی کو ان کی گرد نہیں بھی انتار کئے تھے کیونکہ ان میں سے کوئی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی جائٹا نہیں رہ سکتا تھا۔ دن بھر کی تھکن آخر کار انہیں نیند کے بحرِ ذخیر میں لے ہی ڈوبی تھی اور صبح کو آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے انہوں نے باقاعدہ طور پر باری باری اپنے ساتھیوں کا شمار تک کیا تھا اور پھر یہ دیکھ کر مطمئن ہو گئے کہ سب موجود ہیں۔

پھر اتفاق سے صدر ٹھہلتا ہوا قیدیوں کے کمرے کی طرف جا لکھا تھا اور تب اس خیال کی تردید ہو گئی تھی کہ وہ ہنوز ان کی قید ہی میں ہوں گے۔ کمرہ خالی نظر آیا تھا۔

عمران نے سلیب اٹھایا۔ سامنے ہی سیڑھیاں تھیں۔ وہ نیچے اترتے چلے گئے۔

زینوں ہی پر ایک جاپ دیوار پر سوچ بورڈ لگا ہوا تھا جو زف نے ایک سوچ آن کر کے تھے خانے میں روشنی کر دی۔

"اوہ دیکھو بآس... وہ رہے بیرل۔" جوزف بیجا۔

"خاموش رہو!" عمران غریباً اور جوزف نے ختنے سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"مگر سوتا کہاں ہے؟" عمران نے نیچے پہنچ کر جوزف کی طرف جواب طلب نظر وں سے دیکھا۔

"بس میں کسی بڑے برتن میں آج بھر کے لئے اٹھیل لے جاؤں گا۔" جوزف نے سر بلکر بڑے خلوص سے کہا۔

"برتن کے بچے؟ سوتا کہاں ہے؟"

"اوہ.... ارے! جوزف اس طرح اچھل پڑا جیسے کسی نے غفلت میں چپت رسید کر دی ہو۔" ارے بھیں تھا بس.... بالکل بھیں.... گک.... کیا.... ارے.... باپ رے.... کیا

آپ کو وہ آواز یاد نہیں.... سس.... ساپ.... کی آواز.... بھھھھ.... بھوت...." وہ فرش پر دوزانو ہو کر اپنے سینے پر ہاتھوں سے کراس بنانے لگا۔

"سید ہے کھڑے ہو جاؤ!" عمران غریباً۔

جوزف کسی مردے ہی کے سے انداز میں اٹھ گیا اور آگے پیچھے جھوٹنے لگا۔ وہ کسی ہاتھی سے بھی ٹکرنا جانے کی ہمت رکھتا تھا۔ لیکن بھوت پریت کے تصور ہی سے اس کی روح فنا ہوتی تھی۔

"اے سید ہے کھڑے رہو!"

وہ پتھر کے بت کی طرح اکڑ کر بے حس و حرکت ہو گیا اب نہ تو اس کی پلکیں ہی جھپک رہی تھیں اور نہ پتلیاں گردش کر رہی تھیں۔

"تمہیں تھے خانے کا راستہ کیسے معلوم ہوا تھا....؟" عمران نے ختنے لجھ میں پوچھا۔

"نم..... وہ..... میں دروازے کے قریب کھڑا ہوا تھا بس کہ اس کو نے کی قالین پھنس کئی تھی۔"

"اوه تو کیا ذیڈی پاگل ہو گئے.... آہ.... آنٹی بھی بھی کہا کرتی تھیں کہ یہ ایک ہم خردار پاگل ہو جائے گا۔" لڑی نے سکی ہی لی۔

"نہیں! تم ڈرو نہیں۔" عمران مسکرا یا "یہ پاگل پن صرف چند گھنٹوں کا سہ کیا مطلب؟" جولیا سے گھورنے لگی۔

تب عمران نے انہیں پوری کہانی بتا کر کہا۔ لیکن میں نے اس پر یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ میں اسے پہچان گیا ہوں۔ میں نے اس کے نام جو خط لکھا تھا وہ بھی ایسا ہی تھا کہ اسے شبہ بھی نہیں ہو سکے گا۔"

"تو یہ صرف بے مقصد شرارت تھی!"

"ہاں مقصد بس یہی تھا کہ بوعنا کو اپنا ایک ہلکا سامنواہ دکھایا جائے۔ کاش اس وقت یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ خود بوعنا ہی اس شرارت کا شکار ہو رہا ہے تو شاید اتنا ہی وقت کچھ کر گزرنے کے لئے کافی ہوتا۔ اب دیکھتا ہے کہ بوعنا ہوش میں آنے کے بعد کیا کرتا ہے۔"

بڑی دریکٹ ساتھ چھیڑا چھیڑا  
پھر جو لیا بولی۔ "لیکن مقصد؟.... آخر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ بوعنا ہمیں کیوں لایا ہے؟  
اگر وہ تم سے دشمنی رکھتا ہے تو جہاز پر بھی تھیں۔... بے آسانی ختم کر سکتا تھا۔"  
"میرا خیال ہے کہ اب وہ مجھے کنوار ادیکھنا پسند نہیں کرتا۔" عمران نے بائیں آنکھ دبا کر کہا  
اور جو لیا نہ اسامنہ بنائے ہوئے خاموش ہو گئی۔

"اچھا دوستو! عمران اٹھتا ہوا بولا۔" مقصد بھی جلد ہی واضح ہو جائے گا۔ اب میری دانت میں چوہاں کو بالی کی جگہ لینی چاہئے اور بقیہ دوسروں کی جگہ لیں گے۔ ایک کمرے میں میک اپ کا معقول سامان موجود ہے۔ جولیا لڑی اور جوزف! تم تینوں اس عمارت ہی تک محدود رہو گے۔ حتیٰ کہ میں تھیں بیر ونی بر آمدے میں بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔"

اوہ بھئے۔ سکوت میں گم ہو گئے۔

ہر فریضہ نہ کچھ سوچ رہا تھا۔



"اگر وہی چاہتے تو ہمیں قتل کر دیتے۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اس پر رابرٹ نے قہقہہ لگایا اور دیرکٹ بنتا رہا پھر بولا "تم بونا کو نہیں جانتے!"

"بکواس بند کرو! عمران کو غصہ آگیا۔" تم سے زیادہ جانتا ہوں حتیٰ کہ بوعنا کی لڑکی بھی اتنا نہیں جانتی.... جتنا میں جانتا ہوں.... تم دونوں نے بونا کو کب سے نہیں دیکھا۔...."

"ظاہر ہے کہ جب تم بوعنا کے جزیرے سے میرے جزیرے میں لائے گئے تھے وہ ہماری آخری ملاقات تھی۔" رابرٹ مسکرا کر بولا۔

"بکواس ہے!" عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا "تم نے بونا کو کل مک دیکھا ہے۔"

"کیا جو زف کے دھوکے میں شراب نے تمہیں پی لایا ہے؟ جولیا بھی پڑی۔

"میں کہہ رہا ہوں کل مک دیکھا ہے۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"ضرور بھی بات ہے۔" جولیا نہتی رہی۔ اس کے ساتھ سب ہی ہنسنے رہے۔

"اچھا تو سنو! جہاز کا کپتان پیدرو ہی بوعنا تھا۔" عمران نے کہا اور یہکہ ساتھ چھا گیا۔

"نہیں یہ ناممکن ہے۔" رابرٹ اچھا جائز بولا۔

"بھلا.... پیدرو.... ذیڈی کے توڑاڑھی ہے۔" لڑی نے کہا۔

"وہ ڈاڑھی مصنوعی تھی جو تم دیکھتی رہی تھیں۔"

"ارے نہیں! عمران صاحب! صدر نے کہا۔

"یقین کرو!"

"آپ نے پہلے کبھی نہیں کہا۔"

"میں بلا ضرورت بکھی کوئی بات نہیں کہتا.... اس وقت تذکرہ نکلا ہے تو سن لو!"

"اچھا اگر وہ بوعنا ہی تھا تو آپ نے کچھ کیا کیوں نہیں؟"

"افوس تو یہی ہے کہ میں نے اسے اس وقت پہچانا تھا جب کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ جب وہ پاگل ہو گیا تھا وہم جزیرے میں اترنے والے تھے اگر ایک دن پہلے بھی پہچان لیا ہوتا تو اسی سفر پھر ہمارے ہی ملک کی طرف واپس جاتا اور بوعنا کے ہاتھوں میں معمولی مجرموں کی طرح ہجھکڑیاں نظر آتیں اگر وہ پاگل نہ ہو جاتا تو شاید میں اسے پہچان بھی نہ سکتا۔ کیونکہ پاگل پن ہی میں بناوٹ کا مفع اتر گیا تھا اور بوعنا کی جملکیاں نظر آنے لگی تھیں۔"

## چھتی رو حلیں

تیرا حصہ

بوغا کی کہانی کی تیری کڑی حاضر ہے، پچھلی کہانی میں آپ نے  
پڑھا تھا کہ عمران خود اپنے ہی جال میں کیسے پھنس گیا تھا۔ اب دیکھئے کہ وہ  
دشمنوں کا حربہ خود انہیں پر کس طرح آزماتا ہے۔ اس کے ساتھی حالات  
کے ہاتھوں بے بس ہو کر رہ گئے تھے لیکن عمران اس وقت بھی خود کو بے  
بس نہیں سمجھتا۔ اس کی بے تکی حرکتیں نئی راہیں نکالتی ہیں۔

ہو سکتا ہے آپ کو کہیں کہیں عمران پر غصہ بھی آئے لیکن آپ کو  
یہ نہ بھولنا چاہئے کہ وہ کتنے حالات سے دوچار تھا۔ اجنبی دلیں میں مفلسوں  
کتنی بھیاںک ہو سکتی ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتیں گے جن پر گزری ہو۔  
ومر ان اس مفلسوں سے چھٹکارا پانے کے لئے کیا کچھ نہیں کر گزرتا! لیکن  
یہ اتفاق ہی تھا کہ اسی دن اسے رہائی بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

یہ کہانی انہیں خصوصیت سے بہت پسند آئے گی، جو زیادہ تر ایکشن  
کے رسایہں۔ آئندہ کہانی اس سے بھی کہیں زیادہ دلچسپ ہو گی کیونکہ اس  
میں عمران کو زیادہ بہتر موقع نصیب ہوئے ہیں۔

اب ایک لفیہ سنئے.....! جاسوسی دنیا کے پچھلے ناول "الٹی  
تصویر" میں حمید دو چار پائیاں حق سے اتار گیا تھا۔ اس پر بعض پڑھنے

پیشہ

والوں کو ابھی تک کھٹی ڈکاریں آ رہی ہیں۔

میں نے تو دراصل یہ لکھا تھا کہ "اس نے جلدی جلدی دو چار ملن پائیاں حلق سے اتاریں اور چائے ختم کر کے اٹھ گیا!"۔

کاتب صاحب غالباً بھوکے تھے اس لئے "ملن" وہ خود ہضم کر گئے۔ باقی بھیں "دو چار پائیاں" وہ بیچارے حید کے حصے میں آئیں۔ کیا ہمیا جائے مجبوری ہے۔ اگر کھٹی ڈکاریں لینے والے اب بھی مطمئن نہ ہوئے ہوں تو گزارش کروں گا..... کہ دونوں چار پائیاں بالکل "شدھ" تھیں یعنی ان میں کھٹل قطعی نہیں تھے۔

کتابت کے لطفیے ایسے ہی دلچسپ ہوتے ہیں.....! کبھی "بیدل" کو "بیدل" پڑھئے۔ کبھی نشرال آبادی "ن" سے محروم گردن الٹائے چل آرہے ہیں۔ کبھی اسرار ناروی کا "و" غالب اور پروف ریڈر صاحب ہر حال میں کاتب صاحب سے زیادہ قابل ہوتے ہیں لہذا انہوں نے "س" پر تین عدد نقطے بھی ٹھونک مارے۔ چلے بن گیا "اشرار ناری" یعنی غزل اور صاحب غزل دونوں بھرم ہوئے۔

غرضیکہ اگر حید کو حلق سے دو چار پائیاں اتار جانے کی سعادت فسیب ہوئی ہے تو اسے حیرت سے نہ دیکھنے بلکہ عبرت پکڑنے اور دعا کیجئے کہ خدا آپ کو کاتبوں سے بہیش بچائے رکھ۔ اب اگر کاتب صاحب اس بچائے" کو بھی "نچائے" لکھ ماریں تو آپ کا مقدر..... بندہ عاجز والا چار ہے!

ابن صفحہ

۱۹۵۹ء / اپریل ۱۲۳

"یعنی! اب اتنا مقصد ہے۔"

"یقیناً!"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی، جو لوگ ہماری قید سے نکل سکتے ہیں۔ وہ بچھلی رات ہمیں۔"

## O

جو لیا ناضر دائر نے ایک طویل انگڑائی اور اٹھ کر اس کمرے کی طرف چل پڑی جہاں نوی اور رابرٹو تھے۔

یہ ایک تھکا دینے والا دن تھا، جو جنگلوں کے پچھے غروب ہونے والے سورج کے ساتھ دم توڑ رہا تھا اور جو لیا سوچ رہی تھی کہ رات شام کا سے بھی زیادہ تھکا دینے والی ہو گی جب کوئی کام نہ ہو تو اضطراب ہی اس طرح تھکا دیتا ہے جیسے کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا پڑا ہو۔

اکیلے جو لیا ہی نہیں بھی مضطرب تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ رات کس طرح گزرے گی۔ دن تو اس طرح گزرا تھا کہ یا تو ہر لمحہ عمران کی واپسی کے منتظر ہے تھے یا کسی بہت بڑے حادثے کے!

بالی وغیرہ کے غائب ہو جانے کے بعد بھی ان لوگوں کا اسی عمارت میں مقیم رہنا ہر ایک کے لئے ایک بہت بڑی الجھن بن گیا تھا۔

عمران آخر کیا چاہتا ہے؟

"میں پوچھتی ہوں آخر بوعنایا کیا چاہتا ہے؟" "جو لیا نے رابرٹو سے پوچھا۔

"وہ اپنے دشمنوں کو اسی طرح پاگل بنا دیتا ہے۔" رابرٹو نے کہا۔ "اب یہی دیکھو کہ ہمیں اس طرح جال میں بچانسا اور وہاں سے نکال لایا۔ اب وہ چاہتا ہے، کہ ہم پاگل ہو کر ٹوٹوں کی طرح بھونکنے لگیں۔"

"یعنی! اب اتنا مقصد ہے۔"

"یقیناً!"

قل بھی کر سکتے تھے۔ باہی اور اس کے ساتھیوں نے آزاد ہونے کے بعد ہم پر حملہ کیوں نہیں کیا؟"

"بوغا کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ میں پھر دہراوں گا۔"

"ہمارا وہ سارا سماں بھی موجود ہے، جو ساحل ہی پر رہ گیا تھا۔ ظاہر ہے وہی لوگ ایسے یہاں لائے ہوں گے۔"

"ہاں ہاں! پہلے بھی تو عمران اور صدر بوغا کی قید میں رہ چکے ہیں۔ کیا اس نے انہیں مارڈا لا تھا....؟ اور وہ تو صرف کام لینا جانتا ہے۔ اس نے ان لوگوں سے معمولی مزدوروں کی طرح پتھر ڈھلوانے ہیں۔ تمہیں سن کر جرت ہو گی کہ اس کے مزدوروں میں کسی بہت زیادہ پڑھے لکھے لوگ بھی تھے۔ یونورسٹیوں کے پروفیسر... اعلیٰ درجہ کے جرنلٹ اور حساب دان!"

"بہر حال اس نے انہیں زندہ رکھ کر کسی نہ کسی قسم کا کوئی فائدہ اٹھایا تھا۔" بوجیا نے کہا۔

"ختم کرو! رابرٹو اپنے گلاس میں رام اٹھیتا ہوا بولا "بوجکھ بھی ہے سامنے آجائے گا۔" بوجیا کی بھجن اور بڑھ گئی۔ عمران صحیح ہی سے عاشر تھا۔ لیکن اس نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ وہ عمارت ہی تک محدود ہیں۔ ابھی اس کی اس تجویز پر عمل نہیں کیا گیا تھا کہ وہ بوغا کے ان آدمیوں کے میک آپ میں آجائیں، جو انہیں اس عمارت تک لائے تھے۔

عمران ایک جہازی مزدور کے خلیے میں باہر گیا تھا۔

"وہ ضرور ٹھوکر کھائے گا۔" رابرٹو دو تکن گھونٹ لینے کے بعد بولا۔

"کیا تم عمران کے بارے میں کہہ رہے ہو؟" بوجیا نے اسے تیکھی نظر وہ سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں امیں اسی کے لئے کہہ رہا ہوں۔"

"آج تک کسی نے بھی اسے ٹھوکر کھاتے نہیں دیکھا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ وہ صرف ٹھوکر لگانے کے لئے پیدا ہوا ہے.... کیا سمجھے؟"

بوجیا نے اس کی آنکھوں میں حقارت آمیز تمنہ دیکھا اور اس کی جنم جنملاہٹ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی لیکن وہ اس نامقوقل آدمی سے بجٹ نہیں کرنا چاہتی تھی!

"یہ جزیرہ! رابرٹو شراب کا گلاس میز پر رکھتا ہوا بولا۔" دیبا نہیں ہے جیسے ہمارا تھا۔ یہاں

بوغا کے آدمیوں کو چھپ کر کام کرنا پڑتا ہو گا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ لوگ اپنی رائفلیں لاجھی میں کیوں چھپا آتے؟"

"عمران پہلے ہی اس ملکے پر غور کر چکا ہے۔" بوجیا بیڑ اڑی سے بولی۔

"اس لئے وہ کوئی برداشت مار کر واپس آئے گا۔"

"اس کے منتظر ہو! بوجیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور کرے سے چل آئی۔

ایک کرے میں جوزف، صدر اور چوہاں اونگہ رہے تھے۔ جوزف صحیح ہی سے پیتا رہا تھا۔ اس انداز میں جیسے وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہو۔

بوجیا کی آہٹ پر وہ چونک پڑے۔

"کوئی خبر؟" صدر نے پوچھا۔

"عمران ابھی تک واپس نہیں آیا۔" بوجیا نے کہا۔ اس کی آواز سن کر جوزف بھی بیدار ہو گیا۔ اس نے تاکید کر دی تھی کہ کوئی اس کی عدم موجودگی میں باہر نہ نکلے ورنہ میں دیکھتا۔

صدر بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بوغا کیا چاہتا ہے۔"

"جب تک وہ تینوں بیرل لبریز ہیں میں! جوزف پلکیں جھپکا کر بولا۔" وہ ہمارا کچھ نہیں بگڑا سکتا... تم جا کر آرام کرو۔"

"شش.... خاموش رہو!" صدر بولا.... پھر بوجیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اگر وہ ایک گھنٹہ اور نہ آیا تو میں یقینی طور پر باہر نکلوں گا۔"

"رابرٹو کیا کہتا ہے؟" - چوہاں نے پوچھا۔

"اے جہنم میں جھوکو!" بوجیا بیر اسامنہ بنا کر بولی۔ "وہ نہیں سمجھتا کہ یہ بلا میں اسی کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں۔"

"عمران تو خود ہی ان بلااؤں کا مطلاشی تھا۔"

"لیکن رابرٹو کے بغیر حالات کا رخ پچھے اور ہوتا۔"

"مطلوب یہ ہے کہ خود ان کا سفر کرنا اس صورت میں ضروری نہ ہوتا۔" صدر چوہاں کو آکھ مار کر مسکرا لیا۔

"فضول نہ کو! میں اپنے لئے نہیں کہہ رہی۔" جولیا جھٹا گئی اور اسے وہاں سے بھی چلا آتا پڑا۔  
لیکن جیسے ہی اپنے کمرے میں پہنچنے غصہ ٹھنڈا پڑ گیا کیونکہ عمران ایک آرام کری میں نیم  
دراز کچھ سورج رہا تھا۔

"تم کب واپس آئے؟" جولیا نے اسے گھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دی۔ اس کے چہرے سے افرادگی ظاہر ہو  
رہی تھی۔

"کیوں.... کیا بات ہے؟" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "تم اتنے بچھے بچھے سے کیوں ہو؟"  
جواب میں عمران نے صرف ایک ٹھنڈی سانس لی اور منہ چلانے لگا۔ اس کے جسم پر اب  
بھی جہازی مزدوریں کا سالباش تھا۔

جولیا سے گھوڑتی رہی۔ کچھ دیر بعد عمران نے اس سے پوچھا۔ "تمہاری فرانسیسی کیسی ہے؟"  
"کیوں؟ میں بغیر پچھکھٹ کے بول سکتی ہوں۔"

"یہ برابر دنی جزیرہ ہے! امام ہے... لا تو شے... ایک چھوٹی سی تفریح گاہ، سمجھ لو۔ آس  
پاس کے سینچ بکریت آتے ہیں لیکن جس عمارت میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ یہاں اچھی نظر وہ  
سے نہیں دیکھی جاتی حالانکہ یہ ایک پادری کا مکن ہے جو قادر اسکھ کے نام سے مشہور ہے۔ ہال  
میں جو بڑی تصویر ہے میر اخیال ہے کہ اسی قادر اسکھ ہی کی ہو سکتی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ  
ہوئی قادر آسمان پر اٹھانے کے یا جھٹکی پر ہیں۔"

"سر پر بھی ہے اس گفتگو کا!"

عمران پھر کسی سورج میں پڑ گیا۔

"میر اخیال ہے کہ اب تمہیں کوئی راہ نظر نہیں آرہی۔" جولیا نے کچھ دیر بعد کہا۔  
"سنو!" عمران انگلی اٹھا کر اس طرح بولا جیسے جولیا کی بات سنی ہی نہ ہو! "اس جزیرے میں  
قیام کرنا اتنا دشوار نہیں ہے جتنا کہ یہاں سے نکل جانا، بندرگاہ سے نکل آنے کے بعد پھر کوئی  
نہیں پوچھتا خواہ تم ساری زندگی تینیں گزار دو! البتہ بندرگاہ پر بہت ہی سخت قسم کی چیزیں ہوتی  
ہے۔"

"تم کہنا کیا جا ہتے ہو؟"

"یہی کہ..... ہم سکھوں کو اسی عمارت میں پڑے رہتا بھی ضروری نہیں ہے، ہم میں سے کچھ  
لوگ ہوٹلوں میں بھی قیام کر سکتے ہیں۔"

"اہم غالباً وہاں مفترہ سکیں گے....؟" جولیا کا لمحہ طنزیہ تھا۔

"آہا تمہیں مقامی کرنی کی فکر ہے۔" عمران مسکرا یا۔ "کیا تم نے وہ تجویز نہیں دیکھی  
جس میں فرانسیسی کرنی کے ڈیہر ہیں؟"

"نہیں! میں نے تو نہیں دیکھی۔" جولیا کے لمحہ میں حیرت تھی۔

"ہے ایک کمرے میں.... جسے خواہاں کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔"

"لیکن وہ کرنی نہیں لے گئے؟"

"اگر لے جاتے تو میں انہیں پر لے سرے کا گدھا سمجھتا۔"

"کیوں؟"

"اڑے پھر ہمارا کام کیسے چلنا!"

"خدا کے لئے مجھے ایک بات بتا دو۔"

"ہوں....؟" عمران نے سوالیہ نظر وہی سے اس کی طرف دیکھا۔

"بوجا کیا چاہتا ہے؟"

"فی الحال ہماری موت کے علاوہ اور سب کچھ چاہتا ہے۔"

"تم کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچے؟"

"قطعی نہیں!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ذہن کو الجھانے کی ضرورت نہیں! بس یہ سمجھ لو  
کہ ہم تبدیلی آب و ہوا کے لئے یہاں آئے ہیں.... حالانکہ ہر قسم کی آب و ہوا خود ہمارے ملک  
میں بھی پائی جاتی ہے لیکن یہ تبدیلی آب و ہوا زیر مبادله کی ایک پائی بھی صرف کئے بغیر نصیب  
ہوئی ہے اس لئے مجھے اعتراض بھی نہیں ہے۔"

"تم دیوانے ہو!"

"اور تمہارے لئے یہ مشورہ ہے کہ تم اس جزیرے کی گلی کو چوں میں گاتی پھر دو۔ کوئی پھر  
سے نہ مارے میرے دیوانے کو!"

جولیا دانت پیس کر خاموش ہو گئی۔

"تم کہنا کیا جا ہتے ہو؟"

"تم کہنا کیا جا ہتے ہو؟"

"تم کہنا کیا جا ہتے ہو؟"

عمران اٹھ کر باہر چلا گیا۔ جولیا چپ چاپ نیٹھی رہی۔ اس کی الجھن رفع ہو چکی تھی۔ اور اب اسے محسوس ہوا کہ اس الجھن کی وجہ عمران کی عدم موجودگی ہی تھی۔ پھر نہ جانے کیوں وہ اس احساس کے ساتھ دوبارہ حکماہت میں بنتا ہو گئی۔ وہ آرام کری میں پڑی بور ہوتی رہی۔

تحوڑی دیر بعد عمران واپس آیا۔

"راہر ٹو... لڑی اور چہاں نیٹھیں رہیں گے!" اس نے کہا۔  
جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ ظاہر کر رہی تھی جیسے اس نے سایہ نہ ہو۔ اتنے میں صدر بھی کمرے میں داخل ہوا۔

"راہر ٹو یہاں نیٹھیں رہنا چاہتا۔" اس نے کہا۔

"تو اس سے کہہ دو... جنم میں جائے۔" عمران نے لاپرواں سے شانوں کو جنبش دی۔ پھر پوچھا۔ "تجوری کی کنجی تمہارے ہی پاس ہے نا...؟"

"ہاں! میرے ہی پاس ہے اس نے آپ کی تجویز سن کر کنجی کا مطالبه کیا تھا۔"

"کنجی اسے مت دینا۔" عمران نے کہا اور جولیا کی طرف دیکھ کر بولا وہ اس پر آمادہ نہیں ہے کہ پادری اسکھ کی حیثیت سے یہاں قیام کرے۔"

"قدرتی بات ہے۔" جولیا نے خلک لمحے میں کہا۔ "مقصد معلوم ہوئے بغیر کوئی بھی کسی کام پر تیار نہیں ہو سکتا۔"

"مقصد کے لئے اب شاید مجھے کتوں کی طرح بھونکنا پڑے گا۔" عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔ "فی الحال اس کا یہی مقصد ہے کہ بوغامیکی چاہتا ہے کہ ہمارے لئے بھی اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔"

"وہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے آدمیوں کے بھیں میں اس عمارت میں رہیں؟"

"قطیعی یہی چاہتا ہے۔ کیوں چاہتا ہے؟ میں نہیں جانتا لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دیر تک اندر ہرے میں رہوں۔ جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچوں گا۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہی کیا جائے، جو بوغامیکی چاہتا ہے۔"

"کیا اسے بھی لیتیں ہے کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے تم وہی کرو گے؟"

"نہ کرنے کی صورت میں ہمارے لئے دوسری کون کی راہ ہو گی؟ مس عقائد!" عمران نے خلک لمحے میں پوچھا۔

لیکن جولیا فوری طور پر کوئی جواب نہ دے سکی۔

"کیا تم یہ کہتی پھر وہی کہ تم کون ہو! یا رابر ٹو ہی خود کو رابر ٹو ظاہر کرنے کی ہمت کر سکے گا۔ یہ نہ بھولو آج یورپ میں پولیس اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھے گی۔ نہ ہم اپنی اصلاحیت ظاہر کرنے کی حاجات کر سکتے ہیں اور نہ رابر ٹو ہی پچانی کا پھند ا منتخب کرے گا۔ فی الحال وہ صرف بوکھلایا ہوا ہے اور اگر اسے مرنا ہی ہے تو ہم کس طرح روک سکتیں گے!"

"تم اتنی بے دردی سے اس کے متعلق کہہ رہے ہو؟"

"ہاں! اب اس کی ذات سے میری دلچسپی ختم ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے میں نے اسے صرف اس نیت سے روکا تھا کہ بوغامیکی میلش کے سلسلے میں وہ ایک اچھا مددگار ثابت ہو گا۔ لیکن بوغامیکی باغانے خود تھی مجھے اپنی راہ پر لگالیا ہے۔ پھر اب میں کسی چڑچڑے مرغ کا بار کیوں اٹھائے پھر دوں؟"

"یہ تو کھلی ہوئی خود غرضی ہے۔"

"اے! کیا تم میری بیوی ہو؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"کیا بکواس ہے؟"

"نہیں تم تو بالکل ایسی ہی باتیں کر رہی ہو جیسے ہم یہاں ہنی مون منانے آئے ہوں!" عمران بولا۔ "خود غرضی اور بے غرضی کے قصے نکال۔ نیٹھی ہو۔ کیا تمہیں اخلاقیات کا پرچار کرنے کی تجوہ ملتی ہے؟"

جولیا جو چڑچڑی تھی اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔

عمران صدر کو آنکھ مار کر مسکرا لیا پھر بولا۔ "عورت کبھی راہ راست پر نہیں آئے گی خواہ اس کے موٹھیں ہی کیوں نہ آگ آئیں۔"

"اس مسئلے پر تو مجھے بھی غور کرنا پڑے گا کہ رابر ٹو کو بے سہارا کیوں چھوڑ دیا جائے۔" صدر نے کہا۔

"ہونٹوں پر سرخی اور گالوں پر غازہ لگا کر سوچنا۔ اگر سوچتے وقت ناک پر انگلی بھی رہے تو ہاضم نہ خراب ہو گا۔"

صدر نہیں پڑا اور عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم نے محسوس کیا کہ وہ اب ہربات پر میری مخالفت کرنے لگا ہے۔ اسی چیز سے فائدہ اٹھانے کے لئے میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہ یہیں

نہ بہرے اور ہم لوگ کسی ہوش میں قیام کریں۔"

"اوہ.... تو آپ خود ہی اسے باہر بھیجننا چاہتے ہیں۔ الگ کرنا چاہتے ہیں۔"

"قطیعی! تم لوگ بہت دری میں سمجھتے ہو۔"

"آخر کیوں؟"

"بس دیکھنے جاؤ۔ وہ خوشی سے باہر جا رہا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمارا قادر ہی رہے گا۔ لہذا کیوں نہ اسی اتنی پراس کا بھی امتحان کر لیا جائے۔"

"تو یہ بات آپ صرف مجھے بتا رہے ہیں۔"

"قطیعی! اسی تیرے کو اس کا علم نہ ہونا چاہئے۔"

صدر پکھ کہنے ہی والا تھا کہ رابرٹ اسے قدموں کی آواز آئی اور دوسرے ہی لمحے رابرٹو کرے میں داخل ہوا۔ اس کا چڑھہ سرنخ ہو رہا تھا اور نہنے پھول پچک رہے تھے۔

"تم مجھے قربانی کا مکرا بناتا چاہتے ہو؟" وہ تھا اٹھا کر دہاڑا۔

"نہیں دیکھو۔.... مکرے مجھے پسند نہیں ہیں۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "کیونکہ ان کی جگالی کرنے کے انداز میں بڑا گھر بیوپن پایا جاتا ہے۔"

"میں یہاں نہیں رہوں گا۔.... تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔"

"کیوں شامت آئی ہے رابرٹو؟ کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے؟"

"میں تم لوگوں سے الگ ہی رہ کر تم پر اعتماد کر سکتا ہوں۔"

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے اس تھوری سے پکھ مر قم چاہئے!"

"صدر! یہ پکھ بھی مانگے اسے دے دو۔" عمران نے صدر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ رابرٹو تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا۔ پھر صدر کے ساتھ کرے سے باہر چلا گیا!

## O

دوسری صبح جو لیا کو اس بات پر تاذ اور رہا تھا کہ اسکیم کے خلاف رابرٹو اور لزوی تو باہر چلے گئے تھے اور وہ لوگ ابھی تک وہیں مقیم تھے۔ پکھ دیر بعد اسے معلوم ہوا کہ چوہاں بھی غائب ہے اور ایک بار وہ پھر عمران پر برس پڑی۔ کہنے کی بات ہی تھی! یوں بھی کیا... خود ہی ایک اسکیم بنائی۔

تھی اور اب وہ اس طرح ختم ہو گئی تھی جیسے موجودہ صورت حال اصل اسکیم ہی کا نتیجہ رہی ہو۔ عمران خاموشی سے اس کی بک جھک سنتا رہا۔ پھر بڑی سنجیدگی سے بولا "تم بے حد حسین ہو۔ میں۔ پچھلی رات پونے تین گھنٹے تک صرف تمہارے متعلق سوچتا رہا تھا۔"

"مت کو اس کرو۔" جو لیا دہاڑا۔

"اچھا! تم بہت بد صورت ہو۔۔۔ میں تمہارے متعلق پونے تین منٹ بھی نہیں سوچ سکتا۔"

"میری بات کا جواب دو! میں قیدیوں کی ہی زندگی نہیں بر کر سکتی۔ میں بھی باہر جاؤں گی۔"

"اور ساتھ ہی فرانسیسی کرنی کا بھی مطالبہ کرو گی... کیوں؟"

"ظاہر ہے! جو لیا آنکھیں نکال کر بولی۔"

"تجھوں کی کنجی میری جیب میں ہے... نکال سکتی ہو تو نکال لو!"

اس پار جو لیا کے طبق سے آواز نہ نکل سکی۔ بس وہ دانت ہی بستی رہی۔

"مجھے دیکھو!" عمران نے کچھ دیر بعد سختی سانس لی "جو گم کن نہیں خرید سکتا۔"

"اچھا... جاؤ یہاں نے... نکل! میں تمہائی چاہتی ہوں۔" جو لیا نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

عمران کچھ دیر تک کھڑا شرات آمیز انداز میں مسکرا تھا۔ پھر اس کے کرے سے چلا آیا۔

صدر اپنے کرنے میں او گھر رہا تھا اور جوزف باور پی خانے میں سور کی دال ابال رہا تھا کوئی نہ انہیں یہاں سور کی دال اور چاول کے علاوہ اور کچھ نہیں ملا تھا۔ اور یہ اتنی وافر مقدار میں تھے کہ ایک ماہ بے آسانی گزار سکتے تھے۔ جوزف کا خیال تھا کہ سر بندڑوں میں مجھلی اور گوشت بھی شاید کہیں نہ کہیں مل ہی جائیں۔ اس لئے اس نے عمارت کا گوشہ گوشہ چھان مارا تھا لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی اور اس نے عمران سے کہا "باس! یہ سور کی دال بھی غنیمت ہے ورنہ میں تو زرم کا خورہ لگا کر پتھر تک چا سکتا ہوں۔ ہوں قادر جو شوا کا خدا بچ مج رحمت ہی رحمت ہے اگر یہ تین یہل یہاں نہ ملے باس! تو کیا ہوتا... تم خود سوچو کہ تم مجھے کہاں اور کس طرح دفن کرتے۔"

اسے نہ اس کی پرواہ تھی کہ وہ اس وقت کس حال میں ہیں اور نہ اسی کی فکر تھی کہ کل کیا ہو گا؟ البتہ بس ایک غم اسے کھاتے جا رہا تھا وہ یہ کہ کہیں یہ تینوں یہل بھی ختم ہے ہو جائیں... لیکن.... اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں.... کہ وہ کفایت شعاری سے کام لینے لگا ہو۔

آج تو وہ بے تحاشہ پی رہا تھا۔ اس وقت باور پی خانے کی میز پر بھی تام چینی کے جگ

"میں بروحوں کی بات کر رہا ہوں بس!"

"ابے! پھر وہی بدرود! اب کیا ہو گیا؟"

"زم... پانی ہو گئی۔"

"ارے وہ تو پہلے بھی پانی ہی تھی.... تجھے نشہ کب ہوتا ہے!"

"پانی... بالکل پانی... یعنی کہ سچ پانی... سادہ پانی... میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں باس۔

"کیا تیتوں بیرل...." عمران نے جہت ظاہر کی۔

"نہیں میں نے جگ میں انڈیل کر کچن میں رکھی تھی۔ پیتا بھی جا رہا تھا... ابھی آخری بار جو جگ اٹھایا۔ گھونٹ لیا۔۔۔ تو پانی...."

"ضرور تجھے نشہ ہو گیا ہے!" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

اس پر جوزف بڑے جوش و خروش کے ساتھ قسمیں کھانے لگا۔ جوزف کی چیخ سن کر صدر اور جولیا بھی وہاں آگئے تھے۔ پھر جولیا بادرپی خانے کی طرف دیکھا چل گئی تھی اور فرش پر پڑا ہوا جگ اٹھالائی تھی جس میں اب بھی تھوڑا سا پانی تھا۔

عمران نے جگ کا جائزہ لیتے ہوئے معنی خیز انداز میں گردون ہلائی۔

"نہیں سمجھ میں آتا کہ آخر دلوگ چاہتے کیا ہیں؟" جولیا نے صدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

عمران جوزف سے کہہ رہا تھا! "اگر تم یہاں نہیں رہنا چاہتے تو ہم بھی نہیں رہنا چاہتے لیکن پھر کہاں جائیں۔ سنو جوزف کیا تم اس بنگل میں کوئی ایسی جگہ نہیں تلاش کر سکتے جہاں ہم اطمینان سے کچھ دن گذار سکیں اور ہاں! بہتر تو یہی ہو گا کہ تم اپنے لئے شہپاری بھی تلاش کرو۔

ورنہ اگر کسی دن یہ شراب تمہارے پیٹ میں پکنی کر پانی ہو گئی تو تم جل پری کہاؤ گے۔ سمجھے!"

"اوہ! تو کیا سے نہیں چھوڑ جائیں گے؟" جوزف اپنے ہوتنوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"ابے! وہ جادو کی شراب ہے تاک کے انہے... دیکھ تو جادو کی شراب پی پی کر کیا ہو تو اسے تند اور پھول ساچھہ نکل آیا ہے۔"

"نہیں!" جوزف بوکھلا کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرنے لگا پھر جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیوں میں؟"

"مت کو اس کرو! جولیا بھلا گئی اور صدر نہیں پڑا۔

میں رم موجود تھی۔ عمران اتنی آہنگی سے بادرپی خانے میں داخل ہوا کہ اسے خبر نہ ہوئی اور نہ اس کا علم ہو سکا کہ رم کے جگ کی جگہ پانی سے بھرے ہوئے دوسرے جگ نے لے لی ہے۔ پھر عمران واپس بھی چلا گیا لیکن جوزف تو اعلیٰ والی والی کی "کھدبد" میں کھویا ہوا تھا۔ اور شاید اسے اپناوطن یاد آرہا تھا۔ برطانوی مشرقی افریقہ کے ایک گاؤں کی وہ کراں یاد آ رہی تھی جہاں اکثر وہ بیٹھ کر وہ چاول اور گوشت ابالا کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بھاڑ سامنہ پھاڑ کر ایک طویل انگڑائی ای اور جگ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا لیکن اس کی نظر میں البتہ ہوئی والی پر تھیں۔ جگ کو ہوتنوں سے لگاتے وقت اس نے یہ دیکھنے کی رسم گوارا نہیں کی کہ اس میں کیا ہے۔ وہ تب ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا تھا جب اس نے گھونٹ لیا تھا۔

پیروں کے قریب پڑے ہوئے جگ کو اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا لیکن پانی کا گھونٹ انہی منہ میں محفوظ تھا اور دونوں گال پھولے ہوئے تھے۔ پھر وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ میز پر اور کوئی دوسرا جگ بھی نہیں تھا کہ وہ اسے اندازے کی غلطی سمجھتا۔ یک بیک اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی "بھاں" منہ سے پانی اچھل کر دوڑتے کیا تھا۔

"سمھھ...۔۔۔ بچوٹ! وہ پھنسی سی آواز میں چیختا ہوا بادرپی خانے سے نکل بھاگا۔

عمران جو اس کا منتظر ہی تھا اپنے کمرے سے نکل کر اس کی طرف چھپتا ہوا بولا۔ "ابے کیا ہوا؟ کیوں چیخ رہا ہے؟"

جوزف کھڑا ہنپتا رہا۔ چھتی ہوئی سانسوں کی وجہ خوف تھا۔ کچھ اس نے نہیں ہانپ رہا تھا کہ بادرپی خانے سے دوڑتا ہوا یہاں تک آیا تھا۔

"بول کیا بات ہے؟" عمران نے پھر اسے جھپھوڑا۔

"تابھی... بربادی... بس! میں اب یہاں نہیں رہوں گا۔ تم مجھ سے کہو تو پھرے ہوئے ہاتھیوں کے جھنڈ میں جا گھسنے لیکن... یہ... یہ... میرے بس سے باہر ہے میں اسی قوتوں کے ہاتھوں مرنا نہیں پسند کرتا جو مجھے دکھائی نہ دیں۔"

"ہوں تو تم ہوا کما کر مرنا پسند نہیں کرتے۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"ہوا؟" جوزف منہ پھیلایا کر رہا گیا۔

"اور کیا... وہی ایسی قوت ہے جو نظر نہیں آتی۔"

کرنے پر کیوں اکسیا تھا۔  
دوپر کو جوہان واپس آیا۔ اس سے جولیا کو معلوم ہوا کہ وہ میک اپ میں لڑی اور رابرٹو کی  
مگر انی کرتا رہا تھا۔ وہ دونوں ایک ہوٹل میں مقیم تھے اور وہ بیچارہ صرف اس لئے واپس آیا تھا کہ  
سور کی۔ اب اور چاول سے اپنا جنم پر کر سکے۔

"اوہ! اس نے تمہیں بھی کچھ نہیں دیا۔" جولیا نے پوچھا۔  
"نہیں۔ اب تو دل چاہتا ہے کہ اس کی نالگینی پکڑوں اور سمندر میں غرق کر دوں۔ پتہ نہیں  
کتنی رقم تھوڑی میں بھری ہوئی ہے اور ہم سور کی دال اور چاول سے اپنا معدہ تباہ کر رہے ہیں۔"  
"اس نے کنجی صدر سے لی ہے۔" جولیا نے کہا۔

کھانا کھا کر جوہان واپس چلا گیا اور وہ اپنے کروں میں اونکھتے رہے۔ لیکن جولیا نے محسوس کیا  
تھا کہ عمران بظاہر تو مطمئن نظر آ رہا ہے۔ لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے مگر وہ اس سے اب کچھ نہیں  
پوچھنا چاہتی تھی۔

پھر اونکھتے اونکھتے وہ سو بھی گئی اور یہ مقدر کی خرابی ہی کبی جائے گی کہ آنکھ کھلتے ہی دماغ اپنا  
توازن کھو بیٹھے۔ عمران بالکل پاگلوں ہی کے سے انداز میں کھڑا سے چھبوڑ رہا تھا۔  
"کیا ہے؟" جولیا بھی پاگلوں ہی کی طرح دہڑی۔

"پچھے قمل از وقت آؤٹ ہو گیا۔" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "اب سالانہ  
امتحان نہیں ہو سکے گا۔"

"چلے جاؤ... یہاں سے!"

"بھی تیار بیٹھے ہیں!" عمران بولا۔ لیکن تمہیں یہاں تھا کیسے چھوڑ جائیں۔ جزیرے کی  
پولیس اور ہر ہی آرہی ہے جوہان بھی خبر لایا ہے۔"

"کیا بک رہے ہو؟" جولیا آنکھیں پھاڑ کر بولی۔  
"را برٹو جعلی نوٹ چلاتا ہوا پکڑا گیا ہے اور اس نے بتا دیا ہے کہ اسے وہ نوٹ اس عمارت کی  
ایک تجویز سے ملے تھے۔"

"میرے خدا...." جولیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔  
جوہان اور صدر تھوڑا سا سامان جس میں وہ رائقیں بھی تھیں۔ سنجائے ہوئے عتمی

عمران نے صدر سے کہا۔ "تو راکھنا اس کا قد صرف سازھے چار فٹ رہ گیا ہے۔ لیکن یہ بھی  
چارہ اپنے نقصان سے لا عالم ہے۔"

"اے نہیں باس!" جوزف احتقانہ انداز میں ہنسا۔  
"گدھے ہوتم.... اگر تمہیں بھی اس کا احساس ہونے لگے تو وہ جادو کی شراب کیوں کھلانے  
بس اب یہ سمجھ لو کہ تمہیں کوئی خاطر میں نہیں لائے گا۔ تم صرف سازھے چار فٹ کے رہ گئے  
ہو.... یقین کرو۔"

جوزف کے چہرے پر ہوانیاں اڑنے لگیں اور ذرا ہی سی دیر میں ایسا معلوم ہونے لگا جیسے اس  
کے جسم سے ایک ایک قطرہ خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

صدر متھر انہے انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اسے آنکھ ماری۔  
"پھر؟ پھر میں کیا کروں باس؟" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہی جو میں کہہ رہا ہوں۔ جگل میں کوئی ایسی جگہ تلاش کر دیجہاں پھل ہوں۔ پرندے  
ہوں اور ہم محفوظ رہ سکیں جاؤ! اونچے یہ سور کی دال بھی کوئی گل کھلانے گی۔"  
"ا بھی جاؤ۔"

"ہاں عتمی دروازہ کھول کر تالے میں اڑا اور چپ چاپ بائیں جانب چل پڑو۔ تالہ تمہیں  
جگل ہی میں لے جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کام رات ہونے سے قبل ہی کر داوا!"

جوزف تھوڑی دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر آگے بڑھ گیا۔ صدر عمران کو سوالہ نظر وہ  
سے دیکھ رہا تھا۔

"میں نہیں سمجھ سکا۔" اس نے نہما۔

"سالانہ امتحان شروع ہونے سے صرف ایک ہفتہ پہلے سمجھ لینا۔ ابھی سمجھ گئے تو بھلا دو  
گے۔" عمران نے لاپرواٹی سے شانوں کو جنبش دے کر کھا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

## O

حالات ہی ایسے تھے کہ عمران کے علاوہ اور سب ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئے تھے۔ ویسے  
جولیا نے کوشش کی تھی کہ عمران کی اس حرکت کا مطلب سمجھ سکے اس کا علم تو اسے بھی نہیں تھا  
کہ شراب پانی کیسے ہو گئی تھی لیکن سوال تو یہ تھا کہ عمران نے جوزف کو جگل میں نہ کانہ تلاش

"جب خود کشی کرنے کو دل چاہے تو مجھ سے ایک گیت کی فرمائش ضرور کرنا۔"

"مٹ بکواس کرو۔ اس بار ہمیں شاید مر ناہی پڑے گا۔"

عمران پکھنے بولا۔ وہ چپ چاپ ادھر بیٹھ گئے تھے۔ کبھی کبھی جوزف نازچ روشن کرتا اور پھر گپ اندھیرا چا جاتا۔

"ہاں اب تم پوری بات بتاؤ... چوہاں!" عمران نے کہا۔

"میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ نوٹ جعلی ہوں گے! چوہاں نے کہا۔

"لیکن اس پر غور کرنے کی رحمت کسی نے بھی گوارا نہیں کی کہ اس تجوری میں نوٹ بھرے ہوئے تھے اور کنجی بھی اس کے اوپر پڑی مل گئی تھی۔ بوغالا کھ شریف... اور مہمان نواز سی لیکن اس طرح بھی دولت نائی جا سکتی ہے؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟... کیوں؟"

"آپ ہمیں الزام نہیں دے سکتے مسٹر عمران۔"

"کیوں؟"

"آپ ہی کے کہنے کے مطابق ہم نے خود کو حالات کے دھارے پر بننے دیا تھا۔"

"لیکن میں نے کب ایسا ہونے دیا۔ میں نے تم میں سے کسی کو تجوری والی دولت کا حصہ دار بنایا تھا۔"

"تم بچ جو درندے ہو۔" یک بیک جولیا بول پڑی۔

"یہ کس خوشی میں... مس جولیانا فشن وائز؟"

"تم نے بچارے رابرٹو کو پھنسنے دیا۔"

"چالیس آدمیوں کا قاتل بچارہ نہیں ہو سکتا مس فشن وائز اور پھر آپ نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ آپ بھی اسی کے ساتھ باہر تشریف لے جائیں گی۔"

"کیا تم نہیں چاہتے تھے کہ وہ باہر جائے؟"

"یہ میں نے کب کہا ہے۔" عمران بولا۔ "نونوں پر مجھے شہر تھا۔ اس نے کسی نہ کسی طرح تجربہ تو کرنا ہی تھا۔ خیر ختم کرو۔ میں نے صحیح قدم اٹھایا یا غلط اس کی ذمہ داری صرف مجھ پر ہی عائد ہوتی ہے... ہاں مسٹر چوہاں!"

دروازے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

اندھیرا پھیل چکا تھا وہ سب بڑی تیزی سے نالے میں اتر گئے۔ پکھ دوڑ چلے کے بعد انہیں جوزف ملا۔ جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی نارچ تھی۔

جو لیا نے ایک طویل سانس لی۔

وہ گرتے پڑتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے، جوزف انہیں روشنی دکھارا رہا تھا۔

خٹک نالے کی گہرائی دس گیارہ فٹ سے کسی طرح کم نہیں تھی اور جیسے جیسے زد آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ گہرائی زیادہ ہی ہوتی جا رہی تھی۔ زمین کی سطح جہاں وہ چل رہے تھے تا ہموار تھی۔ اس نے جولیا بہت جلد تھکن محسوس کرنے لگی تھی۔

"مجھ سے تو نہیں چلا جاتا۔" وہ منمنائی

"پولیس کی گاڑی منگواؤں!" عمران نے پوچھا۔

"مجھے خواہ مخواہ دھکانے کی کوشش نہ کرو! نہیں چلا جاتا۔ میں دم لینے کے لئے بیٹھوں گی۔"

"جوزف کی پیشہ پر بیٹھوگی؟ رکنا ممکن نہیں!"

"لگام تمہارے منہ میں ہو تو بہتر ہے۔" جولیا نے کہا۔

وہ رک گئے تھے۔ جوزف نے جولیا اور عمران کی گفتگو سنی تھی اور دانت نکال دیئے تھے۔

"ہاں مسکی!" وہ یک بیک زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"ہمشت! جولیا ہمہنگی۔"

"ارے تو سفید گھوڑا کہاں سے پیدا کروں؟" عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ اور پھر اس نے جوزف کی گردن پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا کر دیا۔

"چلتی رہو!" جولیا کے شانے پکڑ کر اسے آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ جوزف کی تلاش کی ہوئی جگہ تک پہنچ گئے۔ یہ ایک کافی کشاور نگار تھا جس کے دہانے کے گرد قد آدم جہاڑیاں تھیں۔

"خداؤ کی پناہ!" جولیا بڑی بڑی۔ "اگر یہ کسی درندے کا بھث ثابت ہو تو کیا کریں گے؟"

"زدی یا کٹ تھروٹ کھلیں گے۔ میں تاش کے پتے لایا ہوں!" عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری آواز مجھے زہر لگتی ہے۔" جولیا بولی۔

"اس نے پولیس کو جو بیان دیا ہے اس میں ہمارا ذکر کمیں نہیں آئے پایا۔" "چھبیس بولا۔  
"گذ... تو پھر... کیا بیان دیا؟"

"اس نے بتایا کہ وہ روم جا رہا تھا۔ اچانک ایک جگہ پر جہاز رکاوٹ کپتان نے انہیں ایک کشی پر اترنے پر مجبور کر دیا۔ ان دونوں کے ساتھ ایک آدمی اور بھی اترتا تھا، جو انہیں روپور کی باتی کے زور پر اس گزیرے کے لیا اور ایک خالی عمارت میں چھوڑ کر خود کیس غائب ہو گیا۔ پھر رابرٹ نے انہیں تجویری کی کہانی سنائی تھی۔"

"بہت مناسب روپرٹ ہے۔" "عمران بڑا لیا۔" یہ رابرٹو سو فیصد عقل کا اندھا نہیں ہے۔"

"اور دوسری بات.... عمارت کا پتہ سن کر پولیس آفیسر اچھل پڑا تھا اور اس نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے فرانسیسی میں کچھ کہا تھا۔ جسے میں نہیں سمجھ سکا۔"

"خوب تو گویا عمارت پولیس کی دلچسپی کا مرکز ہے۔" "عمران نے کہا۔

"اب دیکھا ہے کہ ان دونوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔" جو لیا طویل سانس لے کر بولی۔

"لیکن کیا ہم یہاں اسی مقصد سے لائے گئے تھے کہ بونا جعلی نوٹوں کا تجربہ کرے۔" صدر نے کہا۔

"یہ سوال کام کا ہے۔" "عمران بولا۔"

"باس! میری موت قریب ہے!" جوزف بولا۔ جس کا گارندھا سا معلوم ہو رہا تھا۔

"تیزی سے اس کی طرف بڑھتے چلے جاؤ خسارے میں نہیں رہو گے۔"

"اب میں کیا کروں.... شمپالی بھی نہیں ملی۔"

"بلکہ اس بند کرو۔"

جوزف خاموش ہو گیا۔ پھر وہ سب ہی خاموش ہو گئے۔ غار کا اندر ہیر اتنا کلیف وہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کی سانسیں سننے رہے۔

دوسری صبح وہ بھوک سے نٹھاں اٹھے۔ جوزف سے تو انھا ہی نہیں جا رہا تھا۔ اس نے بدقت انہیں اس جگہ کا پتہ بتایا جہاں اس نے جنگلی پھیل دیکھے تھے۔ صدر اور عمران بتائے ہوئے راستے پر چل پڑے۔ اس کے لئے انہیں پاریاں جہازیوں میں گھینپڑتا تھا۔ انہیں کہیں بھی انسانی قد موس کے بنائے راستے نہ دکھائی دیئے۔ ایک جگہ بلندی سے انہیں کہیں پائی گرنے کی مدھم آواز کا نون،

"میں آئی اور وہ اسی طرف چل پڑے۔"

یہ ایک چھوٹا سا چشمہ تھا جو ایک تار درخت کی جڑ سے پھوٹا تھا۔ زکلوں کی... جہازیوں نے اس کے گرد احاطہ کر رکھا تھا۔ کچھ دور پہنچنے کے بعد وہ ایک تپی سی نالی کی شکل میں زکل کی جہازیوں سے بھی گذر کر غالباً اس فٹ کی بلندی سے ایک چیناں پر گرتا تھا اور اس کی آواز نے یہاں تک ان کی راہنمائی کی تھی۔

"سیب!" صدر نے درختوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

انہوں نے کچھ اچھل ہوڑے لیکن وہ سیب تو نہیں ہو سکتے تھے گو شکل سیبوں ہی جیسی تھی۔

چھلکا تناخت اور چیڑھر تھا کہ اس سے دانتوں کا گذرنا آسان نہیں تھا۔ عمران نے چاقو آزمایا لیکن چھلکا اس طرح کٹ رہا تھا جیسے وہ چھڑے پر گدھری چلانے کی مہا قت کر بیٹھا ہو۔ البتہ گودا سیب سے بھی زرم ثابت ہوا۔ پھل میٹھے تھے لیکن سیبوں کی خوبی ہرگز نہیں تھی۔

"غیرمت ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔

صدر جو دوسری اچھل کاٹ رہا تھا ایک بیک اچھل پڑا۔ پھل اور چاقو دونوں ہی اس کے ہاتھ سے گز گزے۔ چشمے کی دوسری طرف ایک آدمی ان کی جانب روپور تانے کھڑا تھا۔ وہ زکل کی جہازیوں سے اس طرح نکلا تھا کہ ہلکی سی آواز بھی نہیں ہوئی تھی۔ دونوں کے ہاتھ اوپر انھوں گے۔

یہ ایک شکستہ حال آدمی تھا۔ سر کے بال اٹھے ہوئے تھے اور شیوں بھی عرصے کا معلوم ہوتا تھا۔ کپڑے گندے اور شکستہ تھے۔ آنکھوں سے دھشت جھانک رہی تھی۔

"تمہاری جیبوں میں جو کچھ بھی ہو زمین پر ڈال دو۔" اس نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

"ہماری جیبوں میں بھی روپور موجود ہیں! عمران نے ممکرا کر کہا۔" کیا انہیں ہاتھ لگانے کی اجازت دو گے؟"

اجنبی نے تھبہ لگایا لیکن وہ صرف آواز ہی تھی اسے تھبہ کسی صورت میں بھی نہیں کہا جا سکتا تھا.... کھوکھلی سی آواز...

اس نے کہا۔ مجھے دھکانے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں اتنا گدھا نہیں ہوں اگر تمہاری جیبوں میں روپور ہوتے تو تم کبھی ان کا حوالہ نہ دیتے۔ کوشش کرتے کہ اسی کے بہانے مجھ سے

"پچھے بھی ہو..... یہ پولیس کیس ہے مادام" عمران نے کہا۔  
"اوہ! مجھے افسوس ہے موسیو..... آپ کو تکلیف ہوئی۔ لیکن یہ واقعہ ایک مذاق سے زیادہ  
اہمیت نہیں رکھتا..... یقین بیجے!"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"اسے ہیر و بنتے کا خطبہ ہے..... کہتا ہے کہ میں بالکل نکاس کے جھگیوں کی طرح رہنی کر  
سکتا ہوں۔"

"میں کہتا ہوں چلی جاؤ یہاں سے۔" اُجھی پھر چینا۔

"تم چپ چاپ میرے ساتھ چلو گے..... سمجھے!" عورت نے غصیلے لمحے میں کہا۔

"کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں مادام!"

"مشکریا موسیو! میں اسے گھر لی جانا چاہتی ہوں۔ ڈر ہے کہ کہیں اسے پولیس نہ پکڑے!"  
اجنبی نے بالکل فلی انداز میں ایک طویل تقبہ لگا کر کہا۔ "پولیس..... ہمیشہ..... پولیس کے  
سامنے مانگیکل دی لا تو شے کا نام لو اور دیکھو کس طرح ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑتے ہیں۔

پولیس.... تھیر پیو نیوں کی طرح رینگنے والے کیڑے.... ہے ہا۔...."

"چپ چاپ گھر پلڑو دوست! ورنہ تمہیں پیٹھ پر لاد کر لے جاؤں گا۔" عمران نے کہا۔  
"چلو ما نیکل!" عورت بولی۔

"ارے دفع ہو جاؤ! میں بگرا ہوا گھوڑا نہیں ہوں کہ رام ہو جاؤں گا۔ آدمی ہوں اور آدمی کو  
سبھتا بہت مشکل کام ہے۔ میں جو کچھ بھی کرتا ہوں اس کی پشت پر ایک بہت بڑا فلفہ ہے۔ تم  
ایک ماہی کیڑ کی بیٹی ہو۔ جاؤ یہاں سے تمہارے جسم میں مچھلیوں کی بساندھ آرہی ہے۔"

"تم اپنا حلیہ دیکھو.... خبیث کہیں کے!" عورت محفلائی۔

"مشقت پسند آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسا میں ہوں یعنی مانگیکل دی لا تو شے۔"  
یک بیک عمران نے اس کے ہاتھ سے ریو اور جھپٹ لیا۔

"اوہ!" وہ لڑکھڑا تاہو اور چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاو۔" عمران نے گرج کر کہا اور اُجھی کے ہاتھ کچھ اور پر انٹھ گئے۔  
تو نے مجھے تباہ کر دیا۔" اُجھی عورت کی طرف دیکھ کر بڑا لیا۔

"مجھے میرے حال پر چھوڑو! اُجھی حق پھاڑ کر چینا۔

اتی دیر میں عمران جست لگا کر دوسرے کنارے پر پیش کا تھا۔ صدر جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

"چھٹا چھٹا جو ہے میں کہا۔" عمران نے کہا۔  
"چھٹا چھٹا جو ہے میں کہا۔" اُجھی غریباً۔

ان کے درمیان چھٹ سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا لیکن پانی کی گہرائی کا اندازہ عمران کو نہیں  
تھا۔ پھر بھی صدر کی دانت میں وہ کسی تدیر ہی کی فکر میں تھا۔

اور... عمران سوچ رہا تھا کہ اُجھی کو کسی طرح اسی کنارے پر آتا چاہئے۔ وہ خود اس کی  
طرف چھلانگ نہیں لگانا چاہتا تھا کیونکہ اُدھر نہ کل کی جھاڑیاں اس کے حلقے کو بنا کام بھی بنا سکتی  
تھیں۔

"اس کی کیا صفات ہے کہ ہماری جیسیں خالی کرالینے کے بعد تم ہمیں مارنے ڈالو گے؟" عمران  
نے کہا۔

اجنبی اسے خونخوار نظروں سے گھوڑتا ہوا بولا۔ "اگر میں اپنے دو کارتوں پیچا سکوں تو مجھے  
خوشی ہی ہوگی!"

"تم فرانسیسی نہیں معلوم ہوتے.... تمہارا بھجو۔" عمران نے کہا۔  
"تم بھی فرانسیسی نہیں معلوم ہوتے.... لیکن جلدی کرو۔"

یک بیک اس کی پشت پر جھاڑیوں میں جبکش ہوئی اور دوسرے ہی لمحے میں ایک خوش لباس  
جو ان عورت اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

"نہیں موسیو!" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ ریو اور نہیں  
ہے۔"

"اوہ! خدا تمہیں غارت کرے۔" وحشی اُجھی دانت میں کربولا۔ "سارا رومان چوپٹ کر  
کے رکھ دیا۔"

"میں کچھ کہتی ہوں کہ اب تمہیں پاگل خانے ہی پہنچا کر دوں گی۔" عورت نے ہاتھ ہلا کر  
غصیلے لمحے میں کہا۔

"مجھے میرے حال پر چھوڑو! اُجھی حق پھاڑ کر چینا۔

"ہاں! آپ آگے چلے مادام۔" عمران نے کہا اور پھر اجنبی سے بولا۔ "تم پیچے چلو! مزکر دیکھا اور میں نے ٹریکر دیا۔... سمجھے!"  
عورت مسکرا کی اور جھاڑیوں میں مڑ گئی۔ اجنبی دونوں ہاتھ اور انھائے اس کے پیچھے تھا۔  
عمران نے صدر سے اردو میں کہا "تم پھل لے جاؤ میں کچھ دیر بعد آؤں گا۔ مگر تم میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے تھا ہے۔"

اجنبی چپ چاپ ہاتھ انھائے چلتا رہا۔ عورت آگے تھی۔ عمران نے اس روپا اور کوچک جمع نقلی ہی پیالا جس میں دھاکہ پیدا کرنے والے بے ضرر کار توں لگے ہوئے تھے۔  
ضروری نہیں تھا کہ عمران اس معاملے میں اتنی زیادہ دلچسپی لیتا لیکن اسے اپنے اور اپنے ساتھیوں کا پیٹ بھی تو پالنا تھا اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑتا۔

وہ تھوڑی دیر تک خاموشی سے چلتا رہا۔ پھر عورت سے پوچھا۔ "یہ آپ کے کون ہیں ماں؟" یہ شے پوچھے موسیو! مجھے افسوس ہوتا ہے جب کوئی ماںکل کے متعلق لگٹکو کرتا ہے۔... یہ میرا شوہر ہے۔"

"ہو.... او...." عمران نے سیئی بجائے والے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور یہ بیک اجنبی بول پڑا۔

"شادی کر کے میں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری تھی۔ اس سے زیادہ غیر رومانی چیز دنیا میں اور کوئی ہے ہی نہیں... لعنت ہے مجھ پر۔"

عورت چلتے چلتے رُک کر مڑی اور اب عمران نے اسے غور سے دیکھا۔ عمر پیس سے زیادہ نہ رہی ہو گی۔ رنگت بھی نکھری ہوئی تھی لیکن آنکھیں.... اگر آنکھیں بھی آرڈر میں ہوتی تو اسے ہر حال میں قبول صورت ہی کہا جا سکتا۔ آنکھیں کچھ اس انداز میں بھیگی تھیں کہ وہ بیک وقت دو مختلف ستون میں دیکھتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

اس کے رکتے ہی ماںکل بھی رُک گیا پھر عمران کیوں نہ رکتا۔  
"کیا کہا تم نے!" عورت آنکھیں نکال کر بولی اور اس کے چہرے کی دربانی میں کچھ عجیب سا اضافہ ہو گیا۔

"میں نے ٹھیک کہا۔ یہ شادی مجبوری تھی۔ اگر میرا باپ تمہارے باپ کا قرضدار نہ ہوتا۔"

"بکواس بند کرو! عورت دہڑی۔"

"مادام میرا خیال ہے کہ آپ چلتی ہی رہنے یہ کبھی گھر نہیں پہنچ سکے گا۔" عمران بولا۔  
عورت چند لمحے کھڑی ماںکل کو گھوڑتی رہی۔ پھر آگے گئے بڑھ گئی۔

عمران نے اجنبی سے بھی چلنے کو کہا۔

تقریباً آوھے گھنے بعد وہ ساحل کی ایک ایسی بستی میں پہنچے، جو چھوٹے چھوٹے جھوٹے جھوٹوں پر مشتمل تھی اور جس کے وسط میں ایک مکان تھا حالانکہ اس مکان کی چھت بھی بھوس ہی کی تھی لیکن دیواریں پتھر کے بلکڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔ مکان کے چاروں طرف ہری بھری کیاریاں تھیں جن کا پھیلا ڈو دوڑتک تھا اور مکان کے ساتھ فالتو زمین کی حد بندی بلکڑی کے لھوٹوں سے کی گئی تھی۔ احاطے میں داخل ہوتے ہی عمران نے روپا اور جیب میں ڈال لیا تھا۔

صدر دروازے کے قریب پہنچ کر عورت رُک گئی اور اس نے عمران سے کہا۔ "اب براہ کرم میری مدد سمجھنے تک میں اسے کرٹے میں بند کر سکوں۔ اس وقت یہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ سب کشتوں پر ہوں گے۔"

"میں اس ظلم کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔" ماںکل نے ہاتھ انھا کر کر کہا۔ اور پھر زمین پر بیٹھ گیا۔

"انہوں نا یک! میں جو کچھ کر رہی ہوں اسی میں تمہاری بہتری ہے، بچھل بار پایا نے تمہیں کس بُری طرح پیٹا تھا.... تمہیں یاد ہے نا!"

"آج اس سے کہو کہ مجھے قتل ہی کر دے.... میں تو نہیں اٹھوں گا۔"

"موسیو! براہ کرم۔" عورت عمران سے مخاطب ہوئی اور عمران ماںکل سے بولا۔

"موسیو ماںکل! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ براہ کرم اٹھ جائیے۔ مجھے اس بات پر مجبور نہ سمجھنے کہ میں آپ کو انھانے کی کوشش کروں اور ناکام ہو جاؤں۔"

عورت اس انوکھی استدعا اور دھمکی پر مسکرا پڑی لیکن پھر فوراً سنبھل کر پیشان پر سلو میں ڈال لیں۔

"میں تو ہرگز نہیں انھوں گا۔" اجنبی تھی کسی ذرندے کی طرح دانت نکالے اور عمران جبے بھی سے عورت کی طرف دیکھنے لگا۔

"اُنھوں جاؤماں میل میں کہتی ہوں۔"  
"نبیں انھوں گا۔"

"آپ مجھے اپنا نام بتائیے مادام! پھر میں کوشش کروں گا۔" عمران نے کہا۔  
"نام سے کیا ہو گا؟" عورت نے حیرت ظاہر کی۔

"آپ کے ستارے بہت اچھے ہیں۔ یہ آپ کی روشن پیشانی پر تحریر ہے۔ آپ کا نام میری فتح کا باعث ہو گا۔"

"عجیب بات ہے۔"

"آپ تجربہ کر لیجئے!"

"اس کے ستارے خونی ہیں" ماں میکل نے قہقہہ لگایا۔

"میرا نام اگا تھا ہے...." شاید اس نے ماں میکل کے جملے پر جل کر عمران کو اپنا نام بتایا تھا۔  
دفعتاً عمران "اگا تھا" کا نفرہ لگا کر جھکا اور ماں میکل کو اٹھا کر اس طرح کمر پر لاد لیا جیسے مشکیزہ اٹھاتے ہیں۔ عورت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ شاید وہ اس حد تک متوقع نہیں تھی۔

"چلے!" عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔ ماں میکل اس کی گرفت سے رہا ہو جانے کے لئے ہاتھ پر مار رہا تھا لیکن عمران کے چہرے سے نہ تو تکان ہی ظاہر ہو رہی تھی اور نہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسے کچھ دیر اٹھائے نہ رہ سکے گا۔ وہ اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی ہوئی صدر دروازے سے گزر گئی۔

کچھ دیر بعد ماں میکل کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا اور وہ دونوں دروازوں کے قریب کھڑے اس کی گالیاں سن رہے تھے۔  
ماں میکل خدا کے لئے آدمی بنو! "اگا تھا نے کہا۔

"جاو! یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ میری بہیاں انتقام کے لئے سنگرہی ہیں۔"

"اگر آپ چاہیں تو چائے کی کیتیں اس کی بہیوں پر رکھ لکھتی ہیں۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔  
وہ بھی مسکرائی اور وہاں سے ہٹ آنے کا اشارہ کیا۔

"آپ نے میرے ستاروں کے بارے میں کچھ کہا تھا موسیو!" وہ ایک جگہ رکھتی ہوئی بولی۔

"بھی ہاں! آپ کے ستارے آپکی پیشانی پر چمک رہے ہیں۔ میری نظروں سے نہیں چھپ۔

کئے.... میں جو روحوں کا شکاری ہوں۔"

"روحوں کا شکاری!"

"ہاں! روحوں کا شکاری۔ ساری دنیا میری مٹھی میں ہے اس کے باوجود بھی مجھے دھکے کھاتے پھر نے میں خوشی محسوس ہوتی ہے مجھ پر سنجھ لیتی کہ سیڑھے سوار ہے اور میں ہمیشہ ہافڑے کے خواب دیکھتا رہتا ہوں۔ دنیا کا آدھا دن جو چھ راتوں سے بھی بڑا ہو گا۔ یوں تو نیلوں اور مسرت نزیر بھی ستارے نہیں ہیں مگر تمہارے ستارے.... ونڈر فل.... تھوڑی چائے ہو گی ماڈام؟...."

"آپ کی باتیں میں نہیں سمجھ سکتی" اگا تھا نے پلکیں جھپکائیں "ہاں میں آپ کو چائے ضرور پلاوں گی۔ آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اگر آپ مدد نہ کرتے تو آج ماں میکل نکل ہی گیا ہوتا.... آئیے!"

عمران اس کے ساتھ چلتا رہا۔ وہ اسے کچن میں لے آئی۔ یہاں ایک بھدی سی میز پڑی ہوئی تھی جس کے گرد تین چار کرسیاں تھیں۔

"بیٹھئے!" اگا تھا نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں نے موسیو ماں میکل کے گرد کالی روحوں کا ناقص دیکھا ہے۔"

"کیا؟" عورت کا لبچہ خوفزدہ تھا۔

"ہاں مادام۔ نہ وہ کسی خط میں بتلا ہیں اور نہ پاگل ہیں.... بُن کالی زدھیں.... آپ انہیں اُس آسیب زدہ جگل میں کیوں جانے دیتی ہیں؟"

"اوہ! مگر آپ وہاں کیا کر رہے تھے!"

"بتایا تک ہم روحوں کے شکاری ہیں۔ ہزاروں میل کا سفر کر کے یہاں آئے ہیں تاکہ ان روحوں کا شکار کر سکیں، جو جگل میں سانپوں کی طرح بھکھ کارا کرتی ہیں۔ مگر افسوس....!"

عمران مخندزی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے سے گھرے غم کا اظہار ہو رہا تھا۔

"کیوں کیا بات ہے؟" اگا تھا نے چولہے پر کیتلی رکھتے ہوئے پوچھا اور پھر اسکی طرف دیکھ کر بولی "اوہ! آپ اتنے مغموم کیوں نظر آنے لگے ہیں؟"

"کچھ نہیں! میرے ایک ساتھی کی غلطت کی وجہ سے پوری پارٹی مفلس ہو گئی ہے ہم نے

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ اس کے ہونت آہستہ مل رہے تھے جیسے بے آواز کچھ کہہ رہا ہو۔ اگا تھا کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی اس نے چائے کی کیتنی پر جھکتے ہوئے کہا "میں اپنے مستقبل کے متعلق بہت بے چین رہتی ہوں۔"

"ہوں" عمران چوک کر بولا "کیا کہا آپ نے؟"

اگا تھا نے اپنا جملہ پھر دہر لیا اور عمران نے سر ہلا کر کہا "آپ کا مستقبل بہت شاندار ہے..... کیا آپ بتائیں کہ موسیو کب سے اس حال میں گرفتار ہیں؟"

اگا تھا نے فوراً جواب نہیں دیا۔

اب وہ چوہلے پر سے کیتنی ہٹا کر اس جگہ فرائیں پین رکھ رہی تھی۔ اس کے بعد اس نے نعمت خانے سے کچھ مٹن پائیاں نکالیں اور انہیں فرائیں پین میں ڈال کر گرم کرنے لگی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

آخر اس نے کہا "کیا آپ اس مقدس تاریک دل والے سے واقف ہیں جو جگل میں چیخنے والی روحیں کا مالک ہے؟"

"میں نہیں سمجھا۔"

"قادر اسکھتھا..... جو سارے جزیرے کے لئے وہاں جان بنا ہوا ہے۔ اس کا مکان عموماً خالی ہی پڑا رہتا ہے لیکن پھر بھی لوگوں کا خیال ہے..... کہ وہ ہیں رہتا ہے۔"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا اس کے متعلق۔" عمران نے کہا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔ "وہ ایک ڈرائیٹ آڈی ہے۔ پادری کے روپ میں بھیڑتا۔ وہ اس جزیرے کو سمندر میں غرق کر دینا چاہتا ہے۔ ہاں تو ماکل بھی اس کے حلقہ گوشوں میں سے تھا۔ پولیس نے ایک بڑا اسمتح کے مکان پر زیڈ کیا تھا اسی وقت اس کے معتقدین کا حلقہ ثوٹ کر بکھر گیا لیکن پادری اسکھ پولیس کے ہاتھ نہ آسکا۔ حالانکہ دوسرے دن بھی وہ اس عمارت میں نظر آیا تھا۔ اب بھی اکثر دکھائی دیتا ہے مگر پولیس بے بس ہے۔ شیطانی چرخے کے آگے پولیس کی کیا چلے گی۔"

"مگر پولیس کیوں؟ میں نے آج تک نہیں سنا کہ کہیں کی پولیس نے کسی جادوگر میں دلچسپی لی ہو۔" عمران نے کہا۔

"دھمکیک ہے..... مگر پولیس کا خیال ہے کہ وہ اس جادوگری کی آڑ میں کوئی غیر قانونی

چچلی رات بھی فاقہ کیا تھا اور اس وقت جنگلی بچلوں پر گذارہ کرنے کا ارادہ تھا۔ "کیکوں.... کیا ہوا تھا؟"

"اس نے ساری پونچی گنوادی۔ بندرگاہ پر اترتے ہی کسی نے وہ صندوق غائب کر دیا جس میں ہماری رقومات تھیں۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔"

"بُرے سے بھی کچھ زیادہ۔ یقین بھیجئے کہ ہم اس جزیرے کو ان بُری روحوں سے نجات دلانے کا تھیہ کر کے آئے تھے جن کی چیزوں اور بھیکاریں سن کر لوگ نیم مردہ ہو جاتے ہیں۔"

"اوہ! کیا آپ بچ کر رہے ہیں؟"

"ہاں مادام! کیا آپ کو میری بُرے اسرار قتوں پر شبہ ہے؟"

"نہیں قطعی نہیں! آپ نے ماکل جیسے گرانٹیل آدمی کو اس طرح اٹھایا تھا۔"

"اڑے نہیں اوہ تو آپ کے نام کی قوت تھی۔"

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔" اگا تھا کھیانے انداز میں نہیں۔

"یہ کہہ کر آپ مجھے دکھ پہنچا رہی ہیں مادام!" عمران کا لہجہ مغموم تھا۔

"بھلا میرے نام کی قوت کیوں؟"

"آپ کے نام کے ستارے ان دنوں ایسے ہی ہیں۔ آپ دیکھیں گی کہ آپ کتنی عجب و غرب چیزوں سے دوچار ہیں لیکن ذریعے نہیں۔ سب کچھ آپ ہی کے خلاف میں ہو گا۔ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ کی کیا عمر ہے؟"

"شاند کچھیں سال۔"

"نہیں!" عمران متیر انداز میں اچھل پڑا۔

"جی ہاں! مگر آپ اس پر تختہ کیوں ہیں؟" عورت نے خود بھی تختہ زدہ لبھے میں کہا۔ "اڑے۔ میرا اندازہ تو یہ تھا کہ آپ سولہ سال سے زیادہ کی ہو ہی نہیں سکتیں۔" عمران نے

آنکھیں پھاڑے ہوئے کہا پھر جلدی سے بولا۔ "مگر نہیں مجھے حیرت کیوں ہو رہی ہے اس پر..... کیا میں نے آپ کی پیشانی پر چکنے والے ستاروں کو نہیں دیکھا۔ خیر ہاں تو اگر آپ کی عمر پچھس سال ہے تو....."

وں۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیسے نکل جاتا ہے۔"

"روحیں!"

"اوہ۔" اگا تھا جھپٹ پڑی اور خوفزدہ آواز میں بولی "یہاں بھی... آتی ہیں روحیں!"  
با لکل آتی ہیں۔ "عمران نے تنخنے سکوڑ کر زور سے سانسیں لیں۔ بالکل اسی طرح چیزے  
روحوں کی موجودگی سو نگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر سر بلکر بولا" قصیٰ آتی ہیں مادام۔ مگر پوری  
طرح نہیں صرف اپنی پر جھایاں ڈالتی ہیں۔"

"تو پھر ہم سب خطرے میں ہیں۔"

"یقیناً... آپ سب بھی جنگل کی خاک چھان سکتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔ اگا تھا کے  
چہرے پر ہوانیاں اڑنے لگیں۔

"تو یے نہیں! میں آپ کو ایک طسمی نقش دوں گا اور آپ سب ان روحوں سے محفوظ  
ہوئیں گے۔" عمران نے مٹن پائیوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔  
بہر حال ناشیہ تنگراہی ہوا تھا۔

شکم سیر ہونے کے بعد اس نے اس سے قلم دوات اور کاغذ مانگا تاکہ "قصش" تحریر کر سکے۔  
نقش یہ تھا۔

سیاں نے انگلی مردوڑی رے  
رام قدم شرمائی میں

اس نے اسے تعمیر کی طرح تھہ کر کے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کل صبح جب  
سورج نکلے تو اسے داہنی مٹھی میں دبا کر مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جائے گا۔ صرف پائی  
منٹ تک کھڑے رہنا پڑے گا۔ پھر اس کے بعد اسے کمرے کے اندر ہی کہیں دفن کر دیجئے گا۔  
میرا دعویٰ ہے کہ آپ لوگ روحوں کے شر سے محفوظ ہیں گے۔ لیکن موسمیاں یکل پر سایہ ذرا  
گھرا ہے اس لئے اس کا معاملہ ذرا ویرے سے سلبیجے گا۔"

"شکریہ!" اگا تھا نے تعمیر اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ میں کبھی سے بھی نہیں تاؤں  
گی اور آپ لوگوں کی مدد کروں گی.... مگر آپ کہاں سے آئے ہیں؟"  
"مصر سے!"

حرکت کر رہا ہے۔ اس تھے کے معتقدین کو بھی کھنگالا گیا تھا مگر ان کے خلاف کچھ بھی نہیں ثابت کیا  
جا سکا۔... ماں یکل بھی نہیں پجا تھا۔"

"لیکن وہاب بھی اس بھتوں کے جنگل میں گھومتا پھرتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"اڑے اسے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں تھی کہ پولیس اس میں دل جھی لے رہی  
ہے۔"

"اچھا جزیرے کے عام باشندوں کا کیا خیال ہے اس تھے کے بارے میں؟"

"وہ اسے صرف ایسا جادو گر سمجھتے ہیں جس کے قبضے میں بدارواج ہیں۔"

عمران نے تشویش کیں انداز میں نہ کو جبٹش دی۔

"اکیلا ماں یکل ہی نہیں ہے۔" اگا تھا نے کچھ دیر بعد کہا۔ "کئی اور بھی ہیں، جو اسی طرح پاگل ہو  
گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی خدا کی ملاش میں ہے۔ کوئی اپنی محبوبہ کی یاد میں پچاڑیں کھاتا ہے۔  
ایک تو ایسا ہے جو دن رات جنگل میں اپنائگدھاڑھونڈ تارہتا ہے حالانکہ اس کے باپ کے پاس بھی  
بھی کوئی گدھا نہیں تھا۔ یہ سب جنگلوں میں بھکلتے پھرتے ہیں۔"

"خطرناک روحیں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "وہ جزیرے کو چیخ غرق کرنا چاہتی  
ہیں... کسی دن بہت براطوفان آئے گا... پہاڑوں جسیں یہاں جزیرے پر چڑھ آئیں گی۔ ایک  
بھی نہیں بچے گا۔"

"نہیں۔" اگا تھا خوفزدہ آواز میں بولی "انیاہ کہئے موسیوا!"

"جبوراً کہنا پڑتا ہے مادام... جب ہم بھوکوں مر جائیں گے تو یہی ہو گا۔ دیے ہماری  
زمگروں میں تو ایسا ہوتا ممکن ہے۔"

"پھر بتائیے! میں آپ کے لئے کیا کروں؟"

"مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھوکوں مرنے سے بچائیے... اور ہمارا کسی سے بھی مذکورہ  
یکجھے۔"

"میں بھی کروں گی۔"

"اور کوشش کیجئے کہ اب موسیوا یکل یہاں سے نہ نکلنے پائیں۔"

اگا تھا نے چائے اور مٹن پائیاں اس کے سامنے رکھ دیں اور بولی "میں اسے بند ہی رکھتی

"اوہ... مصری جادوگر!"

"ہاں! میں فرعون کے مقبرے میں بیٹھ کر اس کی روح کے ساتھ لوڈو کھیلا کرتا تھا۔" عمران نے فرانسیسی میں کہا اور پھر اردو میں بڑایا۔ "ایسا جھوٹ اگر شیطان بھی یوتا تو اس کا لیکھ شق ہو جاتا۔"

## O

عمران نہ اپنہند اہوا جنگل میں داخل ہو رہا تھا۔ اگر تھا نے اسے کھانے پینے کا اتنا سامان دیا تھا جو کئی دنوں کے لئے کافی ہوتا۔ وہ ماں یکل کے متعلق سوچ رہا تھا اور وہ دوسرا سے بھی اس کے ذمہ میں تھے جو اگر تھا کے بیان کے مطابق کسی نہ کسی بہانے جنگل میں مارے مارے پھر اکرتے تھے پادری اسکے کس قسم کا رول ادا کر رہا تھا؟ کیا محض اس لئے کہ بونا و دسروں کے ذریعہ اپنے جعلی نوٹ آزمائے؟ یہ کام تو کسی مقامی ہی آدمی سے لیا جاسکتا تھا۔ اس کے لئے اتنی تک و دو کی کیا ضرورت تھی؟ نہیں! مقصد صرف نوٹوں کی آزمائش نہیں ہو سکتا تھا۔ تو پھر بونا کیا بھی نیچا ہتا تھا کہ... وہ اس سے آگے نہ سوچ سکا کیونکہ غار قریب آگئا تھا لیکن جیسے ہی اس نے دہانے میں قدم رکھا۔ دو تین آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

"اے... اے... اے..." عمران اچھل کر پیچھے ہٹا ہوا بولا۔ سارا سامان اس کے ہاتھوں سے گر گیا تھا۔

حملہ آور تین تھے۔ ان میں سے ایک نے ریو اور نکال کر عمران کو کور کر لیا۔ اسے سنبلے کا موقع نہ مل سکا۔

"جنہیں کی اوڑاے گئے۔" ریو اور وائلے نے انگریزی میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ پہنچنے والے غمیں ان پر کیا گزری ہو۔ اس نے ایک بار پھر ان تینوں کا جائزہ لیا۔ یہ لوگ اچھی حالت میں تھے۔ یعنی ان کی پوشش میں اس قسم کا بے ڈھنگا پن نہیں نظر آیا تھا کہ انہیں بھی ماں یکل ہی قسم کے لوگوں میں سے سمجھا جاسکتا۔ ان کی قیمیں بے داع تھیں اور تائیوں کی گریں بھی سلیقے کی حدود میں تھیں۔

"اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔" ریو اور وائلے نے اپنے دنوں ساتھیوں سے کہا۔ عمران کے چہرے پر حمادت کے آثار تھے۔ آنکھوں سے نہ خوف ظاہر ہو رہا تھا اور نہ

".... وہ دونوں اس کی طرف بڑھے لیکن ان سے ٹھوڑا سا اندازی پن سر زد ہو گیا اگر وہ سامنے ہی سے چھپنے کی بجائے دائیں اور بائیں سے آئے ہوتے تو عمران کسی چوہے کی طرح چپ چاپ ان کی ہر زیادتی سہہ جاتا۔ شاید اس کے ہاتھ بھی پشت پر باندھ دئیے گئے ہوتے، لیکن جیسے ہی وہ عمران اور ریو اور وائلے کے درمیان حاکل ہوئے۔ عمران نے ڈیکی اور دنوں ہی کو سمیت کر ریو اور وائلے پر جھوک مارا اور خود بھی ساتھ ہی چھلانگ لگائی اس کا ہاتھ اتنا ہی بچا ٹلا پڑا تھا کہ پہلی ہی کوشش میں اس نے ریو اور چھین لیا اور ان کے اٹھنے سے پہلے ہی دور جا کر ہوا۔ "ہاتھ اوپر اٹھاؤ دستو!" اس نے مسکرا کر کہا۔ "یہ ایک دوستانہ مشورہ ہے دیسے کیا تم میرے ساتھیوں کا پتہ بتاؤ گے؟"

ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے لیکن غصے کی وجہ سے ٹلنے بگڑے جا رہے تھے۔ "وہ چھنٹ میں ہیں۔" ایک غریا اور تم بھی جلد ہی وہیں پہنچ جاؤ گے۔" "میں جلد بازی کا قائل نہیں ہوں۔" عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔ "بہتر یہی ہے کہ دماغ ٹھنڈا کر کے مجھ سے گفتگو کرو!"

"کیوں شامت آئی ہے۔ ریو اور زمین پر ڈال کر خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم تمہیں جان سے نہیں مارنا چاہتے۔ اگر یہی کرنا ہو تو تم اب تک زندہ کیوں رہتے۔" "میں جانتا ہوں کہ تم میری شادی کرنے کے لئے یہاں پکڑا لائے ہو۔ مگر میں ابھی نابالغ ہوں سمجھے!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تمہیں شرم آئی چاہئے اس زبردستی پر۔ چلو بتاؤ کہاں ہیں میرے ساتھی؟"

"ہم تمہیں وہیں پہنچا دیا چاہتے تھے!"

"اے تو اس طرح پہنچا لیا جاتا ہے۔ تو پہ بھی باندھ لائے ہوتے ساتھ۔" عمران نے چپ چپے پین کا مظاہرہ کیا۔

یک بیک پشت سے کسی نے اس پر حملہ کیا اور ریو اور ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ لیکن ساتھ ہی عمران بھی اس کی گرفت سے نکل گیا پھر ایک آدمی ریو اور اٹھانے کے لئے چھپا ہی تھا کہ عمران نے اپنے ریو اور سے اس کے ہاتھ پر فائر کر دیا۔ وہ جھیخ مار کر دور جا گرا۔

"ہوں! تو اب جس میں ہمت ہوا تھا ریو اور۔" عمران انہیں دوبارہ کوئا ہوا تو اس

"محکے ایسی پریش بہت پسند آتی ہے۔ شباش چلتے رہو۔ "عمران بولا۔" لیکن مژ کر دیکھنے والے کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی۔"

"تم میرزاں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر رہے ہو عمران!" بالی کی آواز غصے یا خوف سے پاک تھی۔

"وہ لوگ جوز بردتی مہماں بنائے گئے ہوں۔ ان سے اس سے کم کی توقع نہ رکھو!"  
"بوجنا کو غصہ نہ دلاؤ۔"

"کیا تم بوجنا ہو؟"

"بوجنا کے ہر نمائندے کو بوجنا ہی سمجھو۔"

"تب تو تم مرنسے کے لئے تیار ہو جاؤ۔" "عمران نے کہا۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم ایسی حماقت نہیں کرو گے۔" بالی چلتا ہوا بولا۔ "تمہارے ساتھی ہمارے پاس ہیں... وہ ایڑیاں رگڑ کر مرجائیں گے۔"

## O

جو لیانے صدر کے لائے ہوئے پھل کسی نہ کسی طرح حلق سے اتارے تھے اور پچھے کاٹھڈا پانی پی کر دل ہی دل میں عمران کو کوئے لگی تھی۔

جوزف ایک جانب اکٹوں بیٹھا گھر رہا تھا۔ صدر نے کچھ پھل اس کی طرف بھی بڑھائے۔  
"نہیں مشر! جوزف سر ہلا کر بولا" کون جانے یہ پھل مجھے زندہ رکھنے کے لئے کافی ہی ہوں۔"

اس کے لیج میں بیزاری تھی کیونکہ اسے پچھلے دن سے شراب کا ایک گھونٹ بھی میر نہیں ہوا تھا۔ انہیں اس کے متعلق تشویش تھی۔ صدر کی دانست میں تو شراب ہی اسے کام کا آدمی بنتا تھی ورنہ وہ تو بس ایک طرح کا سامان بن کر رہ جاتا تھا جسے کار آمد سوت کیوں کر طرح اٹھائے پھرو۔

یک بیک جوزف نے عمران کے متعلق پوچھا اور جب اسے بتایا گیا کہ وہ کسی کے ساتھ کہیں تھا گیا ہے تو وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم نے انہیں تھا کیوں جانے دیا۔" جوزف اپنی آنکھیں چھاڑنے کی حالت اپتر تھی۔

پر محلہ کرنے والا بالی تھا جواب اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"سندو دوست!" عمران نے اس سے کہا۔ "میں خود کو مجبور سمجھنے کا عادی نہیں ہوں.... سالہا سال اسی جزیرے میں بس رکھ سکتا ہوں۔ خواہ میری جیب میں ایک پانی بھی نہ ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ میں ہی اس جعلی کرنی کو ہٹھانے دوڑا جاؤں گا یا اپنے خاص آدمیوں میں سے کسی کو ایسا کرنے دوں گا؟"

زخمی آدمی اپنا ہاتھ دبائے بیٹھا کسی زخمی کتے کی طرح چیخ رہا تھا۔

"تم پھر غلط سمجھے ہو! باں مسکر لیا۔" خواہ مخواہ اپنے لئے مشکلات نہ پیدا کرو۔"

"میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

"وہ محفوظ ہیں! کیا انہیں یہاں فاقہ کرنے کے لئے پڑا رہنے دیا جاتا۔ تم بھی چلو! حالانکہ اس وقت تم نے ایک آدمی پر بلا ظلم کیا ہے لیکن بوجنا ہی چاہے گا کہ تمہیں ہر حال میں معاف کر دیا جائے۔"

"راہ رو کو پولیس لے گئی۔" عمران نے کہا۔

"تمہیں اس کی پواہ نہیں ہوئی چاہئے کیا وہ تمہارا کوئی خاص آدمی تھا؟ اگر میں بات ہوتی تو تم اسے کرنی استعمال ہی کیوں کرنے دیتے؟"

"وقت نہ بر باد کرو۔" عمران نے کہا۔ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے دوسری طرف مڑ جاؤ اور اُوہر ہی چلو جہاں میرے آدمی ہوں۔"

"تم خواہ مخواہ حالات کو بدتر بنانے ہو۔"

"یہ میری بہت پرانی عادت ہے۔" عمران مسکر لیا۔ "چلو دیرنہ کرو، ورنہ تم صرف چار ہو، اور ریوالوں میں پانچ گولیاں باقی ہیں۔ میرا نشانہ مشکل ہی سے خطا کرتا ہے۔"

"بچھتاو گے!"

"پرواہ نہ کرو!"

"چلو! اگر تم مرتا ہی چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" بالی دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اپنی تقلید ہی کا اشارہ کیا تھا۔ زخمی بھی کراہتا ہوا اٹھا لیکن اس کی حالت اپتر تھی۔

کوشش کرتا ہوا بولا جو نیند کے دباؤ سے بو جھل ہوتی جا رہی تھیں۔

"کیوں؟" صدر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے بہتر نہیں سمجھتا کہ اس جنگ میں انہیں تھا چھوڑا جائے۔ بتاؤ وہ کہہ رکھے ہیں؟"

"خود حلاش کر لو جا کر۔" صدر نے لاپرواں سے کہا۔

"اے۔ تم کیسی الٹی سیدھی باٹیں کر رہے ہو۔" جوزف نے جھر جھری سی لی۔ انداز بالکل کسی لڑاکے مرغے ہی کا ساتھا جس نے حریف کو سامنے دیکھ کر گردان کے پر پھلانے ہوں۔

جو لیا جھپٹ کر پیچ میں آگئی۔

"اڑے! کیا تم لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔" اس نے باری باری سے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سمی کی تم ہست جاؤ۔ یہ جنگ ایسے نہیں ہیں کہ کسی کو تھا چھوڑا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر باس کا باال بھی بیکا ہو تو میں مشر صدر سے سمجھ لوں گا۔"

"کیا کواس کر رہے ہو؟" صدر آنکھیں نکال کر دھاڑا۔

"دیکھی ہی لوگے۔" جوزف نے کہا اور مڑ کر غار کے دہانے کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر جوزف ایک راکفل اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ جولیا نے کہا۔ "کیوں؟ کیا قاتم جا رہے ہو؟"

"ہاں! میں جاؤں گا۔"

"نہیں! یہ تمہارے باس کا حکم ہے کہ یہیں نہیں!"

"جنگ میں باس کا یہ حکم نہیں مان سکتا۔ تم لوگ کیا جانو کہ جنگ کسے کہتے ہیں؟"

"جانے دو!" صدر بڑا بڑا۔ "جہنم میں جائے۔"

جوزف راکفل سنجھاتا ہوا غار کے دہانے سے باہر نکل آیا اس کا ذہن قابو میں نہیں تھا۔ پھر بھی وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کے قدم زمین پر مضبوطی سے پڑیں۔

لیکن وہ جیسے ہی غار سے باہر آیا اس کے سر پر کسی نے کوئی وزنی چیز بڑی قوت سے رسید کی اور اس کی آنکھوں میں ستارے سے ناق گئے۔ وہ لاکھڑا لیکن سنجھل گپا اور پھر اسے حملہ آور نظر آئے جو کئی تھے، جوزف نے انہیں دیکھ کر آنکھیں چھڑا لیں اور یک یک غصے بنے اس کی کھوڑا۔

اٹ دی۔ اوہر وہ اس پر جھپٹے ہی تھے کہ جوزف نے راکفل کی تال اس انداز سے سنجھاں لی جیسے۔ لٹھ پکڑتے ہیں اور دوسرا سے ہی لمحے راکفل کا کنڈہ ایک حملہ آور کی کمر پڑا۔

اس کے بعد تو بالکل درندوں کی سی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ صدر اور چھپاں بھی باہر نکل آئے لیکن وہ کچھ اس طرح بد حواس ہو گئے تھے کہ خود بھی راکفلیں سنجھاں کر جوزف ہی کے سے انداز میں حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ فائز کر دینے کی دھمکی دیتے اور اس لڑائی کا خاتمہ ہو جاتا۔ اس طرح وہ خود بھی اس بے شکی ورزش سے فاٹ جاتے۔

حملہ آوروں میں سے صرف ایک کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا اور بقیہ نہتے تھے لیکن یہ ضروری نہیں تھا۔ ان کے پاس ریو اور یا نیخترہ رہے ہوں ویسے یہ اور بات ہے کہ انہیں ان کے

استعمال کا موقعہ نہ مل سکا ہوا۔

آخر کار وہ بھاگ نکل۔

جوزف کے سر سے خون بہر رہا تھا لیکن اس کی حالت اب اتنی خراب نہیں معلوم ہوتی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس میں زیادہ پھر تیلا اور چاق و چوبنڈ آدمی آج تک ان کی نظر وہ سے گزر اتھیں ہو۔

"چلو! یہاں سے۔" کسی زخمی جانور کی طرح دانت نکال کر بولا۔ "انہیں اب ہمارا نہ کھانا معلوم ہو گیا ہے۔"

انہیوں نے بڑی جلدی میں اپنا سامان سمیا اور ایک طرف جھاڑیوں میں گھس پڑے جو لیانے جوزف کو اس کے زخم کی طرف دھیاں دلایا تھا لیکن اس نے کہا "پرواد مت کرو مسی! یہ بہت اچھا ہوا۔... اب میں نہیں مروں گا۔ مجھے ہوش آگیا ہے۔ یہ چوٹ جب تک دُکھتی رہے گی مجھے زندہ رکھے گی۔... شراب ملے باندھ ملے!"

## O

عمران نے محسوس کیا کہ بالی اسے خواہ جنگ میں بجنکتا پھر رہا ہے۔ آخر ایک جگہ اس نے انہیں زکنے کو کہا اور بولا "اپنے ہاتھ اور پر اٹھائے رکھو۔ جس کے ہاتھ بھی نیچے آئے اس کے لئے اچھا نہیں ہو گا اور بالی! تم میری طرف مڑو۔"

بالی نسلکر ارہتا اور اس کی یہ مکراہت سو فیصدی غصہ دلانے والی تھی۔

"تم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔" عمران نے کہا۔  
"تم خود ہی بن رہے ہو۔ میں نے نہیں کہا تھا۔"

عمران کا گراپنے ساتھیوں کی پرواز بنتی تو شاید انہیں اس نے وہیں ذہیر بھی کر دیا ہوتا۔  
دفعتاً بائیں جانب والے نشیب سے تیز سیٹی کی آواز آئی اور جگل کے کسی دور دراز گوشے  
سے غالباً اس کا جواب دیا گیا۔ عمران نے اندازہ کیا کہ وہ جواب ہی تھا۔ اسے پہلی سیٹی کی بازگشت  
نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔

"پولیس!" بالی اچھل پڑا۔ اور عمران سے بولا۔ "یہ کیا جماعت کر رہے ہو تم بھی کہیں کہ نہ  
رہو گے۔ اگر انہوں نے ہمیں اس حال میں دیکھ لیا۔"

بالی نے غلط نہیں کہا تھا۔ پولیس کے لئے عمران کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے تیزی  
سے دائیں جانب والی جہازیوں کے سلسلے میں چلا گئے لگائی اور بالی اپنے ساتھیوں سمیت سامنے ہی  
دوڑتا چلا گیا۔

جمہازیاں گھنی تھیں۔ عمران کے دونوں پیر ایک دوسرے سے الجھ گئے اور وہ اس نیزی طرح  
گرا کر فوری طور پر انہیں کر پھر بھاگنا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوا۔

وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ بیک کسی نے اس کی کلاسیاں بڑی مضبوطی سے پکڑا  
لیں۔ عمران نے جھکا دیا۔

"ارے میں ہوں۔" کسی نے فرنچ میں آہستہ سے کہا۔ "میں ہوں.... میں اگا تھا... اٹھو!  
جلدی کرو۔"

عمران بوکھلا کر انہیں بیٹھا۔ اس کی کلاسیاں چھوڑ دی گئیں۔ اگا تھا قریب ہی بیٹھی ہانپر رہی  
تھی۔ اس نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "چلو اٹھو۔"

عمران انہیں کر اس کے ساتھ چلے گا۔ وہ اسے راہ بتاتی ہوئی نہ جانے کہاں لے جا رہی تھی۔  
عمران تھوڑی دیر تک تو چلتا رہا پھر رک گیا۔ سیٹیاں اب بھی سنائی دیتی تھیں۔ لیکن آواز دور کی  
معلومات ہوتی تھی۔

"تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو؟" اس نے پوچھا۔  
"اچھا اگر میں بھی تمہارے پیچھے ہی نہ چل پڑی ہوتی تو تم کہاں ہوتے؟" اگا تھا مسکرائی۔ وہ

بے تکلف پر آمادہ نظر آرہی تھی۔ عمران کسی سوچ میں پڑ گیا۔  
"بولاو... جواب دو...! وہ اٹھلانی۔"

"میں اپنے آدمیوں کی تلاش میں تھا۔ ان لوگوں نے انہیں کہیں غائب کر دیا۔"  
"ہوں... تو تم حق مصر کے جادو گر ہو... مجھے یہ تو قوف بنا لیا تھا۔ کیوں؟" وہ بدستور  
مسکرا رہی تھی۔

عمران سوچنے لگا کہ اس بات کا کیا جواب ہونا چاہئے۔

"سنو!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی قسم کی غلط فہمی ہوئی ہو لیکن  
میں نے تم سے کوئی نہیں کی ہے۔ چلو تم نے جو کچھ مجھے دیا تھا سے میرا حق الخ دمت ہی کچھ  
لو۔ میں اپنے ساتھیوں کو بھوکوں مرتے تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔"

"میں اس غاز سے یہاں تک تھا رات عاقبت کرتی رہی ہوں تم جس طرح بھی ان لوگوں سے  
پیش آئے تھے اس سے یہ تو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ تھا رے لئے ابھی رہے ہوں۔"

"چلو۔ یہ بھی نہیں کہا جائے۔ دیکھو میری یادداشت بہت کمزور ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں ان  
سے کس طرح پیش آیا تھا۔ مگر کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں نے تم سے فراؤ کیا تھا؟"  
"تم حقیقت کوں ہو؟ مجھ سے نہ چھپا وہ مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ شاید تمہاری کوئی مدد کر  
سکوں۔ یہ میں صرف اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ وہ لوگ میرے لئے اجنبی نہیں تھے میں انہر  
اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"اوہ.... وہ کون تھے؟"

"بہت نہ رے لوگ۔ کم از کم میں تو ان کے خون کی بیساکی ہوں۔"  
"چھا!" عمران مسکرایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بہت چالاک ہیں۔ انہوں نے ہمارے  
گرد کتنی طرح کے جال بچھائے ہیں۔ اگر ایک سے فتح جائیں تو دوسرا سے میں لازمی طور پر تالگ اُلٹھ  
جائے۔ کیوں ہے نایکی بات!

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مطلوب یہ کہ وہ مجھے زبردستی نہیں لے جائے تو اب تم آئی ہو۔"

"فضول بات!" اگا تھا نے بیزاری سے کہا۔ "تم نہیں جانتے کہ میں بالی سے کتنی نفرت کرتی  
ہوں۔"

ہوں اور مجھے اس کی شکست کا منظر کتنا لچک پر معلوم ہوا ہے تم تو خود بھی مجھے نبڑی رونگی  
بھی معلوم ہوتے ہو۔ بالی سے یہاں سب ڈرتے ہیں۔

"لیکن تم کیوں اس سے مقصر ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"سارے ماہی گیر اس سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ ذاکو ہے۔ سارے گھات کا اجارہ دار بننے کی  
کوشش کرتا ہے۔ ماہی گیری کے سمندر پر اس کی حکومت ہے۔ میرے باپ کے کاروبار کو اس کی  
وجہ سے بہت بڑا چکا پہنچا ہے۔ میرا بس طے تو اس کی بذریعہ اپنے دانتوں سے چبڑا لوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو میری دوستی کا ہاتھ قبول کرو!" عمران نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جو  
دونوں ہاتھوں سے تھام لیا گیا۔ آڑی تر چھی آنکھوں کی چھاؤں میں اگا تھاکی مسکراہٹ بڑی مضبوط  
خیز لگ رہی تھی۔ لیکن عمران نے اس انداز میں پلکیں جھپکائیں جیسے اب کوئی دلگدراز ساعشقیہ شعر  
پڑھے گا۔

"میں بالی کا دشمن ہوں کیونکہ اس نے پچھلے سال جزیرہ نفوس میں میرے خالو کو درخت  
سے اٹانا کر گولی مار دی تھی..... میں انتقام لینے آیا ہوں۔"

"لیکن وہ تمہیں کہاں لے جانا چاہتا تھا۔"

"وہیں جہاں میرے دوسرے ساتھیوں کو قید کیا ہوگا۔ شاید اس طرح وہ معلوم کرنا چاہتا ہے  
کہ میرے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں۔"

"اڑے تو چلتے رہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی پوپیس سے خائف ہو.... کیوں؟"

"مجھے انتقام لیتا ہے۔ اس لئے پوپیس سے تو پچھا نی پڑے گا۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران تھوڑی دیر تک خاموشی سے چلتا رہا پھر بولا "کیا یہ آدمی بالی اپادری  
اسکنھ سے بھی کسی قسم کا تعلق رکھتا تھا۔"

"پتہ نہیں.... کیوں؟"

"یونہی! تم نے کہا تھا کہ جنگل میں زیادہ تر اسکنھ کے حلقوں گوشہ نی دیکھے جاتے ہیں!"

"میں نہیں جانتی کہ اس کا کوئی تعلق اس سے رہا ہے یا نہیں لیکن اس وقت سوچتا پڑتا ہے کہ  
وہ پوپیس کی سیئی پر خائف کیوں ہو گیا تھا۔"

"کیا پوپیس جنگل میں گشت کرتی رہتی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"اکثر لیکن رات کو یہاں آنے کی بہت کوئی بھی نہیں کرتا۔ ادھ کیا تم میرے بیبا سے ملو  
گے؟"

"اگر وہ خوفاک نہ ہوئے تو... مجھے پیپاؤں سے بہت ڈر لگتا ہے۔"  
"کیوں؟"

"پیباہی ٹھہرے اپتہ نہیں کب چھاڑ کھائیں؟"

"نہیں میرے بیبا تو بہت سیدھے آدمی ہیں اور جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ تم بالی جیسے  
آدمیوں پر بھی ہاتھ اٹھا سکتے ہو تو شاید وہ تمہیں سر ہی پر بھالیں گے۔"

"اوہ! مگر میں اپنے ساتھیوں کے لئے کیا کروں؟"

"ٹلاش کریں گے انہیں بھی۔ جنگل عجیب ہے یہاں آج بھی بہتری ایسی جگہیں ملیں گی  
جہاں کوئی آدمی پہلے کبھی نہیں پہنچا۔" اگا تھانے کہا اور پھر چلتے چلتے رُک گئی۔ تھوڑی دیر تک کچھ  
سوچتی رہی پھر بولی۔ "سنوا ایک تجویز ہے میرے ذہن میں۔ پیا کو کشتوں پر کام کرنے والوں کی  
ضرورت ہے میں ان سے کہوں گی میں نے تمہیں ملازم رکھا ہے۔ ابھی ان سے بالی کے معاملے  
کے متعلق کچھ بھی نہ بتایا جائے.... کیا خیال ہے تمہارا۔"

"تم اتنی غلطند ہو کہ میں کیا بتاؤں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "لیکن وہ مجھے پسند نہیں  
کریں گے۔ کیونکہ میں ایک بیوقوف آدمی ہوں۔"

"بیوقوف.... تم؟ وہ بنس پڑی۔

"ہاں! میرے ساتھ یہی سب سے بڑی ٹریجیڈی ہے کہ لوگ مجھے بیوقوف کہتے  
ہیں۔" عمران نے غم انگیز سنجیدگی سے کہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک میری شادی نہیں ہو سکی۔  
اور پھر وہ اس طرح شرمیا کہ کان کی لوویں تک سرخ ہو گئیں اور اس کا حلیہ بڑا صمکھے خیز نظر  
آنے لگا۔

"اڑے واہ! اگا تھانے قہقهہ لگایا۔" تم اپنی شادی کے تذکرے پر شرماتے بھی ہو۔  
"ہوں! می کہا کرتی تھیں شرم آنی چاہئے ایسی باتوں پر۔" عمران نے سر جھکا کر مردہ سے  
آواز میں کہا۔

اگا تھا پھر بھی مگر جلد ہی سجدیدہ نظر آنے لگی اور اس نے کہا "صورت سے تم پر لے

کے گاؤڈی معلوم ہوتے ہو۔ مگر میں نہیں سمجھتی کہ حقیقت بھی بھی ہو۔"

"تم بھی گاؤڈی ہی کہہ رہی ہو۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور پھر اگا تھانے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ پ آنسو گر رہے تھے۔ اب وہ حق مجھ پھلا گئی۔

"ارے.... ارے تم رو رہے ہو.... ارے بھی واہ...." اس نے کہا اور اس کا بازو پکڑ لیا۔

اب عمران کے حلقت سے طرح طرح کی آوازیں نکلنے لگی تھیں اور اگا تھانی زبان سے تو "ارے بھی واہ" کے علاوہ اور کچھ نکل ہی نہیں رہا تھا اور جب وہ ارے بھی واہ پر مطمئن نہ ہو سکی تو پوکھلا ہٹ میں اس کا سر کھینچ کر سینے سے گایا۔

"اب چپ بھی رہو۔ یہ کیا کر رہے ہو.... ارے میں تو یونہی مذاق میں.... تم بہت اچھے ہو.... میں تمہیں بہت پسند کرتی ہوں...." وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی اور اس کی آنکھوں سے بھی آنسو نکلنے لگے۔

## O

اگا تھان کا پیا ایک پستہ قداور گول مٹول سا آدمی تھا۔ اوپری ہونٹ کھنی موچھوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ آنکھیں چھوٹی اور دھنڈلی تھیں۔ سر کے نچلے حصوں میں تھوڑے سے کچھڑی بال تھے۔ درمیانی حصہ شفاف تھا۔ شام کو اس نے عمران کو باورچی خانے میں اگا تھان کا ہاتھ بٹاتے دیکھا اور جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ عمران نے اس کی طرف توجہ نکلندی لیکن وہ اسے گھور رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" عمران نے کچھ دیر بعد غراہست ہی سنی اور اچھل پڑا۔ فرانگ بین اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔ حماقت اور بناوی خوف نے اس کا طیب بالکل ہی تباہ کر دیا تھا۔

"میں نے آج ہی اسے ملازم رکھا ہے۔ یہ ماہی گیری بھی کر سکتا ہے پیلا۔" اگا تھانے جواب دیا۔

"کیا ضمانت ہے کہ یہ چور نہیں ہے؟" بوڑھے نے جھلائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مجھے یقین ہے پیلا کہ یہ بے ایمان آدمی نہیں ہے۔ آج اس نے میری بڑی مدد کی۔ مائیکل کی طرف نکل گیا تھا۔ اگر یہ نہ مل جاتا تو آج مائیکل کی واپسی مشکل تھی۔"

"ٹھیک ہے گر مجھے سے مشورہ کئے بغیر ملازمت دینے کی کیا ضرورت تھی۔"

اگا تھانے بہت بُرا سانحہ بنایا۔ ایسا لگا جیسے اب روہی دے گی۔ پھر منہماںی ہوئی آواز

نوی۔"میں نہیں جانتی تھی پیلا کہ تم اس آدمی کے سامنے میری توپیں کرو گے جسے میں نے پناہ دی سمجھے۔ اچھی بات ہے اب مجھ پر بھی اپنے گھر کا دروازہ بند کر دو۔"

"کیا یہودہ بکواس شروع کر دی تم نے۔" بوڑھے نے ملامت آمیز لمحے میں کہا۔ "خود جگتوگی.... مجھے کیا کرتا ہے۔"

وہ وہاں سے ہٹ کر دوسرا طرف چلا گیا۔ دفتار عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔"میں بہت بد نصیب آدمی ہوں.... ہاں!.... اچھا میں جا رہا ہوں۔"

"یہ.... ناممکن ہے۔" اگا تھا ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی "تم.... نہیں جا سکتے.... نہا تم نے؟"

"تم نے مجھ پر کیوں اعتاد کر لیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں چور ہی ثابت ہوں۔"

"ہو چکر ہوا!"

"کیا مطلب؟" عمران اچھل پڑا۔

"دل کے چور۔" اگا تھا آہستہ سے بولی اور اس کی دیران آنکھیں مسکرا پڑیں۔

"ول.... یعنی کہ ول.... میں نہیں سمجھا۔" عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"تم سا بھولا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزر۔" اگا تھانے مسکرا کر کہل۔ تھوڑی درمیانی حصہ شفاف تھا۔ شام کو اس نے عمران کو باورچی خانے میں اگا تھا کا ہاتھ بٹاتے دیکھا اور جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ عمران نے اس کی طرف توجہ نکلندی لیکن وہ اسے گھور رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" عمران نے کچھ دیر بعد غراہست ہی سنی اور اچھل پڑا۔ فرانگ بین اس کے چال سے واقف ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کبھی مائیکل سے پیچھا چھڑا سکوں گی یا نہیں؟ میرے باپ نے مجھ پر بڑی زیادتی کی تھی۔ اسے ایک مد گار کی ضرورت تھی۔ مائیکل کا باپ اس کا مقروض تھا لہذا طے یہ ہوا کہ اگر وہ مائیکل سے دستبردار ہو جائے تو وہ قرض معاف کر دے گا۔ اس طرح

ہماری شادی ہوئی تھی لیکن مائیکل ناکارہ نکل گیا۔ وہ پڑے پڑے کھانا چاہتا ہے۔ پاگل بن گیا ہے۔ میں جانتی ہوں وہ پاگل نہیں ہے۔ محض اس لئے یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ کام نہ کرنا پڑے کسی پاگل

کی ذمہ داری پر کون اپنا کام چھوڑ دے گا۔"

عمران مسکرا لیا اور وہ جلدی سے بولی۔ "کتنی پیاری ہے تمہاری مسکراہٹ۔"

"یہ میرا ساتھی ہی ہے۔" عمران نے اگاٹھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ابے بچاؤ کسی طرح اور چور نہیں ہے۔ میں تمہیں بتا پکا ہوں کہ ہم لوگ بالکل مفلس ہیں۔ ہمارے پاس یہاں کی کرنی نہیں ہے اس نے بھوک سے مجبور ہو کر ہی مجھلیاں چڑائی ہوں گی۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔ ابھی پیپا کہہ ہی پکے میں تمہارے متعلق کہ کہیں تم چور نہ ہو! میں ابھی ان سے یہ بھی نہیں بتانا چاہتی کہ تم بالی کے دشمن ہو۔ اس سے انتقام لینے آئے ہو۔ اگر اس کا تذکرہ بھی ہوا تو وہ یہی سمجھیں گے کہ بالی ہی نے تمہیں کسی مقصد کے تحت یہاں پہنچا ہے۔ بہت برا ہوا... یہ تو بہت برا ہوا۔"

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں بوزھا جو زف کو پولیس کے حوالے نہ کر دے... تو یہ لوگ بالی اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ نہیں لگ سکے تھے لیکن بالی کے ہاتھ لگنا اتنا خطرناک نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ پولیس کے ہاتھ لگنا۔

"تو کیا پھر مجھے ہی اس کی مدد کرنی پڑے گی؟" عمران نے کہا۔

"اڑنے نہیں... یہ ناممکن ہے... بالکل ناممکن!"

"ہوں تو میں اسے مر جانے دوں... اپنے ساتھی کو...."

اگاٹھا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ احاطے کے چھانک پر بالی نظر آیا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور سوچنے والے وہیں سے چیخ کر اگاٹھا کے باپ کو مخاطب کیا۔ "سو تراں! تم میرے آدمیوں پر مظالم کرتے ہو۔ پھر انہیں ہی مجھ سے شکایت ہوتی ہے۔"

"یہ اور برا ہوا۔" عمران بڑا بڑا۔

سو تراں گھونسہ ہلا کر کہہ رہا تھا۔ "اگر تمہارتے آدمی چوری کریں گے تو ان کا یہی حرث ہو گا۔

تم پلے جاؤ یہاں سے میرے احاطے میں قدم مت رکھنا ورنہ مجھ سے نہ اکٹی نہ ہو گا۔"

"یہ ناممکن ہے کہ تم میری موجودگی میں میرے آدمیوں پر ظلم کر سکو۔" بالی آگے بڑھا ہوا بولا۔ عمران نے محسوس کیا کہ سو تراں کے آدمی اس سے خائف ہیں۔ جیسے ہو وہ آگے بڑھا سو تراں نے اپنے آدمیوں کو لکارا لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی پیش قدمی روکنے کے لئے آگے نہ بڑھ سکا۔

"میں جا رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور اگاٹھا اس کا پاڑو پکڑ کر گھٹھیا۔ "نہیں نہیں تم نہ

"اڑے باپ رے۔" عمران اردو میں بڑا بیا اور دانتوں میں انگلی دبا کر فرانسیسی میں بولائی باتیں نہ کرو... مجھے شرم آتی ہے۔"

"اڑے واہ...! وہ نہ پڑی! ادھر دیکھو میری طرف۔"

مگر عمران بدستور دانتوں میں انگلی دیئے سر جھکائے رہا۔ دفتار بہر سے شور کی آواز آئی اور اگاٹھا چھپڑی۔ "یہ کیا؟"

پھر وہ باور پی خانے سے نکل کر صدر دروازے کی طرف بچپنی۔ لیکن عمران دیں رہا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے متعلق بھجن میں بیٹا تھا۔ پتہ نہیں وہ کہاں اور کس حال میں ہوں گے؟

اگاٹھا جلد ہی واپس آئی اور اس کی آڑی تر چھپی آنکھیں جوش سے چک رہی تھیں اس نے کہا۔ "ہمارے آدمیوں نے ایک چور پکڑا ہے اس کی مرمت کر رہے ہیں وہ ہماری مجھلیاں چارہ تھا... کالا آدمی!"

"کالا آدمی...!" عمران چوک پڑا۔ "کہاں؟"

مجھلیاں جگل کے سرے پر لا کر رکھ دی گئی تھیں۔ ہمارے آدمی شاید تھک گئے تھے کچھ دیر پیٹھ کر تباہ کو نوشی کرنا چاہتے تھے۔ وہ پتہ نہیں کہ ہر سے آیا اور ان کی نظر سچا کر مجھلیاں بچانے لگا۔

"کیا وہ اسے یہاں پکڑا ہے ہیں؟"

"ہاں۔ باہر احاطے میں۔ مگر وہ بڑا سخت جان معلوم ہوتا ہے۔"

"کہیں وہ میرا ساتھی نہ ہو... مجھے دکھاو۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں!"

اگاٹھا سے ایک کرے میں لائی جس کی کھڑکیاں احاطے کی طرف کھلتی تھیں۔

"یہاں سے دیکھو۔ میں فی الحال نہیں چاہتی کہ تم پیا کے سامنے جاؤ۔"

عمران نے جو زف کو پہچان لیا، جو پانچ آدمیوں کو دھکیاں دے رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں لو ہے کی ایک موٹی سی سلاخ تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے وہ لوگ اس سے گتھے رہے ہوں اور وہ کسی طرح چھکا کرہا پانے میں کامیاب ہو گیا ہو اب وہ انہیں لکار رہا تھا۔ لیکن وہ آگے انہیں بڑھ رہے تھے۔ اگاٹھا کا باپ چیخ چیخ کر ان سے کہہ رہا تھا، بڑھو... بارڈلو... سور کو... مارو!

سو تراں اور اس کے آدمی نے جوش تماشا یوں کی طرح دانت پر دانت جمائے کھڑے تھے۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ بالی کے عمران پر جھپٹتے ہی جوزف چپ چاپ وہاں سے کھک گیا ہے۔ انہوں نے اسے پھانک پر دیکھا لیکن اس کے نکل جانے کی ذرہ برابر بھی پرداخت کرتے ہوئے اپنی ہی جگہوں پر کھڑے رہے کیونکہ موجودہ تماشا اس کی مرمت کرنے سے کہیں زیادہ دلچسپ تھا۔

انہوں نے اپنے ایک بڑے اور طاقتور دشمن کو ایک نامعلوم آدمی کے ہاتھوں پہنچ دیکھا جس نے اپنا چہرہ سفید رومال سے چھپا رکھا تھا اور شاید انہیں اس پر سب سے زیادہ حیرت تھی کہ وہ ان کے مالک سوتراں ہی کے گھر سے نکلا تھا۔

بالی غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا لیکن ابھی تک وہ عمران کو پکڑ لینے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ وہ صرف اس کے لئے کوشش تھا کہ کسی طرح عمران کو پکڑ کر بے بن کر دے۔

عمران نے ایک بار سے اس کا موقعہ دے کر اتنی بھرتی سے دھوپی پاٹ مارا کہ سوتراں اور اس کے آدمی بیک وقت جیخ پڑے۔

بالی کسی بڑے شہر کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ وہ چلتا ہجت سے آنکھیں چاڑے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر یہکہ بیک اٹھا اور بے تماشا پھانک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ پہ نہیں وہ خائف تھا یا اس نکست کے بعد سوتراں سے روپر و نہیں ہونا چاہتا تھا۔

وہ سب بے تماشا ہنس پڑے اور عمران تیر کی طرح گھر کے اندر آیا۔ وہ اپنی پشت پر سوتراں کی آواز سن رہا تھا۔ ”نہیں! تم سب یہیں ٹھہر و پھانک بند کر دو۔ آج کچھ نہ کچھ ہو گر رہے گا۔ وہ بے شرم زیادہ آدمی لے کر آئے گا۔ شاید آج مجھے پولیس ہی کی مدد حاصل کرنی پڑے۔“

عمران سیدھا باور پی خانے میں آیا اور چوٹھے پر فرائی پان رکھ کر اس میں زیتون کا تیل اٹھیتے رہا۔

”ارے ارے!“ اگا تھانے کہا جو اس کے پیچھے ہی دوڑتی ہوئی آئی تھی۔

”کیوں....؟ کیا ہوا؟“ عمران نے متھیرا نہ بچھے میں پوچھا۔

”ارے تم ابھی لڑ رہے تھے اور اب کھانا پکانے لگے!“

”ہائیں تو پھر کیا کھانے سے بھی ہاتھ پائی کرو؟“ عمران آنکھیں چاڑ کر بولا۔

جاو۔ خدا کے لئے میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔“

”وہ تمہارے بات کی توبیٰ کر رہا ہے۔“

”از رے وہ تو اسی طرح لڑتے ٹھہراتے ہی رہتے ہیں۔“

”جاناتی ہو۔ اگر وہ میرے آدمی کو یہاں سے لے گیا تو اس کا کیا حشر ہو گا۔ ٹھہر والا وہ کیمبو

کہ میں اس سے کب طرح پہنچتا ہوں۔“

عمران نے جیب سے روپاں نکالا اور اسے چہرے پر اس طرح باندھ لیا کہ صرف آنکھیں کھل رہیں۔ بہر حال اب وہ آسانی سے پچانہ نہیں جاسکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بالی کو اس کے اس نے مٹھکانے کا علم ہو سکے۔ ویسے جوزف کو تو اس کے ہاتھوں سے بچانا ہی تھا۔

وہ تیزی سے صدر دروازے کی طرف چھپتا۔ اگا تھا گزر گز اتی ہی رہ گئی۔

باہر سوتراں انتہائی غصے کے عالم میں اب اپنے ہی آدمیوں کو نہ بھلا کنے اگا تھا کیونکہ بالی جوزف کے قریب پہنچ پکا تھا اور اس سے انگریزی میں کچھ کہہ رہا تھا۔

”اے!“ عمران ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ اس کی آواز بدی ہوئی تھی ”تم کون ہو، جو اس طرح موسیو سوتراں کی حدود میں بغیر اجازت گھس آئے ہو۔“

بالی اس کی طرف مڑا اور متھیرا نہ انداز میں پلکیں بچپا کیں۔

”چلے جاؤ یہاں سے!“ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ سوتراں بھی حیرت سے منہ کھولے کھڑا تھا۔ کبھی وہ عمران کی طرف دیکھنے لگتا تھا اور کبھی صدر دروازے کی طرف۔

”یہ کیا بک رہا ہے؟ اسے دیکھو!“ بالی نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور وہ عمران کی طرف چھپتا۔ عمران کا دہاٹا ہاتھ ایک کے جڑے پر پڑا اور وہیں سے اس نے دوسرے کی گردان پکڑ کر جھکا دیا وہ تو اس کے قدموں میں چلا آیا اور پہلا دوسری طرف الٹ گیا۔ دوسرے کے سر پر عمران نے ٹھوکر بھی رسید کی تھی۔ پہلا آدمی اٹھ کر دوبارہ چھپتا۔ لیکن اس بار اس کی داہنی پٹھی پر عمران کا ہاتھ پڑا اور یہ ایسا ہی چاٹکا ہاتھ تھا کہ وہ دوبارہ نہ اٹھ سکا۔ دوسرا آدمی جس کے سر پر اس نے ٹھوکر مار دی تھی اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر دوسری ٹھوکرنے اسے بھی اس سے باز ہی رکھک۔

بالی نے اپنے دونوں ساتھیوں کا حشر دیکھ کر عمران کو ایک گندی سی گالی دی اور اس پر ٹوٹ پڑا۔

یں گے۔ اگر اس کی لاش آپ کے احاطے میں اٹھائی گئی۔"

"بہت سمجھدار ہو۔"

"وہ کالا آدمی میرے ساتھیوں تھی میں سے ایک تھا۔"

"بائیں!"

"ہاں موسیو! وہ چور نہیں ہے بھوک سے بیتاب ہو کر ہی اس نے مجھلیاں پڑانے کی کوشش کی ہو گی۔ میرے سمجھی تھی نہ کوئے ہوں گے۔ ان کے پاس بیان کی کرنی نہیں ہے۔ بالی اسے اس لئے بیان سے لے جانا چاہتا تھا کہ اس سے ہمارا پتہ پوچھے۔"

پھر عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح وہ آج اگا تھا سے ملا تھا اور ما نیکل کے سلسلے میں اس کی مدد کی تھی اور واپسی پر اپنے ساتھیوں کو غار میں نہیں پایا تھا۔ اس کے بعد اگا تھا بولی۔

"مجھے اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ میں بھی سمجھی تھی کہ یہ بالی ہی کا آدمی ہے اور کسی خاص مقصد کے تحت ہمارا اعتماد حاصل کرنا چاہتا ہے اس لئے میں نے اس کا تعاقب کیا تھا لیکن وہاں اسے بالی اور اس کے آدمیوں سے بچھتے پیا۔"

اس نے پورا وعدہ دہرایا۔

سوراں ستارا ہاجب وہ خاموش ہوئی تو ایک لمبی سانس لے کر بولا۔ "ٹھیک ہے مگر یہ بھی سوچتا پڑے گا کہ ان لوگوں کا داخلہ بیان قانونی طور پر نہیں ہوا۔"

"یہ دشواری میری نظرؤں میں بھی ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی شریف آدمی کے لئے بارندہ ہوں۔ یہی بات میں نے مادام اگا تھا کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی۔"

"تو اب تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟" سوراں نے پوچھا۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا۔ اتفاق سے کالا آدمی اس طرح ہاتھ آیا تھا لیکن بالی کی وجہ سے وہ بھی نکل گیا۔ مجھے ذرہ ہے کہ کہیں وہ نہ ہو گئی۔"

"سنوا!" سوراں کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "بالی ایک بااثر آدمی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کتنا کمین آدمی ہے لیکن قانون اسی کا ساتھ دے گا۔ وہ بیان سے پٹ کر گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ اس سلسلے میں کیا کرے گا۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ تم بیان سے چلے جاؤ۔ ویسے میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی مدد ضرور کر سکتا ہوں۔ ہاں اگر وہ تم لوگوں کو پہچانتا نہ ہو تو بات دوسری

"مجبوب آدمی ہوا!" اگا تھا نہیں پڑی۔

"اوہر آؤ۔" مکھن سے آواز آئی۔ عمران چونکہ پڑا۔ سوراں اسے نکارا تھا۔ وہ باور بھی خانے سے نکل آیا۔ سوراں نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ کر پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"پہلے یہ بتاولیا! کام کا آدمی ہے یا نہیں؟ اگا تھا بول پڑی۔"

"بہت زیادہ!" بوڑھے نے جواب دیا۔ لیکن یہ ہے کون؟"

"میں کھانے بھی بہت اچھے پا سکتا ہوں موسیو!" عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے.... مگر تم حقیقتاً کون ہو؟"

"ایک مسافر، میں اسی آدمی بالی کی ملاش میں بیان آیا تھا۔ اس نے نفرس میں میرے خالو کو درخت سے النالا کا کر گولی مار دی تھی.... میں بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے؟"

"ہاں! اسی لئے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا وہ وہ مجھ سے چھپکارا پانے کے لئے پولیس کی مدد حاصل کرنے دوڑا جاتا اور میرا اہمیل ختم ہو جاتا۔"

"ہو شیار بھی ہوا!"

"برے بڑے نقصانات اٹھا کر بیان تک پہنچا ہوں۔ میرے ساتھ چار آدمی اور بھی ہیں جن میں ایک عورت ہے۔"

"عورت؟" اگا تھا چھل پڑی۔

"ہاں! میرے دوست کی بیوی.... جس کی موڑ لاچ پر نفرس سے بیان تک آئے تھے۔"

"موڑ لاچ پر!" سوراں نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں! بہت بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا تھا ہمیں۔.... ہم جنگل کی جانب والے ساحل پر اترے تھے اور دوسرے دن پولیس نے ہماری لاچ پر قبضہ کر لیا تھا اور ہم کوڑی کوڑی کوچانج ہو گئے تھے۔ جنگل میں کئی بار بالی اور اس کے ساتھیوں سے جھپڑ ہو چکی ہے لیکن وہ بیچ کر نکل ہی گیا۔ اب جب تک وہ ہم میں سے ایک ایک کو مار نہیں ڈالے گا۔ اسے اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بڑا اچھا موقعہ تھا۔ میں اسے ختم ہی کر دیتا۔ مگر پھر سوراچا کہ آپ دشوار یوں میں

"یقیناً وہ ہمیں پہچانتا ہے لیکن اگر ہمیں کہیں پیر جمانے کی جگہ مل جائے تو اس کے فرشتے بھی ہمیں نہ پہچان سکیں گے۔"

"وہ کس طرح؟"

"ہم کسی نہ کسی مضبوطی ہی کی بناء پر یہاں غیر قانونی طور پر داخل ہوئے ہوں گے یہ نہ کہجھے موسیو! کہ ہم بالکل مغلس ہی آئے تھے۔ ہمارے پاس یہاں کی کافی کرنی تھی۔ لیکن ایک ساتھی کی بد عقلی کی وجہ سے ضائع ہو گئی۔"

"میں پوچھتا ہوں وہ تمہیں پہچان کیوں نہ سکے گا۔"

"ہم اپنی شکلیں بے آسانی تبدیل کر سکتے ہیں۔"

"اوہ!"

## O

رات کو عمران دوباری گیرول کو ساتھ لے کر اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا انہوں نے اسے وہ جگہ دکھائی جہاں جوزف نے مچھلیاں چانے کی کوشش کی تھی۔

عمران نے ماہی گیروں کو دیں سے واپس کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جنگل میں بالی کے آدمی یعنی طور پر موجود ہوں گے۔ لہذا سترال کے ساتھ اس کا دیکھا جانا مناسب نہ ہو گا۔

جہاں جوزف نے مچھلیاں چانے کی کوشش کی تھی وہ جنگل ہی کا ایک حصہ تھا۔ عمران نیب میں اترتا چلا گیا۔ مدد و روشی کی چھوٹی سی تاریخ جوہر وقت جیب میں پڑی رہتی تھی اس وقت بھی کام آرہی تھی۔

لیکن اتنے بڑے جنگل میں انہیں ڈھونڈنے کا لانا آسان کام تو نہیں تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ اگر بالی اور اس کے ساتھیوں کا خیال نہ ہوتا تو شاید وہ انہیں آوازیں ہی دیتا پڑھتا۔

اس بار صحیح معنوں میں اس کے ساتھی اس کے لئے درود سہ بن گئے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ ایکلے کام کرنے میں جو لطف ہے اس پر کچھ ساتھیوں کی موجودگی پانی پھیر دیتی ہے۔ مگر وہ تو مجبوراً ساتھ آئے تھے حالات ہی ایسے تھے کہ انہیں لانا پڑتا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک وہ ادھر ادھر بھکٹا رہا لیکن ساتھیوں کا سراغ نہ ملا۔ آخر وہ تھک ہار کر

یہ جگہ بیٹھ گیا۔ رات تاریک تھی اور جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔  
دفعتاً عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ وہاں تھا نہیں ہے۔ یہ اس کی چھٹی حس تھی جس نے اسے بارہا بڑے بڑے خطرات سے بچایا تھا۔

وہ بڑی تیزی سے نیش بیک گیا۔ یہ ایک درازی تھی جس میں رینگتا ہوا وہ نیچے جا رہا تھا۔ پھر وہ رک گیا۔ سوچنے لگا ہو سکتا ہے وہم ہی رہا ہو۔

ان دونوں بالکل جانوروں کی سی زندگی ہو رہی تھی۔ ذہن ڈھنگ سے سوچ ہی نہیں سکتا تھا اور پھر حالات کچھ ایسے تھے کہ کچھ سوچنا بھی فضول ہی تھا اس کے دشمن اسے لائے تھے اور پھر اس طرح چھوڑ دیا تھا کہ موت کو بھی تلاش کرنے میں دشواری پیش آئے۔ کیا بوجا پاگل ہی تھا؟ لیکن وہ جعلی نوٹ جنہوں نے رابرٹو کو پولیس کے پکڑ میں پھنسا دیا تھا؟ تو پھر اتنی ہی بات کے لئے بونا نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے لانے کی زحمت گوارہ کی تھی اور خود اپنے کئی آدمیوں کو مفت میں پھنسوادیا تھا۔

عمران بھی سب کچھ سوچتا ہوا دراز میں چلتی رہی۔ آخر وہ چاہتا کیا تھا؟ کیا ابھی تک جو کچھ بھی ہوا ہے بونا کی خواہش کے مطابق ہوا ہے یا عمران نے کہیں اس کی توقعات کو دھکا بھی پہنچایا ہے؟

ایک بار پھر اسے محسوس ہوا جیسے اس نے قریب ہی کسی قسم کی آواز سنی ہو جس جگہ وہ لیٹا ہوا تھا۔ وہاں درازی کی گہرائی دوفٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ یک بیک اسے کسی کی کھوپڑی دکھائی دی۔ کوئی دراز میں دیکھ رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں عمران کے دونوں ہاتھ اٹھے اور اس نے بڑی مضبوطی سے جھاکنے والے کی گردان پکڑی۔

"فادر... جو شواہزادگار کے حلقت سے بدقت نکالا اور عمران نے جوزف کی آواز پہچان لی۔"  
"ابے اندر ہیرے کے بچے یہ کیا کرتا پھر رہا ہے؟" عمران گرفت ڈھیلی کرتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"ہائیں... ارے باس... میرے خدا تم ہو؟" جوزف کی آواز میں چیکار تھی۔  
عمران نے اس کی گردان چھوڑ دی اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جوزف بھی ذرا زی میں کو دیا تھا۔  
"مل گئی... باس!" اس نے کہا۔ "بالآخر مل گئی۔"

"یا مل گئی؟"  
"شمپالی!"  
"خدا غارت کرے جسے جوزف کے پچھے! عمران اس کی گرد و بوجاتا ہوا بولا۔" وہ لوگ کہاں ہیں؟"

اس کے منہ سے ایسی آوازیں نکلتی تھیں جیسے تمہاری نہیں بلکہ اس کا پورا قبیلہ کھانا کھا رہا ہو۔ عمران صدر، چوبان اور جولیا کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اگر بونا کے ساتھی صرف اپنے جعلی نوٹ ہی آزمانا چاہتے تھے تو اب اس پکڑ دھکڑ کے کیا معنی؟ رابرٹ اور لری جعلی نوٹوں کے چلانے کے اڑام میں پکڑے ہی جا چکے تھے۔

پکھ دیر بعد اس نے جوزف سے پوچھا "کھا چکے؟"  
"ہاں بس! اب پیاس لگی ہے۔"  
"اٹھو! اور میرے ساتھ چلو۔" عمران نے کہا۔  
سوڑاں کے گھر کے علاوہ اس نے اور کہاں لے جاتا!

O

جوزف مکان کی چار دیواری سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور نکلنے کی ضرورت ہی کیا تھی جب شمپالی کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ کیونکہ سوتراں کے پاس بھی مکنی کی شراب کا خاصاً برا ذخیرہ تھا۔ اگا تھا اس کی لا علیٰ میں اس کے لئے شراب مہیا کرنی تھی لیکن وہ ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اگا تھا صرف فرانسیسی ہی بول سکتی تھی اور جوزف انگریزی بول سکتا تھا ایعریٰ یا پھر اپنی مادری زبان!

گودہ فرانسیسی نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن یہ تو دیکھتا ہی تھا کہ عمران اگا تھا جیسی آڑی ترچھی آنکھیں رکھنے والی عورت پر قربان ہوا جا رہا ہے اس کا منہ حیرت سے کھل جاتا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران کو غور توں کی ذرہ بر ابر پر دیکھی نہیں ہوتی، جو لیا جیسی خوبصورت عورت کا حشر دیکھی ہی پکا تھا۔ مگر یہ عورت.... اگا تھا! اس میں آنکھوں کے سب سے زیادہ واضح عیب کے علاوہ اور تھا کہ لیکن عمران کے انداز سے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ اب تک اسی کے نام پر کنوارہ بیٹھا رہا ہو! مائیکل کی موجودگی کا علم اسے اس وقت ہوا جب اسے دوپہر کا کھانا دیا جا رہا تھا اور وہ اگا تھا پر چکھاڑنے لگا تھا۔ اس نے کیا کہا تھا یہ تو اس کی سمجھ میں نہیں آگا تھا لیکن اور ہے کی سلاخوں کے پیچھے اس نے دو ایسی آنکھیں ضرور دیکھنی تھیں جن سے خون پک رہا تھا، جو کسی قاتلی ہی نہ آنکھیں ہو سکتی تھیں۔

"یہ کون ہے بس؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

ابے میں پوچھ رہا ہوں وہ لوگ کیسے پکڑے گئے تھے؟"  
"وہ کس طرح پکڑے گئے؟" عمران نے پوچھا۔  
"اوہ بس پہلی بار تو ہم فتح گئے تھے۔ صرف میرا سر پھٹا تھا۔ اُف فوہ کتنا شدید درد ہے یہ شمپالی بھی عجیب چیز ہے بس! بس دو تین پیتاں چباو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ساری دنیا جاگ پڑی ہو۔

اور اس وقت بس۔ "اس نے حلقت سے نوالہ اتارتے ہوئے کہا" تمہارے ستارے بہت اچھے تھے کہ میں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔ بہت دیر سے تمہارا پچھا کرنے تارہا تھا۔ بس یہی سوچ رہا تھا۔ شاید تم کسی ایسی جگہ لے جاؤ جہاں پچھے کھانے کو بھی مل سکے۔"

مران پچھے نہ بولا۔ جوزف کے منہ سے نکلنے والی "چپر چپر" سنتر بیل۔ وہ جب کھانے شروع

تحاچب پچھلے دن اس نے پیشے پر پھل توڑے تھے۔  
ماں یکل کا سوٹ غنیمت ہی ثابت ہوا اور جب وہ میک اپ کر چکا تو اگا تھا نے حیرت  
آئکھیں پھاڑ کر کہا۔ تم ضرور بھوت ہو۔ ایسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔ کیا مجھے  
ساتھ لے چلو گے؟"

"تم کہاں جاؤ گی۔۔۔ کھلیل گجو جائے گا۔"

"باتیں نہ بناو۔ میری آئکھوں کی وجہ سے تمہیں شرم آئے گی۔" وہ گلوکیر آواز میں بوی۔

"آئکھیں۔۔۔ ارے واہ! تمہاری آئکھیں تو بڑی کلاسیکل ہیں۔ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ  
کلوپڑا بھی یہک وقت مشرق اور مغرب کی طرف دیکھ سکتی تھی۔"

"میرا مذاق اڑاہے ہو؟" وہ روہانی ہو گئی۔

"ارے تم آئکھوں کی پروادیکوں کرتی ہو۔ تم جیسی چاہتی ہو وہی ہو جائیں گی اس کام سے  
پیشے کے بعد میں تمہیں پین لے چلو گا۔۔۔ قصر الحمرا کا نام سنائے تم نے؟"

"سنائے۔۔۔ مگر اس سے کیا؟"

"اوہ! وہاں بہت پکھ ہے۔ شہزادہ ابو بلبل نے وہاں کالے گلاب کا ایک پودا لگایا تھا جو آج بھی  
موجود ہے اور ہر قسم کی آئکھوں کے لئے مفید ہے۔"

"پتہ نہیں کیا بک رہے ہو؟"

"ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے اس کا دہنائکال تھپتیا کر کہا۔ "ذرا اُس سپاہی زادے  
کا خیال رکھنا۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ تم نے ابھی تک مجھے یہاں کی کرنی نہیں دی۔"

## O

وہ سب سے پہلے اس ہوٹل میں آیا جہاں رابرٹو کی گرفتاری عمل میں آئی تھی۔ قصہ ابھی  
تازہ ہی تھا اس نے اس کے متعلق معلومات بھی پہنچانے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔ رابرٹو  
نیل ہی میں تھا اس کی نشاندہی پر وہ تجوری برآمد کر لی گئی تھی۔ جس میں عمران نے جعلی کرنی  
کے ذمہ دیکھتے تھے۔ لیکن رابرٹو کی اصلیت سے پولیس آگاہ نہیں ہو سکی تھی۔ ہوتی بھی کیسے!  
رابرٹو بھلا کیسے بتا دیتا کہ وہ کون ہے۔ اس پر چالیس آدمیوں کے قتل کا الزام تھا۔ فرانس کی  
حکومت اسے اٹلی بھجوادیتی اور پھر وہاں اس کے لئے پھانسی کے پھندے کے علاوہ اور کیا ہوتا۔

"اگا تھا کاشوہر! "عمران نے جواب دیا۔  
"ہوی فادر! "جو زف کی آئکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔  
"کیوں؟ تمہارا دم کیوں نکل گیا؟"

"وہ شوہر کو کمرے میں بند کر کے تم سے چھلیں کرتی ہے؟ میرے خدا۔"

"مجھ سے عشق ہو گیا ہے اسے۔ اس نے سب ٹھیک ہے۔ تمہیں شراب اور چاہئے؟"

"کیا تمہیں اس سے نفرت نہیں معلوم ہوتی؟"

"اے بے مجھے بھی اس سے عشق ہو گیا ہے۔۔۔ کیا بکتا ہے؟"

"ہمیں! تمہیں بھی؟" جوزف اچھل پڑا۔ "نہیں باس!"

"کیوں نہیں؟" عمران نے آئکھیں نکالیں۔

"ایسی عورت جس کی آئکھیں۔۔۔ یعنی کہ میں کیا کہوں باس۔۔۔ شاید میرا ہی دماغ خراب  
ہو گیا ہے؟"

"ضرور سیکی بات ہے، ورنہ ایسی آئکھیں تو نکلاویں کے قابل ہوتی ہیں۔ اے ایک آنکھ سے  
مجھے دیکھتی ہے اور دوسرا سے شوہر کو۔۔۔ دفع ہو جاؤ! بھاگو اپنی کو ٹھڑی میں جاؤ!"

"ضرور کوئی جادو گرنی ہے۔" جوزف آہستہ سے بڑا یا اور اپنی کو ٹھڑی کی طرف چلا آیا۔

عمران کو آج بہت کچھ کرنا تھا۔ ضروری تھا کہ وہ شہر کی طرف جاتا اور بالی کے ٹھکانوں کا پتہ  
لگانے کی کوشش کرتا۔ ظاہر ہے کہ رابرٹو والے واقعہ کے بعد سے پادری اسٹھنہ والی عمارت تو  
پولیس کی نظروں میں آگئی تھی اس نے وہ تباہی کے لئے بیکار ہی ہو گئی۔ بہر حال عمران اپنے  
ساتھیوں کے لئے پریشان تھا۔ پتہ نہیں بالی ان سے کیا بر تاؤ کرے۔ اگر وہ بھی پولیس کے حوالے  
کر دیئے گئے تو اسے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ان کی رہائی ہی ناممکن ہو جائے گی۔

اگا تھا نے ماں یکل کے کپڑوں کا صندوق اس کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے ایک سوٹ تو منتخب  
کر لیا لیکن وہ سوچ رہا تھا۔ ضروری نہیں کہ کپڑے اس کے جسم میں آئی جائیں کیونکہ ماں یکل کا قد  
اس سے کچھ نکلتا ہوا تھا۔ میک اپ کا کچھ سامان اس کے پاس پہلے ہی بے موجود تھا اور ریو الور کے  
ساتھ تھوڑے کار توں بھی تھے۔ پادری اسٹھنہ کی کوئی چیز سے بھاگتے وقت وہ بس اتنی ہی چیزیں  
ساتھ لاس کا تھا اور انہیں ہر وقت پاس ہی رکھتا تھا یہ تھیا اس وقت بھی اس کے شانے سے لے لکا ہوا

باليا اس کے ساتھي کہیں بھی نظر نہ آئے لیکن اتنا تو اس نے معلوم ہی کر لیا تھا کہ بالي یہاں کے معزز آدمیوں میں سے ہے اور ایک بڑی شاندار عمارت میں رہتا ہے۔ پھر سے جنگل کی ان پر اسرار آزادوں کا خیال آیا جو بچپن دور اتوں میں نہیں سن گئی تھیں اور جریے کے عام آدمیوں پر اس کا اچھا ہی اثر پڑا تھا۔ عمران نے جگہ جگہ اس کا تذکرہ سنایا لیکن ساتھ نہیں اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ پولیس نے اس کی چمن میں کے سلسلے میں بعد وجہ تیز کر دی ہے۔

ایک جگہ اس نے ایک سیاح کو اس کے متعلق گفتگو کرنے پر آمادہ کر ہی لیا یہ کوئی انگریزی تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ پچھلے ایک ماہ سے جریے میں مقیم ہے۔

"یہ آوازیں میں نے بہت سیں ہیں۔" اس نے کہا۔ لیکن یہاں کے لوگ ان کے بارے میں مسحکہ خیز حد تک سمجھیدہ نظر آتے ہیں۔ کیا آپ یہاں آج ہی آئے ہیں؟"

"نہیں کل!" عمران نے کہا۔ میں ساپریلیں سے آیا ہوں۔"

"بچپن دور اتوں سے آوازیں نہیں سنائی دیں۔" سیاح بولا۔ "شکر ہے کہ پولیس بھی عام لوگوں کی طرح حق نہیں ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔" عمران نے تحریر انداز میں پلکیں بچپکائیں۔

پولیس کا خیال ہے کہ جنگل کو کسی غیر قانونی حرکت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے لہذا اب جب بھی آوازیں سنائی دیتی ہیں عام آدمی تو گھروں میں دبک جاتے ہیں لیکن پولیس حرکت میں آجائی ہے۔ دیسے ابھی تک تو ان آزادوں کا معہ نہیں حل ہو سکا۔ آج کل تودن میں بھی وہاں پولیس گشت کرتی رہتی ہے۔"

"میں نے کسی کو کہتے سنائے کہ کسی پادری...."

"اوہ.... ہاں! اسکھ کا نام سننے میں آتا ہے۔" سیاح نے کہا۔ لیکن وہ کہاں کچھ دن پہلے وہ جنگل کے قریب کی ایک کوئی نہیں میں رہتا تھا۔ بہت دنوں سے کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ البتہ پرسوں اس عمارت میں لاکھوں کی جعلی کرنی برآمد ہوئی ہے اور جسے اس کرنی کو چلاتے ہوئے کچڑا گیا تھا۔ اس کا بیان عجیب و غریب ہے وہ کہتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ کسی جہاز میں سفر کر رہا تھا اسے زبردستی اس جریے میں اتر دیا گیا اور کچھ لوگ اسے اس عمارت میں لے گئے۔ چھوڑ دیکھ دسری خبر یہ ہے کہ وہ کسی جہاز میں سوئے تھے۔ آٹھ کھلی تو خود کو اس عمارت نہیں

مگر یہ سب افواہیں معلوم ہوتی ہیں، سرکاری طور پر اس کے بیان کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ بہر حال اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسکھ کوئی قانون میکن ہی ہے۔"

اس سیاح کی گفتگو نے عمران کوئی الجھن میں بدلنا کر دیا اگر اسکھ پر غیر قانونی حرکات کے ارتکاب کا شہر کیا جا رہا تھا تو جعلی کرنی کا قصہ چھیڑ کر اسے مزید تقویت کیوں دی گئی؟ ظاہر ہے کہ وہ جعلی کرنی اس عمارت میں اسی لئے چھوڑ دی گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی اسے استعمال کریں اور پکڑے جائیں۔ جوزف کو تہہ خانے میں سونے کے ذہر نظر آئے تھے لیکن پھر انہیں وہاں سے ہٹا بھی لیا گیا تھا اور جس طرح جوزف ان ذہروں تک پہنچا تھا اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسے ہٹا لے ہی جانا چاہتے تھے۔ آخر کیوں؟

کیا اب رثونے کی ڈھب سے تہہ خانے اور سونے کے ذہروں کا تذکرہ بھی پولیس سے کیا ہو گا؟

وہ سوچتا ہوا بالی کی کوئی بھی کی راہ پر ہو لیا۔ چونکہ وہ مشہور آدمی تھا اس لئے وہاں تک پہنچنے میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آئی۔ اصل عمارت کے گرد تقریباً چار فرلانگ کے رقبے میں چار دیواری تھی اور احاطے میں داخل ہونے کے لئے تین چانک تھے۔ بالی کی مالی حالت سوتاں سے کہیں زیادہ بہتر معلوم ہوتی تھی وہ اس کے مقابلے میں بالکل دھقانوں کی سی زندگی سر کرتا تھا۔

دفعتہ سامنے والے چانک سے اسے ایک عورت نکلتی رکھا دی جس نے بڑے بڑے ڈھنگے پن سے میک اپ کر رکھا تھا اور عمر بھی چالیس سے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔ البتہ خدو خال نہ رہے بھی نہیں تھے۔ ابھرے ہوئے ہونٹ اپ اسک کی زیادتی کی وجہ سے تازہ گوشت کے لوٹھڑے سے معلوم ہو رہے تھے چانک سے نکل کر وہ کچھ ہی دور گئی تھی کہ عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا اور اس طرح سامنے آگیا جیسے اس کا راستہ روکنا چاہتا ہو۔ عورت نہ کٹ اور چھرے پر حیرت کے آثار نظر آئے۔

"ارے توبہ.... ہونٹ ہی ہیں۔" عمران احتقانہ انداز میں بڑا یا اور اس کے چھرے پر شرمندگی ہی شرمندگی نظر آنے لگی۔

"کیا کوئا اس ہے؟" عمران نے اسے اوپر سے نجی بکھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ... مم... مادام... مم... میں معافی چاہتا ہوں۔" عمران ہٹلا یا نہتے دور سے

تھا جیسے آپ دانتوں میں سرخ گلاب دبائے ہوئے ہوں۔ اور کتنا گلدھا ہوں میں۔"

"ہوں۔" عورت ہونٹ بھینچ کر مسکرائی اس کی آنکھوں میں شرات کی جھلکیاں تھیں۔ آخراں نے کہا "واقعی گدھے ہی معلوم ہوتے ہو۔"

"ہوں نا؟" خدا کا شکر ہے کہ آپ نے اعتراف کر لیا ورنہ کوئی بھی اس بھرپور دنیا میں میرے گدھے پر یقین کرنے کو تیار نہیں۔"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"جراثم سے... ڈان ڈھمپ نام ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! اچھی ہو؟"

"ہاں کی نورا۔۔۔ سرخ گلاب میری کمزوری ہے۔ میں نادم ہوں۔" عمران اس سے رخصت ہونے کے لئے تعظیماً جھکا۔

"تم نے میرا وقت خواہ برباد کر لایا۔"

"میں ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں کی نورا۔"

"تم جھوٹے ہو۔۔۔ صاف صاف بتاؤ کیا چاہتے ہو؟"

"اب تو میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے گولی مار دیں۔ میرے جملے اس کا تصور بھی تکلیف دہ ہے کہ میری وجہ سے آپ کا وقت برباد ہوا۔"

"بالکل جھوٹے۔" عورت انگلی انھا کر کنسی۔ "تم بالی کا اکویریم دیکھنے آئے ہو۔ جو لاتوئے کی ایک مشہور چیز ہے۔"

"امم۔۔۔ بب مم۔۔۔" عمران ہکلا کر زہ گیا پھر احقدان انداز میں ہنسنے لگا۔

"جھوٹ کہہ رہی ہوں...؟ یا اب بھی میں نے دانتوں میں گلاب دبار کھا ہے۔ گدھے کہیں کے... تھیں جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا... چلو... تھیں ایکویریم دکھاؤں مگر اس شرط پر کہ تم مجھے الحمرا کی کہانیاں سناؤ گے۔"

"ضرور.... ضرور.... کی نورا مجھے الحمرا کی لا تعداد کہانیاں یاد ہیں۔۔۔ اپنی گیتوں اور کہانیوں کی سرز میں ہے۔"

عمران کو موقع نہیں تھی کہ وہ اتنی آسانی سے اس احاطے میں داخل ہو سکے گا۔ اس

بس یونہی اندر ہیرے میں ایک تیر پھینکا تھا اور پھر وہ ایک ایسے جزیرے کی بات تھی جس پر فرانسیسی تہذیب کا سایہ تھا ورنہ اگر کہیں اس نے اپنے بیان کی کسی عورت کے دانتوں میں گلاب دیکھنے کی کوشش کی ہوتی تو خود اس کے دانت شاید پیٹھی میں اتر جاتے۔ عورت اسے احاطے میں لائی۔ وہ بڑے نیاز مندانہ انداز میں اس سے ایک قدم پیچھے چل رہا تھا۔

"ایکویریم کی دیکھے بھال میں ہی کرتی ہوں۔" عورت کہہ رہی تھی۔ "بالی کا شوق تو صرف چار دن کا ہوتا ہے۔ مجھلیاں پال لیں اور اس کے بعد اسے نہ مھول گیا۔ بہت بڑی رقم صرف ہوئی ہے ان مجھلیوں پر۔ دنیا بھر کی اقسام میں جائیں گی۔"

"تو میں آپ کو مادام بالی کے نام سے مخاطب کروں کی نورا؟"

"اے نہیں! ہشت! وہ میرا سوتیلا بیٹا ہے۔"

"اوہ! میں معافی چاہتا ہوں مادام۔"

وہ اسے عمارت میں لائی اور پھر وہ اس بڑے کمرے میں پہنچ جہاں شیشے کے بڑے بڑے ظروف میں رنگارنگ مجھلیاں تیر رہی تھیں۔

عمران نے خالص بچکانہ انداز میں خوشی ظاہر کی۔ عورت شاید اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ حقیقی ایسا ہی ہے یا بن رہا ہے لیکن اسے عمران کی آنکھوں میں سادگی، مخصوصیت اور حماقت کے علاوہ اور کیا ملتا۔

"محض سیاہی غرض سے آئے ہو؟" عورت نے پوچھا۔

"ہاں کی نورا۔۔۔ لا تو شے.... ہاہا۔۔۔ جنت کا گلکرا ہے.... مجھے بہت پسند آیا۔۔۔ آئندہ اپنے باپ کو بھی لاؤں گا۔"

"باپ؟" عورت نے حرمت سے درہ لیا۔

"ہاں میرے ایک باپ بھی ہے۔"

"بس ایک ہی ہے؟" عورت نے تحریر آمیز سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں فی الحال تو ایک ہی ہے۔" عمران نے احقدان انداز میں جواب دیا۔ پھر کھیانی نہیں بنتا تو ایک ہی ہے۔"

"مجھے حرمت ہے کہ تم جیسے آدمی کو تمہارے باپ نے تھا کیوں سفر کرنے دیا۔" عورت

بولي۔

"نہ کرنے دیتا مگر میں نے بھی شادی کر لینے کی وحکی دی تھی۔"

"کیا مطلب.... میں نہیں سمجھی۔"

"وہ جب بھی مجھ سے خفا ہوتا ہے شادی کر لینے کی وحکی دیتا ہے۔ اس بار میں نے بھی یہی وحکی دی تھی اس لئے خاموش ہو گیا ورنہ کبھی مجھے تھا سفر نہ کرنے دیتا۔ وہی تو سب سے کہتا پھرتا ہے میں بالکل گدھا ہوں۔"

وہ ایکو یریم دیکھ چکا تو عورت نے ایک ملازم کو حکم دیا کہ لان پر چائے کے لئے میز رکائی جائے اور عمران سے بولی "اب تم مجھے الحمرا کی کہانیاں سناؤ گے۔"

"ضرور سناؤں گا سی نور۔" عمران نے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بائی نے اپنے قیدیوں کو اس عمارت میں ہر گز نر کھا ہو گا وہ تھوڑی دیر تک پورچ میں کھرے رہے پھر لان کی طرف بڑھ کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک گھنے درخت کے نیچے ایک میز پر دو تین کرسیاں ڈالی گئی تھیں۔ "بیٹھ جاؤ" عورت نے مکر اکر کر کہا۔ مجھے علم ہے کہ اپنی گدھے ہریالی کے بڑے شاق ہوتے ہیں۔ اگر ان کا اس چلے تو کھوپڑیوں پر بھی بزرہ اگالیں۔"

"آئیں دیا۔" عمران میز پر ہاتھ مار کر اچھل پڑا۔ تھوڑی دیر تک منہ کھولے اور آنکھیں چلاڑے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "میں ضرور کوشش کروں گا۔ اپین میں اپنی نوعیت کی ایک ہی چیز ہو گی۔"

"کیا....؟"

"کھوپڑی پر بزرہ اگاندا۔" عمران سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "تھوڑی سی مٹی جائی اور نیچے ذال دیجے۔ روزانہ تھوڑا تھوڑا اپانی دیتے رہے۔ اس نئے خیال کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں مادام۔" "مگر اس کا خیال رکھنا کہ دوسرے گدھے تھا ری کھوپڑی پر منہ مارنے لگیں گے۔" عورت نے ہنس کر کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔" عمران نے تشویش کن لمحے میں کہا اور بے حد اوس نظر آنے لگا۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر خود ہی چونک کر بولا "بھی کیا باتمیں ہو رہی تھیں؟" "تم الحمرا کی کوئی کہانی سنانے والے تھے۔"

"اوہ ہاں.... جی ہاں.... صدیاں گزریں جب قصر الحمرا کے درود یوار اس داشمند بکرے کی دن سے گونجتے رہتے تھے۔"

عمران نے کسی بکرے ہی کی طرح دو تین بار آوازیں نکالیں اور عورت بھجنگلا کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیا شروع کر دیا تم نے؟"

"اٹھاکل سی نورا۔" عمران نے سمجھی گئی سے کہا۔ "الحمرا کے گائیڈ اسی طرح کہانیاں سناتے ہیں جس طرح ریڈیو پر صوتی اثرات دینے والے جھک مارنے تک آواز پیدا کرنے سے بھی نہیں چوکتے اسی طرح الحمرا کے گائیڈ کہانیاں سناتے وقت کبھی گھوڑے بن گئے۔ کبھی گدھے کبھی بکرے۔"

"مگر تم اس کا خیال رکھو کہ اس وقت ایک مہذب آدمی کے مکان میں ہو۔"

"خیال رکھنے کی آواز اس طرح پیدا کرتے ہیں۔" عمران نے کہا اور اپنے سر پر دو ہتھوں مارنے لگا۔

"اے.... اے! تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"اور دماغ خراب ہونے کی آواز۔" "عمران کھڑا ہو گیا۔" بتاؤں دماغ خراب ہونے کی آواز۔"

"میں ملازموں کو پکار لوں گی۔" عورت انٹھ کر پیچھے ٹھیک ہوئی خوفزدہ آواز میں بولی۔ اور عمران پشتا ہو اپنیٹھ گیا اور اس طرح بیٹھا چیس کی بولتی نہ رہی۔

عورت چیرت سے آنکھیں چلاڑے اسے دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے بولی۔ "جاو! یہاں سے چلے جاؤ۔"

"چائے ابھی تک نہیں آئی؟" عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔ بیٹھ جائیے۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان دونوں غرناطہ پر شہزادہ ابو بلک کی حکومت تھی جو دون رات طبلہ بجا تارہ تھا۔

اس کے پاس ایک ایسا داشمند بکرا تھا.... بیٹھ جائیے تا۔۔۔ آپ تو خفا ہو گئیں... ہم اپنی ایسے ہی گدھے ہوتے ہیں... آئیے!"

عورت کچھ بڑھ دیتی ہوئی پھر آئی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ "ہاں تو اس داشمند بکرے کی یہ خاصیت تھی کہ جب بھی کسی سمت سے کوئی غیم غرناطہ پر

وہ تو بس یونہی بالی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے اس سے جان پیچان پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی۔ اسے مقای کرنی کی ضرورت تھی اور وہ اگا تھا جیسی بھولی بھائی عورت پر اپنا بار نہیں ڈالتا چاہتا تھا اس نے سوچا کہ پھر کیوں نہ انہیں پرہاتھ صاف کیا جائے، جو موجودہ پریشانیوں کا باعث بنے ہیں۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ عمران نے اور ہرا ہر کی گفتگو کے دوران چائے پی اور پھر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بڑا خوبصورت باغ ہے۔"

"اگر کوئی اچینی تعریف کرے تو پھر یقین طور پر خوبصورت ہے۔" عورت مسکرائی۔

"بہت خوبصورت سی نورا۔ محض اس لئے کہ آپ بھی اس وقت اس باغ کا ایک جزو ہیں۔

آپ اٹھ جائیے تو پھر یہ بے جان ہو کر رہ جائے گا۔"

باتیں بناتا تو کوئی اسمیوں سے نیکھے۔ "عورت جیختی ہوئے انداز میں ہنس کر بولی۔

عمران نے اسے باتوں میں الجھا کر نیلنے پر آمادہ کر لیا اور وہ نیلنے ہوئے احاطے کے ایک دور افتدہ حصے میں آئے جہاں چاروں طرف اوپنجی اوپنجی جھلائیاں تھیں اور احاطے کی دیوار بھی قریب ہی تھی۔

"اے.... اے۔" یک بیک عورت اچھل پڑی۔ لیکن پھر اس کے حلق سے کسی قسم کی بھی آواز نہ نکل سکی کیونکہ عمران کا ایک ہاتھ اس کی منہ پر تھا اور دوسرا سے وہ اس کی گردن دبا رہا تھا لیکن اس نے گردن پر اتنا زور نہیں صرف کیا کہ وہ مر ہی جاتی۔ مقصود تو صرف یہ تھا کہ کسی قسم کے ہنگامے کا سامنا کئے بغیر کامیاب ہو جائے۔ وہ بیوشاں ہو کر اس کے ہاتھوں پر جھوول گئی۔ اس نے اسے بہاءںگی زمین پر ڈال دیا اور تیزی سے پر کھوں ڈالا۔ ذرا ہی ہی دیر کے بعد خالی پر س بیوشاں عورت کے قریب پڑا ہوا تھا اور عمران احاطے کی دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف اتر رہا تھا!

## O

عمران گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ سوراں صبح سے غائب ہے اس کے آدمیوں میں سے کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہو گا۔

"کل بالی کا خاموش رہ جانا میری سمجھنہیں آسکا تھا۔" اگا تھا نے کہا۔ "پاپا یقیناً خطرے میں ہوں گے.... میں کیا کروں؟"

عمران نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اگر میں

چڑھائی کرتا۔ وہ اسی سمت منہ اٹھا کر جیختی لگتا چلتا ہی رہتا لیکن شہزادے کے کان پر جوں تک نہ ریغتی۔ تب پھر وہ بیچارہ اپنے جسم سے بمشکل تمام ایک جوں ملاش کر کے نکالتا اور شہزادے کے کان پر چھوڑ دیتا۔ پھر جیسے ہی شہزادے کے کان پر جوں ریغتی وہ طبلہ چھوڑ کر سارگی اٹھا لیتا اور بکر اس پر سجدہ شکر بجالا کر ماضی کا خیال الاپنے لگتا۔"

"بس کرو۔" عورت باتھ اٹھا کر بولی۔ "پتہ نہیں تم کس قسم کے آدمی ہو۔"

"مادام میں ایک مغموم آدمی ہوں۔ تہائی اور ادا اسی صرف میرے لئے پیدا ہوئی ہیں میں خوبصورت عورتوں سے اس طرح جان پیچان پیدا کرتا ہوں۔ کچھ دیر مل بیٹھنے سے غم غلط ہوتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے میں یہ بھول جاتا ہوں کہ اس عظیم کائنات میں اکیلا ہوں۔" اس کی آواز رقت انگیز ہوئی جا رہی تھی اور آنکھوں میں آنسو چھلک آئے تھے وہ کہتا رہا۔ "اگر میں نے آپ کا وقت بر باد کیا ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ .... جارہا ہوں" وہ اٹھ گیا۔ ساتھ ہی دو آنسو بھی گالوں پر ڈھلک آئے۔

"اے نہیں.... موسیو پپ! عورت ٹروس ہو گئی۔

"پپ نہیں ڈھمپ۔" عمران نے ہنگلی لے کر تصحیح کی۔

"بیٹھنے... بیٹھنے... میں نہیں ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ اس طرح محض تعاون حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ کتنی اچھی ہیں۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور بیٹھ گیا۔

"تم تھا کیوں ہو؟" عورت نے مسکرا کر پوچھا۔

"میرا باب مجھے شادی نہیں کرنے دیتا۔ اب میں نے سوچا ہے کہ اس کی شکل ہی نہ دیکھوں گا۔ یہاں سے واپس ہی نہ جاؤں گا اگر کوئی کام مل گیا۔"

"کام تو بہت مل سکتا ہے۔" عورت کچھ سوچتی ہوئی بولی "مگر کام کی نویت۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ملازم چائے کی ٹرے اٹھائے ہوئے آگئا۔ عمران سورج رہا تھا کہ اب کھلی ختم کر دینا چاہئے لیکن دشواری یہ تھی کہ کوئی نہ کوئی قریب یادور نظر آئی جاتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہاں کسی قسم کے ہنگامے کا سامنا کرے۔ عورت کاد تی پر س خاصاً وزنی معلوم ہوتا تھا حالانکہ جب اس نے اس سے مل بیٹھنے کی کوشش کی تھی اس وقت یہ نیت نہیں تھی

"اچھا تو پھر پیلا کو مردہ سمجھ لو۔"  
 "یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آخر بتاؤ تاکہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ کیا سمجھ رہے ہو۔ ماں کیل سے کیا مطلب؟ وہ تو کل ہی سے بند رہا ہے۔ ذرا سی دیر کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکا۔"  
 "کیا میں نے ابھی تک تمہیں کوئی نقصان پہنچایا ہے؟"  
 "نہیں! میں کب کہتی ہوں۔"

"تو پھر مجھ پر اعتماد کرو..... جو کچھ کر رہا ہوں کرنے دو.... اواہا! یہ لو اپنی وہ رقم جو میں نے تم سے ادھار لی تھی۔" عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گذی نکالی اور گن کر کچھ نوٹ اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔"میں اپنا وہ صندوق تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں جس میں کرنی تھی۔"

"میں کیا کروں گی رکھو..... میں نے قرض نہیں دیا تھا۔"  
 "میں نے تو قرض ہی لیا تھا..... چلو جلدی کرو... کنجی نکالو!"  
 "چلو! میں بھی چلتی ہوں... دخل نہیں دوں گی۔"

"اگر دیا تو سمجھو لو کہ میرا غصہ بڑا وہیات ہے۔ پچھلے سال میں کسی بات پر خفا ہو کر چائے کے تین چار سیٹ چاگایا تھا۔"

"ہنسنے کو دل نہیں چاہتا لیکن تم پہنچادیتے ہو۔" وہ روکھی سی ٹھی کے ساتھ بولی۔  
 کمرے کی کھڑکی کے قریب اسٹول پر ایک کیڑہ میں یہ پر رکھا ہوا تھا جس سے کمرے میں بھی روشنی تھی۔ یہ پر اندر ہی رکھنے کے لئے کرہ کھولنا پڑتا اسی لئے وہ باہر رکھا جاتا تھا اور ماں کیل کے کھانا اور پانی بھی کھڑکی کی سلاخوں ہی سے گزار کر پہنچایا جاتا تھا۔

اگا تھا کو کھڑکی کے قریب دیکھ کر ماں کیل چکھاڑنے لگا۔ وہ عمران کو بھی گالیاں دے رہا تھا۔  
 عمران نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔ ماں کیل نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن عمران نے ڈاچ دے کر کھوپڑی سے اس کے سینے پر اس زور کی ٹکر سید کی کہ وہ دھاڑتا ہوا دسری طرف الٹ گیا۔  
 اگا تھا بھی یہ پر اٹھائے کمرے میں گھس آئی۔

ماں کیل دیوار سے لگا بیٹھا گالیاں اڑاتا رہا۔  
 اس وقت میں بہت غصے میں ہوں موسیو ماں کیل! اس لئے ذرا نرم قسم کی گالیاں استعمال

موسیو ماں کیل کی تھوڑی سی مرمت کر دوں تو تمہیں گراں تو نہیں گزرے گیا؟"  
 "کیوں؟ ماں کیل کیوں؟ میں نہیں سمجھی۔"  
 "ابھی میں تمہیں سمجھا بھی نہیں سکتا۔"  
 "تم کیا کرو گے؟"

"اگر ضرورت پڑی تو اس کی پانی بھی کروں گا۔"  
 "نہیں!" اگا تھا نے تھیرانہ انداز میں سر کو جبکش دی۔ تھوڑی دیر خاموش رہی پھر بولی "لیکن پانی کی گشادگی سے اس کا کیا تعلق!"  
 "تم پرواہ نہ کرو..... میں تعلق پیدا کر لینے کا ماحر ہوں۔.... فی الحال ملازموں کو باہر نکال کر صدر دروازہ بند کرلو۔"

"تم اسے مارو گے۔"

"اوہ..... بحث نہ کرو..... اگر اپنے بیان کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو....."  
 ملازم سب باہر ہی تھے۔ اگا تھا نے صدر دروازہ بند کر لیا۔ عمران نے جوزف کو صدر دروازے کے قریب ہی چھوڑا اور تاکید کر دی کہ کوئی اندر نہ داخل ہونے پائے البتہ اگر آئے والا سوتراں ہی ہو تو دروازہ کھول دیا جائے۔ پھر اس نے اگا تھا سے کہا۔"تم بادر بچی خانے میں جاؤ ہئی!"

"کیوں؟"

"کیا تم اسے پہنچ دیکھنا چاہتی ہو؟"  
 "آخر کوں مارو گے؟ بیتاو..... مجھے بھی تو بتاؤ۔"  
 "ضروری نہیں ہے کہ مارنا ہی پڑے لیکن اگر ضرورت پڑی تو...."  
 "میں بھی چلوں گی...."  
 "ہوں لیکن کسی بات میں دخل نہیں دوگی۔"  
 "مارنا مت!"

"اسی لئے کہتا ہوں کہ تم دہا مت آتا۔.... قتل کی کنجی نکالو۔"  
 "نہیں نہیں!"

لرو۔ " عمران نے ہاتھ انٹھا کر کہا " اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ مادام اگا تھا کی موجودگی میں ..... " پلے جاؤ یہاں سے .... ورنہ دونوں کو قتل کر دوں گا۔ " ماں یکل حلق پھاڑ کر دہاز۔ " لیکن اس سے پہلے بتانا پڑے گا کہ تمہیں کو کیم کہاں سے ملتی ہے؟ " " کو کیم؟ " ماں یکل اور اگا تھا کی زبانوں سے بیک وقت نکلا۔

" ہاں کو کیم۔ یہ بات کم از کم مجھ سے نہیں چھپ سکتی کہ تم کو کیم کے عادی ہو۔ " ماں یکل تھوڑی دیر مک پکھ سوچتا ہا پھر اس کے حلق سے لا یعنی سی آواز نکلنے لگیں۔ غالباً غصے کے اظہار کے لئے اس کے پاس الفاظ نہیں رہ گئے تھے۔

" اوو.... کعیا! " ماں یکل غرایا۔ " میں سب سمجھتا ہوں تو مجھے جیل بھجوا کر عیش کرنا چاہتی ہے۔ "

" ہوش میں رہو... ماں یکل.... میں کہتی ہوں۔ "

" کہاں ہے سوتراں؟ ... بلااؤ اس بے غیرت کو... بلااؤ... " ماں یکل دونوں ہاتھ ہلا کر چینا۔

" تم یہ پ کھڑ کی پر رکھ دو.... اور جوزف کو یہاں بھیج کر خود دروازے کے قریب نہ ہو! .... جاؤ.... " عمران نے اگا تھا سے کہا۔

" ہاں.... اچھا.... جو جی چاہے کرو.... میں دخل نہ دوں گی.... سن رہے ہو اس کینے کی باشی.... " وہ یہ پ رکھ کر باہر چل گئی۔

" میں ابھی اسی کمرے سے کو کیم برآمد کر دوں گا اور تمہیں یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تمہیں اس کمرے سے کون نکال دیا کرتا ہے.... " ماں یکل ہونٹ بھینچنے سے خونخوار نظروں سے گھوڑا رہا۔

" عمران دروازے پر جما کھڑا تھا۔ جوزف کی آمد پر اس نے ایک طرف بنتے ہوئے کہا " اس آدمی کو پکڑے رکھو! میں کمرے کی ٹلاشی لینا چاہتا ہوں۔ "

ماں یکل مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا لیکن جوزف نے اسے قابو میں کر لینے میں دیر نہیں لگائی۔ عمران کمرے کی ٹلاشی لینے لگا۔ ماں یکل بری طرح چیخ رہا تھا اور اگا تھا کو گالیاں دے رہا تھا۔ وہ

جوزف کے ساتھ ہی واپس آگئی تھی۔ عمران کی ہدایت کے مطابق صدر دروازے پر نہیں ٹھہری ہی تھی۔ عمران نے بالآخر کو کیم برآمد کر لی اور سیدھا کھڑا ہو کر ماں یکل سے بولا۔

" تم اور تمہارے ہی جیسے دوسرا جو اسکھ کے پر حصار ہیں اسی کے لئے جنگل کی خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ تمہیں کہاں سے ملتی ہے؟ "

" تم سے مطلب.... پلے جاؤ یہاں سے.... " ماں یکل دہاز۔ " جوزف! اب اسے چھوڑ دو.... " عمران نے کہا اور پھر ماں یکل سے بولا۔ " میں بہت بری طرح پیش آؤں گا مجھے اس پر مجبور نہ کرو۔ "

دفعٹا اگا تھا جنگدار کر کرے کے وسط میں آگئی۔ کسی نے اسے دروازے کے باہر سے دھکا دیا تھا اور پھر دوسرا ہتھ میں لمحے میں عمران اور جوزف کے ہاتھ اور پر اٹھ گئے۔ سوتراں کا ایک ملازم ہاتھ میں روپا لر لئے دروازے میں کھڑا تھا۔

" اوہ! تو تم ہو؟ " عمران سر ہلا کر بولا " تم ہی اسے کمرے سے نکال دیا کرتے تھے تو پھر تم بھی مجھے موسیو سوتراں کا پہنچاہی سکو گے.... کیوں؟ "

" تم انہیں کور کئے رکھو سمجھے....! " ماں یکل نے ملازم کی طرف ہاتھ ہلا کر کہا۔ " میں دل کا بخمار نکالنا چاہتا ہوں۔ "

عمران نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ چپ چاپ کھڑا رہے۔ ماں یکل عمران پر ٹوٹ پڑا اور عمران چیخا۔ " ارے ارے! اتنے زور سے۔ ابے گردن چھوڑ... ... مرا!... مرا!... توبہ... ... توبہ! "

" میں تمہیں ناماری ڈالوں گا۔ " ماں یکل غرایا۔ " میں مار ڈالنے سے نہیں روکتا۔ " عمران گھاٹھیا۔ " لیکن اس طرح دھمکیاں تو نہ دو کر مرنے سے پہلے ہی قلب کی حرکت بند ہو جائے۔ "

ماں یکل اسے سارے کمرے میں ریتا پھر رہا تھا۔ اگا تھا کھڑی کا نپ رہی تھی اور جوزف کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ باس کو آخر کیا ہو گیا ہے۔ کیا وہ ایسا ہی چوہا ہے کہ ماں یکل جیسا کوئی آدمی اسے رگیدتا پھرے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کچھ کرنا چاہئے کہ یہک یہک عمران سوتراں کے ملازم سے مکر لیا اور پھر جوزف اتنا ہی دیکھ کر ماں یکل اور ملازم دونوں تلے اور فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

ریو اور اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اگا تھا نے ایک لمبی سانس لی۔  
”جو زفاب انہیں اتنا مار دکہ بس یہ مر نے نہ پائیں۔“ اس نے کہا۔  
”دیر نہ کرو۔ پتہ نہیں لیا کہ حل میں ہوں۔“ اگا تھا بانپتی ہوئی بولی۔  
”یہ پتے بغیر نہیں تائیں گے.... جوزف شروع ہو جاؤ۔“

دفتار ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی جنگلی بھینساں دونوں پر پل پڑا ہو.... وہ چیختے رہے اور پتے  
رہے۔

پچھے در بعد ما بیکل ہانپتا ہوا بولا ” بتاتا ہوں۔“

## O

جوزف نے اس بری طرح ان دونوں کی مرمت کر دی تھی کہ ان میں اٹھنے کی بھی سکت نہ  
رہ گئی لیکن وہ زبان تو ہلاکتی سکتے تھے۔ ما بیکل نے بتایا کہ اسے کوئی جنگل ہی سے ملتی تھی اور اس  
کی لست پادری اسکھ ہی نے ڈالی تھی اس کے آدمی نہ صرف کوئین کی قیمت وصول کر لیتے تھے بلکہ  
بعض اوقات ان نش بازوں کو ان کے لئے کام بھی کرتا پڑتا تھا۔

عمران نے اس سے اس جگہ کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی جہاں سے کوئین ملا کرتی تھی  
اور اس نتیجہ پر پہنچا کر وہ اسی چشمے کے قریب ہی کہیں ہو سکتی ہے جہاں ما بیکل سے پہلی بار مہ بھیز  
ہوئی تھی۔

ما بیکل کو وہاں لے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا کیونکہ اطلاعات کے مطابق پولیس بھی  
جنگل میں گشت کرتی رہتی تھی اور پھر ما بیکل تو اپنے پیروں سے چلنے کے قابل بھی نہیں رہ گیا  
تھا۔

آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ جوزف کو ان دونوں کی مگر انی کے لئے وہیں چھوڑ دے اور خود  
تھا جائے۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھیوں کو جنگل ہی میں کہیں رکھا گیا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ  
سوراں بھی حقیقتاً بھی کی قید میں ہو۔

جب اگا تھا کو معلوم ہوا کہ وہ تھا بھی جائے گا تو وہ بھی تیار ہو گئی۔

”تم!“ عمران مسکرا کیا۔ اندر ہرے میں غلط سلط بھی دیکھ سکتی ہو اس لئے مناسب یہی ہو گا کہ  
تم تینیں ٹھہر دیں... ارے ہاں! کیا تم نے سوراں کی گشندگی کی اطلاع پولیس کو دے دی ہے؟“

”نہیں!“

”تم نے غلطی کی ہے۔ پولیس کو اطلاع دے دو! اور روپورٹ میں یہ بھی لکھوادا کہ پچھلی شام  
بالی سے ان کا بھگڑا ہوا تھا۔ لیکن میر اتنے کہ قطعی نہ آئے پائے اور ما بیکل کا ذکر بھی نہ کرتا۔“

”اس سے کیا ہو گا؟“

”دماغ میں تری رہے گی اور خواب صاف نظر آئیں گے۔“ عمران جھنملا گیا۔

”تو خفا کیوں ہوتے ہو۔ مگر میں تمہارے ساتھ ضرور چلوں گی۔“

”وقت نہ برباد کرو، جو کہہ رہا ہوں کرو۔ جاؤ روپورٹ درج کرو۔ میرے آدمی پر اعتماد کرو۔  
وہ تمہارا گھر نہیں لوٹ لے جائے گا لیکن چلتے وقت اس کا جگہ لبریز کرتی جاتا۔“

عمران باہر نکلا۔ احاطہ سنسان پڑا تھا۔ وہ اس وقت بھی اسی میک اپ میں تھا جس میں بالی کی  
سو تسلی ماں سے ملا تھا۔

جنگل میں داخل ہوتے ہی وہ بہت زیادہ محتاط ہو گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولیس سے مذہبیز  
ہو۔ اس کا بھی خیال تھا کہ خود اس کے بیچ نکلنے کی وجہ سے بالی اور اس کے ساتھی بھی کافی محتاط ہو  
گئے ہوں گے اور اگر سوراں انہیں کے ہاتھ پڑا ہے تو ممکن ہے کہ اس نے انہیں اس کے متعلق  
بتا بھی دیا ہو۔ ظاہر ہے کہ بالی اس آدمی کے بارے میں ضرور جانتا چاہتا ہو گا جس نے سوراں کی  
حمایت کی تھی۔

وہ چلتا رہا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جس راستے پر چل رہا ہے اسے چشمے ہی پر لے جائے گا ابھی  
تک پولیس کی سیئی بھی نہیں سنائی دی تھی لیکن وہ اس کی طرف سے غافل نہیں تھا۔  
وہ کچھ دور چلتا اور پھر رُک کر آئیں لینے لگتا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ ما بیکل کی بتائی ہوئی جگہ  
ہی منزل مقصود ثابت ہو گی کیونکہ ما بیکل تو محض ایک معمولی سا کار نہ دھ تھا جسے کوئین کا عادی بنا  
کر کام کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا اور یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے کسی ایسے غیر اہم آدمی کو اپنا اصل  
ٹھکانہ بتا دیا ہو۔

یک بیک وہ چلتے چلتے رُک گیا۔ اس نالے کے قریب پہنچ چکا تھا جو شرق کی جانب پادری  
اسکھ کی کوٹھی کی پشت سے گزرتا تھا۔

یہ کسی قسم کی آوازیں ہی تھیں جو نالے کی گھر ایسے آئی تھیں وہ بڑی تیزی سے زمین۔

چھوڑی۔ جولیا کو وہاں سے اٹھا کر لے جانا بھی ایک مسئلہ ہی تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ باسیں جانب مڑ کر ایک طرف ریک گیا۔ دراصل اب وہ جولیا سے قریب ہی کہیں کوئی ایسی پناہ گاہ ملاش کر رہا تھا جاہاں خود چھپ سکتا۔

## O

جولیا ناٹھر وائز ہوش میں آئی تو اس نے محسوس کیا کہ مجیسے کوئی اسے اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہا ہو۔ گواں کا ذہن ابھی صاف نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی اس نے آزادی کے لئے جدو چھڈ شروع کر دی۔ لیکن جولیا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے اور ایک بار پھر اس کا سر چکر آگیا۔ پولیس.... تواب یہ دوسرا جنجال.... جس میں شاید وہ ہمیشہ پھنسی رہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنی اصلاحیت بھی نہ ظاہر کر سکتی۔ اسی لمحن میں اس پر پھر غشی طاری ہو گئی۔

اور جب دوسری بار اسے ہوش آیا تو فوری طور پر اس کا ذہن غشی کے اثرات سے پاک ہو گیا کیونکہ اسے اپنے گرد پولیس کی بجائے کمی نقاب پوش نظر آئے تھے۔ سامنے ہی بالی کھڑا اسے اس طرح گھوڑ رہا تھا جیسے کچا ہی چپا جائے گا۔ اس کے چڑے پر نقاب نہیں تھی۔

"تم اپنی ضد سے باز نہیں آؤ گی؟" بالی نے کہا۔

"میں کسی قسم کی بھی کبواس سننا نہیں چاہتی۔"

"تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر ہونے والا ہے۔"

"وہی حشر میرا بھی ہو گا۔" جولیا نے لاپرواں سے کہا۔

"تادافی کی باتیں نہ کرو۔" بالی نے زم لبھ میں کہا "تم لوگ نہ تو اس جزیرے سے نکل سکتے ہو.... اور نہ قیام کر سکتے ہو.... ہاں.... جیل خانے کی بات دوسری ہے۔"

"مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی۔"

"ویکھوڑا کی مجھے غصہ نہ دلاؤ۔"

"اس سے پہلے بھی تمہیں غصہ آپکا ہے۔" جولیا نے لاپرواں سے شانوں کو جنبش دی اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔ یہ شاید کوئی زمین دوز کرہ تھا.... دیواروں کی ساخت بھی بتا رہی تھی۔ ایک جانب ایک بڑی میز پر دو آدمی بے حوصلہ کرتے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک

گیا اور سینے کے مل ریگتا ہوا کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ یہاں تالے کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پذر رہ فٹ رہی ہو گی اسے تھے میں چند محرك سائے نظر آئے جو مشرق کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس نے کسی عورت کو کہتے سن۔ "الگ ہٹو... چل تو رہی ہوں۔"

اور یہ آواز جولیا ناٹھر وائز کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔ عمران نے صاف پہچانا تھا۔ وہ اندر ہیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔ سائے آہتہ آہتہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ عمران بڑی احتیاط سے نشیب میں کھکنے لگا جو نکہ ان لوگوں کا رخ اسٹھ کی کوئی بھی ہی کی طرف تھا اس لئے احتیاط ضروری تھی۔ کبھی کبھی وہ مڑ کر پیچھے بھی دیکھ لیتا تھا کہ کہیں یہ بھی کسی قسم کا جاہ ہی نہ ہو ورنہ کیا یہ ضروری تھا کہ وہ اس وقت اتنی آسانی سے مل جاتے اور ان کے ساتھ جولیا بھی ہوتی اس نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ جولیا کو بولتے رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس بار اس نے اسے تیز آواز میں کہتے سن۔ "مکینو! مجھے سے ہٹ کر چلو ورنہ میں ایک آدھ کی گردن میں اپنے دانت پیوست کر دوں گی۔"

عمران جہاں تھا وہیں رک گیا کیونکہ اب سائے بھی رک گئے تھے۔

"چنانچہ!" یہ غالباً تھپٹ کی آواز سنائے میں گونجی تھی۔ ساتھ ہی کسی مرد نے کسی کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر جولیا چینخنے لگی۔ بالکل اسی انداز میں مجیسے خود اس نے ان پر حملہ کر دیا ہو۔

عمران نے اُسی سے اندازہ لگایا کہ ان لوگوں میں چوہاں اور صدر نہیں ہیں ورنہ وہ خاموش نہ رہ سکتے۔ تو پھر یہ جاں لیتی طور پر اسے چانسے ہی کے لئے بچایا گیا ہے۔

دفعتاً اس نے اپنے حلقو سے پولیس کی سیٹی کی آواز نکالی اور دوسرے ہی لمحے میں سائے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ نکلے صرف ایک سایہ وہیں کھڑا آگے پیچھے جھوول رہا تھا۔ پھر وہ زمیں پر چکر گیا۔

عمران اب بھی سینے ہی کے مل ریگتا رہا۔ اس سے ایسی حماقت نہیں سرزد ہو سکتی تھی کہ اٹھ کھڑا ہوتا۔ اگر وہ کسی قسم کا جاہ ہی تھا تو کچھ آدمی اس کی گھات میں بھی ضرور ہوں گے، جو بے خبری میں اس پر حملہ کر سکیں اور ضروری نہیں کہ پولیس کی سیٹی کی آواز پر وہ بھی اسی طرح لوکھلا گے ہوں۔ جیسے دوسرے بھاگے تھے۔

وہ جولیا کے قریب پہنچ کر رک گیا جو بیہوش ہو چکی تھی۔ یہاں بھی اس نے زمیں نہیں

تو اس نے پہلی ہی نظر میں بیچان لیا کیونکہ اس کی تصویر دوپادری اس سمجھ کی کوئی تھی میں دیکھ پہلی تھی۔ یہ پادری اس سمجھتی ہے ہو سکتا تھا.... لیکن دوسرے آدمی کو وہ بیچان نہ سکی کیونکہ وہ پہلے کبھی اس کی نظر دوں سے نہیں گزر اتھ۔

وہ دونوں یا تو سور ہے تھے یا بیوش تھے۔

دھنعتابی نے پھر اسے مخاطب کیا "کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ خپلی تم لوگوں کے لئے کچھ کر سکتے گا۔"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھتی۔"

"پھر یہ ضد کیوں؟... اور ہر دیکھو.... تم پہلی لڑکی ہو جس نے مجھے اس طرح متاثر کیا ہے آج تک کوئی بھی میری زندگی میں نہیں داخل ہو سکی۔"

جو لیانے اپنے کافلوں میں انگلیاں ٹھوں لیں اور بالی نے "مر اسامنہ بنایا اور پھر بولا" چھی بات ہے اب دیکھوں گا۔"

اس کے یہ الفاظ جو لیانے نے تھے لیکن اپنے چہرے سے پریشانی ظاہر نہ ہونے دی۔

بالی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس کے ہونتوں پر خفیضی..... مبکراہٹ نظر آئی۔

"کیا تم اپنیں جانتی ہو؟" اس نے بیوش آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

جو لیانے کافلوں سے انگلیاں نکال لیں اور بھرائی ہوئی آواز میں بولی "میں کیا جانوں۔"

"حالانکہ تم جانتی ہو۔" بالی مسکرا یا

"اگر جانتی بھی ہوں تو مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

"تمہاری دلیری ہی مجھے پسند ہے..... تم خطرات میں گھر کر بھی اپنے اوسان بھار کھ سکتی ہو.... اور میں بھی ایسا ہی ہوں.... اچھا تو سنو! آج اس پادری کا کھلی ختم ہو رہا ہے.... آج جنگلوں کی روٹیں آخری بار چھینیں گی۔"

"میں نہیں سمجھتی۔"

"آج اس آدمی کو ضرور پیچانی ہو گی۔" اس نے پادری اس سمجھ کی طرف اشارہ کیا۔

"شاید.... میں نے اسکی تصویر کو تھی میں دیکھی تھی۔"

"ہوں! یہ پادری اس سمجھ ہے۔ آج اسے پولیس کے حوالے کر رہا ہوں اور یہ دوسری آدمی اپنے

کا سیکرٹری ہے۔" بالی باعثیں آنکھ دبا کر بولا۔ "پولیس اس کی حالاش میں تھی اس لئے میرا فرض ہے کہ اسے قانون کے حوالے کر دوں بس جہاں یہ جبل میں پہنچا جنگلوں میں چینخ والی روٹیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائیں گی لیکن آج تو انہیں چینخا ہی پڑے گا۔ کسی دنوں سے خاموش رہی ہیں۔ پہلے تو وہ کسی اثر دھے کی پچکار تھی مگر آج لا تقدار روٹیں چینخیں گی.... کبھر رہی ہوتا میرا مطلب۔"

"قطعی نہیں! پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ بری روٹیں اسی آدمی اس سمجھ کے قبضے میں تھیں؟"

"بری روٹیں۔" بالی نے قہقہہ لگایا "کیا تم جبھی چالاک اور ذہین عورت بھی اتنی سمجھ دی گئی سے بری روٹوں کا تذکرہ کر سکتی ہے؟"

"مگر.... تم اسے پولیس کے حوالے کیوں کر رہے ہو؟" جو لیا نے پادری اس سمجھ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس لئے کہ یہ پولیس کی نظر دوں میں آگیا ہے اور تم ہمارے بیٹس سے تو واقعہ ہی ہو چکا ہے میں اس کے لئے جنگل کو استعمال کرنا تھا اس لئے ہم نے اسے بری روٹوں سے بھر دیا۔ آہستہ آہستہ جزیرے کی پولیس ہوشیار ہوتی گئی۔ اس گدھے اس سمجھ سے بعض ایسی حماقیں سر زد ہوئی تھیں جن کی بنا پر پولیس پوری طرح ہماری روٹوں میں دلچسپی لینے لگی۔ اب اگر ہم اسے قانون کے حوالے کر دیں تو پولیس پوری طرح مطمئن ہو جائے گی۔ چین میں ایک کنارے بیٹھے گی۔ اور ہم اپنے کام بھی جاری رکھیں گے۔ موجودہ حالت میں تو یہ قریب قریب نا ممکن ہو کر رہ گیا ہے کہ ہم اس جنگل کو استعمال کر سکیں کیونکہ رات کو بھی پولیس یہاں گشت کرتی رہتی ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے جب تم یہاں لائی جا رہی تھیں تو تم نے پولیس کی سیئی ضرورتی ہو گئی۔ میرے آدمیوں کو بھاگنا پڑا تھا اور تم بیوش ہو گئی تھیں اور یہ بہت اچھا ہوا کہ پولیس تمہاری طرف نہیں آئی ورنہ تم بڑی زحمت میں پڑ جاتیں۔"

بالی تیزی سے درد ازے کی طرف مڑا کیونکہ ابھی ایک آدمی کرے میں داخل ہو اتا۔ اس کے چہرے پر نقاب نہیں تھی۔

"کیا خبر ہے....؟" بالی نے اسے تیز نظر دوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کالے آدمی کو پکڑ لیا گیا ہے لیکن وہ نہیں ملا۔ اس نے مائیکل سے ٹھکانے کا پتہ پوچھا تھا۔"  
"ٹھکانے کا پتہ؟" بالی نہیں پڑا۔ "اوہ تو وہ اس ٹھکانے کا پتہ پوچھ رہا تھا۔... تفصیل سے بتاؤ۔"

آنے والا بتانے لگا۔

بالی نے پوری روپورٹ سن کر کہا۔ "وہ چالاک ہے کوئیں کے متعلق اس نے محض اندازے سے کہا ہو گا لیکن اندازہ غلط نہیں ہے تو پھر مائیکل نے اس کو اسی غار کا پتہ بتایا ہو گا جہاں سے ان لوگوں کو کوئین ملتی ہے... اچھا۔"

یک بیک میز پر پڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے کروٹ لی اور ایک نقاب پوش اسے سنبھالنے کے لئے جھپٹا۔ اس کے بعد ہی ایک اور نقاب پوش بھی آگے بڑھا اور دونوں نے بیہوش آدمی کو سنبھال کر پھر ایسی پوزیشن میں لٹادیا کہ وہ نیچے نہ گر سکے۔

بالی ان کی طرف توجہ دیئے بغیر کہہ رہا تھا۔ "جاوہان غاروں کے آس پاس ہی اسے تلاش کرو۔ اس کا پکڑا جانا بے حد ضروری ہے... تم دونوں بھیں ٹھہروا!"

ان دونوں نقاب پوشوں کے علاوہ اور سب چلے گئے، جو بیہوش آدمی کو سنبھالنے کے لئے میز کے قریب آئے تھے۔

بالی پھر جولیا کی طرف مڑا چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم میری اس پیش کش کو رد کرتی ہو... کیوں؟"

"میں اسے ٹھکراتی ہوں۔" جولیا نے نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔  
"اچھی بات ہے تواب دیکھو۔... میں تمہیں... اس نے نجلا ہوتے دانتوں میں دبایا اور

پھر دونوں نقاب پوشوں کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم دوسرا کمرے میں جاؤ۔"

دونوں دروازے کی طرف بڑھے اور جولیا نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بلی کی چادری کتے سے بھڑکانے کا تھا کہ میٹھی ہو۔

لیکن اس نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش جیسے ہی دروازے سے گذرادوسرا نے دیوار سے لگے ہوئے ایک پیش مبن پر انگلی رکھ دی۔ بلکی ہی کھڑک ٹھہراہٹ کے ساتھ بائیں جانب سے ایک تنخوا سر کا اپر دروازہ ہند ہو گیا۔

آواز بالی اس کی طرف مڑا۔  
"کیوں... یہ کیا حرکت؟" وہ غریباً میں نے تم سے جانے کو کہا تھا۔  
"ایسی خوبصورت عورت کی موجودگی میں باہر جا کر کھیاں ماروں گا...." نقاب پوش نے جواب دیا۔

"اوہ! یہ ہست... تو ہوش میں ہے یا نہیں؟ کس سے باشیں کر رہا ہے؟"  
"ایک ایسے گھر سے، جو خوبصورت عورتوں کو صرف اپنی جاگیر سمجھتا ہے۔"  
"کیا بتتا ہے؟" بالی حلق چھاڑ کر دہڑا اور ساتھ ہی اس نے ریوالر بھی نکال لیا۔ اور اسے جنبش دے کر بولا۔ "نقاب ہتاو۔"  
نقاب پوش نے فوراً ہی تعمیل کی۔ بالی نے پلکیں جھپکائیں۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئی تھیں۔

"تم کون ہو؟" اس نے بھر ایسی ہوئی آواز میں پوچھا۔  
"پولیس۔ تمہارا کھلیل ختم ہو گیا بالی... قانون کے نام پر ریوالر نیچے گرا دو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔"

"حکم؟... ہلااا...!" بالی نے ریوالر کو جنبش دے کر تھہہ لگایا۔ پھر آنکھیں نکال کر دہڑا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"یہ ناممکن ہے.... میرے ہاتھ صرف مجرموں پر اٹھنا جاتے ہیں۔"  
"تو پھر میں تمہیں مار دیں ڈالوں گا.... مگر... تم جزیرے کی پولیس سے تو نہیں تعلق رکھتے۔"

"گستاپو... پیرس...." اجنبی نے جواب دیا۔  
"ہلاا...!" بالی نے پھر تھہہ لگایا اور ساتھ ہی فائر بھی جھوک مارا۔... لیکن وہ آدمی تو کرے کے دوسرے گوشے میں کھڑا اسکرا رہا تھا۔

بالی نے اسے آنکھیں چھاڑ کر دیکھا اور اس بار جلاہٹ میں پے در پے تین فائر کئے لیکن اجنبی نے ایسی اچھل کو دچائی کہ بالی کو پھر حیرت سے آنکھیں چھاڑنی پڑیں۔ اجنبی دیوار سے لگا کھڑا اسکرا رہا تھا۔ ریوالر میں اب صرف دو ہی کار توں باقی بچے تھے اور بالی کی پیشانی پر پسینے کی

نہیں نہیں بوندیں بچھوٹ آئی تھیں۔ دو کار توں جن میں سے صرف ایک ہی اس کے لئے کار آمد  
ثابت ہو سکتا تھا..... وہ چاہتا تو الائچر لیپ کے بلب پر فائز کر کے کمرے میں اندر ہرا کر سکتا تھا  
اس طرح اسے بھاگ نکلنے کا موقع مل جاتا لیکن اس کی عقل ہی خط ہو گئی تھی۔ اس نے وہ دونوں  
کار توں بھی اجنبی پر فائز کر دیے۔

اور ٹھیک اسی وقت جب وہ خالی ریو اور اجنبی پر سمجھ مارنا چاہتا تھا جو لیانے اس کی کمر پر ایک  
زور دار ٹھوک رسید کی اور وہ منہ کے مل فرش پر گر پڑا۔

شائد فائرول کی آوازیں اسی کمرے تک محدود رہی تھیں ورنہ دوسرا نقاب پوش یعنی طور پر  
ادھر آیا ہوتا۔ تھہ خانے یوں بھی ساؤٹ پروف ہی ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسے خصوصیت سے  
ساؤٹ پروف بنانے کی کوشش کی گئی ہو۔

"اٹھنا بیکار ہے بالی" اجنبی نے کہا۔ "بہتر ہو گا کہ یہ حسین عورت ابھی تم سے کچھ اور محبت  
کرے۔"

بالی نے لیٹے ہی لیٹے اجنبی پر چھلانگ لگائی۔ لیکن وہ پچھے ہٹ گیا نتیجے کے طور پر بالی کو پھر  
منہ کے مل فرش پر آنا پڑا۔ اتنے میں دیوار سے لگی ہوئی ایک گھنی بھی۔ لیکن بالی اس سے لا پرواہ ہو  
کر تازہ جملے کی تیاری کرنے لگا۔ اجنبی اس وقت بندروزانے کے سامنے تھا اور اس کی نظریں بالی  
پر بھی ہوئی تھیں۔

یک بیک دروازے کا تختہ سر کا اور ایک نقاب پوش نے اس پر چھلانگ لگائی اجنبی کو سنجھنے کا  
موقع نہ مل سکا۔ وہ دونوں فرش پر گرے۔ دوسری طرف سے بالی بھی ٹوٹ پڑا۔  
جو لیا کی بھی میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ دوسرے نقاب پوش کی آمد کا علم اسے  
بھی نہیں ہو سکا تھا ورنہ وہ اجنبی کو ہوشیار کر دیتی۔

اب اسے توقع نہیں تھی کہ اجنبی سنجھل کے گا کیونکہ بالی بھی اس پر ٹوٹ پڑا تھا اور اجنبی  
ان دونوں کے نیچے تھا۔ جو لیا کی دامت میں وہ دونوں اسے چیبے ڈال رہے تھے۔

یک بیک اس نے بالی کی کراہ سنی اور دوسرے ہی لمحے میں وہ اجنبی کے نیچے نظر آیا وہ اس  
کے سینے پر سوار ہو گیا تھا اور دوسرے نقاب پوش کو ہاتھوں پر اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ سب  
کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ جو لیا کو اس کا اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ ہوا کیسے تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دوسرے نقاب پوش کو اچھال دیا جو دیوار سے نکلا کر کسی چوت  
کھانے ہوئے ہٹھنے کی طرح ڈکرایا تھا۔

پہنچنے نہیں اب اس میں دوبارہ اٹھنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی یا خواہ مخواہ پٹنا نہیں چاہتا تھا۔ ہو  
سکتا ہے کہ بیہو شی ہی ہو گیا ہو کیونکہ اس کا سر بہت زور سے دیوار سے نکلا کر رہا تھا لیکن  
کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔

"لوگ کی کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی؟" اجنبی نے جو لیا سے کہا۔ "سینڈل اتارا اور شروع  
ہو جاؤ۔"

جو لیا جو نہیں طرح جھٹکائی ہوئی تھی۔ کچھ بالی پر ٹوٹ پڑی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی ناک سے  
خون بہرہ چلا۔

"اڑے کیا قیمہ کر کے رکھ دو گی؟" اجنبی نے آہستہ سے اُردو میں کہا۔ "میرے کام کا بھی  
رہنے دو۔"

جو لیا بوکھلا کر پیچھے ہٹ گئی اور اس طرح آنکھیں چھاڑ چھاڑ کر اجنبی کو گھوڑنے لگی جیسے اس  
نے اسے تیری چلگ شروع ہو جانے کی خبر سنائی ہو۔  
اور پھر اس نے اسے پیچاں لیا۔.... یہ عمران کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا عمران جو بالی کے  
نقاب پوشوں میں سے ایک تھا۔

بالی کے ہاتھ پر سرت پڑتے جا رہے تھے۔ وفعنا عمران اسے چھوڑ کر ہٹ گیا لیکن بالی نے  
اثنے کی کوشش نہیں کی۔

"تواب وقت کیوں بر باد کر رہے ہو؟" جو لیا جلدی سے بولی۔ "کہیں وہ واپس نہ آ جائیں۔"  
"نہیں..... وہ عمران کو ساتھ لئے بغیر واپس نہیں آئیں گے۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر  
پول۔

بالی جیرت سے آنکھیں چھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔  
"تم.... تم.... اوہ...." اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور عمران نے خود ہی اس کا گریبان پکڑ  
کر اٹھا دیا۔

ایک گوشے میں چینی کے مر جان میں پانی تھا۔ جو لیا اسے اٹھا کر پھر میز کی طرف آئی۔ پھر جلد ہی وہ کسی حد تک ان کا میک اپ ختم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں اٹلی پڑ رہی تھیں۔ کیونکہ یہ صدر اور چوہاں تھے۔

اس نے مژ کر ان دونوں کی طرف دیکھا، جو ابھی تک ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے۔ وہ ابھیں میں تھی کہ آخر عمر ان جلدی سے یہ قصہ ختم کیوں نہیں کر دیتا۔ اسے دوسرے نقاب پوشوں کی واپسی کا خطہ لا جن تھا۔

کیک بیک عمران نے بالی کو ہاتھوں پر اٹھایا اور بالی بیساختہ چینا۔ "نہیں! نہیں۔" اب اس میں مزید جدو چہد کرنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔ تاک سے خون اب بھی بھے جا رہا تھا۔ عمران نے اسے بے آہنگی فرش پر کھڑا کر دیا۔

"سو تراں کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"جگل میں!" بالی بانپتا ہوا بولا۔ لیکن تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔" حالانکہ تم اسے اسی لئے پکڑ لے گئے تھے کہ میرے متعلق معلومات حاصل کرو۔ تمہیں شبہ تھا کہ وہ ملازم جس نے تم پر حملہ کیا تھا میں ہی ہو سکتا ہوں.... بوغا کہاں ہے....؟" "میں نہیں جانتا۔"

"تم بالکل احمق ہو۔ بوغا انہائی خود غرض آدمی ہے۔ تمہیں معلوم ہو گا وہ اپنے آدمیوں کو خطرنخ کے مہروں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔"

عمران نے ان آدمیوں کا حوالہ دیا جنہیں بوغا نے قربانی کا بکرا بنا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو چانس تھا۔.... وہ آج بھی ہمارے ملک کی کسی جیل میں ایڑیاں رکڑھے ہوں گے۔" اس نے طویل سانس لے کر کہا۔" اور ایک دن بھی حرث تمہارا بھی ہو گا۔ بالکل بھی حرث.... کیا سمجھے؟ میں جا رہا ہوں مجھے کوئی بھی نہ روک سکے گا لیکن اگر میں نکل گیا تو کیا بوغا تمہیں زندہ چھوڑے گا؟.... ہرگز نہیں.... وہ یا تو تمہیں ختم کر دے گا.... یا تم لا تو شے کی جیل میں سڑ جاؤ گے۔"

بالی کچھ نہ بولا۔ اب وہ گھٹنوں پر سر رکھ کر اکڑوں میٹھے گیا تھا۔

"یہ صدر اور چوہاں ہیں۔" جو لیا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہوں.... بالی اب بتاؤ...." اس نے کہا۔" اس کے ہونٹوں پر پچکی سی مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے آہتہ سے کہا۔" تم بہت خسارے میں رہو گے۔ بیان کی پولیس تمہیں کسی طرح بھی نہیں چھوڑے گی۔ تم اب بھی ہمارے رحم و کرم پر ہو۔"

"سنوا بالی! میں بوغا کو مرغنا بنانے کا تھیہ کر کے گھر سے نکلا ہوں۔ اس نے مجھے دھمکیاں دینے کی کوشش نہ کرو۔"

"اگر تم پولیس کے سامنے بوغا کا نام لو گے تو یہی سمجھا جائے گا کہ تمہارا ذہنی توازن بگز گیا ہے کیونکہ پولیس کسی ایسے آدمی کے وجود سے واقع نہیں ہے جس کا نام بوغا ہو اور پھر تم اپنی اصلیت تو ظاہر ہی نہ کر سکو گے اس نے تمہیں ساری زندگی جیل ہی میں گزارنی پڑے گی.... کیا سمجھے؟"

"چلو!" عمران نے اسے میز کی طرف دھکا دیا اور وہ لڑکھڑا تا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ لنگڑا بھی رہا تھا۔ شاید پیر میں موقع آگئی تھی۔

میز کے قریب پہنچ کر وہ پلانہ تھا کہ عمران نے لپک کر اس کی گردان پکڑ لی۔ "میں ان دونوں کی اصلی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے میز پر پڑے ہوئے بیہوش آدمیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اصلی شکلیں؟" بالی نے بھرائی ہوئی آواز میں دھر لیا۔ "ہاں اصلی شکلیں.... تم کسی یہ تو قوف آدمی کو مزید یہ تو قوف بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتے.... چلو جلدی کرو.... ان کے چہروں سے میک اپ ختم کرو.... پڑھ نہیں بوغا کے سارے ملازم تمہاری ہی طرح گدھے ہیں یا ان میں سے کوئی عقل بھی رکھتا ہے۔"

"تم پڑھ نہیں کیا لپک رہے ہو.... یہ ان کی اصلی ہی شکلیں ہیں۔" بالی نے کہا اور پھر عمران سے لپٹ پڑا۔ اس بارہ دہی چھوڑ کر حملے کر رہا تھا۔ کچھ دیر کے لئے تو عمران بھی چکر گیا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ کوئی دوسرا آدمی ہو بالی نہ ہو جسے کچھ دیر پہلے اس نے کسی بھے کی طرح رگڑ دیا تھا۔

ادھر عمران کو بالی سے الجھا چھوڑ کر جو لیا بیہوش آدمیوں کی طرف متوج ہو گئی سب سے پہلے اس کا ہاتھ پادری اسکھ کی ڈاڑھی پر پڑا اور وہ بڑی آسانی سے اکھڑتی چلی آئی۔ کرنے کے

بڑی کشی پانی پر رکی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے سوتراں کو پکڑ لیا اور اس تہہ خانے میں لے آئے۔ یہاں پادری اسٹھن موجود تھا۔ وہ ان لوگوں پر بہت بگڑا کہ وہ سوتراں کو یہاں کوں لائے دیں۔ کہیں قتل کر کے ڈال دیا ہوتا۔ وہ انہیں نہ بھلا کہتا رہا اور اسی پر اتنی بات بڑھی کہ وہ آپس میں جھگڑا کر بیٹھے۔ کچھ آدمی اسٹھن کے موافق ہو گئے اور کچھ مختلف اور ان میں لات جوتا چلے لگا۔ اتنی شدید لڑائی ہوئی کہ کئی زخمی ہو گئے اور سوتراں لکڑی کے ان کریوں کے پیچھے چھپ گیا۔ کچھ دیر بعد شور تھما اور وہ سوتراں کے متعلق گفتگو کرنے لگے بھر کسی نے کہا شاید وہ نکل گیا اب وہ اس کے متعلق تشویش ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے آپس میں طے کیا کہ سوتراں کو پولیس تک نہ پہنچنے دیں ورنہ سب پکڑے جائیں گے۔ سوتراں نے آوازوں سے اندازہ لگایا کہ وہ سب چلے گئے ہیں۔ وہ جب کریوں کے ڈھیر کے پیچھے سے لکھا تو اس کی نظر اسٹھن پر پڑی جو زخمی ہو کر دیں ہیں بیووش پڑا رہ گیا تھا... اور اب چلنے حضور.... وہاں اس تہہ خانے میں تو سونے کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔"

بابی بوکھلا کر کھڑا ہگیا۔ اس کے ہونٹ ایک دوسرے پر تختی سے سچے ہوئے تھے۔ سانس پھول رہی اور آنکھیں نکلی پڑ رہی تھیں۔

عمران اس کے پھرے کے قریب انگلی تپھا کر بولا "اور اس وقت کتنا مزہ آئے گا دوست جب اسٹھن کی ذرا ہمی کی پشت سے بابی کا چڑھ طلوغ ہو گا۔"

"نہیں نہیں!" بابی پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"تم لوگوں کی اسکیم تو یہی تھی کہ ہم خود ہی جاں میں پھنس جائیں۔" عمران مسکرا یا... "لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ تم سمجھے تھے کہ ہم سب ہی جعلی کرنی جیبوں میں مھونس کر بغلیں جاتے پھریں گے لیکن افسوس کہ صرف بوغانی بیٹی اور داماد ہی اس چکر میں آئے۔ تم سمجھے تھے کہ ہم بھی پکڑے جائیں گے اور اسی بدنام کو ٹھی کا پتہ بتائیں گے لیکن اپنے متعلق کچھ بھی نہ بتا سکیں گے۔ تم لوگ کو ٹھی سے کچھ اسکل کیا ہوا سامان برآمد کر دیتے، جو ہمارے تابوتوں میں آخری کل ثابت ہوتا اور اس کے بعد ہی جنگل کی روٹیں چینا چھوڑ دیتیں۔ مگر وہ بڑے شاندار ریکارڈ نیں جن کی آوازیں لاڈا اپسکر جنگل میں منتشر کرتے ہیں۔ غالباً یہ سارا سامان جنگل ہی کے کسی غار میں ہو گا... کیوں؟... بہر حال جب آواز آئی بند ہو جاتی تو پولیس بھی سمجھتی کہ اس نے

"میں جانتا تھا... "عمران بولا۔ "یہ بھی محض اتفاق ہی ہے کہ اس وقت میں اس راہ پر آگاہ ورنہ یہ دونوں پکھے دیر بعد پولیس کی حراست میں ہوتے۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس وقت کہاں ہو؟" "میں نہیں جانتی۔"

"اسٹھن کی کوئی ٹھی والے تہہ خانوں میں۔ اور پولیس موجود ہے۔ پروگرام یہ تھا کہ یہ ہمیں اور کچھ اسکل شدہ ماں یہاں چھوڑ کر بھاگ جاتے اور ایسی حرکتیں کرتے کہ پولیس کو تہہ خانے کا راستہ معلوم ہو جاتا۔ ہم پکڑے جاتے لیکن پولیس کو اپنی اصلیت نہ بتائے پولیس ہمیں جیل میں ڈال کر مطمئن ہو جاتی کہ پادری اسٹھن کا قصہ ختم ہو گیا اور پادری اسٹھن کے بھیں میک اپ ہمارے لئے مزید ابحص پیدا کر دیتا۔ پولیس بھی سمجھتی کہ کوئی نامعلوم آدمی پادری اسٹھن کے بھیں میں انہیں شروع ہی سے دھوکا دیتا رہا ہے اگر ہم اپنی اصلیت بتاتے تو ہماری حکومت اور حکومت فرانس کے تعلقات خراب ہو جاتے۔ یہی ایک نکتہ ایسا تھا جس کی بناء پر بوغانیے اتنی زحمت مولے کر ہمیں یہاں لانے کا پروگرام بنایا تھا اگر اس کام کے لئے کسی اور کو چھانتا تو وہ بوغان اور اس کی تنظیم کا نام ضرور لیتا۔ یا اگر وہ اس سے لامع ہوتا تو خود اس کے متعلق چجان بیٹن کر کے پولیس مطمئن ہو ہی سکتی لیکن ہم اپنا اپنا پتہ کیا بتاتے۔ ہم اگر بوغان کا نام لیتے بھی تو اپنے متعلق کیا بتاتے ظاہر ہے اس طرح بوغان کا کام نکل جاتا اور ایک دشمن بھی کم ہوتا... لیکن اب یہ بابی... مگر لے گا اسٹھن کی..."

"نہیں نہیں!... "بابی یک بیک سر اٹھا کر بولا "تم ایسا نہیں کر سکو گے۔"

"بھی بتاتا ہوں کے میرے لئے کتنا آسان ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں اس کرے میں میک اپ کا سامان موجود ہے۔ میں تمہیں بیووش کر دوں گا اور سوتراں کا پتہ مجھے... یہ بتائے گا۔" عمران نے بیووش نقاب پوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ مجھے اس جگہ یقینی طور پر پہنچائے گا جہاں تم نے سوتراں کو روزگار کھلا کر رکھا ہے سوتراں کی بیٹی پولیس کو اطلاع دے چکی ہے کہ سوتراں غائب ہے اور اس سے تمہارا جھگڑا ہوا تھا۔ سوتراں تمہاری قید سے رہا ہو کر سیدھا پولیس اشیش جائے گا اور پولیس کو ایک دلچسپ کہانی سنائے گا۔ یہی کہ وہ آج شام کو اپنی کشتوں کی دیکھ جمال کر کے واپسی میں جنگل سے گزر رہا تھا کہ اس نے چند آدمیوں کو کچھ وزنی تھیلے اٹھائے ہوئے دیکھا جو ایک پتھریلی دراز سے گزر کر جنگل میں داخل ہو رہے تھے اور نیچے دراز کے قریب ایک

پڑے پہنچے جو بیویوں پڑا تھا اور چہرے پر نقاب لگائی۔ صدر اور چوہان پوری طرح ہوش میں آگئے تھے۔

"مگر تم میرے آدمیوں میں کب اور کیسے آٹے تھے؟" بالی نے پوچھا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ اس وقت جو لیا کو اس طرح جنگل میں پریڈ کیوں کرائی جائی تھی؟"

بالی پہلے تو اسے نہ لے والی نظروں سے دیکھتا ہوا پھر بولا۔ "تمہیں چھانے کے لئے.... مجھے یقین تھا کہ تم سوتراں کو تلاش کرنے کے لئے ضرور نکلو گے۔ مجھے سوتراں کے ملازم نے شش آدمی کا حلیہ بتایا تھا اس سے میں نے اندازہ کر لیا وہ تم ہی ہو سکتے ہو۔ سوتراں کو اسی لئے پکارتا ہا کہ تم اسے تلاش کرنے بنگل میں آؤ۔"

"اور پھر تمہارے آدمیوں نے میٹی کی آواز سنی۔" عمران باسیں آنکھ دبا کر بولا۔ "حالانکہ وہ میرے ہی حلک سے نکلی تھی۔"

"نہیں! بالی کے چہرے سے بوکھلاہٹ ظاہر ہوئی۔

"بوعا تو گدھا ہے ہی.... تمہیں کیا کہوں... "عمران مسکرا کر بولا "جو لیا جہاں بیویوں پر ہو تھی وہیں.... قریب ہی ایک بڑے پھر کی اوٹ میں.... میں بھی چھپ گیا۔ تم پکھ دیز بعد اپنے آدمیوں کے ساتھ آئے تھے اور تمہارے کچھ آدمی ادھر ادھر پھیل کر پولیس کی آہٹ لینے لگا۔ ایک خوش نصیب میری طرف بھی آنکھا... بس پھر میں نے اتنی احتیاط سے اس کی گزدرا دبائی کہ وہ ہاتھ پیر بھی نہ پھینک سکا۔ مگر مقصد صرف اپنا بچاؤ تھا کیونکہ شاید اس نے مجھے دیکھ لے تھا۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا تھا کہ وہ آدمی کتنا ہم ہے۔ اہمیت پورے چہرے کی نقاب نے بڑھا اتھا۔ اگر میں نے یہ نہ محسوس کر لیا ہوتا کہ تم سب نقاب پوش ہو تو صرف تعاقب ہی پر اکتا کرتا... اور تم ذروں نہیں! وہ مرانہ ہو گا.... بہر حال صرف یہ نقاب مجھے یہاں تک لے آئی تھی اور ہاں! آج میں نے تمہاری سوتیلی ماں سے کچھ رقم بھی قرض لی تھی۔ باروزگار ہوتے ہی واپس کر دوں گا۔"

"وہ تم ہی تھے؟" بالی نے حیرت سے کہا۔

"ہاں کبھی کبھی مجھے سے عقائدیاں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں۔"

"کیا تم مجھے اسی طرح سے برداشت چلنے پر مجبور کر دے گے؟"

اصل مجرموں کا تلقع قلع کر دیا ہے.... ہے ناہیں بات.... یا پھر تم یہ کرتے کہ ہم میں سے کسی ایک کو قابو میں کرنے کے اسی طرح اسکھتے ہوادیتے ہیے میرے ساتھی چوہان کو اس وقت بیٹھا ہے اور وہ بھی بحالت بیویوں کی پولیس کی حرast میں پہنچا دیا جاتا... ہاا... لیکن اب تم تیار ہو جاؤ بالی! بازی الٹ گئی.... میں اس وقت ماسٹر آف پچویشن ہوں اور یہ تمہارے آدمی تو پچوہوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ بوغانے تمہیں میرے متعلق اندر ہیزے میں رکھا ہے ورنہ تم کم از کم مجھ سے بھڑنے کا ذمہ ہرگز نہ لیتے۔" "سبھوتیہ کرو! وفتحتی بالی دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"ہمپ...." عمران نے متکرانہ انداز میں آنکھیں نکالیں۔ پھر ہنس پڑا۔

"بھلام تم سے سبھوتی کی کیا صورت ہو گی اور پھر سبھوتے کا سوال ہی کیوں پیدا ہونے لگا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو یہاں سے نکال دوں گا۔"

"اوہ دو تین دن میری میزبانی کرو گے۔" "عمران مسکرا۔

"یقیناً.... میں وعدہ کرتا ہوں۔"

"بھی اور.... اسی وقت.... تمہیں میرے ساتھ پورٹ سعید چنانا پڑے گا میں جانتا ہوں کہ تمہارا ایک اسٹری بندراگاہ پر موجود ہے وہ پورٹ سعید ہی کی طرف جائے گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔ تم بندراگاہ سے اسٹری پر کیسے پہنچ سکو گے۔"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جنگل کے ایک بظاہر دشوار گزار حصے کی ایک پھر میں دراز میں.... تمہاری لاخی ہر وقت موجود رہتی ہے، جو جزیرے سے تین میل کے فاصلے پر اسٹریوں سے رابطہ قائم کر سکتی ہے۔ کیا ہم لوگوں کو کوئی سلسلے میں بھی طریقہ نہیں برنا گیا تھا؟"

"مگر مجھے میں چلنے پھرنے کی سکت نہیں ہے۔"

"یہ عورت تم سے میٹھی میٹھی باتمیں کرتی چلنے کی پرواہ نہ کرو.... خوبصورت عورتیں تو مردوں کو بھی زندہ کر سکتی ہیں۔ دادا جان کہا کرتے تھے...."

جو لیا جو اس دوران بھی برابر صدر اور چوہان کے چردوں پر پانی کے چھینٹے دیتی رہی تھی۔

مدد مسرت لجھ میں بولی "یہ ہوش میں آرہے ہیں۔"

کچھ دیر بعد بالی کو اسی پر آمادہ ہوتا پڑا، جو عمران چاہتا تھا۔ عمران نے اس نقاب پوش کے

"قطعی اس طرح...." عمران نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریو الور کی ہاں اس کی باہم پہلی سے لگادی۔

## O

وہ جنگل کا ایک غاری تھا جہاں جوزف سے ملاقات ہوئی اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ سوتراں کے متعلق بالی نے بتایا کہ وہ دوسرے غار میں رکھا گیا ہے لیکن اسے علم نہیں ہے کہ اسے بالی ہی نے پکڑ دیا ہے اس کے آذی اسے غار تک اس طرح لائے تھے کہ اس کی آنکھوں پر پتی باندھ دی گئی تھی اور اسی طرح اسے یہاں سے نکالا بھی جائے گا تاکہ وہ نشاندہی نہ کر سکے اس نے بتایا کہ سوتراں بھی اس کے لئے بہت اہم ہے حالانکہ سوتراں کو اس کا علم نہیں تھا کہ وہ اکثر غیر شعوری طور پر اس کے کام آ جاتا ہے اور یہ کام آنا اس طرح ہوتا ہے کہ ان دونوں کے جنگلزوں میں پھنس کر دوسرے ماہی گیروں کی توجہ اس حصے سے ہٹ جاتی ہے جہاں بالی کا پوشیدہ گھاٹ ہے۔ یہ جنگلے ایسے ہی موقع پر اٹھتے میں جب گھاٹ کا راستہ بالی کی ماں بردار کشتوں کے لئے صاف نہیں ہوتا۔

بہر حال سوتراں چھوڑ دیا گیا۔ لیکن عمران اس سے نہیں طاولہ ضرورت بھی کیا تھی۔ وہ یہاں خیر سماں کے مشن پر تو آیا نہیں تھا کہ رخصت کے وقت الوداع کہنا ضروری ہوتا۔

بالی اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا "اوپر کے احکامات بھی بعض اوقات بہت تکلیف دہ ہو جاتے ہیں۔ اب شاید اسکیم بدلتی ہے۔ ابھی ابھی پیغام ملا ہے کہ موجودہ اسکیم ترک کر کے قیدیوں کو پورٹ سعید پہنچایا جائے۔ لہذا میں انہیں لے کر جا رہا ہوں۔ اگر عمران نہیں مل سکتا تو اس کی تلاش میری عدم موجودگی میں بھی جاری رکھتا..... جاؤ.... اب تم سب اپنے اپنے ٹھکانوں پر جاؤ۔"

ان میں سے چند نے اس سے بعض امور کے متعلق مزید ہدایات طلب کیں اور رخصت ہو گئے۔ بالی تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر عمران سے بولا۔ "اب تو ریو الور جیب میں رکھ لو۔"

"جب تک کہ تم بھی میرے ساتھ ہی اسٹیر پر سوار نہیں ہو جاتے یہاں ممکن ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور اسٹیر پر بھی ہم دونوں ہر وقت ساتھ ہی رہیں گے۔ ایک ہیں کیمین میں سوئیں گے۔ تم سے مجھے ایسی ہی محبت ہو گئی ہے کہ ایک یکنہ کی جدائی بھی میرا کچھ چیز چاہز کر کر کو دے

گی.... کیا سمجھ پیارے۔"

اس دوران میں عمران باقاعدہ طور پر ریو الور ہاتھ میں لئے کھڑا رہا تھا۔ بظاہر تو انداز ایسا ہی تھا جیسے اس نے جولیا، صدر اور چہاں کو... کور کر کھا ہو لیکن بالی اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس سے ذرا سی لفڑش بھی ہوئی تو خود اسی کا سینہ چھلانی ہو کر رہ جائے گا۔

وہ نقاب یقیناً بڑے کام کی نکلی تھی، جو عمران نے بالی کے ایک ساتھی ہی کے چہرے سے اتنا رہی۔ بالی کے ساتھی اسے اپنوں ہی میں سے کوئی فرد سمجھتے رہے اور نہ سکون انداز سے رخصت بھی ہو گئے اگر انہیں ذرا برابر بھی شبہ ہو جاتا تو حالات پکھا اور ہوتے۔ بالی نے ایک بار پھر کوشش کی کہ عمران اسی وقت کی روائی پر اصرار نہ کرے لیکن عمران اس سے متفق نہ ہو سکا۔

بالی نے بتایا کہ اسٹیر کی روائی میں ابھی دو گھنٹے کی دیر ہے اس لئے اس کم گھر تک جانے کا موقع تو ملتا ہی چاہئے۔

"لاجھ ہی پر بیٹھ کر انتظار کر لیں گے۔" عمران نے کہا۔ "ورثہ اگر کہیں تمہیں گھر پہنچ کر نہیں آگئی تو ہم پھر تیوں کی طرح بلبلاتے پھریں گے۔

پھر وہ سب کچھ دیر بعد اسی لاجھ میں پہنچ گئے جس کا تذکرہ عمران نے کیا تھا۔ ریو الور اب بھی بالی کی کمر سے لگا رہا تھا۔

"بوجا...، بالی بڑا بڑا۔" حقیقتاً خود غرض ہے اسے اپنے آدمیوں کی ذرا برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی۔

"کیا ہم لوگوں کے یہاں پہنچ جانے کے بعد تمہیں بوجا سے کچھ ہدایات ملی تھیں؟" "نہیں! مجھے اس پر بھی حیرت ہے۔ ایسا بھی نہیں ہوا کہ اس کی پیغام رسائیوں میں کسی دن بھی نامہ ہوا ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے کئی دونوں سے ٹرانس میٹر پر لاقوٹے کو نہیں مخاطب کیا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ رات سمیں سمیں کر رہی تھی۔ یہاں پانی پر سکون تھا۔ تقریباً ڈھائی بجے اسٹیر کی سیٹی سائی دی اور بالی سٹھنکل کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کے ہاتھوں میں ایک سفری ٹرانس میٹر نظر آیا اور وہ کہہ رہا تھا "یہلو جی سکس... فائیو... جی سکس

فائیو..... تھری ایٹ کانگ..... بیلو!..... اٹ از تھری ایٹ.... ساتویں پواخت پر رکو.....  
ایم جسی..... میں تھری ایٹ...."

لائچ تیر نے گی تھی۔ بالی ہی اسے چلا رہا تھا۔

"ہمارے اس طرح کل جانے پر تمہارا کیا حشر ہو گا؟" عمران نے پوچھا۔

"ویکھا جائے گا۔ مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔" بالی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "پولیس کے ہاتھوں میں پڑنے سے کہیں بہتر ہے کہ یو گاہی کا کوئی نامعلوم الجٹ مجھے شوٹ کر دے۔۔۔ میں لا تو شے کا ایک معزز آدمی ہوں۔۔۔ اتنی بڑی توہین گوارہ نہیں کر سکتا کہ پولیس مجھ سے پوچھ گے کرے۔۔۔ یا میں عدالت کے کٹھرے میں نظر آؤں۔"

"لیکن تم اپنا پیشہ بھی نہیں ترک کر سکتے۔۔۔ کیوں؟"

"اب مجھے اس کے متعلق بھی سوچنا پڑے گا۔"

اسٹریک پیچنے میں ایک گھنٹہ صرف ہوا۔

بالی نے ایک بار پھر فرانس میٹھی کے ذریعے اسٹریک کے کپتان سے گفتگو کی اور اسے ہتایا کہ وہ چند آدمیوں کو پورٹ سعید تک پہچانا چاہتا ہے۔  
اسٹریک سے رسیوں کی سیر میں یونچ لٹکادی گئی!



# خطرناک جواری

چوتھا حصہ

عمران سیریز نمبر 37

اس کہانی میں موئیکا سے ملتے..... ایک ایسی عورت جس نے کچھ  
پاگل پال رکھے تھے لیکن کیا وہ حقیقتاً پاگل تھے.....؟ "پرورش" کا مقصد کیا  
تھا.....؟

عمران کا آئینہ ناول خاص نمبر ہو گا اور اس نمبر میں بوعا کی کہانی ختم  
کر دی جائے گی.....! مسلسل کہانیاں میں ہمیشہ پڑھنے والوں ہی کے اصرار  
پر شروع کرتا ہوں.....! لیکن پھر جہاں ایک کہانی کے بعد دوسرا کہانی کا  
انتظار کرتا پڑا۔ وہی حضرات بور بھی ہونے لگتے ہیں۔! لہذا اب اسے  
آخری ہی مسلسل کہانی سمجھئے۔!

بوعا کی آخری کہانی ہر اعتبار سے دلچسپ ہو گی.....! ایڈو پچر کے رسایا  
بھی مطمئن ہو سکیں گے اور وہ پڑھنے والے بھی جنمیں زیادہ تر سائنس  
فکش پسند آتے ہیں۔! بوعا حقیقتاً کون تھا.....؟ اور اس کی پشت پناہی پر  
کتنی بڑی قوت تھی.....؟ یہ آپ بوعا کی آخری کہانی "ظلمات کا دیوتا" ہی  
میں معلوم کر سکیں گے۔!

## این صفحہ

۱۹۵۹ء جون ۲۲

## پیشہ رس

بوعا کے سلسلے کی چوتھی کڑی "خطراناک جواری" حاضر ہے! اس  
کہانی کو آپ اس سلسلے کی پچھلی کہانیوں سے مختلف اور بہتر پایا میں گے۔  
اس میں عمران نے کوشش کی ہے کہ بوعا کسی صحیح راہ پر لگ کے۔  
ایک عجیب و غریب جوڑے سے ملنے جس کے متعلق عمران فیصلہ  
نہیں کر پاتا کہ وہ ڈیڑھ سمجھے یا پونے دو!  
عشق کی بہت سی تفسیریں آپ کی نظرؤں سے گزری ہوں گی۔!  
ایک شعر تو مجھے اس وقت بھی یاد آ رہا ہے۔!

شاائد... اسی کا نام محبت ہے شیفتہ

اک ایگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

لیکن عشق کی جدید ترین تفسیر عمران کی زبانی سن کر اگر آپ کو غصہ  
آئے تو "عمران" سمجھ کر معاف کر دیجئے گا.....! عمران ہی مٹھرا..... اگر وہ  
محبوباؤں پر بکریوں کو ترجیح دیتا ہے تو اس کی دلیل پر بھی غور کیجئے یا اب کیا  
کیا جائے وہ اسی کھوپڑی کا آدمی ہے۔! عشق جیسے موضوع پر بھی سنجیدہ  
نہیں ہو سکتا جس کے سلسلے میں شعراء کے دیوان "جنازوں" سے بھرے  
پڑے ہیں۔!

لیکن وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے مل نہیں سکتا تھا۔ اس کے بارے میں عمران کی خاص ہدایت تھی کہ وہ ایک دوسرے سے اُس وقت تک نہ ملیں جب تک کہ خود عمران اس کے لئے نہ کہے۔ آج تیسرا دن تھا لیکن اس دوران میں وہ ایک بار بھی نہیں مل سکے تھے اور عمران کے بارے میں تو کوئی جانتا ہی نہیں تھا کہ وہ کہاں ہو گا!

صدر نے ایک بار پھر بالی کی تصویر پر نظر ڈالی! اُسے وہ دن یاد آئے جو اسٹرپر گزرے تھے! بالی کتنا خائف نظر آتا تھا اور عمران کو تو ایسی نظروں سے دیکھتا تھا جیسے وہ اس کے لئے ملک الموت ہی رہا ہو! وہ ہر وقت اس کے سر پر مسلط رہتا تھا ایک بل کے لئے بھی الگ نہیں ہونے دیتا تھا اور یہ دھمکی تو بدستور قائم تھی کہ اگر اس نے اسٹرپ کے عملے سے کوئی غیر ذمہ دار انہ گفتگو کی تو عمران اسے بے دریغ گولی مار دے گا خواہ ان کا اپنا حشر پچھے بھی ہو! تو کیا عمران ہی نے اسے گولی مار دی ہو گی! انگر کیوں؟ وجہ صدر کی سمجھ میں نہ آسکی!

"اوہ" دھڑکا اسے بوغا اور اس کے ساتھیوں کا خیال آیا تھا! ظاہر ہے کہ بالی نے بوغا سے غداری کی تھی! ان لوگوں کی رہائی کا باعث بنا تھا لیکن اسے بوغا ہی کے کسی ایجنس نے قتل کیا تھا تو پھر انہیں خود کو بھی محفوظ نہ سمجھنا چاہئے۔

بہر حال کچھ بھی ہو! صدر کو بالی کے اس انعام سے نہ جانے کیوں افسوس ہوا تھا! اُس نے اخبار کو تہہ کر کے جیب میں رکھا اور ڈامنگ ہال سے اٹھ جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ پشت سے کسی نے اُسے خاطب کیا۔

وہ بیٹھے ہی بیٹھے مڑا پھر کھڑا ہو گیا کیونکہ خاطب کرنے والی ایک لڑکی تھی! یہ بیٹھ کی باشندہ معلوم ہوتی تھی لیکن بیاس مغربی طرز کا تھا اور یہ کوئی تمیز کرنے بھی نہ تھی کیونکہ بیاس ابھی تک اُسے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ملا تھا جس کے جسم پر کسی دوسرے قسم کا بیاس نظر آتا۔

"بیٹھے بیٹھے!" وہ بے تکلفی سے ایک کری کھپتی ہوئی بولی۔ "آپ یقیناً کوئی سیاح ہیں!" "جج۔ جی ہاں!" صدر نے تمیز انداز میں اُسے گھورتے ہوئے کہا! اچاک اسے بوغا کے ایکٹوں کا خیال آگیا تھا۔

"مجھے ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو تفریجی سفر تھا اختیار کرتے ہیں!" صدر صرف مسکرا کر رہ گیا! لیکن اس نے تو نے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی!

صدر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ وہ سو فیصد بالی ہی کی تصویر تھی اور اخبار کے پہلے ہی صفحے پر شائع ہوئی تھی! لیکن وہ تو کسی لاش کی تصویر تھی جس کی شناخت نہ ہو سکنے کی بنا پر خبر کے ساتھ تصویر بھی شائع کی گئی تھی! خبر کے مطابق لاش ایک ناٹ کلب میں پائی گئی تھی لیکن ابھی تک مقامی پولیس نہ توقیع کے نام ہی سے واقف ہو سکی تھی اور نہ اُسے قاتل ہی کا شراغ مل سکتا تھا!

صدر نے اخبار میز پر ڈال دیا! اور سوچنے لگا... کیا اُسے عمران نے قتل کیا ہو گا؟ پورٹ سعید میں یہ اُس کا چو تھا دن تھا! اور یہ چار دن پہلے اس انداز میں بس ہوئے تھے کہ وہ خود کو "الف ملی" کا کوئی کردار سمجھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

پہلے دن وہ سڑکوں پر آوازہ پھرتے رہے تھے اور پورٹ سعید میں پہلی رات بس کرنے کے لئے انہیں ایسے کونے کھدرے تلاش کرنے پڑے تھے جہاں پولیس کی نظر ان پر نہ پڑ سکتی! اگر جلد ہی حالات میں حیرت انگیز تبدیل ہوئی تھی! صدر کا خیال تھا کہ بیاس بھی بسراو قات کا احتمال محتمل مزدوری ہی پر ہو گا! لیکن عمران نے دوسرے ہی دن اُن کی صیہنہ پہ کر دیں! یہ بیہدہ کرنی تھی!

انہوں نے اپنے لئے مناسب ملبوسات خریدے اور عمران کی ہدایت کے مطابق مختلف ہوتلوں میں پھیل گئے! جوزف کے علاوہ سب ہی نے کوشش کی تھی کہ عمران انہیں اُس ذریعے سے آگاہ کر دے، جوان کی مشکلیں آسان کرنے کا باعث بنا تھا لیکن عمران نے اپنی زبان بند ہی کی تھی!

بہر حال اب پوزیشن یہ تھی کہ صدر عمران کے علاوہ اور سب کی جائے قیام سے واقف تھا

"آپ کہاں سے آئے ہیں!" لڑکی نے پوچھا! اس بار صدر نے اس کے لئے میں ہلاسا تکم محسوس کیا! اور یہ چیز اسے شدت سے کھل گئی کیونکہ وہ فلرٹ قسم کی لڑکیوں کو منہ لگانا پسند نہیں کرتا تھا! اس نے لاپرواٹ سے شانوں کو جتنی دے کر سگریٹ کیس نکالا اور ایک سگریٹ منجب کر کے اس کا سرا سگریٹ کیس پر ٹھوٹکتا ہوا دوسرا طرف متوجہ ہو گیا!

"آپ کہیں سے بھی آئے ہوں! بد اخلاق بھی ہیں!" لڑکی نہ اسامنہ بنا کر بولی۔

صدر پھر اس کی طرف دیکھنے لگا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سگریٹ کیس اس کے منہ پر کھینچنے والے گا! لیکن پھر اس کے ہوتزوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے کہا۔ "وقت گزارنے کے لئے مجھے کسی ساتھی کی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوئی! اس لئے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ خاوخواہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتا پھر وہ۔"

ٹھیک اسی وقت ایک دوسرا عورت ان کی طرف چھپی! صدر اندازہ نہ کر سکا کہ وہ کس جانب سے آئی تھی! اذانگ ہال میں کافی بھیڑ تھی!

یہ نئی آنے والی پہلی لڑکی سے بھی زیادہ بے تکلف ثابت ہوئی اس نے کری کھینچ کر بیٹھنے ہوئے صدر سے کہا! "اوہ ڈیزیر مجھے دیر ہو گئی! میں دراصل اپنے پچاکی تلاش میں تھی وہ نہیں ہے! اور آپ کی تعریف؟"

وہ خاموش ہو کر پہلی لڑکی کی طرف دیکھنے لگی۔

صدر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے! یہ لڑکی تو اس سے بھی زیادہ تیز ثابت ہوئی تھی! پرانی جان پیچان نکال بیٹھی! جیسے وہ کچھ اس کے چڑاہی کے متعلق کوئی خبر سننے کے لئے بھاگ جائیں گے!

"میری تعریف?" - پہلی لڑکی نے تلخی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں آئیڈیٹیفیکیشن کے مکمل ساتھی ہوں! ایک آپ لوگ باہر سے آئے ہیں!"

"جی ہاں!" دوسرا لڑکی بول پڑی "ہم یو گو سلاویے سے آئے ہیں۔"

پھر صدر کی طرف دیکھ کر بیٹھی ہوئی بولی۔ "میں بالکل مناسب وقت پر پہنچی ورنہ تم ابھی زحمت میں پڑ جائتے کیونکہ تمہارا پاسپورٹ تو میرے بیک ہی میں رہ گیا تھا!"

صدر نے بختنی سے ہونٹ بھینچ کر ایک طویل سانس لی! کیا وہ کسی گہری سازش کا شکار ہونے

والا ہے۔ اُس نے سوچا! اور پھر دوسرا لڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا، جو اپناوٹنی بیک کھول رہی تھی!

اس نے دوپاسپورٹ نکالے اور پہلی لڑکی کے سامنے ڈال دیئے پھر صدر سے بولی۔ "آج کا دن بڑا تھا کہ دیے والا تھا۔"

اس کی آواز سے تھکن ہی ظاہر ہو رہی تھی! پہلی لڑکی تھوڑی دیر تک ان کے پاسپورٹ دیکھتی رہی پھر اٹھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "میں نے غلط تو نہیں کہا تھا کہ اس موسم میں تہاڑر کرنے والے عقل ہی سے محروم سمجھے جاسکتے ہیں!"  
وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی!

"پھنس گئے تھے نا! بھی!" دوسرا لڑکی مسکرائی! پھر یک بیک چوک کر بولی! تم نے اس سے یہ تو بتایا نہیں تھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔

"نہیں... مگر تم کون ہو؟"

وہ اُس کا سوال نظر انداز کر کے بولی۔ "تو پھر میں ٹھیک ہی وقت پر پہنچ گئی تھی۔ اب اپنا پاسپورٹ اپنے پاس ہی رکھو! تاکہ میں اطمینان سے اپنے پچاکو تلاش کر سکوں۔"  
وہ بائیں آنکھ دبا کر مسکرائی! صدر نے اپنالپاپسپورٹ اخالیا! یہ ہر طرح سے کھل تھا! یعنی اس کی دانست میں اُس پر جعلی ہونے کا شہر نہیں کیا جاسکتا تھا!

"میری تصویر کہاں سے ملی۔" صدر نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔  
"تم شائد کسی وہم میں بٹلا ہو گئے ہو...!" وہ دوبارہ ویٹھی بیک کھولتی ہوئی بولی! اور ایک چھوٹا کارڈ سانکال کر صدر کے سامنے ڈال دیا۔

"اوہ۔" صدر نے تحریر اندراز میں ہونٹ سکوڑے۔ کارڈ کو گھورتا رہا پھر اُسے ہاتھ میں اٹھا لیا۔ اس پر جلی حروف میں "ایکس ٹو" چھپا ہوا تھا! صدر نے ایک بار پھر لڑکی کو آنکھیں چھاڑ کر دیکھا! لیکن اُس کے اس شے کو مزید تقویت نہ ہو سکی کہ وہ جو لیانا فشر واثر ہے! اوہ لاکھ میک اپ میں ہوتی! آنکھوں سے ضرور پیچان لی جاتی! لیکن وہ جو لیانا فشر واثر کی آنکھیں تو ہر گز نہیں ہو سکتی تھیں! پھر وہ کون تھی؟ اور ایکس ٹو کا حوالہ کیا ممکن رکھتا تھا!

"اگر کبھی کسی قسم کی کوئی دشواری پیش آئے تو اس کارڈ کی پشت پر لکھے ہوئے نمبر پر رنگ کر

تھوڑے غور و فکر کے بعد وہ ہوٹل سے باہر آیا۔ ایک ٹھیکی لی اور آزادی کی یادگار کی طرف چل پڑا۔

عمران اُس کا منتظر تھا لیکن تھا نہیں! اُس کے ساتھ ادھیز عمر کا ایک مقامی آدمی بھی نظر آیا! صدر نے بہت دنوں بعد اُسے آدمیت کے جائے میں دیکھا تھا۔ یعنی اُس کا لباس خوش سیلگی ہی کی حدود میں نظر آ رہا تھا! مگر چہرے پر حماقت کے آثار کیوں نہ ہوتے؟ ای آثار اس وقت تو اور زیادہ سبھرے نظر آتے تھے جب عمران خود کو ایک نہایت شریف اور سلیم الطبع آدمی پوز کرنے کی کوشش کرتا تھا!

"ہیلو! ہیلو!" عمران صدر کو دیکھ کر دو چار قدم آگے بڑھ آیا! "اوہ.... یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ تم اس طرف دکھائی دے رہے ہو! سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح خوشی کا اظہار کرو۔ بڑے موقع سے آئے۔"

صدر نے محسوس کیا کہ دوسرا آدمی کچھ یہ زار سانظر آنے لگا ہے! اُس نے پہلے ہی صدر کو اس طرح گھور کر دیکھا تھا جیسے اُس کی ذات سے اُسے کوئی نقصان پہنچنے والا ہو۔ پھر عمران بوڑھے سے اُس کا تعارف کرانے لگا! صدر نے دھیان نہیں دیا کہ یہ "تعارف" کن الفاظ میں تھا اس کے بعد وہ صدر سے بولا۔ "بھائی کہتے ہیں کہ ایک کے چار ہو سکتے ہیں!"

گفتگو انگریزی ہی میں ہو رہی تھی۔  
"میں نہیں سمجھا۔" صدر بولا۔

"وہ ہاں۔" عمران نے سڑک کے پار سامنے والی عمارت کی طرف اشارہ کیا اور صدر کی نظر روشن حروف والے سائین بورڈ پر پڑی... یہ شاید قمار خانہ تھا۔

صدر پھر عمران کی طرف مڑا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا!" عمران تشویش کن لمحے میں بڑیا اور بوڑھا تر سے بولا۔

"ستاروں کا کھیل صدر کا کھیل! میں بڑک جانتا ہوں! تم انہیں کوٹ لو گے صرف چوتھائی کمیش پر!"

صدر سوچنے لگا کہ آخر وہ وہاں رُک کر بوڑھے سے کیوں سر کھپا رہا ہے! ظاہر ہے کہ وہ اُسی

لین۔ "لڑکی نے کہا اور وہ بھی اٹھ گئی!

صدر اُسے جاتے دیکھتا ہا پاپسپورٹ اور ایکس ٹو کا کارڈ اب بھی میز پر ہی پڑے ہوئے تھے! یہ ناممکنات میں سے نہیں تھا کہ ایکس ٹو کے اجنبیت یہاں بھی موجود ہوتے! لیکن کیا یہ ضروری تھا کہ یہ رحمت کا فرشتہ نہیں اسی وقت تازل ہوتا جب اس پر کوئی آفت آنے والی تھی! اگر پاپسپورٹ ضروری تھا تو کسی چیلگ کرنے والے کی آمد سے پہلے ہی اُس تک پہنچایا جا سکتا تھا۔

ابھی کچھ ہی دن پہلے وہ لا تو شے میں غیر معمولی حالات کے شکار رہ چکے تھے! اس نے صدر کا ٹکوک و شبہات میں جلا ہو جانا غیر نظری بھی نہیں تھا!

اس موقع پر اُس نے شدت سے محسوس کیا کہ وہ عمران کے مشورے کا محاج ہے! لیکن اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ عمران کہاں ہو گا۔

اس نے پاپسپورٹ اور ایکس ٹو کا کارڈ اٹھا کر جیب میں ڈال لئے۔ لیکن اس کی الجھن بڑھتی ہی رہی! دفعتاً ایک دیش نے اُس کے قریب آکر پوچھا۔ "آپ کے کمرے کا نمبر سترہ ہے ناجتاب۔"

"ہاں.... آں۔" صدر اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا!

"آپ کی کال ہے جتاب۔" دیش بولا۔

"اوہ.... شکریہ!"

وہ اٹھ کر کاٹنر پر آیا! کال عمران ہی کی تھی! وہ اس سے کہہ رہا تھا! "اوہ دیش رات کتنی سہاںی ہے! کیوں نہ تم آزادی کی یادگار کے قریب مجھے ملوادر ہم ساتھ ہی کہیں کھانا کھائیں!"

"ضرور پڑھو!" صدر لہک کر بولا۔

"بن تو پھر آجائو۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

گفتگو انگریزی میں ہوئی تھی! اور صدر اس کی وجہ بھی جانتا تھا! وہ فون پر کوئی ایسی زبان استعمال نہیں کر سکتے تھے، جو مقامی آپ دیش کے لئے ناقابل فہم ہوتی اور وہ خود کسی چیز میں پڑ جاتے کیونکہ اُن دنوں وہاں تجزیب پسندوں کے خلاف بڑی شدید ہم جاری تھی۔

صدر اپنے کمرے میں آیا! کچھ دیر تک سوچتا رہا کہ وہ اس کال پر باہر جائے یا نہ جائے! لا تو شے کے تجربات نے اُسے بہت زیادہ وہی بنادیا تھا! مگر وہ آواز تو سو فصدی عمران ہی کی تھی! وہی مھکلے اڑانے کے سے انداز والا لبج۔ وہی زندگی سے بھر پور آواز۔

قدر خانے کا کوئی ایجٹ ہوگا! پھر سوچا ممکن ہے اس کے انتقام کی زحمت سے بچنے کے لئے وہ  
گزاری کے طور پر اُس سے الجھڑا ہو۔

"ختم ہی سمجھ! صدر بولا۔" ظاہر ہے کہ ہمیں ان چیزوں سے کیا لچکی ہو سکتی ہے۔"

"واہ... ہو کیوں نہیں سکتی؟" عمران نے سر ہلا کر کہا! "ایک کے چار... ذرا سچو تو۔ اور  
چار میں سے صرف ایک اٹھیں دینا پڑے گا! کنیو شس نے کہا ہے کہ ایک سے چار بھلے خیر....  
خیر تین ہی کہیں ایک تو یہ لے جائیں گے! میرے پاس اتنی رقم موجود ہے کہ اُسے چار سے ضرب  
دینے پر ہری فورڈ کا بھی دیوالیہ تکل سکتا ہے!"

صدر نے سوچا کہ بحث بیکار ہے، جو کچھ اس نے خان لی ہے اس کے خلاف نہیں کرے گا  
لیکن ساتھ ہی صدر یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ عمران اس سے بھی متوقع ہے کہ وہ اس موضوع پر  
زبان ہلانے میں کاملی نہیں بر تے گا! لہذا اس نے یونہی رواداری میں کہا! "جب یہ ٹرک جانتے ہیں  
تو خود ہی کیوں ٹرائی کرتے ایک کی بجائے چاروں ہی ان کے ہوں گے!"

"ہشت۔" عمران آہست سے بولا۔ "ایک تدبیر نہ بتاؤ جس سے ہم گھائٹے میں رہیں۔"

یہ بات اتنی آہنگی سے بھی نہیں کہی گئی تھی کہ بوڑھا اسے نہ سن پاتا، وہ ہنسنے لگا اور پھر بولا  
"آپ نہیں جانتے! میں خود وہاں قدم بھی نہیں رکھ سکتا! اگر مالک کی نظر مجھ پر پڑ گئی تو اٹھو اک  
باہر پھیکوادے گا! جی ہاں۔"

"کیوں؟" صدر نے پوچھا۔

"میں وہاں ملازم رہ چکا ہوں! ان تدبیروں سے واقف ہوں جن کے ذریعہ جیبیں خالی کرالی  
جاتی ہیں۔"

"اُرے بھی تو تدبیر بتاؤنا!" عمران نے بے صبری ظاہر کی۔

"مگر اسی شرط کے ساتھ کہ جیتی ہوئی رقم کی چوتھائی میری ہوگی۔"

"بالکل منظور ہے!" عمران نے کانپتی ہوئی سی آواز میں کہا۔ "کہو تو تحریر دے دوں۔"

"نہیں بس آپ کی زبان ہی کافی ہے موسیو! چھا آپ لوگ یہیں ٹھہریے میں کارڈ کا انتقام  
کرتا ہوں۔"

"کیسا کارڈ؟" صدر نے پوچھا۔

"واہ! کا کارڈ جتاب! ہر ایک کا داخلہ ممکن نہیں ہے! صرف یہاں کے معززین ہی  
ملتے ہیں! کارڈ ایشو کرنے والا میرادوست ہے۔ آپ سے ملی ہوئی رقم میں اس کا بھی حصہ ہو گا!  
"جلدی کرو یار۔" عمران بوکھلائے ہوئے بجھے میں بولا اور بوڑھا سڑک پار کر کے دوسری  
طرف چلا گیا۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟" صدر عمران کی طرف مڑ پھر جلدی سے بولا "میں  
ٹھہریے؟"  
"اب مجھے مطلب پوچھنا پڑے گا۔ یعنی کہ...."

صدر نے اسے آگے نہ بڑھنے دیا اس نے پاسپورٹ کی کہانی چھیڑ دی تھی! عمران خاموشی  
سے ستارہا! پھر بولا۔ "یہاں ایکس ٹوبے بس نہیں ہے احتیقتا تم پر پیشانی میں بھلا ہو جاتے اگر  
پاسپورٹ وقت پر نہ پہنچتا!"

"تو... وہ ایکس ٹوبے کی ایجٹ تھی؟"

"یقیناً...." عمران نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "شاید آج رات ہم لمبا جو  
سکھیں!"

"ضرورت ہی کیا ہے؟" صدر جھنجھلا کر کر بولا۔ "بھی کل تک کوڑی کوڑی کو محتاج تھے  
آج جو اکھیلا جائے گا!"

"برنس...." عمران دیسے نچا کر بولا۔ "پیسے کو بڑھنا ہی چاہئے۔ ورنہ آدمی ریاح با سوری کو  
مریض ہو جاتا ہے۔"

"آپ کو یقین ہے کہ پیسے بڑھنے کی جائیں گے۔"

"اڑے یار کیا تم بالکل بھرے ہی ہو۔" عمران جھنجھلا کر بولا۔ "کیا تم نے شنا نہیں وہ کیا کہہ رہا  
تھا۔"

صدر نے سر پیٹ لینے کا رادہ ملتی کر کے مٹھنڈی سانس لی اور بولا "کیا آپ نے شام کو کوئی  
اخبار دیکھا ہے۔"

"میں ہفتے میں صرف ایک بار اخبار دیکھتا ہوں۔"

"بال قتل کر دیا گیا!"

"فضول باتیں نہ کرو!" عمران نے تشویش کن لمحے میں کہا پھر یک بیک چنگی بے لولا۔ "پرواہ نہیں! لیکن تمہیں کچھ نہ کچھ تو ضرور کرنا چاہئے! مطلب یہ کہ تفریق! وہ بوڑھا لڑکوں کی بات بھی کر رہا تھا!"

"عمران صاحب! خدا کے لئے بورنہ کیجئے۔"

"خیر تو پھر جو اسی سمجھی۔"

"کیا میں اپنا سر کسی دیوار سے نکلا دوں۔"

"بہتر ہو گا کہ تم اس پر جیبلی کے تیل کی ماٹش کراؤ! ورنہ نیہاں بوٹ پالش تک کی نوبت آسکتی ہے۔ اچھا خاموش بوڑھا وہ اپس آرہا ہے۔"

"میں تو ہر گز نہ جاؤں گا۔" صدر جملائے ہوئے لمحے میں بولا۔

"خد اتمہارے حال پر رحم کرے۔" عمران نے ٹھنڈی سائنس لے کر منغوم لمحے میں کہا۔

استثنے میں بوڑھا تربیت چینچی گیا اور وہ دونوں خاموش ہو گئے!

"ایک بات اور صرف! بوڑھا انگلی انھا کر بولا۔" ہندسوں کے دائرے میں والا کھیل کھیلنے کا ورنہ میں ذمہ داری نہ لے سکوں گا!"

"جو تم کہو گے وہی ہو گا!" عمران نے سعاد تمندانہ لمحے میں کہا۔

"اچھا تو تدبیر سنئے! دائرے پر دو طرح کے ہندسے ہوں گے! ایساہ اور سرخ! سرخ نمبر ہی جیت کے نمبر ہوتے ہیں! یعنی نمبر کی دو گنی رقم! اور جتنی رقم آپ نے داؤ پر لگائی ہے اُس کی دو گنی رقم سے ضرب دیا جائے گا! مثلاً آپ نے دس شلنگ لگا کر سوئی گھمائی اور وہ سرخ رنگ کے نمبر چار پر رکی تو چار کے آٹھ بیس گے اور آٹھ کو دس سے ضرب دینے پر بنے ۸۰ شلنگ۔"

"دس کے ۸۰ شلنگ۔" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ وہ پر لے درجے کا یہ قوف نظر آرہا تھا!

بوڑھے نے انکھیوں سے صدر کی طرف دیکھا! غالباً اسے خدا کے کہیں وہ اسے عکسند کی دعوت نہ دے بیٹھے!

"اڑے یا روابڑک بھی بتاؤ جلدی سے!" عمران ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

"سنئے آپ کو یہ ڑک اس طرح استعمال کرنی ہو گی کہ وہاں کسی کو شہر نہ ہو سکے!"

بے مران نے صدر کو خاموش ہی رہنے کا اشارہ کیا! اور نہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ بوڑھے کی گردان دبوچ کر زمیں سے اٹھا لے۔

"کہہ بھی چکویا۔" عمران بڑی بڑی۔

"جس نمبر پر سوئی رکی ہوئی نظر آئے۔" بوڑھے نے آہستہ سے کہا "اس سے ایک نمبر پیچھے ہٹا کر اسے نجاو! سوئی سرخ ہی ہندسے پر رکے گی۔"

"اور اگر انہوں نے پیچھے نہ ہٹانے دیا تو...." صدر آنکھیں نکال کر بولا۔

"عیب کے لئے بھی ہنر ضروری ہے۔" بوڑھا بامیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ "آپ ظاہر ہی کیوں ہونے دیں کہ آپ نے سوئی دانتے پیچھے کھکھائی ہے! اُس کی اندازی کی طرح کا پتا ہوا تھا سوئی کی طرف بڑھا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح غیر ارادی طور پر بھی آپ کی انگلی سوئی سے لگ کر پیچھے کھکھائی ہے! کون اعتراض کرے گا اس پر۔ ویسے آپ کسی کو اتنا موقع ہی کیوں دین کہ وہ اسے مارکر کر سکے!"

"ویکھو! ٹھیک سے کاپ رہا ہے نا۔" دفعتہ عمران نے اس کے چھرے کے قریب ہاتھ لے جا کر کہا اور وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا اور پھر ہنس کر بولا۔ "جی ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ یہ لمحے کا راڑ۔ وہ شیو گذلک! لیکن ٹھہر یے ایک بات اور مجھے دھوکا دے کر نکل جانے کی کوشش فضول ہو گی! اندر میرا ایک خاص آدمی آپ کی ہار یا جیت پر نظر رکھے گا اسے نہ بھولیے گا۔"

صدر کو پھر تاؤ آگئی! لیکن عمران نے اسے اس بار بھی خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ سچھے دیر بعد وہ سڑک پار کر کے قمار خانے میں داخل ہو رہے تھے! صدر دروازے پر ایک باور دی چوکیدار نے ان کے کارڈ دیکھے۔

## O

اندر سچھ کر جوزف کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی پاگل خانے میں گھس آیا ہو۔ ایک آدمی فرش پر سر کے بل کھڑا تھا اور دوسرا اس کے قریب ہی بیٹھا تھا ماجت کر رہا تھا۔ اے بھائی خدا کے لئے اب سیدھا ہو جاؤ! میں معافی چاہتا ہوں! آنکھ تیری خدمت میں گھیا گریت نہیں پیش، واقن گا!"

ایک گوشے میں ایک سنجیدہ صورت بزرگ ایک بکری کے گلے میں باہیں ڈالے دھاڑیں مارے۔

ایک طرف ایک آرٹسٹ ایک موٹے سے آدمی کی شفاف کھوپڑی پر نوش سے رنگین تصویریں بناتا تھا!

دو آدمی ایک دوسرے کے کان پکڑے تیزی سے اٹھ بیٹھ رہے تھے۔

جوزف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھ رہا تھا لیکن ان میں سے کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی! آکھ اٹھا کر دیکھا تک نہیں! البتہ بکری اُسے بڑی مغمونہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی!

جوزف نے سوچا کہ کہیں وہ غلط جگہ تو نہیں چلا آیا! مگر پھر اسے یاد آیا کہ اس نے باہر ہی دربان سے تصدیق کر لی تھی اور دربان ہی نے اسے ایک ملازم کے ساتھ اس ہاں میں بھجوایا تھا!

یہ صیبیت بھی عمران ہی کی لائی ہوئی تھی! اس نے پچھلے دن اُسے ایک پتہ دیا تھا اور بتایا تھا کہ قصر جمیل کے مالک کو ایک باذی گارڈ کی ضرورت ہے لہذا اسے یہ ملازمت ضرور حاصل کرنی چاہئے! جوزف نے اسے اپنا عہد یاد دلانے کی کوشش کی تھی کہ وہ عمران کے علاوہ اور کسی کی بھی

ملازمت نہیں کر سکتا! اس پر عمران نے اسے سمجھا تھا کہ وہ ہر حال میں اس کے احکامات کا پابند ہے اس لئے اسے یہ ملازمت اس کی خاطر اختیار کرنی پڑے گی!

بالآخر جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا تھا! "اچھا بس لیکن میری بو تکوں کا کیا ہو گا۔"

"اگر ملازمت مل جائے تو تم اپنی شرط پیش کر سکو گے۔"

"مل جانے سے پہلے یا مل جانے کے بعد؟"

"ابے اب تو بہت زیادہ کھوپڑی چاٹنے لگا ہے!" عمران جھٹکا گیا تھا۔ "اگر وہاں نہ ملیں تو تیری بو تکیں میرے ہی ذمہ ہوں گی۔ مرکیوں جا رہا ہے! کیا میں نے تجھے اپنی ملازمت سے الگ کر دیا ہے!"

تب یہ بات جوزف کی سمجھ میں آئی تھی کہ عمران اسے اپنی ملازمت سے الگ نہیں کر رہا بلکہ اس سے کوئی انہم کام لینا چاہتا ہے۔

لیکن اس وقت اس عظیم الشان عمارت کے اس وسیع ہاں میں پہنچ کر اس کی کھوپڑی ناچ گئی تھی اور وہ سونے لگا تھا کہ کہیں خود بھی پاگل تو نہیں ہو گیا۔ ممکن ہے اس طرح پاگل ہو کر پاگل جلوہ نہ کا احساس ہی نہ ہو! لہذا ملازمت کے بہانے عمران نے اسے کسی پاگل نانے

جس بھوک مارا ہے!

وہ دم بخودو ہیں کھڑا رہا! دفتہ اس آدمی نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو بکری سے لپٹا رہا تھا! اب بھی روئے جا رہا تھا لیکن توجہ جوزف کی طرف تھی!

"اے شخص! وہ بھاٹھ اٹھا کر بولا۔ "خد اجھ پر رحم کرے۔"

جوزف بے حس و حرکت کھڑا رہا! اس نے والے نے بکری کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا "اب یہاں صرف ایک ایسے آدمی کی بجائے خالی ہے، جو بھینس کو دو دھپلا سکے۔"

"مجھ سے مت بولو۔ "جوزف سرخ سرخ آنکھیں بکال کر غرتا ہے۔

"اتنی اوپنجی آواز میں نہ بول! میرا دل بہت کمزور ہے!" رونے والے نے کہا اور پھر بکری کی گردن سے لپٹ کر پہلے سے بھی زیادہ زور شور کے ساتھ رونے لگا۔

پھر آرٹسٹ نے جوزف کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے زور سے سیئی بجاں اور بولا۔ "آؤ میرے قریب آؤ! میں تمہیں اس کھوپڑی پر حیات دوام بخش دوں گا!"

یک بیک موٹا آدمی جس کی کھوپڑی پر تصویریں بن رہی تھیں اچھل کر کھڑا ہو گیا! اور آرٹسٹ کا گربیان پکڑ کر جھکا دیتا ہوا بولا۔ "اگر تم نے میری کھوپڑی پر کسی جسمی کی تصویر بنائی تو میں تمہیں جہنم میں پہنچا دوں گا سمجھے!"

آرٹسٹ اسی طرح چینختے گا تھا جیسے وہ بچ بچ جہنم ہی میں پہنچا دے گا۔

جوزف بوکھا بہت میں الگیوں سے کراس بنانے لگا۔ پاگل خانے کا خیال بھی اتنی دیر میں اس کے ذہن سے نکل چکا تھا اور اس کی جگہ نبڑی روحوں نے لے لی تھی! کیا وہ کسی بھوت خانے میں آپھناء ہے؟ لا تو شے کے تجربات آج بھی اُس کے ذہن میں تازہ تھے!

وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑا لیکن دوسرے ہی لمحے میں کسی عورت کی آداز آئی "نہہرو۔"

وہ زک کر مڑا۔ سامنے ہی ایک عورت دروازہ کا پردہ ہٹا کر ہاں میں داخل ہو رہی تھی!

جوزف کی ٹلکیں جھپک گئیں! اُسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کے چہرے سے تیز قسم کی پھوٹ بھی ہو دوسرے ہی لمحے میں اُسے اس کمزوری پر غصہ آگیا! لیکن وہ نہ جانے کیوں

اپنی حرکات و بکنات سے غصے کا اظہار نہ کر سکا! عورت کیا تھی چاندنی نے سست کر عورت کی شل  
اختیار کر لی تھی! جوزف اس کے متعلق اس سے زیادہ نہ سوچ سکا!

اس کے دامنے ہاتھ میں چڑے کا چاپ تھا اور بیاں ہاتھ کمر پر رکھ کر ہر ان پا گلوں کو گھور  
رہی تھی، جواب اپنی پہلی سی حالتوں میں نہیں رہے تھے کوئی بھاگ کر کسی کے پیچے جا چکا  
تھا کوئی فرش پر اونڈھالیٹ گیا تھا اور کوئی دیوار سے سر نکائے اس طرح زور کر رہا تھا جیسے دیوار  
میں سوراخ کر کے دوسری طرف نکل جائے گا۔

"تم کون ہو۔" اس نے جوزف کی جانب دیکھے بغیر پوچھا۔

"مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ کو ایک بادی گارڈ کی ضرورت ہے۔"  
"اچھا تو پھر۔"

"میں پہلے بھی بتیرے آدمیوں کا بادی گارڈہ چکا ہوں۔ آج کل بیکار ہوں مادام۔"

"کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"اویس ابما۔... آبی سینیا! مادام۔"

"نشانہ کیسا ہے۔"

"میں اندر ہیرے میں آواز پر نشانہ لگا سکتا ہوں مادام۔"

"کیا صفات ہے کہ تم میری ملازمت کر ہی سکو گے۔"

"میں صرف بادی گارڈ کے فرائض انجام دے سکتا ہوں مادام۔"

"وہی... وہی! میں تم سے بچوں کو دودھ نہیں پلواؤں گی۔"

"آپ کس قسم کی صفات چاہتی ہیں۔"

"اگر تم میری ملازمت نہ کر سکے تو مجھے تمہارے جسم سے کھال اٹوا لینے کا بھی حق حاصل  
ہو گا۔ ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو۔" اُسی نے پا گلوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

جوزف نے احتقانہ انداز میں سر ہلا دیا اور بولی۔ "یہ سب میری ملازمت نہیں کر سکتے تھے اس  
لئے انہیں ایسا بننا پڑا ہے۔"

"ہوںی قادر۔" جوزف آہتے سے بڑا بڑا! اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ بُرُّ ہا آدی  
بکری سے لپٹ کر دہائیں مارنے پر کیوں جبکر ہے اور وہ موٹا آدمی اپنی شفاف چندیا پر تصویریں

ہیوں بوارہا ہے اور یہ سب اس عورت سے اتنے خائن کیوں ہیں؟ آخر اس کی ملازمت کس قسم  
کی ہوتی ہے کہ لوگ ایسی سزا میں بھگت رہے ہیں؟

"مجھے کیا کرنا پڑے گا مادام۔" جوزف نے ہوتوں پر زبان پھیر کر پوچھا۔

"صرف بادی گارڈ کے فرائض انجام دینے پڑیں گے!"

جوزف پھر سوچ میں پڑ گیا! وہ جانتا تھا کہ عمران نے اُسے یہاں کسی مقصد ہی کے تحت بھیجا  
جس ہو گا الہد اُسے ہر حال میں وہی کرنا پڑے گا جو عمران چاہے گا! اُسے یہ ملازمت کرنی ہی پڑے گی۔

"ٹھیک ہے! مادام.... لیکن میری بھی ایک شرط ہے!" جوزف نے پھر ہوتوں پر زبان  
پھیری!

"اوہ.... تم بھی کوئی شرط رکھتے ہو؟ بتاؤ۔"

"میں اسے پسند نہیں کرتا کہ میری بو تلیں گی جائیں اور نبھی مجھے اچھا لگتا ہے کہ پہنچے  
پلانے پر کسی قسم کی پابندی ہو! میں ہر وقت پیغام دے سکے گا۔"

"لیکن اس وقت شاید چھٹی پر ہو؟" عورت نے مضمکہ اٹانے کے سے انداز میں کہا۔

"نہیں مادام! بو تلیں میری جیب میں موجود ہے۔"

"ہر وقت پہنچتے رہنے والا بادی گارڈ کے فرائض کیے انجام دے سکے گا۔"

"اگر کبھی نشے میں مجھے سے کوئی غلط حرکت سر زد ہو تو شوق سے میری لہمال اترواد یعنًا۔"  
اُسی وقت ایک آدمی ہال میں داخل ہوا اور دروازے کے قریب ہی زک گیا! ایک قد آور  
جو ان اور صحت مند آدمی تھا لیکن وضع قطع سے شائکی نہیں ظاہر ہوتی تھی۔

عورت نے اُس سے بھی پوچھا کہ وہ کون ہے اور جوزف نے اُن کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ  
وہ بھی اُسی کی طرح کوئی امیدوار ہی ہے کیونکہ عورت نے اُس سے بھی اُسی قسم کے سوالات کے  
تھے۔

کچھ دیر بعد اُس نے گھنٹی کا بیٹن دپا کر در بان کو طلب کیا اور بولی۔ "آب کسی کو اندر مت آنے  
دینا وقت ختم ہو چکا ہے!"

در بان کے جانے کے بعد اُس نے جوزف اور دوسرے آدمی کو مخاطب کیا۔ "تم دونوں ہی  
کے آدمی معلوم ہوتے ہو لیکن مجھے صرف ایک کی ضرورت ہے۔"

یہ دس بڑھانے کا کیا مقصد ہو سکتا تھا؟ حریف جھلا کر جملے کرنے لگا، حالانکہ وہ لڑائی کے گر سے زیادہ واقع نہیں معلوم ہوتا تھا لیکن تھا جاندار۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اتنی پٹائی کے بعد اپنے پیروں پر کھڑا ہی نہ رہ سکتا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ فلکت پر موت کو ترجیح دینا پسند کرے گا۔

عورت بھی نہ پڑتی اور بھی دوسرے آدمی کو غیرت دلانے لگتی!

## O

تمار خانے کی فضالاکھر رکھیں سکی لیکن صدر کا دم گھست رہا تھا! اس کے برخلاف عمران کا چیزہ کسی ایسے بچے کے چہرے سے مشابہہ نظر آ رہا تھا، جو والدین کو دھوکے میں رکھ کر کسی نہیں مگر اپنی پسندیدہ جگہ پر پہنچ گیا ہو!

شراب اور تمباکو کے دھوکے میں کی ملی جانی بونضا میں رقص کر رہی تھی! صدر نے نہ تنے سکوڑ کر نہ اسامنے بنایا اور عمران پلکیں جھپکا کر بولا! "کیا تمہیں لا تو شے کی سور کی دال یاد آ رہی ہے۔"  
"بھی مجھے جانے ہی دیجئے۔"

"کیا تم اپنی جامت بنوانا چاہتے ہو۔"

صدر کچھ نہ بولا! "عمران ایک خالی میز کی طرف بڑھ رہا تھا! دو تین میزیں ہی خالی نظر آ رہی تھیں! کئی جگہ مختلف قسم کے جوئے ہو رہے تھے! کھلاڑیوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ تھی! کچھ لوگ ایسے بھی دکھائی دے رہے تھے جن کا کوئی مشغله نہیں تھا! بتلتے گلاس اور بو تلیں ان کی میزوں پر بھی موجود تھیں!

"یہو۔" عمران صدر کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا منکر لیا۔

یہاں کوئی بھی کسی کی طرف متوجہ نہیں معلوم ہوتا تھا سب اپنی ہی ذہن میں تھے! ایسے ماحول میں صدر کو آر کشرا کا نفر ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی کثیر العیال اور لاپرواہ عورت کے بچے آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہوں! وہ اپنی پیشانی رکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

"کیا پیوں گے؟" عمران نے پوچھا۔

"خون۔" صدر جھلکا گیا۔

تو کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ ہم یہاں مختلط اپنی پینے آئے تھے!

دونوں نے ایک دوسرے کو کینہ تو نظر دوں نے دیکھا اور پھر عورت کی طرف متوجہ ہو۔  
جتنا عورت چاپک کو گردش دے کر دہازی۔ "تم سب نکلو یہاں سے۔"

پاکل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے! ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ سب یک وقت دروازے ہی میں پھنس کر رہ جائیں گے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی کسی سے پیچھے نہیں رہتا چاہتا تھا! بکری وہیں کھڑی رہ گئی۔ عورت نے دو چار چاپک رسید کر کے اسے بھی باہر ہاٹ دیا! جب دہاں بالکل سننا ہو گیا تو اس نے پھر دونوں کو مخاطب کیا۔ "تم دونوں میں سے صرف ایک ہی رکھا جاسکتا ہے۔"

"مادام کی مرضی!" جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جبکش دی۔

"مجھے تم دونوں ہی بہتر معلوم ہوتے ہو! میں خود معلوم نہیں کر سکتی۔"

وہ دونوں اس جملے میں اضافے کے منتظر ہے لیکن! وہ خاموش ہو کر ان دونوں کو اس طرح گھور رہی تھی جیسے کچھ ہی چاہی چاہائے گی۔

"تم خود فیصلہ کرو۔" تھوڑی دیر بعد وہ کسی لکھنی کتیا کی طرح غر آئی۔

جوزف نے تھیہی انداز میں سر کو جبکش دی اور اپنے حریف کی طرف دیکھنے لگا وہ بھی بالکل کسی بھوکے باز ہی کی طرح پر تول رہا تھا!

"کرو گے مقابلہ!" جوزف نے لاپرواہی سے پوچھا!

"آؤ...." حریف اسے خواتی سے دیکھتا ہوا تمہاں ہلا کر بولا۔

"فریضہ نہ ٹوٹنے پائے۔" عورت چاپک نچا کر بولی۔

یک یہک دوسرا آدمی جوزف پر ثوٹ پڑا۔ جوزف جو کبھی پیشہ درمکا باز رہ چکا تھا اس جیسوں کو کب خاطر میں لاتا۔ دو تین ہاتھوں ہی نے اسے پست کر کے رکھ دیا لیکن پھر یہک یہک عورت اس کا دل بڑھانے لگی!

"اڈہ... اڑے... تم اس جبھی سے دب رہے ہو! اپنی نسل کا نام ڈبور ہے ہو! شرم! تم تو خاص عرب معلوم ہوتے ہو! تھہاری رگوں میں خاص خون ہے شابش... ہاں! اوفہ... شرم!

شرم!" جوزف اس کے اس روئیتے پر تھیر رہ گیا! اگر وہ مقابلہ ملازمت کے فیصلے کے لئے تھا تو کسی

"خواتین و حضرات! مجھے بے حد افسوس ہے کہ لیڈی مونیکا کے دو جانوروں کی وجہ سے آپ کے مشاغل میں خلل پڑا۔"

"بکواس بند کرو!" کسی گوشے سے کوئی حلچ پھاڑ کر چیخنا۔ "روز ہی یہی ہوتا ہے تم لوگ لیئرے ہو! بھی کوئی بکری گھس آتی ہے کبھی کوئی پاکل آرٹ۔"

"بیٹھ جائیے جناب!" آپ میں سے بہترے صرف اسی لئے یہاں آتے ہیں کہ لیڈی مونیکا کی نت نئی شرارتوں سے محظوظ ہو سکیں!۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے!" بیک وقت بہت سی آوازیں ہال میں گونجیں! "مونیکا مونیکا ذار نگ۔"

احتجاج کرنے والے والا ایک میز پر کھڑا ہو کر دھاڑنے لگا۔ "تم لیئرے ہو! لیئرے ہو! میں جانتا ہوں تمہیں! چھپی طرح پہچانتا ہوں۔"

"نمبر تین۔" مائیک سے آواز آئی۔ "اسے اٹھا کر سڑک پر پھیک دو۔"

"خبردار۔ اگر کوئی میرے قریب بھی آیا!" احتجاج کرنے والے نے روپور نکال لیا۔ "یہ ہوئی ہے؟" عمران مسکرایا۔

"اوہ" مائیک سے آواز آئی۔ "تم شاید مجھے ہی بلار ہے ہو۔"

"آ تو ہی آ۔" احتجاج کرنے والے نے لٹکا کر کہا۔ "میری یہی خواہش ہے۔"

"ہال میں ستاتا چھا گیا! آر کشر اکی موستقی تو اُسی وقت بند ہو گئی تھی جب مائیک پر جمع کو مخاطب کیا گیا تھا!

"اب تم غالباً یہاں کے ایک خطرناک آدمی سے ملو گے۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"لا حول ولا قوّۃ!" صدر بر اسامنہ بنا کر بڑا یا کیوں نکدہ اُس نے اس "خطرناک آدمی" کو دیکھ لیا تھا، جو ایک دروازے سے نکل کر احتجاج کرنے والے کی میز کی جانب بڑھ رہا تھا۔

یہ ڈھائی یا تین فٹ اونچا ایک بونا تھا! صدر نے بارہ سر کوں میں اس قسم کے بونے دیکھے تھے اور ان کے سخرناک سے محظوظ بھی ہوا تھا۔

"کیوں! کیا تم مذاق سمجھتے ہو!" عمران نے سخیدگی سے کہا۔ "یہ اس قمار خانے کا مالک ہے وہ یہاں کے کروڑ پیسوں میں اس کا شمار ہوتا ہے! بڑے بڑے بد معاشر اس کا نام سن کر کا نوں ہے؟"

دیک بیک ہال میں غیر معمولی قسم کا شور اٹھا! اس میں قہقہے چینیں بے شکی پھیتیاں بھی شار میں!

عمران نے دیدے نچا کر چاروں دیکھا اور پھر انہیں ہال وہ غیر معمولی چیز نظر آئی گئی، جو اس غیر معمولی شور کا باعث تھی!

یہ ایک بوکھائی ہوئی بکری تھی، جو اس غل غپڑے سے اور زیادہ بوکھلا کر چاروں طرف دوڑتی پھر رہی تھی! یہی نہیں بلکہ ایک باریش اور عمر آدمی اس کے پیچھے روتا بھی پھر رہا تھا۔

یہ کیا حادثت ہے!" صدر بڑا یا!

"سو فیصد ای اپنے معیار کی چیز ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ بوڑھا مجھے کوئی بہت برا مفکر اور حقیقت پر معلوم ہوتا ہے! ارے میاں بکریوں کے پیچھے روتے پھر وہ تو ایک بات بھی ہے کیونکہ وہ دودھ دیتی ہیں! بھلا یہ مجبو ایں سال میں کتنے اٹھے دے والی ہوں گی جن کے لئے چا غالب پھر کی دیوار کی حمنا کیا کرتے تھے! شعر سنتا ہے تا۔۔۔ خیر سنو!

"کہاں تک روؤں اُس کے خیے کے پیچے قیامت ہے

مری قسمت میں یار ب کیا نہ تھی دیوار پھر کی !!"

"اشعار کی مٹی پلید کرنا بھی اس آپ ہی کا کام ہے! اوہ گزیرہ کیا۔" صدر نے یک بیک نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔

ایک آدمی نے بوڑھے کی ڈاڑھی پکڑی تھی اور سر پر بڑی تیزی سے ہاتھ جہازے چلا جا رہا تھا! دو دیکھوں نے بکری کے کان پکڑ رکھتے تھے!

"یہ بات البتہ غیر مناسب ہے!" عمران نے آہستہ سے سر ہلا کر مغموم لمحہ میں کہا۔ "کیا تھے ہے!" صدر کے لمحے میں حرمت تھی! اس پت پا جوئے خانے میں اس قسم کی

لغویات کا کیا کام!"

بوڑھے کی مرمت کرنے والا بھی اُس کی ڈاڑھی پر زور آزمائی کر رہا تھا لیکن سر پر چلنے والا ہاتھ زک گیا تھا! پھر وہ اُسے ڈاڑھی ہی سے پکڑے ہوئے ایک دروازے کی جانب کھینچنے لگا!

بھی اس کے پیچے ہی لے جائی جا رہی تھی!

بیر بعد یہ ہنگامہ بھی ختم ہو گیا اور کسی نے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے مائیک پر کہا۔

ہی نہ ہو! لوگ پہلے ہی کی طرح پھر اپنے مشاغل کی طرف متوجہ ہو گئے تھے!  
جب وہ ایسا ہی خطرناک آدمی ہے تو اس نے اُسے چلتی کرنے کی بہت کیسے کی تھی۔ "صدر  
نے پوچھا۔

"کوئی کہا ہوا جواری ہو گا۔" عمران نے جواب دیا۔ "اور اُسے ایسے ہی کسی موقع پر چوتھو ہوئی  
ہو گی! کیا خیال ہے! یہ بکری اور اُس کے عاشق کا محیل کیسا رہا تھا! کیا اچھی خاصی ابتری نہیں پھیل  
گئی تھی! اُسی ہنگامے کے دوران جوئے میں بڑی سے بڑی بے ایمانی کی جا سکتی ہے! کیونکہ لوگ تو  
ان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔"

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ عرصہ سے ان لوگوں کی ٹوہ میں رہے ہوں!" صدر نے  
حیرت سے کہا۔

"حالانکہ ہم نے یہاں چار دن سے زیادہ نہیں گزارے!" عمران مسکرا یا! میں تمہیں یہاں  
اسی لئے لایا ہوں کہ ان لوگوں سے متعارف ہو سکو جن سے اب سابقہ پڑتا ہے۔"

"اوہ.... تو کیا یہ بوغاہی کے آدمی ہیں!"

"بوغا کے مخالف...." عمران نے جیو گم کا پیکٹ پھاڑتے ہوئے کہا۔  
"آپ نے اتنی جلدی یہ بھی معلوم کر لیا۔"

"ہاں.... میں نے بالی پر نظر کھی!"

"تو پھر بالی کے قائل یہی لوگ ہوں گے!"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا! دیے بالی اس بونے سے اسی لئے ملا تھا کہ وہ اُسے بوغا کے آدمیوں سے  
بچائے۔

"کیا بوغا کا گروہ یہاں بھی موجود ہے۔"

"بوغا!" عمران نے طویل سانس لیا۔ یہاں بوغا اُس خبیث روح کو کہتے ہیں جو کسی بھی پستہ  
قد آدمی کے جسم میں طول کر سکتی ہے! ایکس ٹو کے مقامی ایجنٹوں نے کہی بتایا ہے کہ یہاں ہر پستہ  
قد آدمی پر بوغا کا شہبہ کیا جا سکتا ہے۔"

"تو پھر وہ یہیں ہو گا۔"

"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا! آج تک اُس کے گروہ کا ایک آدمی بھی گرفتار نہیں ہو

ہاتھ رکھتے ہیں!"

بونا میز کے قریب پہنچ چکا تھا! صدر نے محسوس کیا کہ احتیاج کرنے والے کا وہ ہاتھ کا پہنچ رہا  
ہے جس میں ریو اور تھا! کسی نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سب کو  
سانپ سو نگھ گیا ہو!

"میں تمہیں بار ڈالوں گا!" دفعٹا احتیاج کرنے والا خوفزدہ سی آواز میں چینا لیکن دوسرے ہی  
لحظے میں میز اٹھ گیا اور اس کا سر کافی زور دار آواز کے ساتھ فرش سے نکرایا۔ ریو اور کی گولی  
چھٹ کا پلاسٹر اکھڑتی ہوئی پھر فرش پر واپس آگئی تھی! پھر اسے دوسرا فائز کرنے کی مہلت نہ مل  
سکی! بونے نے ریو اور چھین لیا تھا اور اُس کے سر پر دو تین ٹھوکریں بھی رسید کر دی تھیں!

صدر نے متھر اس انداز میں پلکیں جھپکائیں اور بونے کی واپسی بھی دیکھ رہا تھا جو اس شان سے  
ہوئی تھی جیسے اُسے قطعی اطمینان ہو کہ اس اشیج پر کوئی اشارہ بھی احتیاج کرنے کی بہت نہیں  
کرے گا! اپنے والا اب بھی فرش پر چٹ پڑا ہوا تھا! بونا ایک دروازے میں داخل ہو کر غائب ہو  
گیا۔ ہاں کی فضا پر بوجمل سا سکوت طاری تھا۔

"کھسک لینا چاہئے اب!" صدر نے متھر اس انداز میں کہا۔

"کیوں؟"

"باہر.... فائز کی آواز یقیناً پہنچی ہو گی! اس لئے پولیس۔"

"چھوڑو!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "اگر کسی ڈیوٹی کا نشیل نے بھی آواز سنی ہو گی تو انہاں  
بن کر آگے بڑھ گیا ہو گا! اس علاقے میں ڈیگو کی بادشاہت ہے۔"

"ڈیگو کون؟"

"یہی بونا!"

دو دوسرے بیہو ش آدمی کو فرش سے اٹھا کر ایک طرف لے جا رہے تھے! لیکن صدر کی نظر صدر  
دروازے پر تھی! اُسے یقین تھا کہ پولیس ضرور متوجہ ہو گی! اُس نے عمران کی طرف مزک  
کہا۔ "ہم یہاں کیوں آئے تھے!"

"جو اکھلے! اور ضرور کھلیں گے۔"

آر کشر اپھر مو سیقی بکھیرنے لگا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی خاص واقعہ سرے سے

سکا اور یے اُس کے گروہ کی بیہان خاصی شہرت ہے۔ "میں تو سمجھ رہا تھا کہ ہم لوگ صرف آرام کر رہے ہیں مگر آپ نے۔" عمران پسچھے شپول اور آہستہ آہستہ چو گم کلک رہا تھا۔

"اچھا تو وہ آدمی کون تھا جس نے ہمیں بیہان بھجا تھا۔" صدر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔ "اُسی جوئے خانے کا ایک ایجنت جواناڑی قسم کے غیر ملکیوں کو پھانس کر بیہان بھیجا ہے اور وہ خالی ہاتھ واپس جاتے ہیں۔"

"کیا آپ کی جیب میں زیادہ رقم موجود ہے۔"

"ہو گی۔" عمران نے لاپرواں سے کہا۔ لیکن ہارنے کے لئے صرف ساڑھے چار شلنگ ہیں! دیسے ساڑھے چار شلنگ میں ہم سب کافی تیار ہو سکتا ہے! بشرطیک، ہم ساڑھے چار شلنگ جیت لینے کے چکر میں پڑ جائیں!"

"مگر یہ رقم آئی کہاں سے؟ ہم تو بالکل قلاش تھے!"

"یاد میری کھوپڑی کھانے کی بجائے اپنی کھوپڑی پر زور دو! جہاں ایکس نو کے ایجنت موجود ہوں وہاں ہم قلاش کیسے رہ سکتے ہیں!"

"آپ نے ان سے رابطہ کیے قائم کیا تھا؟ کیا آپ کو پہلے ہی سے علم تھا کہ وہ بیہان موجود ہیں۔"

"محض علم ہوتا تو تمہیں کیوں نہ ہوتا!" عمران نے جلاہٹ کا مظاہرہ کیا!

"پھر آخر یہ کیسے ہوا۔"

"آن لوگوں نے خود مجھے بھی ڈھونڈ نکالا تھا۔"

"اوہ تو ایکس نو کو اس کا علم تھا کہ ہم لا تو شے سے نکل آئے ہیں۔"

"اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔" عمران نے کہا اور اُس کی طرف متوجہ ہو گیا جس کا پردہ آہستہ آہستہ کھٹک رہا تھا۔ آرکسٹرا نے ڈھن بدل دی تھی اور صرف والکن اور دف پلکے ہلکے سرودوں میں نجکر ہے تھے اپورا پر دھہت گیا! لیکن اُس نے ویران پڑا تھا! دفعہ تہاں "موئیکا سوٹ مونیکا" کے نعروں سے گونجنے لگا! صدر نے موس کیا کہ کھینے والوں نے بھی ہاتھ روک لئے ہیں اور ان کی توجہ بھی اُسی کی جانب مبذول ہو چکی ہے۔

اُسی صدہ برقی قلعوں سے جگہا رہا تھا! ایک بل کے لئے مو سیقی تھی عینہ تھی کہ کسی نے ہٹلیٹ پر کہا۔ آرٹی ہے! یہی موئیکا آرٹی ہے! آج وہ آپ کے لئے ایک بالکل نئی تفریح لائی ہے اس پروگرام کا نام ہے موت کے ملاشی!

یک بیک ایک آدمی باسیں جانب سے اُسی کے وسط میں آپڑا۔ وہ سر سے پیر ٹک خون میں نہیاں ہوا تھا! باس چھپروں کی ٹھنڈی میں اس کے جسم سے جھول رہا تھا! اُس کے بعد ہی ایک سیاہ فام آدمی غرتا ہوا اُس جانب سے اُسی پر آیا۔

پہلا آدمی اُسے دیکھتے ہی انہیں بھیٹا پھر ایک عورت نظر آئی جو چاک چماری تھی۔

"موئیکا... سوٹ آف بآل۔ موئیکا... بیلو!" ہال میں نفرے گونجے۔

عورت جو کچھ بھی کہہ رہی تھی۔ اُسے نہ سنا جا سکا! اُس کے مخاطب صرف وہی دونوں معلوم ہوتے تھے، جواب پھر ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے پوز میں آگئے تھے۔ ایک کی حالت بہت ایتر تھی!

"ارے۔" یک بیک صدر اچھل پڑا۔ اُس کی آنکھیں حرمت سے پھیل گئی تھیں! وہ عمران کی طرف مڑا اور شاید اُس کی حرمت اس بناء پر اور زیادہ بڑھ گئی کہ عمران کی آنکھوں میں حرمت کا شاہد نہ تھا۔

"یہ تو.... یہ تو.... جزو معلوم ہوتا ہے!" صدر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہاؤ!" عمران نے اس طرح کان کے قریب ہاتھ ہلا کیا جیسے پھر اڑائے ہوں۔

"حداکی پناہ! کہیں وہ اس آدمی کو مار ہی نہ ڈالے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔"

"جو کچھ بھی ہو رہا ہے میری لا علی میں ہو رہا ہے! یہ بچارہ تو یہاں ملازمت کی تلاش میں آیا تھا! اور.... واقعی وہ اُسے ختم ہی کر دے گا!"

جوزف اپنے حریف کو بڑی طرح پیٹ رہا تھا لیکن وہ بھی شاندیکست تسلیم کر لینے پر تیار نہیں تھا! عورت برابر چاک گھما گھما کر کچھ کہہ جا رہی تھی۔

تقریباً دس منٹ تک یہ لڑائی جاری رہی اور ہال پر قبرستان کا ساسناٹا مسلط رہا! پھر ایک سے آواز آئی۔ "کیا کوئی الگ کر سکتا ہے! اگر یہ ملکی ہے تو ایسے آدمی کو میں پوٹ نقد انعام دیا جائے گا! لیکن شرط یہ ہے کہ صرف ایک ہی آدمی!"

"اگر کوئی میرے قریب آیا تو نہیں جیسے کہ چینک دوں گا!" جوزف دھڑا۔  
"کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں۔" صدر نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔ "پتہ نہیں وہ بیچارہ کون ہے  
اور کیوں پتہ رہا ہے۔"

"تو پھر میں بے چارہ کیا کر سکتا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔ ایک گرانڈیل قسم کا آدمی اپنی  
جگہ سے اٹھ کر اشیع کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"واپس جاؤ!" جوزف دھڑا لیکن وہ آدمی آگے ہی بڑھتا رہا! اور پھر اشیع پر پیچتے ہی چھپت کر  
دونوں کے درمیان آگیا! جوزف کا حریف اسکے پیچے کھڑا جھوٹا تارہ! لیکن جوزف نے کسی خونخوار  
چیز کی طرح درمیانی آدمی پر چلا گئی! دوسرے ہی لمحے میں وہ اشیع کے پیچے تھا! اس کے بعد  
وہ پھر اپنے حریف پر چھپت پڑا۔

پتہ نہیں اشیع کے پیچے گرنے والا کچھ بیویش ہو گیا تھا یا اسی میں عافیت نظر آئی تھی کہ  
چپ چاپ آنکھیں بند کئے پڑا ہے۔ اشیع کی صورت میں اُس کی آن اُسے پھر اشیع کا رخ کرنے  
پر مجبور کرتی! لیکن بعض حالات میں جان کو آن پر ترجیح دینا ہی پوتی ہے۔

"اب مجھے ہی اٹھنا پڑے گا پتہ نہیں یہ کیا چکر ہے۔" عمران بڑ بڑایا چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر  
یک بیک اٹھ کر انگریزی میں چیخا۔ ضرور اس کے جسم میں کوئی خبیث روح طول کر گئی ہے۔ "میں  
اسے اپنے کالے جادو سے زیر کروں گا۔"

جوزف نے اُس کی آواز سن کر آنکھیں پھاڑیں اور عمران آہستہ آہستہ اشیع کی طرف بڑھنے  
لگا! جوزف نے ہاتھ روک لئے تھے اور احمقوں کی طرح کھڑا ٹکلیں جھپکا رہا تھا! اس کا حریف بھی  
کھڑا آگے پیچے جھوٹا تارہ! ایسا معلوم ہو رہا تھا یہی اب وہ گز نے ہی والا ہو لیکن شاید وقت ارادوی  
ہی اُسے سہارا دے رہی تھی!

موئیکا نے بھی عمران کو دیکھ کر پلکیں بچکائیں وہ اشیع کے دامنے گوشے میں تھی اور اس کا  
گھومتا ہوا چاپک تھم گیا تھا۔

عمران اشیع پر پیچنے کر جوزف کی طرف توجہ دینے کی بجائے مجھ کی جانب مڑا اور ہاتھ اٹھا کر  
پیکھا۔ دیکھا آپ نے کالے جادو کا کمال صرف نام ہی سن کر اس کا دم نکل گیا! اسے مجبور کیجھے کہ  
پیچھے پر بھی ہاتھ اٹھائے۔"

جوزف دم بخود کھڑا رہا۔  
"کالے آدمی مارا سے۔" موئیکا فرش پر چاپک مارتی ہوئی بولی۔ لیکن جوزف نے اپنی جگہ سے  
جنہیں بھی نہ کی!

عمران نے جوزف کی طرف توجہ دیئے بغیر مجھ کو مخاطب کیا! "اب دیکھئے کہ وہ کس طرح  
میری انگلیوں پر ناچتا ہے۔" وہ جوزف کی طرف مڑا اور مدعاً بیویوں کے سے انداز میں ہاتھ ہلاہلا کر  
آردو میں اس طرح بڑھانے لگا جیسے کچھ جادو ہی پڑھ رہا ہو! وہ کہہ رہا تھا۔ "ابے جوزف کے بچے  
ہر گز نے ظاہر ہونے دینا کہ تم مجھے جانتے ہو! آنکھیں اندر کر کے جھو موادر پھر ترے سے گر کر بیویش  
ہو جاؤ اور نہ کھال اتار دوں گا!"

"او جبھی..... تباکار مارتا کیوں نہیں اسے۔ موئیکا حھلا کر چھنی! اگر جبھی تباکار اتنی آردو تو  
سمجھتا ہی تھا کہ فوری طور پر عمران کے حکم کی تعییل کر سکتا! اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اس  
طرح جھومنے لگا جیسے جادو کے زیر اڑا گیا ہو!۔

ادھر وہ گرا اور ادھر موئیکا کے چہرے سے ہوا ایساں اڑنے لگیں! عمران تیزی سے جوزف کے  
حریف کی طرف مڑا۔

"بھاگو... بھاگ جاؤ.... ورنہ جیسے ہی اُسے ہوش آئے گا تم مر جاؤ گے!"  
وہ لا کھڑا تاہو بائیں جانب والے دروازے میں داخل ہو گیا۔ موئیکا نچلا ہونٹ دانتوں میں  
دباۓ کھڑی تھی!

عمران باکیں آنکھ دبا کر مسکرا یا! بہر حال اس کی یہ حرکت موئیکا کو غصہ دلانے کے لئے کافی  
تھی!

"میں تمہیں تمہارے جادو سیست خاک میں ملا دوں گی! " وہ دانت پیس کر بولی! اتنے میں  
جوزف بھی اٹھ کر بھاگ نکلا۔

"پہلے بیس پونڈ لواؤ! ورنہ میرا کالا جادو تمہیں انڈوں پر بیٹھی ہوئی مرغی بھی بنا سکتا ہے۔"  
"بد تیز۔" وہ غصے سے پاگل ہوئی جا رہی تھی۔

ہو سکتا تھا کہ اس قسم کا لہجہ اس کے لئے نئی چیز ہو! عمران تو دیے بھی انتہائی حلیم اور نہ دباد  
لوگوں کو بھی غصہ دلا دینے کا ماہر سمجھا جاتا تھا! اس نے مجھ کی طرف مڑ کر ہاتھ ہلائے اور بولا۔

"میں پوٹل۔"

"میں پوٹدا کر دیے جائیں! تایک پر بولے والے نے کہا۔

اب وہ آدمی بھی اٹھ رہا تھا، جو جبشی کے پہلے ہی گھونے پر اسٹچ سے لڑک کر بے ہوش ہو گیا تھا! اس نے اپنی آنکھیں ملیں اور بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس طرح اسٹچ پر چلاںگ لگائی جیسے اس بار جبشی کو مار ہی ڈالے گا جس نے بھرے جھن میں اس کی توہین کی تھی۔

"کہاں گیا وہ...." گرانٹیل آدمی دونوں ہاتھ پھیلا کر دہاز۔

"غالص مکھن کی تلاش میں۔" عمران نے نہ مسرت لجھ میں جواب دیا۔

"اس نے تمہارے شکار کو بھگا دیا!" مونیکا غرائی۔ "تم کیسے مرد ہو تمہارا شکار کوئی دوسرا چھین لے جائے۔"

"کیوں؟" گرانٹیل آدمی نے عمران کو یہ نیچے سے اوپر تک دیکھا۔

"یہ جادو! گرانٹیل کوئی فراؤ ہے۔ اس سے ڈرو مت!" مونیکا زہر لیلے لجھ میں بولی۔ "کا لے لوگ جادو کے نام سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ دہشت زدہ ہو کر بجا گا ہے۔ جادو سے نہیں!"

"کیوں؟" گرانٹیل آدمی عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غرائی اور ایک بار پھر اس نے بڑی خاترات سے اسے نیچے سے اوپر تک دیکھا! عمران بظاہر اس کے تن و توں کے آگے کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا۔

"اتی دیر۔" مونیکا نے پھر اسے غیرت دلائی۔ "بزول کہیں کے۔ اپنے اس پہلا جیسے جسم کو کسی گندے نالے میں غرق کر دو۔"

عمران کے ہوتوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی! اس نے ایک بار پھر مونیکا کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی! لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے یہ وقت دھملوں سے پچنا پڑا۔ ایک طرف سے گرانٹیل آدمی نے اس کے منہ پر نکالا رہا تھا اور دوسری طرف مونیکا نے چاپک گھمایا تھا! لیکن چاپک گرانٹیل آدمی کے دابنے گال پر پڑا... اور مکا بھلا عمران کے منہ پر کیا پڑتا۔ وہ تو اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا کہہ رہا تھا۔ "کالا.... جادو.... دیکھا تم نے... ہاا۔"

گرانٹیل آدمی دونوں ہاتھوں سے گال دبائے ہوئے مونیکا کی طرف مڑا... چاپک پوری قوت سے پڑا تھا! کمال پھٹ گئی تھی! انہوں کے موٹے موٹے قطرات فرش پر پک رہے تھے!

مونیکا جھلا کر عمران پر جھپٹ! لیکن ٹھیک آئی وقت بونا دنوں کے درمیان آگیا۔

"نہیں ڈار لگ۔" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "غصہ تھوک دو! تم خواہ مخواہ اس سے الجھ پڑی ہو۔"

"تم ہٹ جاؤ۔" مونیکا اُبھی طرح ہانپر رہی تھی! اور عمران مجھ کی طرف من کے ہنس رہا تھا!

"اُرے تو تم نے میرا گاہ کیوں پھاڑ کر کھ دیا۔" گرانٹیل آدمی دہاز۔

"تم.... تم تو فور اُدھ فوج ہو جاؤ یہاں سے بزول کہیں کے۔" مونیکا اُس پر اُلٹ پڑی۔

"جائیے۔ جتاب آپ خواہ مخواہ نیچ میں آگوئے۔ تشریف لے جائیے!" بونا زہر لیلے لجھ میں بولا۔

عمران نے محسوس کیا کہ گرانٹیل آدمی مزید کچھ کہتے ہوئے پھچا رہا تھا! پھر اس نے اسے اسٹچ سے اٹر کر میزوں کی جانب جاتے دیکھا! وہ اب بھی اپنے دابنے گال پر رومال رکھے ہوا تھا!

"میرے بیٹیں پوٹ۔" عمران نے ہاک لگائی۔

"اُبھی مل جائیں گے! کیا تم کوئی غیر ملکی ہو۔" بونا عمران کو گھور رہا تھا۔

"میں یو گو سلاویہ کا باشندہ ہوں۔"

"اچھا۔ اچھا۔" بونے نے اس طرح سر ہلا کیا جیسے یو گو سلاویہ کا باشندہ ہوتا کوئی بہت اچھی بات ہو! پھر بولا۔ "میرے آفس میں چلو تمہارے بیٹیں پوٹدا کر دوں! تم واقعی باکمال آدمی ہو۔ آؤ! تم بھی آڈا ڈار لگ۔"

وہ ہندک کر اسٹچ کے نیچے پھیج گیا اور عمران اس طرح جھک کر فرش پر دیکھنے لگا جیسے اسے تلاش کر رہا ہو۔ اس حرکت پر مجھ سے قیچے بلند ہوئے!

"بیہودے۔ بد تیز۔" مونیکا نے پھر چاپک کاوار کیا! لیکن چاپک زمین پر پڑا کیونکہ عمران تو اب اسٹچ کے نیچے قاہ!

پھر وہ بونے کے ساتھ آگے بڑھ گیا! مونیکا غصے میں اپنا نچلا ہونٹ چباری تھی!

"ہے۔ لیدی مونیکا.... مونیکا.... آ..... آ.....!" مجھ پھر شور چانے لگا! لیکن وہ تیزی سے اسٹچ کے دائیں جانب والے دروازے میں مڑ گئی!

## O

قصر جمیل کا شمارہ شہر کی بڑی اور عظیم الشان عمارتوں میں ہوتا تھا! اور اس کی شہرت اس ضرب المثل کی وجہ سے بڑی تھی کہ یہ پہلا ایک چیزوں نے اٹھایا ہے۔ ”یہ تجھے بنیادی طور پر ضرب المثل رہا ہو یا نہ رہا لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوتا تھا کہ یہ ضرب المثل کے مجموعے میں ایک جدید ترین اضافہ تھا۔!

بہر سے آنے والے سیاح اس عمارت کے گرد منڈلاتے رہتے تھے کہ کسی طرح اسے اندر سے دیکھ سکیں! وہ دراصل اُس ”چیزوں“ کو بھی دیکھنا چاہتے تھے جس نے یہ پہلا کھڑا کیا تھا! وہ چیزوں تھی سازھے تمن فٹ کا بونا جس نے قصر جمیل کے ایک حصے میں قمار خانہ کھول رکھا تھا اس قمار خانے کی وجہ سے سیاحوں کی یہ خواہش پوری ہو جاتی تھی کہ وہ اس عمارت کو نہ صرف اندر سے دیکھ سکیں بلکہ عمارت کے مالک یا دیوانیا کے آٹھویں عجوبہ سے بھی ملاقات کر سکیں! لیکن قمار خانے میں پہنچ کر جتنس کی پیاس اور بڑھ جاتی تھی! وہ سوچتے تھے کہ کسی بونے کا اتنی شاندار عمارت بنا بیٹھنا اتنی حیرت انگیز نہیں ہو سکتی جتنی کہ کسی خوبصورت اور یحیم شحم عورت کا اُس پر عاشت ہو جانا۔ وہ قمار خانے میں لیڈی مونیکا کے ذکرے سمعتے! کبھی کبھی وہ انہیں نظر بھی آجائی اُن کے منہ حیرت سے کھلتے اور بند ہو جاتے۔ یہ اُسی بونے کی محبوہ تھی! پھر وہ لیڈی مونیکا ہی کے درشن کے لئے روزانہ چکر کائیتے! قمار خانے میں داخل ہوتے تو ازاں قسم کے لوگ بھی تفریحیاں سہی کھلیتے ضرور تھے! لیکن کیا لیڈی مونیکا تک رسائی ممکن تھی؟ کیا وہ بونے کی محبوہ کسی کو خاطر میں لاتی تھی؟“

”وہ کتنی خطرناک عورت تھی، یہ وہی لوگ جانتے تھے جن کا اُس سے دن رات کا سابقہ رہتا تھا! عمارت میں ملازمین کی فوج موجود تھی! لیکن اُن میں سے کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ مونیکا تھوڑی دیر بعد کس قسم کے موڑ میں ہو گی! اُسے غصے میں بھری ہوئی دیکھ کر وہ کنوں کھدروں میں چھپتے تھے!

اس وقت بھی بیکی ہوا تھا... جیسے ہی انہوں نے اُس کے ہنر کی پہنچ کار سُنی! ادھر اُدھر

بھاگنے لگے! ہو سکتا ہے کہ خواب گاہ میں یہ ہنر اس کے دامنے ہاتھ سے جدا ہو جاتا ہو لیکن خواب گاہ سے باہر کبھی کسی نے اُسے خالی ہاتھ نہیں دیکھا تھا! کھانا بھی وہ خواب گاہ میں کھاتی تھی! اور اُس وقت کوئی خادم اُس کے قریب موجود نہیں ہوتا تھا! بہترے تو اڑا مذاق کہا کرتے تھے کہ وہ کھانا بھی ہنر سے کھاتی ہو گی!

وہ آئندہ می اور طوفان کی طرح ہال میں داخل ہوئی جوزف بیکس موجود تھا بھلا وہ دوسروں کی طرح کیوں بھاگتا! اُول تو اُسے اس عورت کا تجربہ نہیں تھا! دوسرا یہ تو بڑی بزدی ہوتی کہ وہ صرف ہنر کی پہنچ کار میں کر بھاگ لکتا! البتہ وہ کسی نئے حادثے کا منتظر ضرور تھا! کچھ دیر پہلے وہ اسی ہال سے ان دونوں کو واٹچ کی طرف ہاپک لے گئی تھی! جوزف کو اس کا وہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ تماشا بننے والا ہے! وہ تو یہی سمجھا تھا کہ عورت زندہ دل ہے اور لڑائی بھڑائی سے دلچسپی رکھتی ہے اس لئے یہ شرط لگادی ہے کہ وہ لوگ لڑتے وقت اُس کے ہنر کا بھی خیال رکھیں! یعنی لڑائی بھی اور ہنر کی مار سے بھی بچتے رہیں! اُس پھر وہ لڑتے اور ہنر سے بچتے ہوئے ایک جانب چل لکھتے تھے! اُس وقت یہ نہیں سوچا جا سکتا تھا کہ وہ انہیں کسی خاص سمت میں ہاپک رہی ہے! وہ واٹچ کے دروازے سے گزر کر روشنی میں آنے کے بعد ہی جوزف کو احساس ہوا تھا کہ ہنر بازی کا مقصد کیا تھا؟

بہر حال وہ دوبارہ ہنر کی پہنچ کار میں سن کر کسی نئے حادثے کے لئے تیار ہو گیا۔ مونیکا پہلے تو تیزی سے اس کی طرف بڑھی پھر ڑک گئی! ادونوں کے درمیان صرف پاٹچ یا چھ فٹ کا فاصلہ تھا! یعنی وہ اتنی دور سے اپنا ہنر بخوبی استعمال کر سکتی تھی!

”بھجوڑنے۔“ اُس نے دانت پیس کر کہا۔

”میری بات سنو مادام!“ جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”میں آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں لیکن بھوتوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے!“

”کالا جادو گر۔“ جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”کبھی اُس کی شکل میرے باپ کی سی ہو جاتی تھی بھی دادا کی سی۔ یہ دونوں بڑے ظالم تھے! میں کیسے ہوش میں رہ سکتا قاما دام! وہ دیکھو اُس آدمی کو دیکھو! کیا اس میں اتنی ہمت ہے کہ اٹھ کر اپنے گھر تک پہنچ سکے!“

جوزف نے اپنے حریف کی طرف اشارہ کیا تھا، جو ایک جانب فرش پر چت پر آگہری گھری

سائیں لے رہا تھا۔

"بکواس بہت کرو! میں تم جیسے بزدل کو ملازمت نہیں دے سکتی۔" اس نے فرش پر ہنر مارٹے ہوئے کہا۔

"تو میری یہ محنت یونہی بر باد ہوئی۔ "جوزف غرتا۔

"چلے جاؤ ورنہ ہڈیوں تک کا پتہ نہ لگے گا۔"

"اوہ.... "جوزف نے مٹھیاں بھینج لیں چند لمحے اسے خونخوار نظروں سے گھورتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "بچھے اس پر مجبور نہ کرو۔ ہوش میں آؤ! اگر ان لوگوں کے سامنے جو تم سے ڈر کر جھاگتے ہیں۔ تمہاری توہین ہوئی تو کتنی بُری بات ہو گی۔"

یک بیک مویکا کی سوچ میں پڑ گئی وہ جوزف کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"میرا ہاتھ حور توں پر بھی اٹھ سکتا ہے، خواہ وہ کتنی بُری حسین کیوں نہ ہوں۔ "جوزف غرتا۔

"اس کے باوجود بھی ایک یو قوف سا آدمی تمہیں اس طرح خوفزدہ کر گیا!" مویکا مسکرا۔

"بھوت تھا۔"

"کسی سر کس کا مسخر؟"

"میں نہیں مان سکتا۔"

"اگر تم اسے قتل کر دو تو میں تمہیں ایک ہزار پونڈوں گی اور مستقل ملازمت۔"

"فی الحال تم مجھے اتنی رقم دلوادو جس سے چھ بو تلیں خریدی جائیں! نہ میں کسی کو قتل کروں گا اور نہ تمہاری ملازمت۔"

"تب پھر تم جاؤ دفعہ ہو جاؤ! میں تمہیں ایک چینی بھی نہیں دے سکتی!"

"اچھی بات ہے تو پھر میں تمہارے ہوٹل میں گھس کر توڑ پھوڑ چاؤں گا۔"

"تم یہاں سے زندہ چک کر نہیں جا سکتے!" مویکا نے سرد لبجھ میں کہا۔

"بلاؤ اپنے آدمیوں کو... یا تو میں چھ بو گکوں کا دام وصول کروں گایا چیخ مجھ نہیں مر جاؤں گا!"

جوزف جھلانے ہوئے لبجھ میں بولا! بھریک بیک اسے عمران کا خیال آگیا! یقیناً اس نے اسے ہمیں کسی خاص ہی مقصد کے تحت بھیجا تھا ورنہ پھر دہاں ہوٹل میں اس کی موجودگی کی کیا وجہ تھی!

یک بیک اسے ایک بونا نظر آیا، جو راہداری سے ہال میں داخل ہو رہا تھا۔

"اوہ.... یہ جانور ابھی میہن ہے! اُس نے جوزف کی جانب ہاتھ انداز کر کہا۔ جوزف نے

حیرت سے پلکیں جھپکائیں! اشاید اتنا تھامہ آدمی آج تک اس کی نظروں سے نہیں گذر اتا۔

"کیا تم نے اسے بیس پونڈا کر دیے؟" مویکا نے تغیر آمیز لبجھ میں بونے سے پوچھا۔

"اوہ.... ڈار لٹک مائی سویٹ!" بونے نے تھیج رانہ انداز میں کہا! "وغیرہ فل.... وہ بہت

حیرت انگیز آدمی ہے! میں نے اسے بیس پونڈا دیئے تھے اس نے انہیں چالیس بنا کر مجھے واپس کر دیا!

"کیا مطلب ہے؟"

"میں نے اسے دس دس پونڈ کے دونوں دیئے تھے! اس نے انہیں بڑی لاپرواں سے میز پر

ڈال دیا اور اپنے ہاتھوں کو گردش دی! یقین کرو کہ دو کے چار نوٹ ہو گئے!"

"ڈگو! تم اتنے ڈفر کیوں ہو گئے ہو؟" مویکا نے زہریلے لبجھ میں کہا۔

"کیوں؟"

"وہ کوئی فراؤ تھا۔"

"جو بھی رہا ہو مجھے بہت پسند آیا ہے! میں نے اسے اب آفر دیا ہے لیکن وہ سوچ کر جواب

ڈے گا! یوگوسلاویہ کا باشندہ ہے تمن چار ماہ یہاں قیام کرے گا! چلو میں اسے تعلیم کرتا ہوں کہ وہ

اس کے ہاتھ کی صفائی تھی! تو پھر کیا وہ ہاتھ کی صفائی ہمارے کام نہیں آسکتی!"

"ماتقی ہوں! مگر اس نے ہاتھ کی صفائی دکھائی دی کیوں؟ میرا خیال ہے کہ یہ کسی کی کوئی

سوچی بھی اسکیم ہے۔"

"اتی عقل میں بھی رکھتا ہوں!" بونا مسکرا۔" لیکن اسے تو ہمارے ہی ایک ایجنس نے

چھانس کر اندر بھیجا تھا!"

"کیا وہ صورت سے احمد نہیں معلوم ہوتا۔"

"یہی خصوصیت تو مجھے بہت زیادہ پسند آتی ہے اور ایسی صفائی سے کام کرے گا کہ کسی کو شہر

نک نہیں ہو سکے گا۔"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں.... ڈگو ڈیر!"

بھی پڑیں! بوجھا ہٹ کی وجہ سے اسے دوبارہ اتنے کاموں نہ مل سکا! ایسا یہی محسوس ہوا رہا تھا جیسے سر پر لو ہے کے وزنی ہتھوڑے مارے جا رہے ہوں۔

"ڈیگو! ڈیگو!" موینکا نے بلند آواز میں کہا۔ "جان سے مت مارنا۔ اب جانے دو تاکہ اپنے

بھی بھی چھ بو تھیں یاد آسکیں! ہا! ہا! ہا!

ڈیگو جوزف کو چھوڑ کر ہٹ گیا! جوزف بیہوش تو نہیں ہوا تھا لیکن اسے ایسا محسوس ہوا رہا تھا جیسے گردن پر سر کی بجائے ایک بہت وزنی پتھر کھا ہوا ہو!

وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر دوز انو بیٹھ گیا! موینکا اور ڈیگو قبھے لگا رہے تھے! بے تھاش

نہ رہے تھے! جوزف کو آنکھیں کھولنے میں بھی دشواری پیش آری تھی! اس نے اپنی ہپ پیاکٹ

ٹھوٹ کر ایک چھپی سی شیشی نکالی جس میں شاید کسی بہت ہی تیز قسم کی شراب کی تھوڑی کی مقدار

چڑھ رہی تھی! اس نے آنکھیں بند کئے ہوئے کاک نکالی اور غالباً تلچھٹ تک حلق میں اندھیل گیا!

ڈیگو موینکا سے کہہ رہا تھا۔ "مگر حرم آرہا ہے اس بیچارے پر اسے شراب ضرور دو! بھلا اتنی

ذراسی اس کے کس کام آسکے گی!"

"تمہیں اس پر حرم آرہا ہے۔" موینکا نے حرمت سے پلکیں چھپا کیں۔ "لفظ حرم میں نے پہلی

بار تمہاری زبان سے سنائے! طبیعت تو ٹھیک ہے۔"

"اوہ.... کیا یہ نئی سی شیشی تمہیں متاثر نہیں کر سکی! میں اسے قتل کر کے قبھے لگا سکتا

ہوں مگر یہ بے بھی مجھ سے نہیں دیکھی جاتی! اتنی ذراسی شراب! حالانکہ اس وقت اسے کم از کم

آدمی بوتنی کی ضرورت ہے!"

"میں ایک قطرہ بھی نہ دینے دوں گی!"

"میری خاطر ڈارلنگ۔" بونا گھکھیا۔

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔" موینکا آنکھیں نکال کر بولی۔

جوزف اب اپنے پیروں میں اتنی توہانی محسوس کر رہا تھا کہ کھڑا ہو سکے! ان کی گفتگو بھی سن

رہا تھا! اغصے میں بیچ و تاب بھی کھارہ تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ وہ متواتر ایک گھنٹے تک لڑتے رہنے

کی وجہ سے نبڑی طرح تھک گیا تھا اس لئے اسے بھی مناسب معلوم ہوا کہ اس جھگڑے کو آگے نہ

بڑھائے! بونے کے متعلق وہ دھوکے میں رہا تھا ورنہ اس طرح پٹ جانے کی نوبت نہ آئے پاتی۔

"بالکل ہوش میں ہوں! تم مجھے اتنا گذھا کیوں سمجھتی ہو!"

"یو تو ف نظر آنے والے بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔"

"میرا ہا تھہ ہر وقت اس کی گردان ہی پر رہے گا! تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"کہیں وہ بوغانی کا کوئی آدمی نہ ہو! بھی پچھلے ہی دنوں اس کے گردہ سے کئے ہوئے ایک آدمی نے ہم سے مدماگی تھی! پھر وہ مریسا بھی قتل کر دیا گیا تھا!"

بوغا کے نام پر جوزف نے کان کھڑے کئے لیکن چپ چاپ ہی کھڑا رہا۔

بونا موینکا کی بات کا جواب دیئے بغیر جوزف کی طرف مڑ کر بولا۔ "یہ بیہاں کیوں کھڑا ہے۔"

"اس کی موت آئی ہے۔" موینکا دانت پیس کر بولی

"تو بلا و ناپنے کو میوں کو۔" جوزف نے ہاتھ بلا کر کہا۔

"ہائیں ایسے کیا کہ رہا ہے۔" بونا جیرت سے بولا۔

"یہ چھ بو تکوں کے دام وصول کرے گا ہم سے! میں نے ایک بادی گارڈ کے لئے اشتہار دیا

تھا! دو آگئے! میں نے سوچا کہ یہ خود ہی فیصلہ کر لیں لیکن دونوں ہی ناکارہ ثابت ہوئے! ایک اس

نبڑی طرح پٹ گیا اور دوسرا اس احتمل سے ڈر کر بھاگ نکلا! اب یہ کہتا ہے کہ ملازمت نہیں دینی

تو چھ بو تکوں کے دام دلواؤ۔"

"اپرے جاؤ بھاگو۔" بونا ہاتھ بلا کر بولا۔ "ایا تم آتریں ڈیگو کو نہیں جانئے؟"

"تمہیں تو میں اتنا جانتا ہوں کہ تم میرا ایک ہی جیب میں سا جاؤ گے۔" جوزف نے

حقارت سے نہ کہا۔

"ہٹو۔ ڈارلنگ پیچھے ہٹ جاؤ میں اسے سمجھاؤں۔" بونا موینکا کو ایک طرف ہٹاتا ہوا بولا۔

جوزف احتمانہ انداز میں ہٹتا رہا۔ اسے بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے سر ٹھیک کا کوئی مسخرہ بونا

اچھل کو دھا کر اس کا دل بھلانے کی تیاری کر رہا ہو۔

وہ بھی از راہ نہ ات اس کا کان پکڑنے کے لئے جھکا لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی پیٹی پر

اس زور کا گھونسہ پڑا کہ آنکھوں میں تارے ناج گئے! ایسے ہاتھ اس نے اپنی یادداشت میں کم ہی

کھائے ہوں گے! تو ازان برقرار نہ رکا! وہ دوسرا جانب لڑکہ چکا تھا! پھر سر پر دو تین ٹھوکریں

اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر آسانی سے گلو گلاصی ہو سکے تو اسے خود کو قابو ہی میں رکھنا چاہئے وہ فرش سے اٹھ گیا۔

"جاو۔" مویکا دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ لیکن پولیس اشیش جانے کی حماقت نہ کر بیٹھنا! اگر مجھے پولیس کی ذرہ برابر بھی پروادہ ہوتی تو تم یہیں دفن کر دیئے جاتے! یہی مویکا اور آزمیں بے بی فیضم ڈگو کے خلاف یہاں کی پولیس ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی! اونچ ہو جاؤ۔" جوزف دل ہی دل میں اب تاہو دروازے کی طرف مڑ گیا۔

## O

دوسری طرف صبح صدر اپنے کمرے میں بیٹھا بور ہو رہا تھا! بوریت کی وجہ یہ تھی کہ وہ پچھلی رات سے الجھن میں تھا! عمران نے قمارخانے سے نکل کر ایک زوردار "ٹیکا" کی تھی اور یہیں میں بیٹھ کر کہیں چلا گیا تھا! اور صدر کھڑا سوچتا ہی رہ گیا تھا کہ وہ یہاں کیوں لا یا گیا تھا؟

پھر جوزف کا معاملہ تو سرے ہی سے سمجھ میں نہ آسکا! وہ آخر عمارت کے کسی نامعلوم حصے سے کیسے برآمد ہوا تھا! اور اُس ہنگے کا کیا مطلب تھا! فائنگ تو اسی قسم کی ہو رہی تھی یہی دونوں ایک دسرے کی زندگی کے خواہاں ہوں! دوسرا آدمی تو ہلہلان ہو رہا تھا!

اسے عمران کا رویہ نیا آیا! جس سے یقینی طور پر یہی ظاہر ہوا تھا جیسے جوزف کا اٹچ پر نمودار ہوتا اُس کے لئے غیر متوقع رہا ہو۔

وہ کچھ دیر تک انہیں الجھنوں میں پڑا رہا پھر اس انداز میں شانوں کو جنبش دی جیسے انہیں ذہن کے تاریک گوشوں میں جھنک دینا چاہتا ہو!

آنٹھنے پکھتے تھے لیکن اُس نے ابھی تک ناشہ نہیں طلب کیا تھا! کیوں نہ ڈائینگ ہال میں ناشہ کرے! اُس نے سوچا۔ پھر انٹھی ہی رہا تھا کہ فون کی تھنٹی بھی! اُس نے ریسیور اٹھایا! دوسرا طرف سے کسی عورت کی آواز آئی! اب سو بھی چکو تھی دیر سے انتظار کر رہی ہوں! میں نے ابھی تک ناشہ بھی نہیں کیا... اُوہاں۔ سنو پچا کا سراغ مل گیا ہے اُن سے مل بھی چکی ہے۔ بہت خوش ہوئے۔"

"اوہ...." صدر سائنس کھجع کر رہ گیا یہ تو وہی لڑکی معلوم ہوتی تھی جس نے پچھلی رات

حاج پڑھا کے مجھے کی ایک نمائندہ سے اُس کا بیچھا چھڑایا تھا!

"میں آرہا ہوں!" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور ریسیور رکھ کر تیزی سے لباس پدھلی کرنے لگا۔

ہاں میں وہ اُس کی منتظر تھی! صدر نے اُسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔  
"رات کیسی گذری۔" اُس نے پوچھا۔

"بہت اچھی۔" صدر مسکرا یا۔ "م۔ مگر کیا آپ بھی یہیں مقیم ہیں۔"

"جی ہاں! آپ کے برابر ہی والے کمرے میں۔" لڑکی بولی! ظاہر ہے پچھلی رات والے واقعہ کے بعد میرا یہیں قیام کرتا بہت ضروری تھا! یہیں اکثر ملے رہنا چاہئے! میں بہت شدت سے بور ہو رہا ہوں۔"

"کیا آپ پہلی بار یہاں آئے ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"کیا آپ کو اپنی ٹیم کے سربراہ پر اعتماد ہے۔"

"اوہ.... یقیناً... یقیناً...!" صدر اُسے ٹھوٹ لئے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"مجھے حیرت ہے۔"

"کیوں؟"

"اُس نے مجھے دروسر میں بتا کر دیا ہے!"

صدر نہیں پڑا۔ پھر سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "وہ ایسا ہی آدمی ہے کہ ایکس نو بھی اکثر دروسر میں جلا ہو جاتا ہے لیکن اُس پر اعتماد کرنے پر مجبور ہے۔"

"میں نہیں بھج سکتی!"

"اے شام کا یہیں تو کے علاوہ آج تک اور کوئی بھج ہی نہیں سکا۔"

"میں تو اسے صحیح الدلائی تعلیم کرنے پر تیار نہیں ہوں۔"

"کیوں کیا ہوا؟" صدر کو بھی آگئی۔

"میں اُس سے پوچھتی کچھ ہوں جواب کچھ ملتا ہے! مثال کے طور پر کل میں نے معلوم کرنا چاہا تھا کہ آپ لوگ کن ذرائع سے یہاں تک پہنچ تھے! لیکن اُس نے مجھے یہ سمجھانا شروع کر دیا کہ

"بہت! ایسی جامت رکنے والی عورتی عموماً محدثی ہوتی ہیں لیکن وہ حیرت انگریز طور پر حسین ہے! انواعیت کی بھی کمی نہیں حالانکہ بہترے مرد اُس سے بُری طرح خائف ہیں۔"

"لیکن وہ اُس بونے کو کیسے برداشت کرتی ہے؟"

"وہ یہاں بونا نہیں بے بی فیضیم کہلاتا ہے۔" "لڑکی مُسکرائی۔"

"پچھے بھی ہوبات مفعکہ خیز ہے! ارے وہ مونیکا کے مقابلے میں اس کا آدھا بھی نہیں معلوم ہوتا!"

"مگر آپ لوگ وہاں کیوں گئے تھے؟"

"میں نہیں جانتا۔" "صدر مکرا کر بولا۔" "مجھے وہی حق لے گیا تھا!"

پھر اُس نے عمران کی ان حرکتوں کا تذکرہ چھیڑ دیا جو اس سے وہاں سرزد ہوتی تھیں! لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ سیاہ قام آدمی ان کا ایک ساتھی ہی تھا۔

"کیا وہ کسی مقصد کے تحت وہاں گیا تھا؟" "لڑکی بڑی بڑی اے۔"

"اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"اُسے روکو! وہاں چھی جگہ نہیں ہے۔"

ٹھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر صدر نے کہا۔ "غالباً آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ ہم لوگ یہاں کیوں آئے ہیں!"

"ہاں! یہ مسئلہ بھی میرے لئے الجھن کا باعث ہتا ہوا ہے۔ آخر ایکس ٹو کا بونا سے کیا سروکار۔"

"کیوں؟"

"ظاہر ہے کہ ہمارا میدان صرف میں الاقوای سیاست ہی تک محدود ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ بونا کا تعلق بھی کسی حد تک اسی میدان سے ہو!"

"نا ممکن! وہ صرف ایک اسمگلر ہے! میرا خیال تو یہ ہے کہ بونا کسی فرد کا نہیں بلکہ کسی ایسی تنظیم کا نام ہے، جو میں الاقوای سٹھ پر سُنگنگ کرتی ہے۔"

"خیر اس مسئلے کے متعلق میری معلومات محدود ہیں! مگر میں نے یہ ضرور سنا ہے کہ یہاں بونا کے متعلق بُری حیرت انگریز پاٹیں مشہور ہیں۔"

ریشم کے کیڑے ریشم کس طرح بناتے ہیں! بالکل احتفانہ انداز میں گفتگو کرتا ہے۔ ارے احمد تو وہ صورت ہی سے معلوم ہوتا ہے۔"

نہ جانے کیوں صدر کا دل چاہا کہ وہ قصر جیل کے جوئے خانے کا تذکرہ چھیڑ دے! پھر لڑکی دیش کو بلا کر ناشتے کے متعلق بدیلیات دینے لگی اور صدر سوچ رہا تھا کہ اُس جوئے خانے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی سیبی صورت ہو سکتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اس کا تذکرہ نکال بیٹھے۔

ناشستے کے دوران میں بھی لڑکی بولتی رہی اور اُسے نہر سویز کے جھگڑوں کے حالات شماری تھی اور صدر نے ایک لکنے پر قمار خانوں کا تذکرہ چھیڑنے کا جواز پیدا کر لیا۔

"بُری بُجیب لفنا ہوتی ہے۔ قمار خانوں کی؟" "اُس نے کہا۔" بعض اوقات تو بُجیب ترین حالات سے ووچار ہوتا پڑتا ہے! مثال کے طور پر کل ہم قصر جیل والے قمار خانے میں گئے تھے!

"بُری گھیارہ کرت سرزد ہوئی تھی آپ سے!" "لڑکی نے کہا۔" "لکتا ہے۔"

"کیا ہارنا ضروری ہے۔"

"وہاں بہت کم لوگ جیت میں رہتے ہیں۔"

"کیوں؟"

"ہمکنہنے افزایہ تغیر ملکی اور سیاح قسم کے لوگ وہاں جا پہنچتے ہیں اور پھر جہاں ایک بار مونیکا بھی نظر آگئی تو بس وہ ہفتلوں چکر کا تاکرتے ہیں! وہاں جاتے ہیں اور بُری بُری رقبیں گنوتے ہیں! لمبی بے ایمانیاں ہوتی ہیں وہاں! کھلاڑی نفیاتی طور پر اس طرح الجھاد یئے جاتے ہیں کہ انہیں بے ایمانی کا شبہ نہیں ہونے پاتا۔"

"اوہ ٹھیک ہے! اکل بھی ایک ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔" صدر نے کہا اور پھر بکری اور بوڑھے کی کہانی ذہراتا ہوا بولا۔ "اس کے بعد ہی ایک آدمی نے چیخنا شروع کر دیا کہ وہاں بے ایمانی ہوتی ہے!

گر ایک گول مژوں سا بیوں اُس پر جھپٹ پڑا۔ خدا کی پناہ! اکتنا طاقتور تھا وہ!"

"کیا آپ جانتے ہیں مونیکا اُس کی محبوہ ہے۔"

"نہیں۔" صدر نے حیرت ظاہر کی۔

"یقین کیجئے! وہ نیا میں اپنی نو عیت کا ایک ہی جوڑا ہے! اور دونوں ہی خطرناک ہیں۔"

"مونیکا تو بہت خوبصورت ہے۔"

"ہاں.... آں! وہ پستہ قد ہے.... وہ انتہائی دراز قد آدمی ہے! وہ بہت دبلا ہے! وہ بہت موٹا ہے! وہ ایک نرمی روح ہے، جو کسی بھی پستہ قد آدمی کے جسم میں طول کر سکتی ہے۔" "لیکن کسی نے آج تک اسے دیکھا نہیں! کیوں؟"

"میری معلومات کے مطابق تو کسی نے بھی نہیں دیکھا!"

صفدر صرف مُسکرا کر رہ گیا! غالباً وہ اسے نہیں بتاتا چاہتا تھا کہ وہ خود ہی بونا کو بہت قریب سے دیکھ چکا ہے! یا عمران نے اسے ایک بار پاگل تک بنا دیا تھا۔ وہ پھر خاموش ہو گئے! دبیر میرز سے خالی برتن انھار ہا تھا! صدر نے لڑکی کی اجازت سے سکریٹ لگائی۔

"کچھ دیر بعد لڑکی بولی! "مگر آپ لوگ اس غرض سے آئے ہیں کہ یہاں آپ بونا پر ہاتھ ڈال سکیں گے تو یہ محض خام خیال کہلاتے گی! کیونکہ وہ دوسرے ممالک میں بھی اتنا ہی مشہور ہے جتنا یہاں ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا مستقل قیام کہاں رہتا ہے۔" "کہیں بھی نہیں۔" صدر بولا۔ "وہ تو بعض اوقات اپنے ماتحتوں کے ہاتھ بتاتا ہوا بھی ملے گا لیکن ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہو سکتا کہ وہ خود ان کے ہی درمیان موجود ہے۔"

"پھر آپ اسے کہاں اور کیسے تلاش کریں گے؟" "خود میرے ذہن میں بھی تھی سوال موجود ہے! لیکن اس کا جواب اس حق آدمی کے علاوہ اور کوئی نہ دے سکے گا!"

"میں نہیں سمجھ سکتی!"

صفدر کچھ نہ بولا! وہ سوچ رہا تھا تم سمجھو یا نہ سمجھو وہ تو بہر حال اپنا آلو سیدھا کرنے کا ماہر ہے! دھناؤسے ہاں میں ایک جانی پیچانی سی صورت نظر آئی! لیکن وہ فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکا کہ اس نے اسے کہاں دیکھا تھا!

"اب اگر آپ اپنے کرے میں جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں۔" لڑکی نے کہا۔ "لیکن دوپھر کا کھانا بھی ہم ساتھ ہی کھائیں گے۔"

"شکریہ! میں تھہائی میں آتا گیا تھا! مگر اواہ.... یہ کیا بد تیزی ہے کہ میں نے ابھی تک آپ کا نام نہیں معلوم کیا۔"

"مار تھا!"

"شکریہ! میرا نام صدر ہے۔"

"میں جانتی ہوں! ایکن ٹونے مجھے آپ لوگوں کے متعلق پوری تفصیل سے آگاہ کیا تھا!"

"غالباً انہیں میسر ہے۔" صدر نے پوچھا۔

"نہیں! میں ان ذرائع کا تذکرہ نہیں کر سکتی! مجھے افسوس ہے۔"

"اوہ.... اچھا! کوئی بات نہیں! امگر شاہزادی ہاں آپ ہی لیڈر ہیں۔"

"جی ہاں.... یہی سمجھ لجئے!"

صفدر اٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ایک بار پھر اس کی نظر اُسی جانے پہچانے سے چھرے پر ڈال سکیں گے تو یہ محض خام خیال کہلاتے گی! کیونکہ وہ دوسرے ممالک میں بھی اتنا ہی مشہور ہے جتنا یہاں ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا مستقل قیام کہاں رہتا ہے۔"

یہ قصرِ جمل والے قمار خانے کا ایک ملازم تھا جسے صدر نے پچھلی رات وہیں میزوں پر سرو کرتے دیکھا تھا! لیکن اس وقت تو وہ اس ہوٹل کا کوئی ذی حیثیت گاہک معلوم ہو رہا تھا۔

ایک شہپر نے صدر کے ذہن میں سر ابھارا۔.... کیا اس کی مگر انی کی جا رہی تھی؟ یہ چیز غیر متوقع بھی نہیں تھی! پچھلی رات عمران نے قمار خانے میں کافی سننی پھیلائی تھی!۔

صفدر تھوڑی دیر تک اس مسئلے پر غور کر تارہ پھر کمرے میں واپس جانے کا ارادہ ترک کر کے اٹھا اور لڑکی سے کچھ کہے بغیر صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا!۔

فٹ پاٹھ پر ایک جگہ رک کر اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر دائیں جانب چل پڑا تھا۔

تحوڑی ہی دور پر ایک کتب فروش کی دوکان نظر آئی۔ وہ وہیں رُک گیا! شوکیوں میں مختلف قسم کی کتب درسائل نظر آرہے تھے! وہ اس طرح ایک شوکیس پر چلک پڑا جسے کسی خاص رسالے یا کتاب کی تلاش ہو! پھر سکھیوں سے باسیں جانب دیکھ کر دوکاندار کی طرف متوجہ ہو گیا!.... قصرِ جمل کا دبیر اس سے تھوڑے فاصلے پر موجود تھا!

اب اس میں شہپر کی مجنماش ہی نہیں رہ گئی تھی کہ اس کی مگر انی ہو رہی ہے! اس نے ایک رسالہ خرید اور ہوٹل کی طرف پلت آیا۔

مار تھا بھی اسی میز پر موجود تھی! اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر مسکرائی!۔

"کیوں....؟ میں تو سمجھی تھی تمہیں شاہزادگر ہا ڈیا ہے! اس نے نہیں کر کھا۔

وہ اٹھا اور اپنے کرے لی طرف روانہ ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کسی بنے ہوئے ہوئے  
دروازے پر دستک ہی۔ صدر اٹھا اور دہنا تھا جب میں ڈالتے ہوئے بائیں سے چینی گردی!  
جب میں پڑے ہوئے ریو اور کے دستے کو اس نے بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی  
گمراہی کرنے والے پر نظر پڑی۔

"میں معافی جاہتا ہوں جناب!" اس نے کہا۔

"فرمایے۔" صدر کا لہجہ بھی زم ہی تھا۔

"تموڑا وقت لوں گا آپ کا!"

"اندر تشریف لائیے۔" صدر نے ایک طرف بنتے ہوئے کہا۔

اندر آکر اس نے بڑی شانگی سے اُس کا ٹکرایہ ادا کیا اور بیٹھتا ہوا بولا۔ "ایک بار پھر معافی  
جاہتا ہوں شاید آپ مشغول تھے!"

"نہیں کوئی بات نہیں! فرمائے آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"آپ پچھلی رات قصر جمیل کے رکوئین ہال میں تشریف رکھتے تھے تما۔"

"جی ہاں! میں تھا وہاں۔!"

"آپ کے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے۔ مسٹر ڈھمپ۔"

"اوہ.... وہ!" صدر ہنسنے لگا۔ "جی ہاں تھے تو....!"

"مجھے ان کا پتہ چاہئے۔"

"پتہ" صدر نے حیرت سے کہا۔ "بھلا میں پتہ کیسے تا سکوں گا! ہماری جان پیچان بالکل اتفاقیہ  
طور پر ہوئی تھی بس جتنا وقت جہاز میں گذر اتحاد تھی ہی پرانی ہماری جان پیچان بھی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا!"

"بھی یہاں آتے وقت جہاز پر اُس نے ملاقات ہوئی تھی! میں یو گو سلاویہ سے آیا ہوں  
یہاں پہنچ کر ہماری راہیں الگ ہو گئیں! پچھلی رات اتفاق سے وہ مجھے آزادی کی یاد گزار کے قریب

پھر مل گیا تھا اور ہم قمار خانے میں گئے تھے!"

"آپ نے اس سے ضرور پوچھا ہو گا کہ اُس کا قیام کہاں ہے!"

"بالکل! رسما پوچھنا ہی پڑتا ہے! لیکن یقین کیجئے کہ اُس نے جس جگہ کا نام لایا تھا مجھے قلمی یاد

"ذرا یہ رسالہ خریدنے گیا تھا!" صدر نے رسالہ اُس کے آگے کھکاتے ہوئے کہا اور  
مکھیوں سے صدر دروازے کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "کیا خیال ہے.... یہ رسائل تھائی کی اذیت  
سے پچالیتے ہیں۔"

"آپ کئی بار تھائی کا حوالہ دے چکے ہیں حالانکہ ہم لوگوں کی زندگی ان تھائیوں کے باوجود  
بھی ہنگاموں سے پورہ تھی ہے۔"

صدر کی نظر کا ڈنر پر ڈک گئی جہاں قصر جمال کا دیور فون کار سیور ہاتھ میں لئے کا ڈنر  
کلرک سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"میری ٹکرائی کی جا رہی ہے۔" صدر آہستہ سے بولا۔ "یہی اندازہ کرنے کے لئے میں باہر  
گیا تھا۔"

"میرے لئے نئی اطلاع نہیں ہے!" مار تھا مسکرائی! "آپ کافی چالاک ہیں! بہر حال میں اسی  
لئے آپ کو کمرے میں بھیجننا چاہتی تھی! اپنے دیر پہلے میں نے کہا تھا کہ اگر آپ اپنے کمرے میں  
جانا چاہیں....."

"اس کا تعلق قصر جمیل سے ہے۔" صدر بات کاٹ کر بولا۔

"مجھے اس کا علم نہیں ہے لیکن یہ جانتی ہوں کہ آپ کی ٹکرائی ہو رہی ہے اور اس کی اطلاع  
آپ کے لیڈر عمران ہی نے دی تھی! انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ٹکرائی کرنے والا شاید آپ سے  
بناوار است کی قسم کی گفتگو کرنا چاہتا ہے۔"

"لیکن یہ نہ بتایا ہو گا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"بس اتنا ہی کہ اگر وہ آپ کو کہیں لے جانا چاہے تو بے خطر چلے جائے!"

"عجیب بات ہے۔"

"اپنے لیڈر کو سمجھا لو! مار تھانے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "ورنہ ایکس ٹو شانڈ  
مجھ سے جواب طلب کر بیٹھے کہ تم نے اسے خطرات سے آگاہ کیوں نہیں کیا تھا! ڈیگو اور موہنکا  
بے حد خطرناک لوگ ہیں۔"

صدر کچھ نہ بولا! وہ سوچ رہا تھا کہ اگر مار تھا سے ملی ہوئی اطلاع صحیح ہے تو وہ آدمی اُس سے  
کس قسم کی گفتگو کرے گا۔

نکی نے کال ریسیو کی!۔  
 "آز سیل ڈگو۔ پیز۔" عمران نے ماد تھہ پیس میں کہا۔  
 "آپ کون ہیں!؟"  
 "بکریوں کا خادم! افضل بخشندہ کرو۔ ڈگو کو مطلع کر دو۔"  
 تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ سلسلہ منقطع نہیں کیا گیا تھا!۔  
 "ہیلو۔" اس بار کسی عورت کی آواز آئی۔  
 "ویگی نہیں ڈگو چاہئے۔" عمران نے کہا۔  
 "کون ہو یہودے تم! غالباً دوسری طرف سے موینکا ہی بول رہی تھی الجہ غصیلا تھا۔  
 "لبی یہودہ ہی ہوں۔" عمران بولا۔ "فون پر ڈگو کو بلاو۔"  
 "کیا تمہاری شامت آئی ہے۔"  
 "ہاں!"  
 "کون ہو!؟"  
 "آئیوں ہوں!؟"

ایک ہی سانس میں اُسے نہ جانے کتنی گالیاں سنی پڑیں! لیکن پھر جلدی ہی اس نے ڈگو کی آواز سنی جو کسی لکھتے کے کی طرح غر آ رہا تھا! "کون ہو تم... کون ہو! جلدی بتاؤ! اذیل کہیں کے تم نے لیڈی موینکا کا بڑا اچھا مودہ بردا کر دیا وہ اس وقت مجھ سے نہ بخ کر باتیں کر رہی تھیں!۔"  
 "اب وہ جسمیں دفن کر دے گی!" عمران نے کہا۔  
 "کیا بکواس ہے؟"  
 "یقین کرو پیارے! میں قدمیں تم سے بھی چھوٹا ہوں اور موینکا سے مجھے عشق ہو گیا ہے۔"  
 "جہنمی کتے! بتاؤ تم کون ہو!؟"

"میں کوئی بھی ہوں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ ہوپی کے قتل کا باعث تم ہی بنے تھے!۔"  
 "ش! آپ۔" وہ حلق پھاڑ کر دہڑا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا! عمران نے معنی خیر انداز میں سر کو جبڑ دی اور بو تھہ سے باہر نکل آیا۔  
 "کون تھا!؟" موینکا نے غصہ سے لرزتے ہوئے پوچھا!

نہیں رہا! بات اترست کی ہوتی ہے! مجھے اس سے اتنی زیادہ دلچسپی نہیں تھی کہ اس کے متعلق ساری باتیں یادداشت میں محفوظ رکھ سکتا مگر کیوں؟ آپ اس کا پتہ کیوں چاہتے ہیں۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ کالے جادو کا ماہر ہے!؟  
 "بھی ہاں! میں تو یہی سمجھتا ہوں!؟"

"حدا جانے! صدر کچھ سوچتا ہو اولاد۔" مجھے تو وہ صرف کریک معلوم ہوتا ہے۔  
 تھوڑی دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے پھر صدر اُسے سگریٹ پیش کرتا ہوا بولا۔ "وہ قرار خانہ ہے بڑی دلچسپ گلگھ ہے۔ سگریٹ لجھے۔ میں تو بہت مظہوظ ہوا تھا۔ وہ عورت کون تھی!۔"  
 "وہ اُس عمارت کی مالکہ ہے! لیڈی موینکا۔"

"ایکی حسین عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گزری! مگر شابد اُسے خونی کھل پسند ہیں! دو قوں لڑنے والے خون میں نہائے ہوئے تھے! اُرے ہاں وہ بکری کا پیقصہ تھا!۔  
 ابھی مسکرا یا! صدر کی آنکھوں میں بکانہ انداز کا تحریر تھا! ابھی نے کہا۔ "وہ لیڈی موینکا کے پالتو جانور تھے! اس بوڑھے کو بکری سے عشق ہو گیا ہے!۔"  
 "بڑی عجیب بات ہے۔"

"لیڈی موینکا سے تعلق رکھنے والی ہر بات عجیب ہوتی ہے! ابھی نے طویل سانس لی۔" خر جناب کیا میں امید رکھوں کہ آئندہ وہ جب بھی آپ سے ملے گا۔ آپ اس کا پتہ لے لیں گے بس اس نمبر پر رنگ کر لجھ گا! میں بے حد شکر گزار ہوں گا! "اُس نے صدر کو فون نمبر لکھا۔  
 "ضرور... ضرور۔" صدر بولا۔ "طمین رہئے۔"

اس کے جانے کے بعد صدر سوچ رہا تھا کہ پچھلی رات شاند عمران کا بھی تعاقب کیا گیا تھا!  
 لیکن وہ نہیں ڈاچ دے کر نکل گیا ہو گا! خود اُسے تو تعاقب کا مگان تک نہ تھا! لیکن اگر پچھلی رات اُس کا بھی تعاقب نہیں کیا گیا تھا تو اس وقت یہ آدمی صحیح ملکانے پر کیسے پہنچ سکا!۔

اس نے سوچا مار تھا کو حالات سے اگاہ کر دینا چاہئے! وہی عمران تک یہ اطلاع پہنچا کے گی۔

O  
 عمران نے ایک پیک ٹیلی فون بو تھہ سے قصر جیل کے نمبر رنگ کئے! دوسری طرف سے

"پتہ نہیں کون بیہودہ تھا! ڈنگو نے اچھل کر میز پر چڑھتے ہوئے کہا۔ "اب اس کا سر موینکا کے کانہ سے سکنی سکتا تھا۔"

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو ڈنگو! وہ اسے تیز نظر دوں سے گھورتی ہوئی بولی۔

"نہیں.... میں کیا چھپا دیں گا تم سے۔"

"کون تھا؟ وہ کسی سانپ کی طرح پھینکا رہا۔"

"مجھے بھی نہیں بتایا۔"

"اس نے کیا کہا تھا جس پر تم نے اس نبڑی طرح دھاڑ کر رسیور کھ دیا تھا۔"

"اوہ.... وہ اس نے مجھے گلگالی دی تھی! ڈنگو!..."

"ڈنگو!..."

"ڈنگو! ڈار لگ!"

"تم جھوٹے ہو بکواس کر رہے ہو! تمہاری آنکھیں کہہ رہی ہیں! تم نہ سو ہو! ڈنگو!... ڈنگو! میں تمہارے گلکڑے اڑادوں گی! بتاؤ اس نے کیا کہا تھا!"

"اگر بتاؤں تو تم پاگل ہو جاؤ گی! بتاؤ۔"

"بتاؤ۔"

"وہ کہہ رہا تھا کہ اسے تم سے عشق ہو گیا ہے اس لئے تم عنقریب مجھے دفن کر دو گی! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ کون ہے۔"

"ڈنگو! تم اس طرح نہیں بی سکوئے تمہیں بتانا پڑے گا! ورنہ ہم دونوں ابھی اور اسی وقت نہیں مر جائیں گے۔ "وہ پیچھے ہٹی ہوئی بولی! اسکے بعد ہنڑ کے بل یلکھت کھل گئے اور ڈنگو نے میز کے پیچے چلا گئی! ہنڑ ایک بی "شائیں" کے ساتھ گھوماتھا لیکن وہ ڈنگو نے پڑ سکا!

"موینکا.... موینکا.... ہوش میں آؤ! ورنہ مجھے بھی غصہ آئے گا!" وہ ہنڑ کے دوسرا حملے سے پچتا ہوا چیخا۔

"میں کہہ پچھلی ہوں کہ ہم دونوں کو نہیں مرتا ہے.... اسی وقت! اس نے تیسرا بار ہنڑ کو گروش دی! اور ڈنگو نے یہ دار بھی خالی دیا۔

یک بیک فون کی گھنٹی پھر بجئے گئی! لیکن وہاں کوئی تیرا آدمی نہیں تھا جو کال رسیور کرتا! گھنٹی رہی! کسی میں ہمت تھی، جو اس کر رہے میں داخل ہو سکتا۔

"موینکا یہ کوئی ضروری کال بھی ہو سکتی ہے۔" ڈنگو دھاڑا۔

لیکن موینکا کا ہاتھ نہ رکا! میلی فون کی گھنٹی بھتی رہی۔

"موینکا میں تمہیں پھر دار تک دیتا ہوں۔" ڈنگو! اچھل کر دتا ہوا بولا۔ ابھی تک اس کا جسم ہنڑ کی چوٹ سے محفوظ رہا تھا! اس دار تک کے بعد اس نے دو تین چوٹیں اور بچائیں اور پھر یک بیک کری اٹھا کر موینکا پر گھنٹی ماری! موینکا نے قبھہ لگایا۔ اس نے بھی بڑی صفائی سے خود کو بچایا تھا۔ اس دوران میں بونے کو موقع مل گیا کہ وہ ایک دروازے سے نکل جائتا! موینکا بھی دروازے کے طرف چھپی! لیکن ڈنگو نے اسے دوسری طرف سے بولٹ کر دیا تھا۔

موینکا دروازے کے قریب ہی رک کر رہا پہنچا گئی! فون کی گھنٹی کی تیز آوازاب بھی کر رہے میں گونج رہی تھی! وہ دانت مبتی ہوئی فون کی طرف بڑھی!

"ہا لو!...." ماٹھ پیس میں دھاڑتے وقت اس کی آواز حلق میں پھنس گئی تھی!

"لینڈی موینکا پلیز۔" دوسری طرف سے آواز آئی!

"ہاں!... ہاں! کون ہے?..."

"میں پچھلے ہفتے سے تمہارے لئے ٹھنڈی آہیں بھر رہا ہوں۔"

"کون ہوا! نہ جانے کیوں اس بار موینکا کے لبھے میں سختی نہیں تھی!

"میں ڈنگو سے بہت چھوٹا ہوں! لوگ مجھے اٹھا ایکروں اسکو پک ڈنگو کہتے ہیں۔"

موینکا نے ہونٹ سکوڑ کر آنکھیں نکالیں! دوسری طرف سے بولنے والے کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی وہ کہہ رہا تھا! "تم مجھے گود میں بٹھا کر پریوں کی کہانیاں سنائیں گے۔"

"چپ رہو گدھے کے بچے! اس نے رسیور کریڈل پر ٹھیڈ دیا!... اور پھر وہ ڈنگو کے قبھے کی آواز سن کر مڑی!۔

"کیوں! وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔" اب بتاؤ کسی نے تم سے کیا کہا تھا جس پر اتنی چرا گپا ہو رہی ہو!۔

"میں سمجھتی ہوں! اسے سمجھتی ہوں!" وہ سر ہلا کر بولی "میں جانتی ہوں وہ کون ہے؟ ڈنگو اگر

جو نہیں گھنٹوں کے اندر اندر اُس کی لاش کی سڑک پر نہ ملی تو میں تمہاری زندگی تلچ کر دوں گی!"  
"کس کی لاش!""

"آئی مخترے کی جسے تم ملازم رکھنا چاہتے تھے! "

"کیا! " اُس کامنہ حرمت سے کھل گیا پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "تم کیا جانو کہ یہ وہی  
تھا! "

"اُس کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا! کس میں ہمت ہے کہ مجھ سے اس طرح گفتگو کر  
سکے! "

بونا کسی سوچ میں پڑ گیا! مونیکا اسے گھور رہی تھی!

"اُس نے تم سے کیا کہا تھا! " اُس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"تم سے کیا کہا تھا! " مونیکا نے بھی اپنا پر انسوال دھر لایا۔

"مجھ سے جو کچھ کہا تھا پہلے ہی بتا پکا ہوں! " ڈنگو بھی اُسے ٹوٹنے والی نظر وہی سے دیکھ رہا  
تھا!

"اگر وہ مجھ پر عاشق ہو گیا ہے تو تمہیں کیوں پریشانی ہے! "

"یہی میں بھی سوچ رہا ہوں کہ تم خوش ہونے کی بجائے اُس کے قتل پر کیوں آمادہ ہو گئی  
ہو! "

"ڈنگو... "

"زار لنگ! " ڈنگو کا لہجہ زہر لیا تھا!

"تم میرے خلاف کسی قسم کی سازش کر رہے ہو! "

"بیچارہ ڈنگو بھی تمہارے متعلق یہی سوچ سکتا ہے۔ "

"میں سازش کروں گی! " اُس نے حقارت سے کہا۔ "تمہارے خلاف! جب چاہوں دیے ہی  
تمہیں خاک میں ملا سکتی ہوں! "

"ہاہا! تو اُس نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ تم مجھے دفن کرنے کی فکر میں ہو! لیکن مطمین رہو! اب وہ  
زندہ رہے سکے گا۔ " ڈنگو تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

مار تھا بند رگاہ کے علاقے کے ایک ہوٹل میں عمران کی منتظر تھی! اُس نے اسے بھین بلایا تھا!  
وہ اُسے آگاہ کرنا چاہتی تھی کہ قصر جیل کے شکاری کتے اس کی تلاش میں ہیں! اُسے تو بہاں تک  
اطلاع ملی تھی کہ خود ڈنگو اور مونیکا بھی شہر کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں! مگر کیوں؟ کیا ان کے وہ  
ملاز میں ناکافی تھے، جن کی شکلیں بھی دیکھ کر عام آدمیوں کا دم نکل جاتا تھا! آخر یہ دونوں بذات  
خود کیوں دوڑھوپ کرتے پھر رہے تھے اور سوچتی رہی لیکن کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکی!

"کیا میں بہاں بیٹھ سکتا ہوں! " کسی نے باکیں جانب سے کہا اور وہ چونکہ کرمزی اے  
ایک بوڑھا آدمی معدہ رت طلب نظر وہیں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔  
"بہتیری میزیں خالی پڑی ہیں! " وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میں تھا بیٹھنے کا عادی نہیں ہوں! " بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔  
"اے... وہاں ہوش میں ہو یا نہیں! "

"میں تو ہوش میں ہوں! لیکن تم اتنی بد اخلاق کیوں ہو! اگر میں کچھ دیر بہاں بیٹھ جاؤں تو کیا  
تمہارا وزن کم ہو جائے گا۔ "

"جاتے ہو یا میں ہیڈ ویٹر کو بلاؤں! " مار تھا کو غصہ آگیا!

"ہیڈ ویٹر مجھ سے زیادہ معزز نہیں ہو سکتا! اس لئے مجھے ہی بیٹھنے دو۔"  
کیا تمہیں اپنے بڑھاپے کا بھی خیال نہیں ہے۔ " مار تھا آنکھیں نکال کر بولی۔  
بڑھاپے کا خیال آدمی کو اور زیادہ بوڑھا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر اسی طرح پیش آتا تھا تو پھر مجھے  
بلایا ہی کیوں تھا؟"

"کیا! کیا مطلب! " مار تھا کے لہجے میں حرمت تھی اور وہ اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی  
تھی! "ہاں! تم نے بلایا تھا! " بوڑھا بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا خبر ہے۔"  
"اوہ.... تو یہ آپ ہیں... میرے خدا... یہ میک آپ۔"

"مکررہ کرو! بتاؤ کیوں بلایا تھا!"

"آپ خطرے میں ہیں!"

"مجھے علم ہے اور کوئی خاص بات۔"

"ڈگو اور مویکا بذاتِ خود آپ کی تلاش میں ہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں انہیں ڈریٹھ سمجھوں یا پونے دو!"

"آخر انہیں آپ کی تلاش کیوں ہے؟"

"مکن ہے اب وہ ڈریٹھ سے ڈھائی ہوتا چاہتے ہوں۔"

"اسے اس طرح مذاق میں نہ اڑائیے مسٹر! میرے پاس اتنے زیادہ آدمی نہیں ہیں، جو آپ کی حفاظت کر سکیں! آخر ان سے الجھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟"

"عادت سے مجبور ہوں! کسی بونے کو دیکھ کر دل قابو میں نہیں رہتا۔"

"میں آپ کو ہی اطلاع دینی تھی! مارھانے بیزاری سے کہا۔ اب جا رہی ہوں۔"

"ٹھہرو! مجھے اس آدمی کے متعلق کچھ بتا سکو گی جو ہوپی پوٹاں میں کھلاتا تھا۔"

"کیوں؟ ہاں تھا تو ایک آدمی..... لیکن یہ تین سال پہلے کی بات ہے! وہ بھی ایک گینکسری تھا! کسی بنے گولی مار دی تھی۔"

"اس کے متعلق اور کوئی خاص بات؟"

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔"

"مویکا سے اُس کا کیا رشتہ تھا۔"

"پتہ نہیں..... کیوں؟ یہ مویکا بھی ڈھائی یا تین ہی سال پہلے کی دریافت ہے۔ اس سے قبل کسی نے اُس کا نام نہیں سناتا تھا! میں نہیں جانتی کہ ہوپی سے اس کا کیا رشتہ تھا۔"

"کیا ہوپی کے گروہ کے کسی آدمی سے واقف ہو مطلب یہ کہ جوزندہ ہو۔"

"دو گھنٹے بعد بتا سکوں گی خیال ہے کہ میرا کوئی نہ کوئی آدمی ہوپی اور اُس کے گروہ سے بخوبی واقف ہو گا۔"

"یہ بہت ضروری ہے۔" عمران بنے کہا۔

"لیکن یہ بیک ہوپی کا قصہ کہاں سے نکل آیا۔"

"وقت بہت تھوڑا ہے!" عمران نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا! "تم مجھے کس طرح اور کہاں مطلع کر سکو گی۔"

"یہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اپنی ذمہ داری پر کر رہے ہیں۔"

"تم اس کی پرواہ مت کرو! ایکس ٹوم سے جواب نہیں طلب کرے گا!"

"دو گھنٹے بعد اس نمبر پر رنگ کر لجئے گا۔ مارھانے وغیرہ یہ سے ایک کارڈ کا کال کر اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

## O

مویکا کا ڈرائیور کر رہی تھی اور اس کے تین ملازم بچھلی سیٹ پر تھے! تینوں صورت ہی سے خطرناک معلوم ہوتے تھے!

"شام ہونے کو آئی!" مویکا بڑا بڑا لیکن ہم ابھی تک پکھنہ کر سکے!"

"مگر مادام۔" ایک آدمی بھرا تی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا ہے؟"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں! ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کسی کام سے خود ہی باہر نکلی ہوں! آخر اس حقیر سے آدمی کو اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے۔"

"کیا تم یہی سوال ڈگو سے نہیں کر رکھتے؟"

"یقیناً مادام وہ بھی آپ ہی کی طرح اس کی تلاش میں سرگردان ہیں! میں کہتا ہوں وہ جادوگر نہیں جھکر تھا۔ کالے آدمی عبوما تو ہم پرست ہوتے ہیں! وہ خواہ مخواہ اس کے رُعب میں آگیا تھا۔"

اس کے بارے میں میرا خیال بھی ہی ہے! لیکن سوال تو یہ ہے کہ ڈگو اس کے مکلے پر مجھ سے کیوں دور بھاگتا ہے! ہم دونوں ہی ساتھ نکلے تھے مگر وہ جیلے سازیاں کر کے مجھ سے الگ ہو گیا! اکیلے ہی اُسے تلاش کرنا چاہتا ہے! آخر کیوں....! کیا تم کوئی معقول وجہ بتا سکو گے!

مگر وہ یقیناً معقول وجہ کیا تسلکتا کیوں نکلے اس کا ذہن تو مویکا کے لجئے کی شیرینی میں ڈوب کر رہ گیا تھا! شائد انہوں نے پہلی بار اسے اتنے زم لججہ میں گفتگو کرتے سناتا!

"میں کیا بتا سکوں گا مادام۔" اس نے بالآخر کہا۔

"ڈیگو مجھ سے کبھی کوئی بات نہیں چھپتا! لیکن اس آدمی کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ وہ

مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا ہے!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ کار تیزی سے فرائٹ بھرتی رہی!

کچھ دیر بعد موینکا نے کار کی رفتار کم کر دی! سڑک کی بائیں جانب سے ایک آدمی نے ہاتھ اٹھا کر نکارے کا اشارہ کیا تھا! پچھے عی رہ گیا اور کار آگے نکل آئی! موینکا نے گاڑی کو سڑک کے کنارے لگا کر روک دیا اور کھڑکی سے سر نکال کر پچھے دیکھنے لگی! گاڑی زکوانے والا تیزی سے قدم اٹھا تاہو اُسی طرف آ رہا تھا!

"کیا ہے؟" موینکا نے جھلانے ہوئے لجھ میں پوچھا۔

"آزمیں بلے بی فیلم نے اُسے پکڑ لیا ہے۔" آنے والے نے اطلاع دی۔

"کہاں ہے۔"

"ہیولاک بلڈنگ میں! مجھ سے کہا تھا کہ آپ کو اطلاع دے دوں۔"

"ٹھیک ہے۔ جاؤ!" موینکا نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

کار پھر چل پڑی! اس بار اس کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز تھی! پھر سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمیوں سے کوئی بھی کچھ نہ بولا! موینکا کے ہونٹ ایک دوسرے پر تختی سے جبے ہوئے تھے اور آنکھیں ونڈ شیلہ پر تھیں!

پھر وہ ہیولاک بلڈنگ کے سامنے ہی رکی! یہ عمارت ایک دیران ساحلی مقام پر تھی۔ موینکا اور اس کے آدمی کار سے اتر کر صدر دروازے کی طرف بڑھے، جو کھلا ہی ہوا تھا!

صدر دروازے سے گذر جانے کے بعد موینکا اور دو آدمی تو آگے بڑھتے چلے گئے لیکن ایک دروازہ بند کر دیا اور خود بھی آگے بڑھ گیا۔

پوری عمارت سنان پڑی تھی! یہاں تو کوئی بھی نہ ملا! موینکا کا پھر غصہ سے سرخ ہو گیا تھا!

"یہ کیا یہودگی تھی؟" دز میں پر ہنر مارنی ہوئی تھیں۔

لیکن تینوں آدمی گم سرم کھڑے رہے۔

"کیا عبدال پاگل ہو گیا تھا۔" وہ پھر دہازی۔ "کیا وہ زندہ رہ سکے گا۔"

یک بیک عمارت کے کسی گوشے سے کھٹی گھٹی ہی آوازیں آنے لگیں! "ارے ہاں کون ہے... مجھے بہر نکالو۔"

پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی دروازہ پیٹ رہا ہو! موینکا تیزی سے آواز کی جانب بڑھی لیکن اس کے آدمیوں کی رفتار تیز نہیں تھی! انہوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا! اور نہایت اطمینان سے ٹھیٹے ہوئے اُسی جانب چلن پڑے تھے جدھر موینکا گئی تھی!

موینکا باب اس کر کرے کے سامنے تھی جس کے اندر سے آوازیں آرہی تھیں! اشایہ پہلے وہ اس طرف نہیں آئی تھی! دروازہ باہر سے بند تھا اور اب بھی پیدا جا رہا تھا! جو کوئی بھی اندر رہا ہو اب بھی چن رہا تھا۔ "ارے دروازہ کھولو! میرا دم گھٹ رہا ہے! میں کچھ بھی نہیں جانتا! نہیں جانتا!"

آواز بھر ہائی ہوئی تھی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے جیتنے ہی جیتنے گا پھٹ گیا ہو! دروازہ باہر سے مغل نہیں تھا صرف چھٹی ہی لگائی گئی تھی! موینکا نے ایک آدمی کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا! اُس نے بے چوں و چرا تعمیل کی! لیکن دروازہ کھلتے ہی موینکا کی آنکھیں جیڑت سے پھیل گئیں! ایک ثابتہ حال آدمی اُس کے سامنے کھڑا اپلیں جھپکا رہا تھا!

"تم... تم... موینکا ہکلائی۔" تم یہاں کیسے؟"

"تم... موینی ہوتا۔" اُس نے کہا۔ "اور مجھ سے اس طرح پیش آرہتی ہو! ظاہر کچھ باطن کچھ۔ کیا تمہارا یہ رویہ مجھے پاگل کر دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔"

"پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو! میں کچھ نہیں سمجھیں!"

"یہاں مجھے کیوں قید کیا گیا ہے! مجھ پر تشدید کیوں کیا جا رہا ہے۔؟"

"یہیں میں تم سے پوچھنا پاہتی ہوں! تمہیں کس نے قید کیا ہے۔"

"ڈیگو نے۔"

"ڈیگو نے!" موینکا تحریرانہ انداز میں چیخی۔

"ہاں... ڈیگو نے... میرتے خدا و بالکل وحشی ہے! اُس نے جیسی اذیتیں مجھے دیں۔"

"کیا کہہ رہے ہو تم۔" موینکا نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"کوٹ ہٹا کر میری پیٹھ دیکھو! جس پر خون کے قطرات آہستہ آہستہ ریک رہے ہیں اپنے  
لئے مجھے سوچوں کے بستر پر لٹایا تھا۔"

"کیوں؟"

"کاغذات... باس کے کاغذات مالک رہا تھا مجھ سے!"

"اوہ...." موینا کا نہ ہونت بھیجنے لئے پھر اپنے ساتھ آنے والے تینوں آدمیوں کی طرف  
خڑی تک آئیں کے ہونتوں پر مسکراہٹ دیکھ کر آنکھیں نکالیں۔

"خفا ہونے کی ضرورت نہیں ہے مادام!" ایک آدمی نے سرد لبجھے میں کہا۔ "دامغ ٹھنڈا  
رکھئے اور یہ بھول جائیے کہ اس ہنڑ کار عرب ہم پر اب بھی پڑے گا!"

"کیا بکواس ہے۔" اُس نے اس پر ہنڑ سے حملہ کیا لیکن ہنڑ پکڑ لیا گیا۔

"کینے کتے... ذلیل!" وہ ہنڑ چھین لینے کے لئے زور کر رہی تھی! کیا تمہاری شامت آئی  
ہے۔"

تینوں نے بیک وقت تفہیم کا گئے! پھر ایک بولا۔ "ہمیں اتشند پر مجبور نہ کرو موینا! اہم قسم سے  
نہیں ڈگنوں سے ڈرتے تھے! بہتر ہی ہے کہ کاغذات کے بارے میں ابھی اور اسی وقت تصفیہ کرلو۔

ڈگنوں تھیں جان سے نہیں مارنا چاہتا اور نہ یہی چاہتا ہے کہ تم پر کسی قسم کا اتشند کیا جائے۔"

"تحمود...." موینا نے حکلاہٹ میں اُس کے منہ پر تھوک دیا! لیکن دوسرے ہی لمحے میں  
ایک بھرپور تھپٹہ اس کے گال پر پڑا اور وہ بُری طرح بوکھلا گئی! بوکھلاہٹ کیا اسے پا گل پن کا دورہ  
ہی کہنا چاہئے! وہ اُن تینوں پر ٹوٹ پڑی تھی! کسی کو دانتوں سے بھنجھوڑ رہی تھی اور کسی کے چہرے

پر ناخون سے نقش و نگار بنانے کی کوشش کر رہی تھی! لیکن خود اُس کی پوزیشن بھی بُری نازک  
تھی! ایک نے اُس کے بال بُری مضبوطی سے پکڑ رکھے تھے اور دوسرا اپنے پر گھونے مار رہا تھا۔

یک بیک بڑے روشنداں سے کوئی فرش پر کو دا۔

"ٹھہر د۔" کو دنے والے ہی نے کہا تھا۔ انہوں نے موینا کو چھوڑ دیا اور موینا بھی اُس کی  
کھڑک نمزدی۔ مگر شائد یہ اُس کے لئے ایسا ہی دن تھا جس میں انہوں نے کے علاوہ اور کسی چیز کا  
ظہور ہیں ہو سکتا تھا۔

روشنداں سے فرش پر کو دنے والا وہی احمد جادو گر تھا جس کے لئے وہ صبح سے سر گردان

تھی تھی!

"عورتوں پر ہاتھ اٹھانے سے اکثر بد بھی ہو جاتی ہے اس لئے میں تمہارے لئے ہاضمے کی  
گولیاں لایا ہوں!" احمد نے کہا اور وہ تینوں اس پر ٹوٹ پڑے۔ موینا بھی سمجھی تھی کہ وہ اُسے  
زندہ نہ چھوڑیں گے! لیکن شاید یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسے موقع پر خود اُسے کیا کرنا چاہئے۔  
پہلے بیٹے میں انہوں نے احمد کی اچھی خاصی پاٹائی کر دی! لیکن پھر احمد نے سنبھالا لے کر جو  
ہاتھ جھاڑا شروع کئے ہیں تو پھر ان میں کوئی سچھل ہی نہ سکا! اکثر ایسا بھی ہوتا کہ وہ اُن میں سے  
کسی کو پکڑ کر اپنے سر سے بلند کرتا اور بقیہ دونوں پر کھینچ رہتا۔  
موینا کا دیوار سے کمی کھڑی گھری گھری سانسیں لے رہی تھی! اُسے تواب ایسا محسوس ہو رہا تھا  
جیسے کچھ جو وہ احمد جادو گر ہی رہا ہو! ڈگنوں کے یہ تینوں آدمی مانے ہوئے لا اکے تھے۔ لیکن شائد  
اب وہ کسی نہ کسی طرح اُس سے پہچاہ چڑا کر نکل جانا چاہئے تھے۔

"اوہ... نہ دلو۔" اچانک بائیں جانب سے آواز آئی۔ "تم ہٹ جاؤ۔"

موینا ڈگنک کر نمزدی ڈگنک روانے سے گذر کر اندر آچکا تھا! اُس کے ہاتھ میں ریو اور تھا!  
لڑنے والوں کے ہاتھ رُک گئے!

"ہٹو۔ تم لوگ ہٹ جاؤ۔" اُس نے ایک بار پھر اپنے آدمیوں سے کہا اور وہ تیزی سے ادھر  
اور ادھر ہو گئے! موینا کے ہونت ہلے تھے لیکن آواز نہیں نکلی تھی شاید وہ کچھ کہنا چاہتی تھی! پھر  
ارادہ ترک کر دیا تھا۔

ڈگنوں نے احمد پر فائز جھوٹک مارا۔

"تمہارا ہاتھ کا پر رہا ہے ڈگو!" احمد نے آواز دی۔ وہ تواب بھی وہیں کھڑا مسکرا رہا تھا!  
موینا نے لمبی سانس لی۔ ڈگنوں نے حکلاہٹ میں پے در پے تین فائر اور کئے! احمد گویا ہو ایں اڑ رہا  
تھا! جیسے ہی ڈگنوں کی انگلی ٹریگر پر ڈھلی ہوئی احمد نے نہیں کہا۔ "باقیہ دونوں گولیاں بھی ختم کر  
دوور نہ کہیں تمہیں خود کشی نہ کرنی پڑے۔"

لیکن ڈگنوں نے پھر فائز نہیں کیا! وہ اُسے کینہ تو ز نظر وہی سے دیکھ رہا تھا! پھر یہ یک بیک بڑے  
روشنداں سے فرش پر کو دنے والا وہی احمد جادو گر تھا جس کے لئے وہ صبح سے سر گردان

"واقعی تم بہت کام کے آدمی ہو!" اُس نے کہا۔ "مگر نہ جانے کیوں تم نے میری پیشکش

اس نے پستول کا رخ ڈگو کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ”دھو کے باز تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں آئے گی!“

”وہ تو میں جانتا ہی تھا کہ اب بیچارے ڈگو کی کیا وقعت رہے گی تمہاری نظروں میں!“

”اوہ... وہ کہاں گیا؟ وہ!“ احقیقہ چونکہ کر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

”ٹوپی...“ مونیکا نے آواز دی! لیکن اس نے ڈگو پر سے نظر نہیں ہٹائی تھی اب۔

”ہونہے۔“ ڈگو لا پرواں سے بولا۔ ”میرے ہاتھ سے بھی گیا اور تمہارے ہاتھ سے بھی!“

”پرواہ نہیں!“ مونیکا نے اس سے بھی زیادہ لا پرواں ظاہر کی! ”بڑا کہ تم نے اسے کیوں قید کیا تھا! میری لا علیٰ میں تم نے اس سے کاغذات کا مطالہ کیوں کیا؟“

”اس دشمن کی موجودگی میں جھگڑا نہ کرو۔“ ڈگو کا لمحہ سرد تھا۔

”مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔“

”تو جہنم میں جاؤ کرو مجھ پر فائز! میں اتنا احقیقہ نہیں ہوں کہ ایسے کسی موقعہ کے لئے میں نے تمہارے پستول میں گولیاں رہنے دی ہوں گی! اپنے تواہی وقت خالی ہو گیا تھا۔ جب میں تم سے الگ ہوا تھا ذا رینگ! ٹوپی نکل گیا یہ بہت نہ اہوا۔“

مونیکا نے فریگرڈ بادی اشاید وہ سمجھی کہ ڈگو بلف کر رہا ہے لیکن پستول حقیقتاً خالی تھا۔ ڈگو نے قہقہہ لگایا اور پھر یہ بیک احقیقہ کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”میرا آخری حرہ سنبھالو۔ تم دونوں سے کہہ رہا ہوں! مونیکا تمہاری موت میرے لئے تکلیف دہ ہو گی! مگر کیا بتاؤں! اب تمہیں زندہ چھوڑنا بھی نادانی ہو گی! کیونکہ اب تم میرے لئے کسی چوتھائی ہوئی تاگن کی طرح زندہ رہو گی!“

مونیکا کچھ نہ بولی! شائد وہ اس کے محلے کی نوعیت کے متعلق غور کرنے لگی تھی! احقیقہ بھی سننجل گیا تھا! ڈگو ایسے پوز میں نظر آرہا تھا گویا اب کسی دوسرے ڈھب سے اس پر چلاگک لگائے گا۔ لیکن اچاک اس نے اپنی پشت والی کھڑکی میں چلاگک لگائی جس کے دونوں پاٹ کھلے ہوئے تھے!

”اے۔“ دونوں کی زبانوں سے بیک وقت نکلا اور وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔

”اونہ... ذا ج دے گیا!“ احقیقہ رانوں پر ہاتھ مار کر کھڑکی کی طرف چھٹا۔

ٹھکرایا!“

”کچھ نہیں یوں ہی تفریح!“ احقیقہ نے کہا لیکن اس کی نظریں ڈگو کے روی اور ہی پر تھیں!

ٹھوینیکا جو ڈگو سے اچھی طرح واقع تھی سوچ رہی تھی کہ اب وہ اسے با توں میں الجھا کر ہی فائز کرے گا! اس کا یہ اندیشہ درست نکلا! ڈگو نے پھر فائز کیا تھا! لیکن احقیقہ بھر بن گیا اتنا پھر تیلا آدمی آج تک مونیکا کی نظروں سے نہیں گذر اتا تھا۔

”اب یہ آخری گولی خود کشی کے لئے رہنے دو ڈگو!“ احقیقہ نے کہا اور ڈگو پھر ہنسنے لگا! اس کے تینوں ملازم دیوار سے بیک لگائے بیٹھے نبڑی طرح ہانپر رہنے تھے! اب شاید ان میں کھڑے رہنے کی بھی سکت نہیں رہ گئی تھی!

”تم ٹھیک کہتے ہو۔“ ڈگو نے روی اور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ”میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔“

”ہاتھ کے ساتھ ہی خود بھی بڑھ آؤ!“ احقیقہ بولا۔ ”میں تو اپنی جگہ سے مل بھی نہیں سکتا!“ یہ بیک ڈگو نے اس پر چلاگک لگائی! لیکن اپنے ہی زور میں سامنے والی دیوار سے ٹکرایا! کیونکہ احقیقہ بڑی پھر تی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا!

”یار... ڈگو تمہیں پیٹنے کے لئے مجھے زمین پر بیٹھنا پڑے گا!“ احقیقہ نے سنجیدگی سے کہا! اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اکڑوں بیٹھنے سے پینٹ کی کریز تباہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے تم ایک سیر ہی محفوظاً۔“

ڈگو نے اچانک مزکر آخری گولی بھی ضائع کر دی! کیونکہ احقیقہ اب بھی غافل نہیں تھا! ڈگو کے ساتھیوں کے پاس شاید روی اور نہیں تھے ورنہ وہ بخل سے کام نہ لیتے! اور پھر اس وقت تو وہ گولی ہزاروں روپے کی ثابت ہوتی جس کے ذریعہ وہ اس بھوت سے پیچھا چھڑا سکتے اور خوفزدہ بھی نظر آرہے تھے! شاید انہیں بھی کچھ کچھ یقین ہو چلا تھا کہ وہ جادوگر ہی ہے! ڈگو کے آخری فائز کے بعد سنا تھا گیا! ہر ایک کی نظر احقیقہ کے چہرے پر تھی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ احقیقہ نظر آرہا تھا!

یہ بیک مونیکا نے اپنے دمغی بیگ سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا! شائد وہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کئے اب تک پستول ہی نکال لینے کی کوشش کرتی رہی تھی!

راہداری سنسان پڑی تھی! لیکن وہ دوڑتا ہی رہا! موینکا اُس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔  
"وہ باہر نہ لٹکنے پائے۔ زیکھو! اگر وہ نکل گیا....!" موینکا چینی۔

احمق دوڑتے دوڑتے ایک جگہ رُک گیا تھا... کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اُس نے  
کمرے میں قدم نہیں رکھا اور دروازے ہی پر کھڑا اس طرح آنکھیں پھاڑ رہا تھا جیسے اچانک کوئی  
حیرت انگیز چیز سامنے آگئی ہو۔

"کیا ہے؟" موینکا نے اُس کے قریب پہنچ کر پوچھا اور پھر اُس چیز پر اُس کی بھی نظر پڑی  
جسے وہ اتنے انہاک سے دیکھ رہا تھا!

یہ کمرے کے سمت میں فرش پر ایک مستطیل غلط تھا جس کاربُر کم از کم بارہ مرینٹ فٹ ضرور  
رہا ہوگا! یہ کسی تہہ خانے ہی کا راستہ ہو سکتا تھا!

"کیوں رُک گئے؟ چلو۔ ممکن ہے وہ تہہ خانے ہی میں اُتر گیا ہو! اُس کا پیغام لکھنا بے حد  
خطرناک ثابت ہو گا۔" موینکا نے کہا۔

"کیا یہ عمارت تمہاری دیکھی بھائی ہوئی ہے۔" اُحمق نے پوچھا۔  
"نہیں میں پہلی بار آئی ہوں! حالانکہ یہ ڈیگو ہی کی ملکیت ہے۔"

"مجھے تہہ خانوں سے خوف معلوم ہوتا ہے! اُحمق بھرائی ہوئی آواز میں بولا" تم ذرا جا کر  
جھاگکو تو!"

موینکا نے اُسے ایسی نظر دیں سے دیکھا جیسے اُسے بکواس ہی سمجھی ہو! پھر وہ آگے بڑھ گئی!  
احمق دروازے ہی میں کھڑا رہا۔ وہ تہہ خانے کے راستے کے قریب پہنچ کر رُک گئی! اور پھر دوڑا نو  
بیٹھ کر اُس میں جھاکنے لگی اچند لمحوں کے بعد سر اٹھا کر اُحمق کی طرف مڑی اور آنکھوں کی جنبش  
سے اُسے قریب آنے کا اشارہ کیا! اُحمق نے ادھر ادھر دیکھ کر کمرے میں قدم رکھا اور کسی  
وحشت زدہ ہرن کی طرح چوکناظر آ رہا تھا! موینکا نے پھر اشارہ کیا! اُس کے ہونٹ بھی بلے تھے  
لیکن آواز نہیں نکلی تھی! اُحمق بھی اس کے قریب پہنچ کر دوڑا نوں بیٹھ گیا۔

"وہ تہہ خانے ہی میں ہے۔" موینکا نے سر گوشی کی۔ "میں نے آئیں سنی ہیں!"  
احمق بھی تہہ خانے میں جھاکنے لگا! لیکن دوسرا ہی لمحے میں اس کی آنکھوں میں ستارے  
ناچ گئے! وہ تیز قسم کی موینکا کی ناک میں بھی تیر کی طرح گھسی تھی جس کا سامنہ کا ساتھہ خانے

کے راستے سے نکلا تھا۔

احمق تیری سے پیچھے کھکا! لیکن موینکا کو اس کی حالت دیکھنے کا ہوش کہاں تھا! یہ نہ جانے  
کیسی نو تھی جس نے یہک وقت اس کے ذہن و جسم کو اس طرح متاثر کیا تھا کہ وہ نہ تو کچھ سوچنے  
کے قابل رہ گئی تھی اور نہ جسم میں کھڑے ہونے کی قوت ہی محوس کر رہی تھی!

آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی ڈھنڈ آہستہ آہستہ تاریکی میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی پہ  
نہیں وہ کس طرح اس حد تک پیچھے کھک کر آئی تھی کہ بیوشاں ہو کر تہہ خانے ہی میں نہیں جا پڑی۔

O

ہوش میں آنے کے بعد کے اندازے ہوتا ہے کہ بیوشاں میں کتنا وقت گزرا ہو گا! لیکن موینکا  
کی آنکھیں اندر ہرے میں نہیں کھلی تھیں! اُجالا ہی تھا! اور اُسے کمرے کی چھت صاف نظر آ رہی  
تھی اور اس کا بھی احسان تھا کہ وہ فرش پر چت پڑی ہوئی ہے! یعنی حواس بحال ہی تھے! یہ اور بات  
ہے کہ وہ ارادہ کرنے کے باوجود بھی نہ اٹھ سکی ہو! خاصی سُبھی شیم اور جی دار عورت تھی لیکن اس  
وقت تو اُسے ایسا محوس ہو رہا تھا جیسے جسم کی ساری قوت نجورٹی گئی! دفعتائی سے احمد کا چہرہ نظر آیا  
جو اسی پر جھکا ہوا تھا!

"مجھے اٹھاؤ۔" موینکا نجیف سی آواز میں یوں۔

"ارے باپ رے۔" اُحمق بو کھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور موینکا نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔  
پھر پوچھا۔

"ہم کہاں ہیں۔"

"ابھی کسی نے بتایا نہیں! کوئی ایسا آدمی بھی نہیں ملتا جس کے ہاتھ کسی اخبار میں اشتہار بھجوا  
سکوں!"

"کیسا اشتہار۔ کیا مطلب۔"

"یہی کہ ہمیں ڈھونڈنے کا لئے کوپنے ڈھائی پونٹ انعام دیئے جائیں گے! ہائے میری  
میں کتنی پریشان ہوں گی۔ ارے باپ رے۔" وہ یہک اچھل پڑا۔

"کیا ہوں۔"

"اگر انہیں علم ہو جائے کہ ہم دونوں یہاں تھا ہیں تو چائے نار مار کر مجھے فارغ البال کر دیں!"

ووں گی اذ لیلو... نکو... میں تمہیں خاک میں ملا دوں گی، دروازہ کھولو۔"  
"ہرگز نہ کھولنا۔" حق نے ہاک لگائی۔ "دیکھتا ہوں یہ کیا کر لیتی ہے۔"  
"چپ رہو۔" وہ اس کی طرف فرمازی۔

"ارے تو اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے۔" "حق بڑی بڑی۔" میں نے بھی اپنا خیال ظاہر کر دیا تھا، دروازہ کھلنے کے بعد کیا ہو گا۔ پھر وہی اچھل کو داور پھر وہی بھاگ دوڑ۔ کنفوشس نے کہا تھا کہ اگر تم کسی عورت کے ساتھ بند کر دیئے جاؤ تو بند کرنے والوں کو دعاۓ خیر کے ساتھ یاد کرو۔ کیونکہ عورت بھی موت کی طرح بار بار نہیں آتی۔"  
"میں تمہارا سر توڑ دوں گی!"

"تب تو خدا غارت کرے بند کرنے والوں کو۔"

"سب کچھ تمہاری بدولت ہوا ہے۔ میں تمہاری ہڈیاں چباوں گی!" وہ دانت پیس کر یوں۔  
"یکن بونیاں میرے لئے چوڑ دینا کیونکہ میرے دانت کمزور ہیں۔"

"کیوں غصہ دلاتا ہے مجھے۔" وہ پاگلوں کی طرح چیخی۔

"میری شکل ہی ایسی ہے کہ لوگ دیکھیں! اور جل بھٹن جائیں۔" حق سر ہلا کر مایوسانہ انداز میں بولا۔

مونیکا دیوار سے لگ کر ہائپنے لگی! حق اس طرح منہ پھلانے بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا سے روٹھ گیا ہوا۔

یک بیک اُس نے سر اٹھا کر مونیکا سے پوچھا۔ ہوپی سے تمہارا کیا رشتہ تھا۔"  
"کیوں!۔" مونیکا یک بیک چوک پڑی۔  
"بس یونہی۔"

"تم آخر ہو... کون۔"

"میں ڈنگو کے چہرے سے نقاب ہٹانا چاہتا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"وہاں ٹھنڈا رکھے بغیر سمجھ میں نہیں آئے گا! یہاں میرے قریب میتو! درونہ یہاں کجھ ہماری ہڈیاں تک گل جائیں گی۔"

"تم ہو کیا بala۔" "جادوگر۔" مگر اب میری بیٹری ایگزہ است ہو چکی ہے؛ ادوبارہ چارج کرائے بغیر نہیں چلے گی!  
درونہ میں اب تک ان دیواروں کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔  
"تم بھی بیہوش ہو گئے تھے؟"  
"نہیں! اذرا ب موقع نیند آگئی تھی! میں تم بیہوشی کی بات کر رہی ہو! کیا مطلب?"  
"وہ کسی قسم کی گیس تھی!۔" مونیکا نے کہا۔ "تجہ خانے سے ہم پر چھوڑ دی گئی تھی! اب ہم ڈنگو کے قیدی ہیں!"

"ارے نہیں! وہ احتمانہ انداز میں ہے۔" مجھے شائد سڑک پر نیند آگئی تھی! کسی شریف آدمی نے یہاں پہنچا دیا! مگر تم کون ہو؟"  
"فضل بالتم نہ کرو! تم مجھے یوں قوف نہیں بنا سکتے! آخر کیوں آپھے؟ ہم تو صحی سے تمہاری تلاش میں تھے!"

"جب تم تلاش ہی میں تھے تو کیوں نہ آپھنستا میں تو زیادہ تر تمہاری گاڑی کے پیچھے ہی رہا ہوں!"  
"کیا مطلب؟"

"میں نے سوچا تھا کہ جب تم مجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاؤ گی تو میں پیچھے جا کر تمہاری آنکھیں بند کر لوں گا! تم کہو گی ڈنگو... میں کہوں گا اُوں ہو نہہ! تب تم آنکھوں پر سے میرے ہاتھ ہٹا دو گی! اوہ... کاش میں ڈنگو سے بھی چھوٹا ہوتا! مگر اب بتاؤ کیا تمہیں اب بھی ڈنگو سے وہ ہے... کیا کہتے ہیں اُسے..."

حق نے شرما کر سر جھکایا اور داسنے ہاتھ میں بائیں ہاتھ کی انکلیاں مردوز نے لکا! مونیکا اسے گھورتی ہوئی اٹھ بیٹھی اور پھر چاروں طرف نظر دوڑائی! کمرہ کافی کشادہ تھا لیکن نہ تو یہاں کسی قسم کا سامان تھا اور نہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ عرصہ سے اس کی صفائی کی گئی ہو۔ کھڑکیاں دو تھیں لیکن ان میں موٹی موٹی سلانیں لگی ہوئی تھیں! جن کے درمیانی فاصلے زیادہ سے زیادہ تین انگلی رہے ہوں گے! دروازہ ایک ہی تھا لیکن بند تھا! مونیکا اٹھ کر دروازے کے قریب آئی اور اسے ہلا کر دیکھا وہ دوسرا طرف سے بولٹ کر دیا گیا تھا اور کمزور بھی نہیں معلوم ہوتا تھا!

دفعتہ اسے زور زور سے پیٹ کر چیننے لگی! یہاں کون ہے۔ دروازہ کھولو! درونہ لکڑے ازا

ہے بولنے والے نے کیا کہا تھا جس پر مختار اُس نے سلسلہ ہی منقطع کر دیا تھا! ویسے یہ تو میں جانتی ہی ہوں کہ وہ تم تھے!۔

احمق مسکرایا اور پھر بولا۔ "میں نے اُس سے کہا تھا کہ ہوپی کے قتل میں اُس کے علاوہ اور کسی کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔"

"اوہ..... ہو۔" موینیکا کے ہونٹوں نے واڑے کی شکل اختیار کی اور آنکھیں پھیل گئیں! پھر وہ کسی گھری سوچ میں ڈوب گئی۔ احمق بھی خاموش بیٹھا رہا! کچھ دیر بعد موینیکا نے کہا!

"اگر تمہیں ان معاملات سے کیا سروکار تم کوں ڈگو کے پیچے پڑ گئے ہو۔"

"یہ ایک دکھ بھری داستان ہے! ایک خاندان کی جاہی کی داستان! تین سال ہونے میرا بپ بیہاں لکھ کر گیا تھا! پچھلے سال میرا برا بھائی تباہ ہو گیا! اس نے اپنی ساری پوچھی جوئے میں بارہ دی تھی! پھر میں آیا تو تمہارے ایک ابجت نے مجھے بھی لو بنانا چاہا۔ وہ تدبیر بتائی جس سے میں بہت بڑی جیت میں رہتا!۔ یعنی میں بھی سر کے مل کھڑا ہو جاتا۔ کیوں؟۔"

"یہ تو بُرنس ہے! "موینیکا مسکرائی۔

"اور اس بُرنس کی جزل نیجرا ایک بکری ہے۔ "عمران بھی خوش ہو کر بولا۔

"اوہ..... وہ تو...."

"ہاں! محض تفریح کی خاطر! عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں سمجھتا ہوں! لیلی کے لئے کی کہانی بھی سنی ہے لیکن یہاں بکری کے جنون پائے جاتے ہیں! لڑکیاں ایسے مردوں سے محبت کرتی ہیں جنہیں صرف خورد بین ہی سے دیکھا جاسکے!۔"

"میرا مذاق مت ازاو۔" موینیکا نے دانت پیس کر گھونسہ اٹھایا!

"ہاتھ پیچ گرا دو نہ صرف گوشت کا لو ھڑا ہو کر رہ جاؤ گی! جانتی ہو ڈگو اس کھڑکی پر ہڑا ہو کر کیا کہہ گیا تھا!۔"

"کیا کہہ گیا تھا۔" موینیکا نے ہاتھ گرا لیا!

"اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم موینیکا کے لئے میرے خلاف کام کر رہے ہو۔ موینیکا مجھے شروع ہی سے دھوکا دیتی رہی ہے!۔"

"لیکن اُس لئے نے میرے ساتھ کیا کیا ہے! اگر تم نہ آ جاتے تو شاید وہ تینوں نمک حرام مجھے

ماری ڈا لتے!۔"

"ڈگو کا خیال ہے کہ تمہیں ان کاغذات کا علم ہے اسی لئے آج اُس نے تمہیں اور ٹوپی کو کچھ کیا تھا! شاید وہ اس کی ضرورت محسوس نہ کرتا! لیکن اس فون کال نے اُسے نرم طرح بولکھا دیا ہے، جو کام وہ آہستہ آہستہ کرنا چاہتا تھا اسے اب جلد از جلد ختم کر دینا چاہتا ہے! آخر اسے ان کاغذات کی اتنی لکر کیوں ہے!"

"میں بھی سیکھی سوچتی ہوں! جب یہ معلوم ہی ہے کہ ہوپی کو یونا کے آدمیوں نے قتل کیا تھا تو پھر ان کاغذات کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔"

"ہو سکتا ہے وہ کسی خاص آدمی کی طرف اشارہ کریں! لیکن ڈگو اس خاص آدمی کو تمہارے علم میں نہ لانا چاہتا ہو!"

"اس لئے وہ آدمی ڈگو ہی ہو سکتا ہے۔"

"اگر نہیں ہو سکتا تو اُس نے تمہیں اُس کال کے بارے میں کیوں نہیں بتایا تھا۔ یہ کیوں نہیں بتایا تھا کہ کوئی اُسے ہوپی کے قتل کا لازام دے رہا ہے! بولو!"

موینیکا کچھ نہ بولی! احمق اسے ٹوٹ لئے والی نظر وہ سے دیکھ رہا تھا! پھر یک بیک اُس نے کہا۔ "کیا ڈگو ٹوپی کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا!"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ لیکن کاش میں اس سے پہلے ہی ڈگو کا خاتمہ کر سکتی! ہو سکتا ہے تمہارا خیال صحیح ہو اسکو نہ مجھے محض اسی لئے زندہ رہنے دیا ہو کہ ٹوپی سے کاغذات حاصل کرنے میں مدد ملتے!"

"وہ بھی کہہ گیا ہے! اب اتنی ہی زندگی ہے ہم لوگوں کی جتنی دیر ٹوپی کی تلاش کرنے میں لگے گی۔"

"پھر اب کیا کیا جائے۔"

"میں تو ایسے موقع پر عموماً مبانا چتا ہوں! پار شرمنے ملے تو اکیلے ہی شروع ہو جاتا ہوں!"

"کیا تم واقعی اتنے ہی احمق ہو جتنے نظر آتے ہو۔"

"احمق تم! تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا!... تم خود احمق! اور ازان بان سنبھال کے ہاں!"

"لیکن تمہیں کیسے علم ہوا کہ ڈگو ہی ہوپی کا قاتل ہے!"

"تم باہر نکلنے کی فکر کیوں نہیں کرتے!"

"فضول ہے! میں پہلے ہی کوشش کر چکا ہوں! دروازہ اپنی جگہ سے جبکش بھی نہیں کریگا۔"

مونیکا کے چہرے پر اب بھی بیزاری کے آثار تھے لیکن وہ اس کے قریب آگئی۔

"بینیجہ جاؤ۔" احتمال بولا۔ مونیکا کے انداز سے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ غیر ارادی طور پر اس کے احکامات کی تعیین کر رہی ہو، ایک بار پھر اس نے آنکھیں چھاڑ کر اسے گھورا۔ اب تو اس کے چہرے پر حمact کے آثار نہیں تھے! آنکھیں کسی زہر یا سانپ کی آنکھوں سے مشابہ نظر آرہی تھیں! اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے لکھت اس کی شخصیت بدلت گئی ہوا!

"تت... تم نے ہوپی کا تند کرہ کیوں چھیڑا ہے۔" اس نے بھر آئی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مجھ سے سوال کرنے کی بجائے میرے سوالات کے جواب دو۔" وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "ہوپی میرا باپ تھا۔"

"اوہ!"

"کیوں تمہیں اس پر جبرت کیوں ہے؟"

"حیرت سے بھی کچھ زیادہ ہوتا چاہے! کیونکہ تم ابھی تک اپنے باپ کے قاتل کی محبوہ بن رہی ہو!"

"کیا مطلب! وہاں چل پڑی۔"

"میں ڈنگو کی بات کر رہا ہوں۔"

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔"

"پھر ٹوٹی کا کیا قصہ تھا! کیا وہ تمہارے باپ کا معتمد نہیں تھا!"

"تھا تو...؟"

"وہ کس قسم کے کاغذات کا چکر تھا! ڈنگونے اسے کیوں قید کر کھاتھا۔" باپ کے قاتل پر روشنی پڑ سکتی ہے! لیکن ٹوٹی نے اس کا اعتراف نہیں کیا تھا! اس کا کہنا ہے کہ ہوپی کو بوعنا کے آدمیوں نے قتل کیا تھا! بوعنا کا نام سنائے کبھی۔

"ہاں سناؤ ہے۔ وہی تو نہیں جو یہاں سے جرمی کیلئے اٹھے پلاٹی کرتا ہے!"

"تم نہیں جانتے! بوعنا ایک خطرناک آدمی ہے اس کا گروہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے لیکر

اُسے آج تک کسی نے دیکھا نہیں۔"

"خبر چلو یہی درست ہو گا! لیکن اس کے پاس کیا ثبوت ہے کہ بوعنا کی آدمیوں نے اسے قتل کیا تھا! ظاہر ہے کہ جس طرح لوگوں نے بوعنا کو نہیں دیکھا اسی طرح اس کے گروہ کے آدمی بھی عام لوگوں کی نظر وہ پوشیدہ ہی ہوں گے!"

"کچھ بھی ہو! میں صرف اسی امید پر زندہ ہوں کہ کبھی نہ کبھی تو میرے ہاتھ بوعنا کی گردان تک پہنچ سکیں گے!"

"کیا تمہیں بھی یقین ہے کہ ٹوٹی کے پاس اس قسم کے کاغذات ہوں گے جن سے تمہارے باپ کے قاتلوں پر روشنی پڑ سکے گی؟"

"نہیں! اگر اس کے پاس کوئی چیز ہوتی تو مجھے ضرور بتاتا! کیونکہ وہ اب بھی میرے ہی گلزوں پر بل رہا ہے۔"

"تمہارا ڈنگو کا ساتھ کیسے ہوا تھا!"

"وہ میرے باپ کے دوستوں میں سے تھا! جب یہ بات مشہور ہوئی کہ میرا باپ بوعنا کے کسی انتقام کا شکار ہوا تھا تو وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ وہ ہوپی کے خون کا بدلہ بوعنا کے آدمیوں سے ضرور لے گا! مجھے اس سے نفرت تھی لیکن اس کا علم تھا کہ وہ بھی بوعنا کے دشمنوں میں سے ہے! اس لئے میں نے سوچا کہ بوعنا سے پہنچ کے لئے ڈنگو سے بھتر مدد گارندہ مل سکے گا لہذا میں نے طوعاً و کرہاً سے برداشت کر لیا اور کاروبار میں بھی اس کا ہاتھ بیاتی رہی! لیکن وہ ناشکر گزار کتا....!"

مونیکا کو پھر غصہ آگیا تھا اور وہ نبڑی طرح ہانپتے لگی تھی!

"لیکن یہ تو سوچو کہ اس نے تمہیں اور ٹوٹی کو بچا کر کے کاغذات کا مطالباً کیوں کیا تھا؟"

"بھی چیز تو سمجھ میں نہیں آتی۔"

"مجھ سے سو! پہلے تو اسے میری تلاش اس لئے تھی کہ وہ مجھے اپنے قمار خانے میں ملازم کھانا چاہتا تھا! لیکن پھر وہ دن یاد کر وجب کسی نے تم سے فون پر ڈنگو کے متعلق پوچھا تھا اور تم نے سے گالیاں دی تھیں!"

"اوہ.... وہی چیز تو بناۓ مختصت بنی تھی۔ میں اس سے پوچھ رہی تھی کہ دوسری طرف

"کالا جادو! میں نے شتر مرغ کی دم پر کھڑے ہو کر رات بھر جادو چکایا تھا پھر میرے موکلوں نے اطلاع دی تھی کہ ڈیگنوی ہوپی کا قاتل ہے!"  
"کبواس مت کرو! تم مجھے یہ قوف نہیں بنائے! میں تمہیں پہلی بار دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ تم کوئی بڑے فراہد ہو۔"

"اچھا سچ بتانا بھی تمہیں ڈیگنو کی محوبہ ہونے پر شرم بھی آئی ہے۔" احق نے پوچھا  
"وہ ایک دلچسپ مشتعلہ تھا! ایک مصلحہ خیز تفریخ۔"

"لیکن اب وہ تمہیں بڑی بے دردی سے مار دا لے گا!"  
"ہو سکتا ہے! "مونیکا نے لاپرواٹی سے شانوں کو جنم دی۔

"لیکن میں خواہ خواہ مر رہا ہوں! مجھے افسوس ہے! ضرورت ہی کیا تھی کہ میں بھی کوہ پڑتا!  
مجھے تو ڈیگنو کا کار و بار چوبیت کرنا تھا وہ ہر حال میں کر دیتا۔"

"ہاں! میں بھی یہی معلوم کرتا چاہتی تھی کہ اس معاملے میں کیوں آکو دے۔"  
"آہ... کیا بتاؤں۔" عمران مخدوشی سانس لے کر بولا۔ "تمہیں دیکھ کر نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ذیڑھ درجن پچوں کی ایک بھول مجھے قبر کی طرف ہائکے لئے جا رہی ہو! کیا اسی کو عشق کہتے ہیں!۔"

"کبواس کرو گے تو منہ نوج لوں گی۔"  
"اُسے نوچنا نہیں چومنا کہتے ہیں شاید... عشق میں ایسا خدا جانے... میں ابھی عشق میں اندر گز بھجویٹ ہوں!۔"

"بکواس بند کرو! آج تک کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ مجھ سے اس طرح گفتگو کر سکے!"

"تمہارے ستارے گردش میں آچکے ہیں! کچھ دیر پہلے تمہارے غلام کس طرح پیش آئے تھے یاد ہے یا نہیں!؟"

مونیکا کچھ نہ بولی! اُس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا تھا!

## O

مار تھا پاگلوں کی طرح صدر کے کمرے کا دروازہ پیٹھ رہی تھی! لیکن اس کی آنکھ جلد نہ

لی! آج وہ خلاف معمول دن میں تو سو گیا تھا!۔  
تقریباً پانچ منٹ بعد اس کی نیند کا سلسہ ٹوٹ گیا!۔  
"میں تو سمجھی تھی شائد دروازہ ہی تو زٹا پڑے گا۔" مار تھانے ہائپتے ہوئے کہا۔  
"پہتے نہیں آج میں دن میں کیسے سو گیا!۔"  
"ایک بُری خبر ہے۔ آخر وہی ہوا جس کا خدش تھا!۔"  
"کیا ہوا...؟"  
"میں نے منج کیا تھا کہ ڈیگنو کے چکر میں نہ پڑا! اب یقین کیا تھا نہیں کہا جا سکتا کہ تمہارا  
احمق لیدر زندہ ہے یا مارڈا لالا گیا؟"  
"کیوں کیا ہوا؟" صدر پر کھلا گیا!۔

"وہ ایک بوڑھے کے میک اپ میں مونیکا کی گاڑی کا تعاقب کر رہا تھا! چونکہ میں پہلے بھی  
اُسے اپنی میک اپ میں دیکھ چکی تھی اس لئے اسے پہچان گئی اور اس کا تعاقب شروع کر دیا! مونیکا  
ویران ساطھی علاقے کی ایک عمارت میں داخل ہوئی تھی! اس کے ساتھ اس کے تین خطرناک  
غذنے بھی تھے! ہوڑی دیر بعد یہ حضرت بھی اندر تشریف لے گئے لیکن پھر واپسی نہیں ہو سکی!  
کچھ دیر بعد اندر سے فائزوں کی آوازیں بھی آئی تھیں۔"

"کتنی دیر گزری اس واقعہ کو۔"

"تقریباً دو گھنٹے۔"

"خدا کی پناہ! اور تم اب اطلاع دے رہی ہو۔"

"تم نہیں سمجھ سکتے کہ مجھے کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں تہبا تھی! ایسے حالات  
میں وہاں سے ہٹا مکن نہ تھا! شاید اب بھی نہ پہنچ سکتی! وہ تو اتفاقاً ایک ماہی گیرل گیا جس کے ہاتھ  
میں اپنے ایک استثنی کو خط پہنچوانے میں کامیاب ہو گئی! جب وہ تین آدمیوں سمیت وہاں  
پہنچ گیا تھا میں آیکی ہوں! اُس پاس کچھ کھنڈر ہیں جہاں سے وہ اُس عمارت کی نگرانی کر رہے  
ہیں!۔"

"تو پھر میں بھی چل رہا ہوں! کیا اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی نہالوں!۔"  
"دوسرے ساتھی! مار تھانے حیرت سے کہا۔ پھر بولی۔ "صرف کالے آدمی کے متعلق کہہ

رہے ہو! ”

”خیں! جولیا نا اور چوہاں۔“

”کھاں رہتے ہو۔ وہ بیہاں کب ہیں۔“

”کیوں؟.... کیا مطلب۔“

”اوہ.... تو کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ تمہارا لیڈر انہیں واپس بھجوا کا ہے!“

”میں نہیں جانتا! خدا جانے وہ کیا کرتا پھر رہا ہے! بعض اوقات حق پاگل بنا دیتا ہے۔“

”فکر مت کرو! مجھے تو قم نہیں ہے کہ آئندہ پھر کبھی اس سے ملاقات ہو سکے!“

”اوہ.... تم کیا جانو اسے.... اسے سمجھنا بہت مشکل ہے! وہ چوہوں کی طرح مرنے کے لئے نہیں پیدا ہوا۔ جوز کھاں ہے۔“

”اوے اس نے کسی کی گرفتاری پر مامور کیا تھا! وہ اب بھی وہی کر رہا ہے!“

صفر نے بڑی جلدی میں بیاس تبدیل کیا! اس خبر نے اسے الگھن میں ڈال دیا تھا! یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ عمران سے کبھی کوئی غلطی ہی نہ ہوتی! ہو سکتا ہے اس بار حق موت ہی نے آواز دی ہو! لیکن اس کی موت کا تصور کتنا تکلیف دہ تھا! صدر کو اسی وقت احساس ہو سکا! وہ اب تک درجنوں مہماں میں اس کا فرش رہ چکا تھا! اس کے ساتھ قیچیے بھی لگائے تھے اور سختیاں بھی جھیلی تھیں! اکثر اس پر غصہ بھی آیا تھا! اور پھر اپنے رویے پر ندامت بھی ہوئی تھی کیونکہ جس بے شکی بات پر غصہ آیا تھا وہی کچھ دیر بعد بے حد کام کی ثابت ہوئی تھی لیکن یہ معاملہ ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا! اگر ڈگنوبغا کے مالشین میں سے تھا تو پھر اسی کے پیچھے پڑ جانے کا کیا مقصد ہو سکتا تھا!

وہ مار تھا کے ساتھ جائے واردات کی طرف روانہ ہو گیا!



ڈگنونے ایک بار پھر اس کرے پر یلغار کی جہاں وہ دونوں قید تھے! اس بار وہ تباہ نہیں تھا سو کے ساتھ پانچ مسلخ آدمی تھے! مویکا اسے دیکھتے ہی کسی غصہ ور بیلی کی طرح غرا کر کھڑی ہو گئی! لیکن احمد مندہ لٹکائے ہی بیٹھا رہا۔

”ٹوئی کھاں ہے۔“ ڈگنونے مویکا کو گھورتے ہوئے خونخوار لجھے میں کہا۔

”اگر مجھے معلوم بھی ہو گا تو نہیں بتاؤں گی۔“

”میں تمہارے جسم سے کھال بھی اتردا سکتا ہوں۔“

”میرے لئے اس کی پوستیں ہوادیتاں۔“ احمد نے سراخا رکھا۔

”تم خاموش رہو۔“

”تو مجھے جواب دے۔ ذلیل! ہوپی کو کس نے قتل کیا تھا!“

”میں نے۔ ڈگنونے میں پر ہاتھ مار کر کہا۔“ اور اس کے باوجود ہبھی اسی کی بیٹی میری محظوظ تھی! میرے لئے کام بھی کرتی تھی! اور اب وہ بھی ہوپی ہی کے پاس پہنچ جائے گی اگر اس نے ٹوٹی کا پتہ نہ بتایا۔“

”مویکا کھڑی دانت پیٹتی رہی!۔“

”اڑے تو تم نے مجھے کیوں خواہ پکڑ کر کھا ہے۔“ احمد نے کہا۔

”تمہیں مجھ کو وہ کرت سکھانا پڑے گا جس کی وجہ سے تم گولیوں سے فک جاتے ہو!“

”کرت ب نہیں.... کالا جادو۔“

”میں احمد نہیں ہوں! اخیر تم اپنی بکواس بند کرو! مجھے اس عورت سے پہنچے دو! تم سے تو میں بعد کو سمجھوں گا!“

”اوٹ پر پیٹھ کر سمجھنا اور نہ پھر غلطی کرو گے!“

دفعتہ عمارت کے کسی گوشے سے شور بلند ہوا.... اور ڈگنونے کو چوک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا! اس کے مسلح ساتھی بھی دروازے ہی کی طرف مڑ گئے تھے۔

عمران نے بڑی مکھتی سے ڈگنونے کو کھڑکی اور اسے اٹھا کر اس کے ساتھیوں پر پھیک مارا!

اسی دوران میں دوڑتے ہوئے قدموں کی بھی آوازیں آئیں۔

ڈگنونے کے ساتھی اس اچانک حملے سے بولکھا گئے تھے! وہ ڈگنونے کو اٹھانے کے لئے جھکے ہی تھے کہ

عمران نے بھی اُن پر چھلانگ لگائی! جن کے قدموں کی آوازیں سنی گئیں تھیں وہ عمران کے

مد دگار ہی تاثب ہوئے! صدر سب سے آگے تھا! پھر کسی کو اتنا ہوش نہ رہا کہ وہ ریو الور استعمال

کر کے کی کوشش کرتا! کبھی گھٹ کر رہ گئے تھے۔

دفعتہ مویکا چینی! اوہ.... وہ گیا! وہ پھر نکل گیا! دیکھو!

مگر کون تھا! ڈنگو کے ساتھی پاگلوں کی طرح لڑ رہے تھے اور دروازہ آپس میں گتھے ہوئے۔  
آدمیوں کی وجہ سے دیوار بن کر رہ گیا تھا! عمران نے ایک بار پھر زور لگایا اور کسی نہ کسی طرح  
دروازے سے گزر ہی گیا۔

ڈنگو کا دوبارہ نکل جاتا اُسے گراں گزرا تھا! وہ مضطربانہ انداز میں عمارت کے مختلف حصوں  
میں دوڑتا پھرالیکن ڈنگونہ ملا! صدر دروازے کے قریب دمسمع آدمی بیہوش پرے نظر آئے ان  
کے سرروں پر خوبیں تھیں! اشاید انہیں عمران کے مدگاروں ہی نے زخمی کیا تھا!۔  
پھر جیسے ہی وہ عمارت سے باہر نکلا سے مارھانظر آئی۔

"اوہ.... تھ..... تم.... زندہ ہو۔" وہ اس کی طرف بڑھتی ہوئی بوکھائی سے انداز میں  
بولی۔

"کہاں! نہیں تو!۔ ایر جنسی پر دوبارہ واپس آیا! مرنے کے بعد بھی اگر یہ خیال آجائے کہ  
تجوری مقفل کرتا بھول گئے تھے تو روچ بوکھلا کر جسم میں واپس آجائی ہے! تم نے ڈنگو کو تو باہر نکلتے  
نہیں دیکھا۔"

"نہیں ادھر سے کوئی بھی نہیں گزر۔ اندر کیا ہو رہا ہے۔"  
مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ اب وہاں کیا ہو رہا ہے! ڈنگو تو نکل ہی گیا! اچھا کوئی  
گازی فالتو ہے یہاں؟"

"ہاں ہے! میری گازی! میں دونسری گازی میں چلی جاؤں گی!"  
موییکا اندر ہے! ڈنگو اسے قتل کر دینا چاہتا تھا! اس کی حفاظت بھی تمہارے ذمہ ہو گی! میں  
بہت جلد ملوں گا!۔ نانا۔"

مارھنا اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی! لیکن وہ تو دوڑ کر اس کی گازی میں بیٹھ چکا تھا!



موییکا ان کے ساتھ چلی تو آئی تھی لیکن اس کے چیرے پر گھرے تفکر کے آثار تھے! اکثر وہ  
آن سے پوچھنے لگتی کہ وہ کون ہیں! اور اس معاملے سے انہیں کیاسر دکار ہو سکتا ہے؟ لیکن وہ بتاتے  
ہی کیا! ایسی کہہ کر خاموش ہو جاتے کہ وہ کرایہ پر حاصل کئے ہوئے کچھ آدمی ہیں۔ صحیح حالات کا  
معلم اُسی شخص کو ہو سکتا ہے جسے وہ احقیق جادوگر کے نام سے یاد کرتی ہے!

"تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔" اُس نے مارھنا سے پوچھا۔  
"پچھے بھی نہیں جوان لوگوں کی حیثیت ہے وہی مردی بھی ہے!"  
"وہ یوگو سلاادیہ کا باشندہ ہے۔"  
"پتہ نہیں! ہم سے تو اس بارے میں پچھے بھی نہیں بتایا!"  
"وہ تمہیں بھی غرق کرے گا! اس کا ساتھ چھوڑو۔"  
"اوہ... تم کتنی با شکر گزار ہو موییک! مارھابوی!" کیا ڈنگو تمہیں قتل نہیں کرتا چاہتا  
تھا!

"یہی تو میں جانتا چاہتی ہوں کہ یک بیک وہ میرا اتنا دشمن کیوں ہو گیا! ہمارے درمیان ناقہ  
ذلوانے والا بھی یہی حق تھا! میں نہیں سمجھ سکتی کہ وہ کیا چاہتا ہے!"  
صفدر جو اسی تک خاموش تھا اسے مخاطب کر کے بولا۔ "ڈنگو تمہارا دشمن کیوں ہو گیا  
ہے!"

"یہ بھی وہی شیطان جاتا ہو گا! میں کیا بیاؤں مجھے کب تک یہاں رہنا پڑے گا۔"  
"اگر تم مرتا ہی چاہتی ہو تو ہم کس طرح روک سکیں گے۔" مارھابوی۔  
"زندگی اور موت کی میری نظرؤں میں کوئی وقعت نہیں ہے لیکن میں اس وقت تک یہاں  
ٹھہرنا چاہتی ہوں جب تک کہ اس سے فیصلہ کن گفتگو نہ کروں! پتہ نہیں یہ سب کیا ہو رہا ہے! کیا  
تم لوگ ٹوٹی کو بھی جانتے ہوئے?"

"ہم فی الحال ڈنگو اور موییک کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے۔" صفر نے کہا اور ہمارا کام یہ  
ہے کہ ہم تمہاری حفاظت کریں!"

"آخر یہ احقیق کس قسم کا آدمی ہے! موییکا صدر کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "تم بھی  
مجھے اس کے ہم وطن معلوم ہوتے ہو! تمہارے اور اس کے انداز گفتگو سے یہی ظاہر ہوتا ہے  
کہیں تم وہی تو نہیں ہو، جو اس رات اس کے ساتھ تمار خانے میں تھے جب اس نے جادو کے  
کرتبا دکھائے تھے!"

"وہ ہر قسم کا آدمی ہے۔"  
"اُس سے پھر تیلا آدمی آج تک میری نظرؤں سے نہیں گزرا... دس فٹ کے فاصلے سے

کچھ فالتو را اٹڑزے دو!"

"ہمارے پاس نہ ریوالور ہے اور نہ فالتو را اٹڑز۔" مار تھا بولی۔ "لیکن ہم تمہارے مشورے پر ضرور عمل کریں گے!"

صدر نے کہا۔ "یہ ناممکن ہے.... کیونکہ....!"  
مار تھا نے آنکھ مار کر اسے خاموش کر دیا۔

صدر اور مار تھا کے آدمیوں نے دس منٹ کے اندر عمارت چھوڑ دی! صدر نے باہر نکل کر مار تھا سے پوچھا۔ "تم نے ایسا کیوں کیا؟"

"اس کی ذمہ داری تمہارے لیڈر پر ہے!"  
کیوں اس نے کیا کہا تھا!"

"یہی کہ موئیکا کو تھا چھوڑ دو اور مگر انی کرو کہ وہ کیا کرتی ہے! اگر وہ عمارت سے کہیں جائے تو اس کا تعاقب کیا جانا ضروری نہیں ہے۔ مگر انی سے مراد غالباً یہی ہے کہ کوئی دوسرا اس کی موجودگی میں عمارت میں نہ داخل ہو سکے!"

تقریباً میں یا بائیس منٹ بعد موئیکا عمارت سے نکلی تھی لیکن اس کے چہرے پر نقاب تھی!

آن کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک یہی زکوائی اور اس میں بیٹھ کر ایک جانب روشن ہو گئی!  
مار تھا صدر کے ساتھ ہی تھی یہیک وہ اچھل پڑی اور صدر اسے گھورنے لگا!

"اوہ.... دھوکا! اف فوہ.... شامدہ تمہارے لیڈر کی کال نہیں تھی!.... اٹھو! جلدی کرو  
وہ ڈنگو تھا! اس کی گازی سامنے والی گلی سے نکلی تھی! وہ اس کے پیچھے گیا ہے!"

مار تھا کے دوسرے ساتھی مختلف قہوہ خانوں میں تھے! اس نے وہ جلدی میں انہیں بھی ساتھ نہ لے سکی! سڑک پر پہنچتے ہی انہیں بھی یہی مل گئی! اسیاہ کار بھی نظر آرہی تھی چونکہ سڑک پر ٹرینک کا اثر حام تھا اس لئے گازیوں کی رفتار تیز نہیں تھی!

"سیاہ گازی کے پیچھے چلتا ہے۔" مار تھا نے ڈرائیور سے کہا۔ "گستاپو۔"

"اوکے۔ مادام۔" ڈرائیور نے اپنی ٹوپی چھو کر کہا۔

"کیا تم نے اس کی آواز پہچانی نہیں تھی!" صدر نے پوچھا۔

"اب کیا بتاؤ! اس وقت تو یہی معلوم ہوا تھا کہ وہی بول رہا ہے۔"

اس پر چھ فائر کئے گئے لیکن ایک بھی گولی اس کے نہیں لگی! فالر کرنے والا ڈنگو جیسا قادر انداز تھا جس کا نشانہ کبھی خطای ہی نہیں کرتا۔

"نہیں۔" مار تھا بہت محیر نظر آئی۔

"یقین کرو جس وقت ڈنگو فالر کر رہا تھا اس احمد کے پیر زمین پر لگتے نہیں معلوم ہوتے تھے۔ بس ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہو!"

مار تھا نے صدر کی طرف دیکھا اور صدر سر ہلا کر بولا۔ "موئیکا کا یہاں مبالغہ آمیز نہیں ہے! وہ ایسا آدمی ہی ہے۔"

"بھی وہ احمد اور پاگل معلوم ہوتا ہے اور بھی ایسا لگتا ہے جیسے اس سے زیادہ عقائد آدمی آج تک پیدا ہی نہ ہوا ہو! اذرا ہی دیر میں اس کی پوری شخصیت بدلتی ہے!" موئیکا سانس لینے کے لئے رکی اور پھر بولی مجھے اس کے لئے تشویش ہے کیونکہ ڈنگو بھی مکاری میں اپنا جواب نہیں رکھتا! وہ ہم لوگوں کے لئے سارا شہر کھنگل کر رکھ دے گا!"

صدر کا دل چاہ رہا تھا کہ بونا کا تذکرہ چھیڑے لیکن پھر یہی سوچ کر خاموش رہ جانا پڑا کہ کہیں یہ عمران کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ وہ خیالات میں ڈوب گیا۔ مار تھا اور موئیکا ٹنگو کر رہی تھیں لیکن صدر اب اُن سے قطعی بے تعلق یہی سوچے جا رہا تھا کہ اگر ڈنگو بونا کے مخالفین میں سے تھا تو اس سے بھر جانا کہاں کی داشمندی ہے! خواہ خواہ! نرجی کیوں بر باد کی جا رہی ہے! کیا بونا کے کسی مخالف سے ٹکر اجائے کے بعد اُن تک رسائی ممکن ہے! صدر سوچتا اور بور ہوتا رہا۔

وفتنون کی گھنٹی بجی اور وہ چونکہ پڑا! مار تھا رسیور اخبار ہی تھی! اس نے کسی کی کال رسیو کی! اور پھر رسیور رکھ کر بوکھلانے ہوئے انداز میں صدر کی طرف مڑی۔ "تمہارے لیڈر کی کال تھی! اُس نے کہا ہے کہ.... ڈنگو کے آدمی ادھر آ رہے ہیں! انہیں یہاں موئیکا کی موجودگی کی اطلاع ہو گئی ہے!"

"اوہ۔" صدر موئیکا کی طرف دیکھنے لگا! لیکن اُسے اس کے چہرے پر سراسیگی کے آثار دکھائی دیئے۔ وہ بے صہبہ سکون نظر آرہی تھی!

"تم لوگ مجھے یہاں تھا چھوڑ کر چلے جاؤ!" اس نے کہا۔ "میں دلکھ لوں گی۔ ڈنگو مجھے اس وقت تک گزندہ نہیں پہنچا سکتا جب تک ٹوپی نہیں جائے! جاؤ تم سب! مجھے صرف ایک ریوالور اور

"مگر اس نے کہا کیا تھا۔"

"یہی کہ کسی طرح مونیکا کو عمارت میں تھا چھوڑ دو اور باہر سے گمراہ کرو ایہ تدبیر اُسی نے بتائی تھی کہ میں ڈگنوں کے آدمیوں کا نام لوں اور اس سے کہوں کہ ہم لوگ اپنی جانیں خطرے میں نہیں ڈال سکتے اس لئے وہاں سے جا رہے ہیں اس کا جو دل چاہے کرے! لیکن اس نے خود ہی یہی تجویز پیش کر دی تھی۔"

صدر سوچ میں پڑ گیا! سیاہ کار اب بھی اُن کی نظر وہی میں تھی! اس کا تھا کے بیان کے مطابق ڈگنوں کا رہا میں مونیکا کا تعاقب کر رہا تھا!

## O

مونیکا نے ایک بار بھی پچھے مزکر دیکھنے کی رحمت نہیں گوارہ کی اُسے یقین تھا کہ وہ ڈگنوں کے پیچے سے پہلے ہی اس عمارت سے نکل آئی تھی۔

"ڈر انیور اجیز چلو۔" اس نے کہا۔

"رش بہت ہے مادام۔" ڈر انیور بولا۔ "اس سڑک پر گذر جانے کے بعد ہی میں آپ کی مرضی کے مطابق چل سکوں گا!"

مونیکا خاموش ہو گئی! وہ بہت مضطرب تھی! بار بار گالوں پر نہرانے والی لٹوں کو انگلی سے مروڑنے لگتی تھی!

چھوڑی ہی دری بعد کار ایک سنہان سی سڑک پر آگئی اور اس کی رفتار خاصی تیز ہو گئی! مونیکا شاہزادہ ہنی طور پر اتنی ابھی ہوئی تھی کہ اس نے اب بھی پچھے مزکر دیکھنے کی رحمت گوارا نہیں کی! یہ اور بات ہے کہ اسے اس تعاقب کا اندازہ نہ ہوا کیونکہ اس سڑک پر روشنی ناکافی تھی اور سیاہ کار کی ہیئت لا یہیں بھی نجھی ہوئی تھیں۔

"بس! بس! بیہیں روک دو! اس نے ایک جگہ تیکسی ڈر انیور سے کہا اور کرایہ ادا کرنے کے لئے جیکٹ کی جیبیں نہ لئے گئیں۔"

تیکسی سے اتر کر وہ سڑک کے باہمیں جانب نشیب میں اتر گئی! تاروں بھرے آسمان کے پیش منظر میں کہیں کہیں چھوٹی بڑی عمارتوں کے آثار نظر آرہے تھے اور ایک جانب بڑھتی چلی گئی۔ پھر ایک چھوٹی سی عمارت کے قریب رکی! جس کی ایک کھڑکی میں روشنی نظر آرہی تھی!

برآمدے میں پہنچ کر اس نے دروازے پر دستک دی! اچھے دیر بعد اندر سے کسی کے چلنے کی آواز آئی اور پھر دروازے کے پاس ہی قدم رک گئے۔

"کون ہے؟" اندر سے کسی نے بھراہی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں ہوں۔ مونی! دروازہ کھولو۔ مجھے یقین تھا کہ تم یہیں آؤ گے!" مونیکا نے کہا۔

"اوہ..... بے بی..... خدا کے لئے مجھ سے دور رہو۔" اندر سے آواز آئی! "میں تمہاری موت کا خواہاں نہیں ہوں! مجھ پر جو گزرے گی بھگت لوں گا!"

"پرواہ مت کرو! ہوپی پوٹاں میں کی بیٹی موت سے نہیں ڈرتی! دروازہ کھولو۔"

"ایذا ڈگنوں سے تمہاری صلح ہو گئی ہے۔"

"نہیں میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے سکتی جب تک کہ اس کے خون سے غسل نہ کر لوں۔"

دروازہ کھل گیا اور مونیکا تیزی سے اندر داخل ہوئی! پھر دروازے کو دوبارہ بند کر کے بولٹ کرنے والی بھی وہی تھی! ٹوٹی ہکا لکا کھڑا تھا۔

"تم نے یہ نظرہ کیوں مول لیا بے بی۔ اگر کوئی تمہارا تعاقب کرتا ہوا آیا ہو تو!"

"کوئی بھی نہیں! میں مطمئن ہوں!"

وہ ایک کمرے میں آئے! یہ عمارت مشرقی وضع کی تھی! اس کے اندر صحن بھی تھا اور اس کی دیواریں سات یا آٹھ فٹ سے زیادہ اوپر جی نہیں تھیں!

"کیا چیخ مجھ تمہارے پاس کسی قسم کے کاغذات ہیں ٹوٹی۔" مونیکا نے پوچھا۔

"اگر.... کاغذات۔ ٹوٹی ہکلا کر رہ گیا!"

"تم مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتے ٹوٹی۔" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔ "ڈگنوں اعتراف کر چکا ہے کہ ہوپی کا قاتل وہی ہے۔"

"اگر.... کاغذات...." ٹوٹی نے پھر طویل سانس لی اور خاموش ہو گیا۔

"ٹوٹی! تم جانتے ہو کہ میں ہوپی کی بیٹی ہوں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہو گئی کہ بالآخر تم میرے ہی ہاتھوں مارے گئے!"

"ہم دونوں آج تک محض انہیں کاغذات کی وجہ سے بچے رہے بے بی ورنہ ڈگنوں ہمیں بھو

ٹھکانے لگا دیتا۔"

"اوہ.... تو تم جانتے تھے کہ ڈگوئی ہوپی کا قاتل ہے۔ بولو.... جواب دو! خاموش کیوں ہو گئے؟"

"م..... مجھے شبہ تھا۔"

"تم بکواس کر رہے ہو! کھلی ہوئی بکواس! اب میں سمجھی! تم شامد انہیں کاغذات کے سلسلے میں ڈگو کو بیک میل کرتے رہے ہو!... کیوں؟"

"کسی کینہ آدمی سے کمینہ پن کا برناوری بات تو نہیں ہے۔ بے بی!"

"اوہ میل.... تمہاری اس کمینگی کی وجہ سے مجھے بڑی ذلت نصیب ہوئی ہے! میں اپنے باپ کے قاتل کا دل بہلاتی رہی ہوں۔ لاوہ کاغذات اب میرے حوالے کر دو.... ورنہ۔"

"دے دوں گا.... دے دونگا۔" وہ خوفزدہ سی آواز میں بولا۔ "لیکن ڈگو مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔"

"لاوہ.... نکلو.... مجھے یقین ہے کہ ایسے موقعہ پر وہ تم سے دو دنہ ہوں گے۔"

ٹونی کا نپٹا ہوا ایک گوشے میں پڑے ہوئے ٹین کے صندوق کی طرف بڑھا اور بیٹھ کر اسے کھولنے لگا! لیکن جب وہ پلا تو اس کے ہاتھ میں ریو اور تھا۔

"اوہ.... نمک حرام! آج تمہیں بھی یہ جرأت ہوئی! مونیکا آنکھیں نکال کر بولی۔" شاید سچ مجھ میرے ستارے گردش میں ہیں۔"

"جاو۔ چلی جاؤ! نکلو یہاں سے! مجھ سے وہ کاغذات کوئی بھی نہیں لے سکتا! میں ان سے لاکھوں روپے نکالوں گا۔"

"تم اب ڈگو سے ایک پائی بھی نہ دصول کر سکو گے۔"

"ہونہہ ڈگو! اوہ حقیر آدمی! وہ ان کی قیمت کیا دے سکے گا! ان کا سودا تو حکومتیں کریں گی! میں ابھی تک کسی مناسب موقع کی تلاش میں رہا تھا! فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ کس حکومت سے بات چیت کی جائے!"

"آخر کیسے ہیں وہ کاغذات!"

جاو! چلی جاؤ! ورنہ کہیں تریکر دب ہی نہ جائے! جاؤ!"

یک بیک موئیکا خوفزدہ نظر آنے لگی اور ٹونی پھر دہڑا۔ جاؤ! اسی میں تمہاری بہتری ہے! ڈگو سے صلح کر لو! اتنا کرو کہ وہ میرا چیچا چھوڑ دے! ان کاغذات کا سودا کرنے کے بعد میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا! اور تم ایک معقول رقم کی حقدار ہو گی!"

"نہیں۔ نہیں! مجھے کچھ بھی نہیں چاہئے! تمہاری صورت سے خوف معلوم ہوتا ہے!"  
موئیکا کا نپٹی ہوئی بولی۔ "مجھے جانے دو!"

"جاو۔ شاباش! تم سمجھدار بچی ہو! ٹونی تمہارا بُر اُنہا نہ چاہے گا! وہ ڈگو کے خون کا پیاسا ہے لیکن ڈگو کی موت کے بعد تمہیں مغلی کی زندگی بسرا کرتے ہوئے نہ دیکھ سکے گا!"

موئیکا دروازے کی طرف مڑ گئی! ٹونی اس کے پیچے ریو اور تانے ہوئے چل رہا تھا۔ موئیکا کے چلنے کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے لڑکھا کر گرپڑے گی۔

"ڑو نہیں! اگر تم ایک اچھی بچی تباہت ہوئیں تو میں تمہیں گولی نہیں مار دیں گا۔"

یک بیک موئیکا پلٹ پڑی! اس کا بیاں ہاتھ ریو اور پڑا تھا اور دیاں ٹونی کی کنپتی پر! ٹونی اس غیر متوقع حملے کے لئے تیار نہیں تھا! ایک طرف توریو اور اس کے ہاتھ سے نکلا اور دوسرا طرف وہ خود لڑکھا تھا! ہوا سامنے والی دیوار سے جا نکل رہا۔

"اب بتاؤ.... وقاردار کتے!" وہ ریو اور دکارخ اس کی طرف کرتی ہوئی دانت پیس کر بولی۔  
"اوہ.... بت.... تم.... وحہ کے بازا!"

"چلو نکالو کاغذات! ورنہ تم جانتے ہی ہو کہ میں کتنی رحم دیں ہوں!"  
ٹونی دیوار سے لگا کھڑا ہاپتا رہا۔

"دیرنہ کر دو رہ میں بچ چتیری کھوپڑی میں کئی سوراخ کر دوں گی!"  
وہ پھر صندوق کی طرف بڑھا۔

"ٹھہر! یوں نہیں!" موئیکا نے اُسے روکتے ہوئے کہا اور خود صندوق کی طرف بڑھ گئی!  
ریو اور کارخ ٹونی ہی کی طرف تھا! وہ ٹھوکریں مار کر صندوق کو کرنسے کے وسط میں کھکا لائی!.... "اب نکالو۔ جلدی کرو۔"

ٹونی گالیاں بکتا ہوا صندوق پر جھک گیا! اُنکن اٹھا کر کپڑوں کی تھیں ہٹائیں اور سرخ رنگ کا ایک چمی بیگ نکالا جس پر سیاہ رنگ کے لہریے پڑے ہوئے تھے!

"خبردار اگر کسی نے بیک کو ہاتھ لگایا۔" مونیکا غرائی۔  
"ا حق نہ بنو۔ عمران نے کہا۔" میں ان کاغذات کو صرف ایک نظر دیکھ کر تمہیں واپس کر دوں گا۔"

صفدر نے بیک اٹھالیا! مونیکا اس پر فائزہ کر سکی۔

"مونی تم غلطی کر رہی ہو! وہ بیک لاگھوں روپے کا ہے!" ٹوٹی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔  
"تم اس کی پروادہ نہ کرو مجھے دوست دشمن کی پیچان کا سلیقہ ہے۔" مونیکا نے کہا! پھر ٹوٹی کی طرف اشارہ کر کے صدر سے بولی۔ "تم اسی کو کو رکھ رکھو! میں ڈگوں کا خاتمہ اپنے ہاتھوں سے کروں گی!"

اس نے ریوال اس کے ہاتھ میں تھام دیا اور خود ڈگوکی طرف جھین۔!

عمران نے صدر کو اشارہ کیا کہ وہ بیک لے کر کھک جائے۔

مونیکا نے ڈگوکی گردن پکڑ کر اسے عمران سے الگ کرنے کی کوشش شروع کر دی اور ٹوٹی یک بیک چیخا۔ "ارے کمخت! وہ لے گیا! بیک لے گیا!"

لیکن وہ آگے نہ بڑھ سکا کیوں کہ اب مار تھار ریوال اور سنبھالے ہوئے اس کی راہ میں حائل تھی!

دفعہ ڈگوکے حلن سے کریہہ قسم کی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران کی ناگھوں پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی!

"ہائی۔ ہائی گانہ گھونٹو۔" عمران بولا۔ "میں تو اس سے ناٹکیں دیوار ہاتھا! کئی دن سے دوڑتے دوڑتے ان کا کچو مر نکل گیا ہے!"

"نہیں! میں اسے زندہ نہ چھوڑوں گی!"

تم غلطی کرو گی! ہو سکتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد وہ کاغذات فضول ہو کر رہ جائیں۔"  
"جہنم میں گئے کاغذات! مجھے تو اس کا خون چاہئے!"

بدقت تمام عمران نے ڈگوکی گردن چھڑائی! اس پر وہ مونیکا پر جھپٹ پڑا! لیکن مونیکا کی ٹھوک اس کی ٹھوڑی پر پڑی تھی! وہ دوسری طرف الٹ گیا! پھر اٹھ کر جھپٹا! لیکن مونیکا نے بھی اس کروں ہی پر رکھ لیا تھا اور ساتھ ہی قبیلے بھی لگاتی جا رہی تھی!

مونیکا اس کے ہاتھ سے بیک چھینتے کے لئے جھلکی اور اس بار ٹوٹی نے جھکائی دے کر ریوال اور پر ہاتھ ڈال دیا لیکن ٹھیک اسی وقت دروازے سے کسی نے ان پر چھلاگ لگائی اور بیک کو سیستہ ہوا آگے چلا گیا۔ یہ ڈگو تھا! مونیکا کے ہاتھ سے ریوال چھوٹ کر فرش پر گرا تھا جسے وہ دوبارہ نہ اٹھا سکی!

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو! ڈگو نے اپنے ریوال کو جبکش دی اور ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے!

"اگر تم نے ذرہ برادر بھی مراحت کی تو ٹوکی بار دوں گا۔" ڈگو دروازے کی طرف ہتا ہوا بولا۔ وہ انہیں کورہی کے رکھنا چاہتا تھا اس لئے اتنے پیور دل چل رہا تھا! یعنی دروازے کی طرف اس کی پشت تھی! غالباً اس کی ایک یہ تھی کہ دروازے سے نکلتے ہی اسے باہر سے بند کر دے گا! اس طرح یہاں سے بعافیت نکل جانے میں اسے آسانی ہوتی لیکن وہ آبھی باہر نہیں نکلنے پا تھا کہ ایک زور دار ٹھوک کر اس کی کمر پر پڑی اور چری بیک سیستہ فرش پر اونٹھے من گرا۔

"گدھ..... ویری فائن۔ بریو دا!" مونیکا مسرت آمیز لبجے میں چینی! احقیقی دروازے میں ہمرا پلٹیں جھپکا رہا تھا۔ مونیکا نے جھپٹ کر ٹھوک ماری اور ڈگو کاریو اور دور جا پڑا۔ ڈگو اٹھ چکا تھا لیکن ہینڈ بیک اس کی چھاتی سے چٹا ہوا نظر آیا!

"ٹوٹی پر نظر رکھو!" عمران نے مونیکا سے کہا اور جھک کر ڈگوکی گردن پکڑ لیا۔

مونیکا نے پھر ٹوٹی کاریو اور اٹھالیا تھا اور اس کا رخ ٹوٹی ہی کی طرف تھا! لیکن اتنی دیر میں ڈگو عمران کے لئے بلاۓ بے درماں بن گیا! وہ بیک کو چھوڑ کر اس کی ناگھوں سے لپٹ گیا تھا۔

"ابے اوسعادت مند۔ یہ کیا کر رہے ہو۔" عمران ذنوں ہاتھوں سے اس کی سر پر چانٹے مارتا ہوا کہہ رہا تھا۔ "ٹا ٹکیں چھوڑ۔"

لیکن ڈگو نے بھی شاید جان ہتھیلی ہی پر رکھ لی تھی! وہ چانٹے کھاتا رہا لیکن ٹا ٹکیں نہ چھوڑیں!

عمران محسوس کر رہا تھا کہ وہ کسی بھینے سے کم طاقتور نہیں ہے۔  
یک بیک صدر اور مار تھا کمرے میں داخل ہوئے!

"یہ چری بیک اٹھالو صدر۔" عمران نے کہا۔ وہ اب بھی اپنی ناگھوں کو ڈگوکی گرفت سے اڑا کر لینے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔

پچھہ دیر بعد ڈگوبے سندھ ہو کر گر گیا۔

## O

اسی رات وہ سب ایک ایسی عمارت میں نظر آئے جس کا تعلق ایکس ٹو کے اینجنیوں سے تھا! ٹوئی اور ڈگور سیلوں سے بکڑے فرش پر پڑے ہوئے تھے اور عمران جو بیگ سے کاغذات نکال رہا تھا۔

"اوہو...." وہ کیک اچھل پڑا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تصویر تھی! کسی بادشاہ کی تصویر، جو شاہانہ لباس میں تھا! موئیکا تصویر پر جھک پڑی۔

"یہ کون ہے؟" وہ بڑا بڑا۔

عمران نے تصویر صدر کے سامنے ڈال دی اور وہ بھی بوکھلا کر آنکھیں چھاڑنے لگا تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا! "والئی ظلمات۔"

"کیوں پیچانا تم نے۔" عمران نے صدر سے پوچھا۔

"مگر یہ کجھت... شاہی لباس میں! یہ والئی ظلمات کیا بلایا ہے۔"

"کون ہے؟" موئیکا نے پوچھا۔

"بوغا!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا! پھر ڈگوکی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اور یہ بوغا کا ایک ایجنت ہے، جو اس کے دشمنوں کو ٹھکانے لگاتا رہا ہے! بوغا کے گروہ سے ٹوئے ہوئے لوگ اسے بوغا کا دشمن سمجھ کر اس کے پاس آتے ہیں اور یہ نہایت آسانی سے انہیں ختم کر دیتا ہے! تمہیں یاد ہی ہو گا کہ کچھ ہی دن پہلے ایک تفریح گاہ میں ایک آدمی کی لاش ملی تھی۔ کیا وہ پناہ لینے کے لئے ڈگوکے پاس نہیں پہنچا تھا! میں اسے جانتا ہوں! وہ لا تو شے کا ایک باشندہ بالی تھا! ڈگو ہی نے اسے قتل کر دیا! کیا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں ڈگو۔"

ڈگو کچھ نہ بولا! عمران کہتا رہا۔ "بوغا کے اینجنیوں میں شاید یہ کوئی اہم ترین آدمی ہے۔" پھر وہ خاموش ہو کر دوسرا سے کاغذات نکالنے لگا۔

"موئیکا ٹوئی کو گھور رہی تھی! کچھ دیر بعد اس نے اس سے پوچھا۔" یہ کاغذات ہوپی کو کہاں سے ملے تھے!

"زادہ یہ کاغذات خویں ہیں! بخوبی ہیں! وہ بھی ان کا سودا کرنا چاہتا تھا! لیکن مارا گیا۔ اور میں!

دیکھو تیر اکیا انجمام ہوتا ہے۔"

"میں پوچھ رہی ہوں اُسے یہ کاغذات کہاں سے ملے تھے۔"

"ایک غیر ملکی جاسوس کے قبضے سے ہوپی نے اُسے قتل کر کے حاصل کئے تھے۔ میرے خدا کا شہر یہ میرے قبضے میں نہ آئے ہوتے! ڈگو اس فریم تھا کہ جیسے ہی کاغذات اس کے سامنے آئیں گے وہ ہوپی کو گولی مار دیکا! اور ہوپی نے کچھ اُٹ پنگ اس کے لگے لگا کر ایک لمبی رقم اینٹھے لینے کی اسکیم بنائی تھی! ڈگو نے وہی کیا جو اس نے سوچا تھا! ہوپی مارا گیا اور ڈگو کے ہاتھ بے سرو پا کاغذات لگے۔ مجھے معلوم تھا کہ اصل کاغذات کہاں ہیں! میں نے سوچا کہ اب میں کسی مناسب موقع پر ان سے فائدہ اٹھاؤں گا! ڈگو کو شہر تھا کہ میں اصلی کاغذات کا علم رکھتا ہوں! لیکن اُس نے مجھ پر تشدد نہیں کیا! اب اس نے دوسری پالیسی اختیار کی! میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ ڈگو ہوپی کا قاتل ہے لہذا اس نے ایک بڑی رقم دے کر میرا منہ بند کر دیا! اور دوسری طرف موئیکا پر ڈورے ڈالے! وہ اس سے کہتا رہا کہ بوغا ہی نے ہوپی کو قتل کر لیا ہے کیونکہ شاید اس کے پاس بوغا کے متعلق کچھ کاغذات تھے! بہر حال ڈگو نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ ایک نہ ایک دن ہوپی کے قاتل سے ضرور انتقام لے گا! ساتھ ہی وہ موئیکا سے یہ بھی کہتا رہا کہ اسے شبہ ہے کہ ٹوئی کو ان کاغذات کا علم ہے وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں ہوں گے! مقصود یہ تھا کہ موئیکا مجھ سے ان کاغذات کا مطالبہ کرے۔ دوسری طرف میں یہ سوچتا تھا کہ ڈگو مجھے ہوپی کے قتل کے سلسلے میں رازداری کی بہت بڑی رقم ادا کر رہا ہے لہذا میں ہوپی کی بیٹی کو اس کے اصل قاتل کے بائے میں کچھ نہ بتاؤں! بس میں موئی کو ناتالارہا اور اسے یقین ہو گیا کہ میرے پاس اس قسم کے کوئی کاغذات نہیں ہیں! ڈگو کو محض شبہ ہے لیکن پھر اچانک ڈگو نے مجھ پر تشدد شروع کر دیا۔"

عمران اس دوران میں کاغذات کا جائزہ بھی لیتا رہا تھا اور ٹوئی کی طرف بھی کسی حد تک توجہ رہی تھی! اس نے کاغذات کو دوبارہ بیگ میں رکھتے ہوئے ٹوئی سے کہا۔ "لیکن یاد کرو! کیا کبھی تم نے کسی سے ان کاغذات کا تذکرہ کیا تھا؟"

"من.... نہیں..... مجھے تیار نہیں۔"

عمران نے جوزف کو آواز دی! اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ کمرے میں داخل ہوا اُس کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا لیکن ایسا معلوم ہوا رہا تھا جیسے وہ بہت زیادہ پی گیا ہو! قدم رکھتا کہیں تھا اور

پڑتے کہیں تھے۔!

”اوہ ایڈگر.....!“ ٹوٹی بھرائی ہوتی آواز میں بولا۔

”کیا اس نے تمہیں کچھ بتایا تھا؟“ عمران نے پوچھا۔

صدر اس آدمی کو گھوٹا رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہو۔ اوہ..... وہ یک بیک چونک پڑا..... یہ تو ہی آدمی تھا۔ اسے یاد آگیا۔ وہی آدمی ..... جسے اس نے ڈنگو کے قرار خانے میں اس بنا پر پیٹے دیکھا تھا کہ اس نے جوئے میں کسی قسم کی بے ایمانی پر احتجاج کیا تھا اور ڈنگونے اس کی میزالت دی تھی۔

”میں نے اسے کچھ نہیں بتایا۔“ ٹوٹی بولا۔

”ایک بار نہیں میں تم اس کے سامنے کچھ نہ کچھ ضرور اگل پکھے تھے۔“ عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔

”مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا۔“

عمران نے جو زف کو دیپس جانے کا اشارہ کیا اور موینکا سے بولا۔ ”ٹوٹی نے اسے ایک بار نہ کی جھوک میں بتایا تھا کہ وہ جب چاہے ڈنگو کو خاک میں ملا سکتا ہے! وہ چاہے تو موینکا ہی ڈنگو کے سینے میں خبر اتار دے گی! اس کے پاس ایسے کاغذات ہیں جو موینکا کے باپ کے قاتل پر روشنی ڈال سکیں گے جب ڈنگونے ایڈگر کو قدار خانے میں مارا تھا اور اس کی توہین کی تھی! جب دوسرے دن ایڈگرنے بھی بھی بھلے دہرائے تھے! اس نے کہا تھا کہ وہ جب چاہے ڈنگو کو خاک میں ملا سکتا ہے اٹوں اس کا دوست تم سے ہی اُس کی گردان کٹوادے گا! اس کے پاس کچھ ایسے ہی کاغذات ہیں جنہیں دیکھ کر تم بھر جاؤ! ویسے مجھے تو دراصل یہی بات پایہ ثبوت کو پہنچانی تھی کہ ڈنگو بوغا کا دشمن نہیں ابھیت ہی ہے! بالا پر میری نظر تھی اور وہ یہاں ڈنگو کے علاوہ اور کسی سے نہیں ملا تھا! بس تو ایڈگر اس رات کے دوسرے ہی دن اتفاق سے ایک جگہ مل گیا! اس وقت یہ بھی نہیں ہی میں تھا! میں نے رات کا تدکرہ چھیڑ دیا! انش کی حالت میں غصہ آ جانا بڑی وابیات بات ہوتی ہے! اس نے سب کچھ اگل دیا! اس کے بعد ہی میں نے تفریخاں فون پر ڈنگو سے چھیڑ چھاڑ کی تھی جس کے نتیجہ پر آج وہ سامنے پڑا ہے! اون کال کے بعد یہ بیچارہ یوکھا لگا تھا! اس کی دانست میں تو ٹوٹی کے علاوہ اور کوئی اس راز سے واقف ہی نہیں تھا لیکن جب کسی دوسرے سے اس نے ہوپی کے قتل کا راز سناتا تو سوچا کہ ممکن ہے یہ نامعلوم آدمی کاغذات کے متعلق بھی جانتا ہو! الہذا جلد از جلد اس کا تصفیہ ہو ہی جانا چاہئے! اس نے تمہیں اور ٹوٹی کو گھیرا۔ ٹوٹی نکل گیا! لیکن میں نے

اندازہ لگایا کہ تم وہ جگہ جاتی ہو جہاں ٹوٹی گیا ہو گا۔ لہذا میں نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کر دی کہ وہ تمہیں اس عمارت میں تھا جھوڑ دیں! مجھے یقین تھا کہ اس قسم کا کوئی موقع ہاتھ آتے ہی تم تیر کی طرح ٹوٹی کی طرف جاؤ گی! دوسری طرف میں نے ڈنگو کے ایک آدمی کی طرف سے اسے فون پر اطلاع دی کہ تم اس عمارت میں ہو اور غالباً تمہارا راہ ہے کہ ٹوٹی کی ملاش میں جاؤ! ڈنگو تھا نکل پڑا! پوچکہ کاغذات کا معاملہ تھا اس لئے اس نے مناسب نہ سمجھا کہ اپنے آدمیوں میں سے بھی کسی کو ساتھ لے جائے! میں دراصل تم تینوں کو ایک بار پھر کیجا کرتا چاہتا تھا! مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ ڈنگو کے پھر سے نکاب ہٹائی جائے! میرے دہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ کاغذات میرے لئے بھی اتنے ہی اہم ہوں گے جتنے ڈنگو کے لئے ہو سکتے ہیں!“

”میں نہیں سمجھی۔“ موینکا نے سر ہلا کر کہا۔

”میں بھی تو بونا ہی کی ملاش میں ہوں! اور یہ کاغذات اس کے اصلی ہیڈ کو اڑڑ کی جانب اشارہ کرتے ہیں!“

”کیا تم پہلے بھی کبھی بونا کو دیکھ چکے ہو؟“

”ند کیچھ چکا ہوتا تو تصویر کی شاخت کیسے کر سکتا۔“

”مگر تمہیں اس کی ملاش کیوں ہے؟“

”پرانی و شنی المباقة ہے جسے میں دہراتا نہیں چاہتا۔“

”یہ جھوٹا ہے۔ یہ بھی بزنی ہی کرے گا۔“ ٹوٹی حلقت پھاڑ کر دہڑا۔

”خاموش رہو!“ موینکا آنکھیں نکال کر بولی۔ ”وزنہ میں تمہیں کتنے کی موت مار دلوں گی!“

”تمہاری بیانی دوڑ نہیں ہے!“ ڈنگو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”لیکن تم میری بیانی دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہو گے۔“ موینکا نے کہا پھر عمران کی طرف دیکھ کر بولی۔ ”تم نے کیا فیصلہ کیا! میں اسے زندہ نہ چھوڑ دیں گی۔“

”میرا فیصلہ ہے کہ تم اسے ان کاغذات کے عوض لے جاسکتی ہو۔ اگر کاغذات چاہوں گی تو وہ

”نہیں مل جائیں گے لیکن ڈنگونے مل سکے گا۔“

”مجھے کاغذات کی ضرورت نہیں۔ میں ٹوٹی اور ڈنگو دونوں کو لے جاؤں گی!“

”مگر کرو گی کیا ان کا۔“ صدر نے پوچھا۔

"تمہیں ان فضول باتوں سے کیا سر و کار۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔ "اپنے کام سے کام رکھو ہمیں ان کے نجی معاملات سے کوئی دلچسپی نہ ہونی چاہئے! میں تو یہ بھجو کر ان دونوں کو اس کے پرد کر رہا ہوں کہ یہاں کسی بتیم خانے میں داخل کرادے گی!

مونیکا چند لمحے سوچتی رہی! پھر اٹھتی ہوئی عمران سے بولی۔ "وزرا و حیر آؤ۔"

وہ عمران کو دوسرا بے کمرے میں لائی اور چند لمحے کچھ سوچنے رہنے کے بعد بولی۔ "کیا تم ان کانفڑات کی مدد سے بونا کی تلاش میں نکلو گے۔"

"یقینی بات ہے۔"

"میری نظر ان کے بعض حصوں پر پڑی تھی! وہ ان جزاں کی کہانی سناتے ہیں جنہیں عام طور پر ظلمات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے! آج تک کوئی بھی ان کے جنگلوں میں نہیں داخل ہو سکا۔" "میں نے بھی سنائے۔"

"وہ تعداد میں پندرہ ہیں! اور سب کے سب دیران! میرا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی تمہیں وہاں

نکلنے لے جائے گا۔"

"آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو۔"

"میری مدد کے بغیر تم وہاں نک نہیں پہنچ سکو گے۔"

"تو کرو نہ دو! میں نے کب منع کیا ہے۔"

"میں ساتھ چلو گی۔"

"اڑے باپ رے۔" عمران اردو میں بڑی بڑیا۔

"کیا! میں نہیں سمجھی۔"

"م..... مطلب یہ کہ ..... شش شکریہ! ضرور ساتھ چلو۔"

"تم یہاں سے ایسے آدمی بھی نہ مہیا کر سکو گے، جو تمہارے ساتھ جائیں۔"

"ٹھیک ہے!" عمران نے طویل سانس لی۔

وہ پھر وہیں آگئے جہاں سے اٹھ کر گئے تھے! مونیکا ڈگو اور ٹونی کو یہاں سے لے جانے کی تیاری کرنے لگی!

## عمران سیریز نمبر 38

# ظلماں کا دیوتا

پانچواں حصہ



## پیشہ

"بُوغا" کے سلسلے میں عمران کا آخری ایڈ و پچر ملاحظہ فرمائیے۔

جی ہاں.....!

میں نے ایڈ و پچر کہا ہے۔

اس لئے پڑھنے سے پہلے ہی اس پر جasoosi کی چھاپ نہ لگا جائے گا۔

میں نے وعدہ کیا تھا کہ یہ بُوغا کی آخری کہانی ہو گی..... لہذا پڑھنے آخري کہانی..... لیکن میرا دعویٰ ہے کہ اختام پر پچھ کر آپ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ کہانی زبردستی ختم کی گئی ہے۔ ابھی چلتی ہی رہتی تو بہتر تھا..... مگر کیسے چلتی رہتی..... وعدہ تھا..... آخری کہانی کا..... اور یہ قطعی وعدہ اس بنابر کیا گیا تھا کہ آپ مسلسل کہانی کی اقسام میں بور ہونے لگتے ہیں..... جب آپ بور ہوتے ہیں تو بھلا میں اس "بوریت" سے کیسے محفوظ ہو سکتا ہوں۔

پڑھنے اور لکھنے والے میں "دامان و گریبان" کا ساتھ ہوتا ہے.....

بُھرے میں تصرف کی وجہ دراصل یہ ہے کہ کبھی کبھی مصنف کا گریبان اور پڑھنے والے کا ہاتھ بھی ہوتا ہے۔

اس کہانی کے اختام کے سلسلے میں میں اسی کے امکانات پر غور

کر رہا ہوں لیکن قصور مجھ سے زیادہ آپ کا ہے..... نہ آپ کہانی ختم کرنے کا تقاضا کرتے اور نہ یہ آخری کہانی ہوتی۔ اس کے باوجود بھی مجھے موقع ہے کہ کہانی اپنے نئے پین کی وجہ سے ضرور پسند کی جائے گی۔ اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آپ کو اس میں ایک ایسا کردار بھی ملے گا جسے دیکھنے کی خواہش آپ عرصہ سے ظاہر کرتے آئے تھے۔ اسے ایک نئے روپ میں دیکھئے۔

اس بار کئی احباب اپنے خطوط پر تبرے کے منتظر ہیں۔

لیکن! بھی کیا کیا جائے.....! یہ سارے صفات تو کتاب ہی کی نظر ہو گئے..... خیر آئندہ سی ہی۔ لیکن کم از کم ایک صاحب کے لئے استفسار کا جواب دینا بے حد ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ پوچھتے ہیں۔

"آخر آپ کی کتابوں میں عورت اور مرد دور کیوں رہتے ہیں.....؟"

سوال بڑا میٹھا ہے لیکن سید حسام جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ابھی ہمارا معاشرہ ارتقاء کی اس منزل میں ہے جہاں عورت اور مرد کے درمیان کم از کم ایک چل کافاصلہ تو ہونا ہی چاہئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر مردوں کے دوش بدوش ترقی کی راہ پر چلنے والی کوئی عورت کسی فٹ پا تھو پر چلی جا رہی ہے اور آپ سے سہوا بھی نکراوہ ہو گیا تو آپ اسے دوش بدوش کی بجائے پاپوش بدست دیکھیں گے۔

آیا خیال شریف میں؟

اچھا ب اجازت پڑھے۔

ابن صفحہ

کیروں میں لیپ کی روشنی اس گٹائوپ اندر ہیرے میں الی ہی الگ ری تھی جیسے گھرے سیاہ بادلوں سے ڈھکے ہوئے آسمان میں کہیں کوئی نہ خاصاً اداں تارہ نظر آجائے۔

ڈیزی اپنی نظر کو بھی اسی روشنی کی تک محدود رکھنا چاہتی تھی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ باہر پھیلے ہوئے اندر ہیرے کی طرف آکھے بھی انھا کیتی ان لوگوں نے یہی برا کرم کیا تھا کہ اسے ایک چھوٹی سی چھوڑداری دے دی تھی اس پر مجرور نہیں کیا تھا کہ وہ بھی انہیں خیموں میں سے کسی ایک میں رات گزارے۔ جو بار برداروں یا خود ان کے لئے تھے۔

مگر ڈیزی سوچ رہی تھی۔ کیا اسے نیند آسکے گی؟ اگر وہ سخت ناک خیالاتِ ذہن سے جھک بھی دیجے جائیں تو یہ ساحل سے نکرانے والی برداروں کا شور اور دوسرا جانب جنگل سے آنے والی بھیک آوازیں کب سونے دیں گی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ جس جزیرے میں فلم کی شونگ ہونے والی ہے وہ اتنا ویران اور ڈرائیتا ہو گا۔

سر شام ہی وہ ساحل پر اترے تھے اور ڈیزی نے ڈائریکٹر کے بر تاؤ میں نمایاں فرق محسوس کیا تھا بس ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس کی پوری شخصیت ہی بدلت گئی ہو۔ یہاں پہنچنے سے قبل اس کے لیج میں بڑی مٹھاس تھی اور ڈیزی نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ یقینی طور پر کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور شریف آدمی ہے پورٹ سعید میں اس نے اس سے کارڈ باری گفتگو کی تھی اور اس فلم کے لئے معاملہ کیا تھا جس کی شونگ ایک قریبی جزیرے میں ہونے والی تھی۔ یہ سب کچھ بس اتفاقی طور پر ہوا تھا۔ ڈیزی ایک شام شہر کے ایک چھوٹے سے کیئے میں چائے پینے کے لئے رک گئی تھی۔

لیکن وہاں رکنا اتفاق پر مجب نہیں تھا۔ دفتر سے واپسی پر عموماً وہ شام کی چائے وہیں پیا کرتی تھی۔ حسیب معمول اس شام کو بھی وہ شما تھی شاید ہی کبھی کسی نئے اس کے ساتھ کوئی مرد بھی ذیکھا ہو وہاں کے کسی گاہک نے بھی کبھی اس سے ملن بیٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی جس کی وجہاں

یہی ہو سکتی تھی کہ ڈیزی کا رکھا جنس مقابل کے لئے کبھی حصہ افرانہیں رہاتا۔ بڑی دلکش لڑکی تھی لیکن خدو خال میں میکھاپن بھی تھا۔ خاموش بیٹھی ہو تو ایسا لگتا جیسے اندر ہی اندر بیچ و تاب کھارہی ہو۔ جہاں کوئی بولا بس چھاڑی کھائے گی۔ یہ اور بات ہے کہ اس سے گفتگو کرتے وقت کبھی کسی نے لمحے میں تیز مراہی کی بلکل سی لبر بھی نہ محسوس کی ہو۔

لیکن اس شام جو کچھ بھی ہوا تھا اسے انہوںی ہی کہنا چاہئے۔ اس نے کیفے میں داخل ہو کر ایک خالی میز منتخب کی تھی اور منظر تھی کہ دہاں کا اکتوتا ویژہ اس کی طرف بھی متوجہ ہو۔ لیکن اس سے پہلے ہی ایک اجنبی اس کی طرف بڑھا تھا۔

"مادام! کیا آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گی۔" اس نے کسی قدر جھوک کر انہائی شریفانہ لمحے میں پوچھا تھا اور وہ نہ سو ہو گئی تھی۔

لباس اور لمحہ کی بناروہ ایک شاستہ آدمی ہی معلوم ہوا تھا۔

"جح....جی....ہاں! یقیناً...." وہ زبردستی مسکرا کر ہکلائی تھی۔

اس نے بیٹھنے سے پہلے بھی اجازت طلب کی تھی اور پھر اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"اوہ!" ڈیزی کی آنکھیں احتفانہ انداز میں بھیل گئی تھیں کیونکہ وہ تو مصر کا ایک مقبول ترین فلم ڈائریکٹر تھا اور وہ خود بھی اس کی بیانی ہوئی فلم نے بے حد پسند کرتی تھی۔

پھر کچھ دیر کی گفتگو کے بعد وہ کھلا تھا۔

"میں آج کل ایک نئی فلم کی تیاری کر رہا ہوں مادام اور اس کے لئے نئے چہروں کی تلاش ہے۔ آپ کو اگر فلم سے دلچسپی ہے تو آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ میرے منتخب کردہ نئے چہرے ایک ہی فلم میں اشارہ بن جاتے ہیں۔"

"جح....جی ہاں....میں جانتی ہوں۔"

"مجھے ایک ہیر و نئ کی تلاش ہے۔"

"اوہ.... تو پھر.... میں کیا کر سکتی ہوں؟" اس نے مضطربانہ انداز میں پوچھا تھا۔

"میں آپ کو کئی دنوں سے دیکھ رہا ہوں۔ معاف سمجھے گا پر اخیال ہے کہ اس فلم کے لئے آپ سے زیادہ موزوں ہیر و نئ اور کوئی نہ مل سکے گی۔ ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں اس جسارت کے لئے۔"

ڈیزی کے لئے یہ ایک بڑا سنبھالی خیز تجربہ تھا کیونکہ اس کی پسندیدہ ترین تفریح فلم یعنی ہی تھی اور عام لڑکوں کی طرح وہ بھی اپنے ہیر و کئی بننے کے انکاتا سے متعلق ہوا۔ قلعے بننا کرتی تھی۔ بالآخر دوسرے دن وہ اسے اپنی ماں کے پاس لے گئی تھی اور بودھی عورت نے ایک گرانفلر پیش کیا کہ عرض اپنی رضامندی ظاہر کر دی تھی۔ معاملات طے ہو گئے تھے۔ لیکن ڈیزی نے اسے راز ہی رکھا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ بات اس کی فرم کے استثنی نیبڑے تک پہنچ جو اسے ہر قیمت پر فرم ہی میں دیکھنا چاہتا تھا۔ ڈیزی اس کی وجہ بھی جانتی تھی لیکن خود استثنی نہیں شہر اس وقت تک نہیں کھلا تھا۔

بہر حال ڈیزی نے معاملہ پر دستخط کر دیئے تھے اور ڈائریکٹر کے بیان کے مطابق ایک "قریبی جزیرے" کے سفر کی تیاری کر رہی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ سفر کا اختتام بارہ گھنٹے کی بجائے تین دن بعد ہوا ہو۔ راستے میں اسے بھی جواب ملا تھا کہ وہ ایک غلط راہ پر آنکھی ہیں اور اب کافی گھما آپھراؤ کے بعد دخانی کشتی جزیرے تک پہنچ سکے گی۔ اسے یقین نہیں آیا تھا اور وہ وسوسوں میں بتلا ہو گئی تھی۔ پھر اسے یہ بات بھی نہی طرح لکھنے لگی تھی کہ میں افراد کی پارٹی میں وہ تھا عورت ہے کیا کہاں میں صرف ایک ہی عورت ہو گی۔ اس نے اس کے متعلق بھی استفسار کیا تھا جس کا جواب یہ ملا کہ کچھ عملہ پہلے ہی جاپا کا ہے جس میں چھ سات لڑکیاں بھی شامل ہیں۔

لیکن یہاں پہنچ کر اس پارٹی کے علاوہ دور تک اور کوئی نہیں دکھائی دیا تھا۔ وہ تو پہلے ہی سے الجھن میں بتلا تھی۔ پھر ساحل پر آتے ہی وہ اس پارٹی کے بارے میں کیوں نہ پوچھتی جو کچھ دن پہلے یہاں آچکی تھی۔

جواب میں ڈائریکٹر نے اسے نہی طرح جھپڑ کی دی تھی کہ وہ سنائے میں آگئی اس نے اس کے لبھ میں درندگی سی محسوس کی تھی۔ وہ اسے ایسا ہی خونخوار معلوم ہوا تھا کہ پھر وہ اس سے آنکھیں ملانے کی بھی ہمت نہ کر سکی تھی اور اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔

ساحل کی طرف سے آنے والی تیز ہوا میں چھولداری کو نہی طرح جھنگھوڑ رہی تھیں۔ یہ پہ کبھی کا بجھ گیا ہوتا اگر اس کی ساخت معمولی قسم کی ہوتی۔ شاید وہ ڈیزی سیفی یا پ کے اصولوں پر تیار کیا گیا تھا وہ اتنی مددم تھی کہ چھولداری کی محدود فضا کے لئے بھی تکافی معلوم ہو رہی تھی۔ یک بیک ڈیزی نے قدموں کی آہٹ سنی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اُس کا دل شدت سے

دھڑک رہا تھا۔ پھر جیسے ہی کسی نے چھولداری کا پردہ ہٹایا وہ غیر ارادی طور پر اٹھ گئی۔ آنے والا سرے ہی پر رُک گیا۔ یہ وہی ڈائریکٹر تھا جسے اُس کے ساتھی مسٹر بن ہام کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ کشتی ہی پر ڈیزی کو معلوم ہوا تھا کہ اس کا کوئی دوسرا نام بھی ہے۔ ورنہ بھیت فلم ڈائریکٹر وہ اُسے یوسف گمل کے نام سے جانتی تھی وہ کسی ستر زدہ کی طرح اس کے پھرے پر نظریں جھائے رہی۔ اس وقت وہ کتنا ذرا اوتا لگ رہا تھا.... ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے ڈیزی نے اسے پہلی بار دیکھا ہو۔

بھی چہرہ اس نے پورٹ سعید میں بھی بارہا دیکھا تھا لیکن وہاں اس پر کتنی زی محسوس ہوتی تھی۔ اس نے اکثر سوچا تھا کہ وہ بد صورت ضرور ہے لیکن کتنا پورہ نور دل رکھتا ہے سینے میں۔ جس کی جھلکیاں آنکھوں ہی میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مگر اب وہ آنکھیں کتنی بھیاک معلوم ہو رہی تھیں۔ موٹی سی بھدمی ناک.... نگک پیشانی بھاری جبڑے اور بائیں نصفتے کے جوڑ میں ایک بڑا سا ابھرا ہوا تل.... کتنا خوفناک چہرہ تھا.... وہ کاپ گئی۔

"کیا تم ڈر رہی ہو؟" بن ہام نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔  
ڈیزی کچھ نہ بولی۔ وہ بُری طرح ہانپر رہی تھی۔

"ڈر نے کی کوئی وجہ نہیں د۔ وہ مسکرایا۔ یہ ایڈ و پچر بھی تمہیں زندگی بھریا رہے گا۔"  
"وہ دوسری لڑکیاں کہاں ہیں؟" ڈیزی کی زبان سے بدقت نکل سکا۔  
"دوسری لڑکیاں!" بن ہام آگے بڑھتا ہوا بولا۔ "کیا دوسری لڑکوں کی موجودگی تمہارا خوف دور کر دے گی۔"

ڈیزی پھر کچھ نہ بولی۔ بھلا اس سوال کا جواب ہی کیا ہوتا۔ بن ہام نے کیوں اس کے چھوٹے سے فولادنگ اسٹول پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہارے متعلق میرا قیافہ تھا کہ تم ایڈ و پچر پسند کرتی ہو.... بیٹھ جاؤ۔"

اس نے ربوکے بستر کی طرف اشارہ کیا۔ ڈیزی بدستور کھڑی رہی۔  
و فتحاً ہام نے غصیلی آواز میں کہا۔ "بیٹھ جاؤ.... کیا تم نے سننا نہیں۔"؟  
ڈیزی چپ چاپ بیٹھ گئی۔ تیز ہوا چھولداری کو بدستور جھنجھوڑے جا رہی تھی اور جنگل سے ڈراؤنی آوازوں کا سلسلہ اب بھی جاری تھا۔

"اپھر یہ سب کیا تھا؟" وہ ہشٹیائی انداز میں چھی۔ لیکن اپنی آواز سے کسی اندر ہے کون نہیں کی بازگشت ہی معلوم ہوئی تھی۔

"آواز اپنی نہ ہونے دو.... دماغِ ٹھنڈا رکھو۔ حقیقت معلوم ہو جانے کے باوجود بھی تمہیں ہر اس انہوں نے پر سکون لجھ میں کہا۔  
"میں پاگل ہو جاؤں گی.... یہ کیا بکواس ہے۔"

"اچھی بات ہے.... فی الحال میں تمہیں تھا چھوڑ دینا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔ لیکن اتنا ضرور سن لو کہ یہ جزیرہ.... ظلمات کے جزیروں میں سے ایک ہے۔ اب تم اپنے باب کے متعدد پوری تفصیل کے ساتھ سوچ سکو گی!"  
وہ اخفا اور چھولداری سے باہر نکل گیا۔ ذیزی کی آنکھیں جرت سے پھیلی ہوئی تھیں!۔

## O

صدر کواس کے علاوہ اور کسی بات کی فکر نہیں تھی کہ ڈنگو کا کیا حشر ہوا؟ کیا مویکا نے اسے مارڈالا ہو گا؟ دیسے وہ تو اب بھی قصرِ جیل ہی میں مقیم تھی اور ڈنگو کا قمار خانہ بدستور چل رہا تھا۔ لیکن صدر کو وہاں ان آدمیوں میں سے ایک بھی نہ دکھائی دیا جنہوں نے ڈنگو اور مویکا کی مفرکہ آرامیوں کے دوران سر دھڑکی بازیاں لگائی تھیں۔

رات کے نوبجے تھے۔ صدر قمار خانے ہی کی ایک میز پر عمران کا انتظار کر رہا تھا۔ پچھلے تین دنوں سے وہ یہیں مل رہے تھے۔ صدر اب بھی اسی ہوش میں مقیم تھا اور آج بھی اُسے علم نہیں تھا کہ عمران کا قیام کہاں ہے؟

اس کی معلومات کے مطابق جو لیا اور چوہاں والیں جا پکے تھے لیکن ان کی واپسی کی وجہ بھی عمران سے نہیں معلوم ہو سکی تھی۔

جزائرِ ظلمات کے سفر کا مسئلہ بھی اس کے لئے الجھن کا باعث بنا رہا تھا....! خود عمران کا خیال تھا کہ اس سلسلے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں گی۔ ایکس ٹوکے مقامی ایجنٹوں نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ سفر کے انتظامات کا ذمہ نہیں لے سکتے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ جزائرِ عام جہازی راستوں سے الگ تھلگ واقع تھے۔ بہر حال صدر کی دامت میں تو یہ سفر ناممکن تھا ساہو کر رہا گیا تھا۔ پھر کیا عمران پچھے ہٹ جائے گا؟ یہ سوال کی بار اس نے ذہن میں اُمہرا تھا۔

"کیا تمہیں اپنا باب کیسے کیا دے ہے؟" ہام نے کچھ درجہ بعد پوچھا۔

"کیوں؟" ذیزی چونک پڑی۔ "آپ انہیں کیا جائیں.... وہ تو دس سال ہوئے...."  
"ہاں میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت کو دس سال کا عرصہ گزرا۔ میں نے پوچھا تھا کیا وہ تمہیں یاد ہے؟"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ اُن کا تذکرہ کیوں نکلا ہے آپ نے.... پہلے تو کبھی...."

"لڑکی! صرف میرے سوالوں کے جواب دو۔" ہام نے اُسے خملہ پورانہ کرنے دیا۔  
یک بیک ذیزی نے بھی جھنگلا ہٹ محسوس کی.... وہ سوچ رہی تھی کہ آخر دھا اس قسم کے بے شکنے سوالات کیوں کر رہا ہے۔

"میں اپنے باب کا تذکرہ سنتا پسند نہیں کرتی اور نہ اُن کے سلسلے میں کسی سوال کا جواب دے سکتی ہوں.... آخر یہ تذکرہ ہی کیوں؟"

"یہی بتا دو کہ تم اپنے باب کا تذکرہ سنتا کیوں پسند نہیں کرتیں؟"

"آپ کو میرے نجی معاملات سے سر دکار نہیں ہونا چاہئے۔"

"احمق نہ بنو! ہام نے آنکھیں نکالیں۔" یہ جزیرہ عام جہازی راستوں سے بہت دور ہے..... لہذا تمہیں اس کی توقع بھی نہ ہوئی چاہئے کہ کبھی تمہاری آواز قانون تک پہنچ سکے گی۔

"آخر سب باتوں کا مطلب کیا ہے مسٹر گمل؟"

"بن ہام کہو.... کیا تم نے میرے ساتھیوں کی زبانی میرا نام نہیں شاید؟"

"تو آپ کا نام یوسف گمل نہیں ہے؟"

"نہیں!"

"تو پھر.... تو پھر.... ذیزی کی سانسیں پھر تیز ہو گیں۔

"تو پھر یہ کہ ہم یہاں کسی فلم کی شوٹنگ کے سلسلے میں نہیں آئے۔ پارٹی میں بیس آؤی شامل ہیں اور اُن میں صرف تم ہی عورت ہو۔"

ڈیزی کا سر چکرا گیا۔ کیر د سین لیپ کی روشنی پہلے سے بھی زیادہ مدھم معلوم ہونے لگی تیز ہوا۔ میں چھولداری کو جیسے اکھڑا ہی دینے پر مثل گئی تھیں اور جنگل سے آنے والی مہرب آوازیں کافنوں سے قریب تر ہوئی محسوس ہونے لگی تھیں۔

اور اس وقت بھی وہ اسی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ سوانو بیجے عمران اپنی تمام حرماں توں سمیت ایک دروازے میں نظر آیا۔ لیکن جسم پر ایسا بس نہیں تھا کہ اس کی طرف خواہ نظیریں اٹھیں۔ آج کل وہ اس سلسلے میں کافی احتیاط برداشت رہا تھا۔ ایسی حرکتیں نہیں کرتا تھا کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ البتہ اگر معمولی حالات میں چہرے پر حمافت بھی نظر نہ آئے تو پھر وہ عمران ہی کیماں؟

آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ صدر کی میز تک آیا اور اس طرح سر جھکا کر بیٹھ گیا جیسے اپنے کسی عزیز کو دفن کر کے آیا ہو۔

"کیوں؟.... خیریت؟.... کیا بات ہے؟" صدر زبردستی مسکرا لایا۔  
"ام..... ام..... کچھ نہیں!" عمران نے شہنشہی سانس لی اور پھر بولا میں کب سے سوچ رہا ہوں کہ مرغ کو آشنا کیوں نہیں کہتے؟"

"اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ یہاں ہمارے مقبرے کس نمونے کے بنیں گے؟"

"پروادہ مت کرو۔ میں ڈیڑائیں تیار کر رہا ہوں۔" عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔

"ہم کب تک اس طرح جھک مارتے رہیں گے۔"

"جب تک کہ جھک خود ہمیں ہی مارنے پر نہ آمادہ ہو جائے۔"

"تو اس سلسلے میں کسی قسم کی فنگوں بھی نہ کی جائے۔" صدر نے غصیلی آواز میں کہا۔  
عمران کچھ نکلنے تھا اور والا تھا کہ ایک ویٹر نے چاندی کی طشتہ میں ایک لفافہ پیش کیا اور دو قدم پیچے ہٹ کر مود بانہ کھڑا رہا۔

عمران لفافہ چاک کر کے خط نکال رہا تھا۔ صدر کی اچھتی سی نظر تحریر پڑی۔ لیکن وہ نفس مضمون نے آگاہ نہ ہو سکا۔ البتہ اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا کہ دو سطروں میں وہ کسی قسم کا پیغام ہی ہو سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے.... چلو!" وہ لفافہ کو توڑ مردڑ کر جب میں ٹھونستا ہوا بولا اور صدر کو بھی ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ویٹر کے پیچھے چل پڑا۔

کچھ دیر بعد وہ قصر جیل کے رہائشی حصے کے ایک کمرے میں تھے۔ ویٹر انہیں دہاں پہنچا کر جا چکا تھا۔

"ڈیگو کا کیا بنا؟" صدر نے آہستہ سے پوچھا۔

"بھلا اُس بیچارے کا کیا بن سکتا۔ وہ چار انج بھی بڑا ہوتا تو میں اُسے تائب تحصیل دار بناؤ دیتا۔"

"نہیں میں اس کے بارے میں سمجھ دی گی سے سوچ رہا ہوں۔"

"سوچے جاؤ۔ لیکن موئیکا کی موجودگی میں بلند آواز میں نہ سوچناور نہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں اپنی تاریخ پیدائش یاد آجائے۔"

پھر صدر کے کچھ کہنے سے قبل ہی موئیکا کرے میں داخل ہوئی اور وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔  
یحیم شیخ ہونے کے باوجود بھی وہ بڑی دلکش تھی اور اس وقت تو.... خصوصیت سے اس کے حسن میں اضافہ ہو گیا تھا۔ کوئکہ پہلے کبھی صدر نے اُسے اتنے اچھے مود میں نہیں دیکھا تھا۔  
آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور ہونٹوں کے گوشے اس انداز میں کانپ رہے تھے جیسے وہ نہیں روکنے کی کوشش کر رہی ہو اور وہ عمران ہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"کیوں! شیطان کے استاد کس فکر میں ہو؟" اس نے عمران ہی سے پوچھا۔

"تم نے مجھے پہچاننے میں غلطی کی ہے۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کبھی کسی عورت کو بھی شاگرد بنایا ہو۔ ویسے کیا تم فوراً کام کی باتیں نہیں شروع کر سکتیں۔"

"ہاں..... آں..... کام کی باتیں۔" وہ سانسے والے صوفے پر پٹختی ہوئی بولی۔

"یہاں کا کوئی چazar اس سفر کے لئے آمادہ نہیں ہو سکا۔"

"پھر کیا ہو گا۔؟"

"اب ایک آخری گھر دیکھنا ہے اگر اس میں بھی ناکامی ہوئی تو پھر کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔"  
"کیا کہا کچھ بھی نہ ہو سکے گا؟"

"کیا ہو سکے گا۔؟" موئیکا نے لاپرواںی سے شانوں کو جذب دی۔

"انتقام کی آگ شہنشہی پڑ گئی۔" عمران نے طنزیہ لبھجے میں کہا۔

"تم غلط سمجھے۔ وہاب پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے بھڑک اٹھی ہے۔"

"دیکھو!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں ابھی تک اسی بناء پر رکارہا کہ سفر کے انتظامات کا ذمہ تم نے لیا تھا۔"

"ٹھیک ہے میں سمجھتی ہوں۔ لیکن دوسری صورت میں تم کیا کرتے؟"

"یہ مت پوچھو... میں سٹھ سمندر پر بھی تین سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہوں۔"

"شش.... اس مسئلے میں تم بے بس نظر آؤ گے۔" مونیکا نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔

"کسی آخری گھر کی بات کر رہی تھیں تم...."

"ہاں.... آں.... تمہیں اس وقت بلانے کا مقصد یہ تھا کہ اس پر بھی غور کیا جائے اس سلسلے میں جس آدمی سے سابقہ پڑے گا وہ بہت چالاک ہے شاید ڈگو سے بھی زیادہ! لیکن وہ گمانی میں زندگی بسرا رہا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی کتنی ماں بردار دخانی کشیاں غیر قانونی طور پر اس کے لئے لاکھوں کمائی ہیں۔"

"اچھا تو پھر؟"

"پھر کیا؟ میں دیکھوں گی کہ تم کس طرح اسے آمادہ کرتے ہو؟"

"سوال یہ ہے کہ ہم اس سے کہیں گے کیا؟" صدر بولا۔ "اصل مقصد تو ظاہر کرنے سے رہے۔"

"اوہ! شاید تم نے بھری قراقوں کے دفینوں کا تذکرہ بھی کیا تھا!" عمران نے مونیکا سے پوچھا۔

"ہاں.... آں.... مشہور ہی ہے کہ ان جزاں میں دفینے بھی ہیں۔ خود میرے باپ ہوپی نے بھی ظاہر اس مقصد کے تحت سفر کیا تھا اور مجھے علم ہے کہ وہ کس جزیرے کے ساحل پر اترا تھا۔"

"انجام کیا ہوا تھا اس سفر کا۔" صدر نے پوچھا۔

"آئندہ آدمیوں کی پارٹی میں سے صرف ہوپی ہی زندہ وابس آسکا تھا۔ لیکن اس نے مجھے تفصیل کبھی نہیں بتائی۔ یہی کہتا رہا تھا کہ وہ اس مقام تک پہنچنے ہی نہیں سکا جہاں دفینوں کے ملنے کا امکان تھا۔"

عمران چیزوں کا پیکٹ چھاڑ رہا تھا اور اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ دفعہ اس نے کہا "مگر تمہیں یقین ہے کہ وہ بوغانی کی تلاش میں گیا ہو گا۔"

"مجھے یقین ہے۔"

"آخر کس بناء پر اس نے خطہ مول لیا ہو گا؟"

"وہ بھی انتقام کی آگ میں بھن رہا تھا۔"

"اوہ! کیا بوغانے براؤ راست اسے کوئی تکلیف پہنچائی تھی؟"

"اس نے اس کے دو جوان بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور بالآخر اس کی موت کا باعث بھی بنا۔ ہوپی اتنا چچھورا نہیں تھا کہ وہ ان کاغذات کا سودا کسی حکومت سے کر لیتا۔ وہ اپنے بھائیوں کے قاتل کو فروخت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تو فی کی بکواس تھی کہ وہ بڑی قیمت لگانے والی کسی پارٹی کی تلاش میں تھا۔"

عمران پھر کسی سوچ میں پڑ گیا کئی سوال صدر کے ذہن میں بھی کلبلا رہے تھے۔

"یہاں ان لوگوں میں سے ایک بھی نہیں دکھائی دیتا جنہوں نے تمہارے خلاف بوغان کا ساتھ دیا تھا۔" صدر آخر پوچھ رہی بیٹھا۔

"وہ سب میری قید میں ہیں۔" مونیکا مسکرائی۔ اس جھگڑے کا علم صرف انہی کو تھا جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا۔ دوسرے کچھ بھی نہیں جانتے۔ لہذا انہیں راستے سے ہٹانا ہی پڑا۔ لیکن وہ بھی نہیں جانتے کہ ڈگو کا کیا حشر ہو۔ کیونکہ ڈگو نے آخری مرکر کہ تمہاں سر انعام دینے کی کوشش کی تھی۔ اور اب...."

مونیکا خاموش ہو کر پھر مسکرائی اور بولی "اب دوسروں کو یہ باور کرایا گیا ہے کہ ڈگو چھ ماہ کے لئے جیلان گیا ہے۔ اکثر وہ جیلان کا سفر کرتا رہتا تھا۔"

"کیا کچھ تھا تو اسے مار ڈالا؟"

"انتقام کسی کو مار ڈالنا حماقت کی معراج کہلاتا ہے اسے تو اس طرح زندہ رکھنا چاہئے کہ وہ موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگے کیجیچیج کر کے کہ مجھے مار ڈالو۔"

دفعہ عمران نے صدر کو گھور کر دیکھا۔ شاید وہ اس موضوع پر مزید گفتگو سے باز رکھنا چاہتا تھا۔

صدر نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔

"معاملے کی بات کرو۔" عمران نے کچھ دریں بعد مونیکا سے کہا۔

انھا سکتے ہو۔ اس کا ایک پارٹر اس کے لئے دروس بن کر رہ گیا ہے۔ وہ اس سے پچھا چھڑنا چاہتا ہے لیکن اس پر اس کی گرفت مجبوب ہے وہ اصل وہ اس کے بعض بہت ہی خاص قسم کے رازوں سے واقف ہو گیا ہے جس کی بناء پر اسے دینا پڑتا ہے۔

"دونوں کے نام بتاؤ۔"

"جس کے پاس، ہم چل رہے ہیں وہ گاسکر کھلاتا ہے اور پارٹر کا نام ہے بن ہام۔ یہ بن ہام بہت چالاک آدمی ہے۔ گاسکر کی طرح گمنام بھی نہیں ہے۔ دونوں کا اشٹر اک سرمائے اور محنت کا اشٹر اک کہا جاتا ہے۔ یعنی سرمائے گاسکر کا ہے اور محنت بن ہام کی۔ لیکن بن ہام شاید پورے بزرگ پر قابض ہو جانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ یہی چیز گاسکر کو ٹھکتی ہے اور وہ ہر قیمت پر اس کا خاتمه کر دینا چاہتا ہے۔"

"اوہ تو یہ بن ہام بھی اس سے واقف ہی ہو گا۔ ظاہر ہے جب تم جانتی ہو۔"

"ٹھیک ہے اگر وہ نہ جانتا ہو تو کب کا فتح ہو چکا ہوتا۔"

"ہوں.... لیکن تمہاری دانست میں اس کی اس کمزوری سے کیسے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔"

"اب یہ بھی میں ہی بتاؤں۔"

"ضرور بتاؤ کیونکہ وقت کم ہے۔ میں زیادہ دن یہاں نہیں بھہرنा چاہتا۔ اگر خود ہی کوئی راہ نکالنے بیٹھوں گا تو اس کے لئے دونوں کو قریب سے دیکھنا پڑے گا۔ جانتی ہو کسی کو قریب سے دیکھنا کتنا مشکل ہے.... کتنے دنوں بعد تمہیں قریب سے دیکھ رہا ہوں۔"

موئیکا اپنی آنکھوں میں نشیلا پین پیدا کر کے مسکرائی اور عمران اردو میں بڑا بڑا۔

"یا ولد صاحب عرف ابا جان۔"

"کیا....؟" موئیکا چوک پڑی۔

"کچھ نہیں.... میں ذرا اپنے ساتھی سے مشورہ طلب کر رہا تھا۔ ہم آپس میں پدری زبان ہی استعمال کرتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"پدری زبان!" موئیکا نے حیرت سے دہرا لیا۔

"ہاں! ہماری طرف مائیں عمماً گوگلی ہوتی ہیں اس لئے پدری زبان ہی چلتی ہے۔"

"نہیں مجھے دھشت ہوتی ہے ایسی زبان سن کر جسے میں سمجھنے سکوں۔ لہذا میری موجودگی

"یہاں سے ہم ساتھ نہیں جائیں گے۔ تم دونوں باہر چل جو جب تمہیں کوئی ٹیکسی مل جائے گی تو ہمیں ہمیزی گاڑی حرکت کرے گی تم دونوں چپ چاپ پیچھے طے آتا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم نے یہ نہیں بتایا کہ اس آدمی سے مدد حاصل کرنے کے سلسلے میں کس قسم کی دشواریاں پیش آئیں ہیں۔"

"وہ مجھے پہچانتا ہے۔ یہی سب سے بڑی دشواری ہے۔"

"تو پھر ہم یہ دشواری اپنے ساتھ کیوں لے جائیں۔" عمران نے کہا اور مویکا مسکرائی۔

"تھنا جا کر دیکھو۔ تم عمارت میں داخل بھی نہ ہو سکو گے۔ وہ ایسے آدمیوں سے ملتا ہی نہیں جنہیں پہچانتا ہو۔"

"اور تمہیں چونکہ پہچانتا ہے اس لئے کوئی مدد کر سکے گا۔ میں اس کی وجہ جانتا چاہتا ہوں۔"

"ڈگو۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"وہ ڈگو سے نفرت کرتا ہے ظاہر ہے کہ میں اس کی نفرت سے کیسے بچ سکتی۔"

"لیکن وہ تم سے مل سکتا ہے۔ صرف تم سے ہی نہیں بلکہ تمہارے ساتھ کچھ اجنبی ہوں تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہو سکے گا۔ تم دونوں میرے ساتھ اندر جاسکو گے۔"

"اگر تم اسے کسی طرح یقین دلا سکو کہ ڈگو سے تمہارا جھگڑا ہو گیا ہے تو کیا صورت ہوگی؟"

"وہ کبھی یقین نہیں کرے گا بھی سمجھے گا کہ میں کسی قسم کا فرماذ کرنا چاہتی ہوں۔"

"پھر اس کا خیال ہی ترک کر دینا چاہئے۔" عمران اسے ٹوٹنے والی نظر وہ سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اسی لئے تمہیں ساتھ لے جا رہی ہوں کہ شاید تم کوئی راہ نکال سکو۔"

"اگر مجھ کو اسے اچھی طرح سمجھنے کا موقع مل جائے تو یہ ناممکن بھی نہیں ہے دیے میری کھو بڑی قابلِ اعتماد نہیں۔ ابھی شریفوں کی طرح گفتگو کر رہا ہوں۔ نہیں کہہ سکتا کہ کتوں کی طرح بھونکنے لگوں۔"

"میں اس کی ایک خاص کمزوری سے تمہیں آگاہ کر رہی ہوں۔ سوچو کہ تم اس سے فائدہ

میں احتیاط برتو۔ خیر المحوہ میں گا سکر سے ضرور مٹا جائے ہے۔"

عمران نے پھر صدر کی طرف دیکھا شاید وہ اسے خاموش ہی رکھنا چاہتا تھا۔

"سنوا! میہاں سے ساتھ نہیں جائیں گے۔" موینکا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں باہر جا کر ایک نیکی لو۔"

صدر نے دروازے کی طرف مرتے ہوئے نے اسامنہ بنا لیا تھا۔

باہر آ کر اس نے کہا۔ "ہمارے ساتھ جانے میں کیا براہی تھی؟"

"ہو شیاز ہتا۔" عمران بولا۔ شاید ہم پھر کسی الجھن میں پڑنے والے ہیں۔"

"کیوں.... کیوں؟"

"پرواہ مت کرو.... نیکی دیکھو!"

صدر آگے بڑھ گیا۔ قصر جیل کے چنانکے قریب ہی ایک نیکی مل گئی۔

ابھی وہ بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ موینکا کی بیوک چنانکے سے لٹکی جسے وہ خود ہی ڈرائیور کر رہی تھی۔

"اس گاڑی کے پیچے چلو۔" عمران نے ڈرائیور سے کہا۔

بیوک کی رفتار تیز نہیں تھی۔ اس لئے نیکی بھی اسی مناسبت سے ریختی رہی۔

کچھ دیر بعد صدر نے کہا۔ "اب ہم یقیناً کوئی بڑی غلطی کریں گے میری دانست میں تو موینکا قابلِ اعتقاد نہیں ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ صدر نے اپنی بات جاری رکھی۔ "اس وقت کی بے سرو پا اسکیم میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اس لئے صبر کرو.... اور.... اور.... اور.... یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم کھنڈروں کی بستی میں سفر کر رہے ہیں۔"

چاروں طرف فکرہ عمارتیں نظر آ رہی تھیں اور نیکی ایسے راستے پر پل رہی تھی جسے سڑک توکسی طرح بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔

گاڑی کے ہیڈ لیپ ہی رہنمائی کر رہے تھے۔ ورنہ یہاں روشنی کہاں؟

دفعتاً ایک جگہ موینکا کی گاڑی کی عقبی سرخ روشنی جاگ اٹھی۔

"روک دو!" عمران نے ڈرائیور سے کہا۔ موینکا کی گاڑی کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔ انداز رکنے ہی کا ساتھ۔

وہ دونوں نیکی سے اتر آئے اور عمران نے کرایہ ادا کرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ "اگر تم اس طرف دیواروں کے پیچے ٹھہر سکو تو ہماری واپسی کے منتظر ہتنا وہاں ہی کا سفر تمہارے لئے فائدہ مند ثابت ہو گا۔"

"نہیں جتاب!" ڈرائیور کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔ صدر نے اس وقت اس کی آنکھوں میں شمعی کی جھلکیاں دیکھی تھیں۔ جب وہ گاڑی کے اندر روشنی کر کے سکون کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیا دشواری ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"بن جتاب!" ڈرائیور کے لہجے کی تیجی کم نہیں ہوئی تھی۔ "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ادھر آئیں گے تو میں اس پر تیار ہی نہ ہوتا۔"

"آخر کیوں دوست؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔ لیکن اُس کی آواز انہن کے شور میں دب کر رہی تھی۔ ڈرائیور گاڑی بیک کر رہا تھا۔

"جہنم میں جاؤ۔" عمران نے بڑی اکثرانوں کو جنس دی۔

گاڑی دوسری طرف مزکر آگے بڑھ گئی اور پھر صدر نے دیکھا کہ موینکا اپنی گاڑی سے اُتر کر ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

چاند رات تھی اور آس پاس نکھرے ہوئے کھنڈروں کا سکوت بڑا پر اسرا را لگ رہا تھا۔

"چلو! تم لوگ زک کیوں گئے۔" موینکا قریب آ کر بولی۔ "کچھ دور پیدل بھی چلتا پڑے گا۔ آگے راستہ ایسا نہیں ہے کہ گاڑی گز رکے۔"

"گاہک کسی جہاندیدہ الگ کا نام تو نہیں ہے؟" عمران نے آؤں ہی کی طرح دیدے نچاٹئے۔

"اوہ.... یہ بستی.... بستی دراصل آگے ہے.... ہاا! تم سمجھے شاید وہ ان کھنڈروں میں رہتا ہے۔"

"چلو!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

صدر اس انداز میں کھکھا را تھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو۔ لیکن عمران نے اس کا ہاتھ دبادیا۔ موینکا آگے تھی اور یہ دونوں اُس کے پیچے چل رہے تھے۔ رات خنک تھی مگر اتنی بھی

نبیں کہ عمران کسی سردی کھائے ہوئے بچے کی طرح کا پینے لگتا۔ اس کے حق سے اسکی ہی آواز نہیں۔

نکل رہی تھیں، جیسے وہ دانت پر دانت جمائے رکنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیوں کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" - "موینیکا نے چلتے چلتے رک کر کہا۔

"سک... سک... سردی... لگ رہی ہے۔" عمران نے کاپنے ہوئے جواب دیا۔

"سردی! موینیکا کے لجھ میں حیرت تھی۔" سردی کہاں ہے... اور... "اس نے تقبہ گایا پھر بولی "شاید تم ذرر ہے ہو۔"

"ہو... ہو... ہو پ!"

"اگر ان ہندرات سے ڈر رہے ہو تو پھر ٹھلات میں تمہارا کیا حال ہو گا؟"

"وہاں... سک... سک... سردی تو نہیں ہوتی۔" عمران نے دانت کٹکٹائے۔

"اوہ! چلو" موینیکا نے اس کا شانہ دوچڑھ کر آگے بڑھایا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ ایک بستی میں داخل ہوئے۔ بے ڈھنگی وضع کے چھوٹے بڑے مکانات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ موینیکا نے غلط نہیں کہا تھا کہ گاڑی بستی میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اس وقت وہ ایک نیک سی گلی سے گزر رہے تھے اور موینیکا نے تارچ روشن کر لی تھی وہ صرف اپنے قد مون کی آوازیں سن رہے تھے وہاں قبرستان کا ساسکوت طاری تھا۔

کچھ دیر بعد موینیکا ایک عمارت کے سامنے رک گئی لیکن اب وہ گلی سے نکل آئے تھے۔ یہاں دور دیہ مکانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ موینیکا نے دروازے پر دستک دی اور یک بیک وہ تینوں تیز قسم کی روشنی میں نہا گئے۔ صدر نے بوکھلا کر اوپر دیکھا اور اس کی آنکھیں چند ہی ساری گئیں۔ کافی قوت والی سرچ لائٹ سے سابقہ پڑا تھا۔

موینیکا برادر دستک دیئے جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد روشنی غائب ہو گئی اور دروازے کی پشت سے بھر آئی ہوئی سی آواز آئی۔ "آہا! لیڈی موینیکا! مگر تمہارے ساتھ دو اجنبی بھی ہیں... غالباً غیر ملکی۔"

"ہاں... آں... ہم دوستانہ فضا میں گفتگو کریں گے۔" ہوپی کی بیٹی زبان نہیں بدلا کرتی۔

"ہاگا سکر بھی ڈر پوک نہیں ہے۔" آواز آئی اور ہلکی سی چڑچڑاہٹ کے ساتھ دروازہ کھلا گر

اندر اندر ہمراہ تھا۔

"سید ہے چلے جاؤ۔" آواز آئی۔ "بائیں جانب روشنی نظر آئے گی وہیں ٹھہرتا۔"

موینیکا آگے تھی، عمران نے صدر کو دھکایا اور وہ بادول خواست آگے بڑھا رہا تھا میں ذا غل ہو کر ہی اندازہ ہو سکا کہ وہاں گمراہ اندر ہمراہ نہیں تھا۔ وہ بہر حال ایک دوسرے پر نظر کھسکتے تھے۔ کچھ دور چل کر موینیکا بائیں جانب مڑ گئی۔

سامنے ہی دروازہ نظر آیا جس کی جھریلو سے تیز قسم کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔

"خوش آمدید.... ہوپی کی بیٹی۔" دروازے کی پشت سے پھر وہی آواز آئی جس نے باہر اس کا استقبال کیا تھا لیکن اس بال صدر نے لجھ میں بڑی سختی محسوس کی تھی۔

دروازہ کھلا اور انہیں ایک عجیب سی شکل کھائی دی۔ پہلی نظر میں یہی اندازہ کرنا و شوار تھا کہ وہ کوئی عورت ہے یا مرد۔ لباس مردانہ، ہاتھوں میں چکدار گڑے سر کے بال اس حد تک ضرور بڑے تھے کہ پچھے سے کسی عورت ہی کا دھوکہ ہوتا۔ عمر چالیس سے کم نہ رہی ہو گئی لیکن چہرہ! چہرہ ہی اسے عجیب الحلق تھا بنا کر پیش کر تھا کیونکہ وہ ڈاڑھی اور موچھوں سے بکسر محروم تھا۔ سرے سے روئیدگی ہی نہیں ہوئی تھی۔ ہونٹ پتلے اور وہاں غیر مناسب حد تک بڑا تھا۔ آنکھیں کسی خونخوار بھیڑیے کا تصور پیش کرتی تھیں۔ بہر حال وہ چہرہ متصاد کیفیات کا حمال تھا۔

"ادھر۔" وہ کر سیوں کی جانب دونوں ہاتھ گھما کر سانپ کی طرح بھکھا رہا۔

صدر اور عمران نے موینیکا ہی کی تقدیم کی اور جب وہ بیٹھ چکے تو اس نے موینیکا سے پوچھا۔ "میں تمہارے دوستوں کو کس زبان سے مخاطب کروں؟"

"یوگو سلاویہ کے باشدے ہیں لیکن انگلش جانتے ہیں۔" موینیکا نے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا کیونکہ شیطان نے آدم کو سب سے پہلے انگلش ہی سکھائی تھی۔" گاہک نے کہا پھر عمران سے پوچھا "کیا تم دونوں ملک ہو؟"

صدر نے مجر بھری سی لی کیونکہ اسے یہ سوال موینیکا سے کرنا چاہئے تھا۔ براہ راست ان سے پوچھنے کا مطلب تو یہی ہو سکتا تھا کہ موینیکا نے انہیں دھوکا دیا ہے۔ اس نے موینیکا کی طرف دیکھا جس کے چہرے سے بے تعقی ظاہر ہو رہی تھی۔ اس کی بھنوں تھیں گئیں۔ دوسری طرف عمران کے چہرے پر ایسے آثار تھے جیسے اس کا تودم ہی تکلا جا رہا ہو۔ اس نے

پہنچ ہی گئی تھی۔ اس نے جھلا کر نبولی "تم لوگ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔" اس پر گاسکر بھی نہیں پڑا تھا اور صدر کا دل چاہ رہا تھا کہ سب سے پہلے اپنی ہی بویاں نوجہ ڈالے آخر عمر ان جیسا گھاگ آدمی یہاں کیے آپھا سے اپھا سے اپھی طرح یاد تھا کہ قصرِ جمل سے نکلنے کے بعد اس نے کسی نئی ابجھن میں پھنس جانے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ پھر اس کے باوجود بھی آپھنے۔

وہ لوگ ان کی طرف بڑھ رہے تھے کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "اے دیکھو میرے ساتھی کو معاف کرو دا بھی حال ہی میں اس کے باپ کی شادی ہوئی ہے۔ ہٹ جاؤ دوست تم الگ ہٹ جاؤ ورنہ تمہارے نوجوان باپ کا دل ٹوٹ جائے گا۔"

گاسکونے موینیکا کی طرف دیکھا۔ انداز استفہامیہ تھا۔

صدر جھلاتھی میں تو جھلنا تھا ہی اس نے بھی کہا۔ "اچھی بات ہے اگر یہ لوگ اس پر آمادہ ہوں تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ جب تم مر چکو گے اس کے بعد سوچوں گا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"سچھدار لڑکے ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب تم دیکھو گے کہ نوجوان باپ قیتے کے ڈھیر میں کپے تبدیل ہو سکتا ہے۔"

صدر جاتا تھا کہ عمران سے اندازے کی غلطی شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ وہ یقیناً ان جھے آدمیوں پر بھاری رہے گا۔ مگر یہ ضروری نہیں تھا کہ اس عمارت میں صرف چھے آدمی ہوتے۔ وہ چپ چاپ کرے کے ایک گوشے میں کھک گیا۔ یہ بھی تو دیکھنا تھا کہ اس مسخرہ پن کا ان لوگوں پر کیا رہ عمل ہوتا ہے۔

"چلو بھی! اُس نے گاسکر کی آواز سنی اور اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ خود اسی سے مخاطب تھا۔ "تم وہیں ٹھہرو۔ لیکن اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرو گے... روپا اور میں پورے راؤٹ م موجود ہیں۔"

پھر وہ سب یہک عمران پر ٹوٹ پڑے۔ کرہاتا کشاہ تھا کہ عمران اپنے کمالات کا مظاہر کر سکتا۔ اس کے حلق سے ڈری ڈری سی آوازیں نکل رہی تھیں لیکن حبہ آوروں کے ہوش بھی تھکانے آتے جا رہے تھے۔

ابھی تک گاسکر کے سوال کا جواب بھی نہیں دیا تھا۔ "کیا تم بہرے ہو؟" یہک یہک گاسکر غریا اور اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ خوفناک معلوم ہونے لگیں۔

"یہ سوال تمہیں اس سے کرنا چاہئے، جس کے ساتھ ہم آئے ہیں۔" صدر نے بھی محلے نوئے بجھ میں کہا۔

"وہ تمہارے متعلق کچھ بھی نہیں جاتی۔" گاسکر کا جواب تھا اور اس جواب نے صدر کو یقین دلایا کہ موینیکا ہی انہیں کسی جاں میں پھنسانے والی ہے۔ کم از کم صدر تو غیر مسلح ہی تھا۔ عمران کے متعلق نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کس پوزیشن میں ہو گا۔

"لیڈی موینیکا۔" گاسکر نے آہستہ سے کہا "اُس کی جامہ تلاشی لو۔"

اب صدر کو اس کے ہاتھ میں روپا اور بھی نظر آیا جس سے اس نے دونوں کو کوکر کھا تھا۔ "کھڑے ہو جاؤ!" موینیکا نے سرد بجھ میں کہا۔

"یہ شرافت ہے تمہاری۔" صدر غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

موینیکا نے جواب دینے کی بجائے سختی سے ہونٹ بھیجنے لئے وہ ان کی جیسیں مٹول رہی تھی۔ عمران نے تو اپ کا پینا بھی شروع کر دیا تھا۔ دفعٹا دو دانت کٹکناتا ہوا بولا۔ "ندا کے لئے رحم کرو... وہ چیو ٹگم کا پیکٹ ہے۔"

"عمران صاحب، ہوش میں آئیے۔" صدر غریا۔ زبان اردو تھی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ موینیکا ان کی جیسیں مٹول کر رہت گئی تھی۔ صدر سوچ رہا تھا کہ اب وہ اس طرح ان سے بونا دا لے کاغذات وصول کرنا چاہتی ہے۔

"آؤ!" یہک یہک گاسکر نے بلند آواز میں کسی کو مخاطب کیا اور دوسرے ہی لمحے چھ آدمی مختلف دروازوں سے داخل ہوئے۔

"انہیں مارو۔" گاسکر نے صدر اور عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"اے... زیادہ زور سے نہ مارنا۔" عمران کھکھلیا۔ "میرے والدین بہت غریب ہیں۔ اگر کچھ ٹوٹ پھوٹ بھی ہو گئی تو دوبارہ میری مرمت نہ کرائیں گے۔"

صدر ان سے پہنچ کے لئے پیٹرا بدل رہا تھا۔ لیکن موینیکا کی ہنسی کی آواز اس کے کانوں تک

پڑھیر ہو گئے۔

عمران نے دونوں ہاتھ جھاڑے اور جیب سے چوٹم کا پکٹ نکالتا ہوا بولا "اگر یہاں صرف چھی تھے تو مجھے تم سے ہمدردی ہے گا سکر۔"

لیکن گا سکر اس کی بات ازا کر مونیکا سے بولا۔ "یقیناً میرے یہ چھ آدمی ساٹھ پر بھاری تھے.... لیکن.... لیکن...."

وہ خاموش ہو کر عمران کو گھورنے لگا۔

"کیا ان میں سے کوئی مر بھی گیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"اگر لیڈی مونیکا پر نظر پڑ گئی ہو گی تو ضرور مر گیا ہو گا۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا "کیونکہ یہ بالکل بندوق کی طرح مسکراتی ہیں اور توپ کی طرح پچ پچ کر چلتی ہیں۔"

"اے تم میرا متحکم اڑا رہے ہو۔" مونیکا غصیلی آواز میں بولی۔

عمران اس کی بات کا جواب دیئے بغیر صدر کی طرف مز کر بولا۔ "ریو اور واپس کر دو، کیونکہ وہ خالی ہے۔"

"تم کیا جاؤ۔" گا سکر نے بوکھلائے ہوئے لبجے میں کہا۔

"وزن پیارے... نصف بہتر اور نصف بدتر۔" عمران سکر لایا۔ مختلف میکر کے وزن کا اندازہ ہے مجھے!"

صدر نے ریو اور کے چیبیرز چیک کئے۔ ایک میں بھی کار توں نہ دکھائی دیا۔ پھر وہ گا سکر سے بولا "کچھ بھی ہو۔ میں تم دونوں کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

"اے جانے دو" عمران ہاتھ ہلا کر بولا "لیڈی مونیکا کی کھوپڑی کا انواعی عالم ارواح کی طرف پواز کر جانے کے موڈ میں نہیں ہے۔ اب ہمیں واپس چلنے چاہئے۔"

"حق نہ بنو" مونیکا نے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ گا سکر تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا۔ میں پہلے ہی اس سے معاملات طے کر چکی ہوں۔ میں نے تمہارے متعلق جو کچھ بتایا تھا اس پر اے یقین نہیں آیا تھا۔ اب ہم کام کی باتیں کریں گے۔ بن ہام کے بارے میں بہت کچھ پہلے ہی بتا چکی ہوں۔"

صدر نے تحریر انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

گا سکر اپنے آدمیوں کو الٹ پلٹ رہا تھا۔

دو منٹ کے اندر ہی اندر تین آدمی بیکار ہو کر رہ گئے۔ وہ اس وقت ایسے ہی بچے تسلی ہاتھ مار رہا تھا جو زد پر آتا کچھ سہلا تا ہوا ذہیر ہو جاتا۔ گا سکر تحریر انداز میں پلکیں جھپکار رہا تھا اور مونیکا بالکل اسی انداز سے مسکرا رہی تھی۔ جیسے کھیل اسے پسند آیا ہو۔

لڑتے لڑتے ایک بار عمران نے گا سکر کے دابنے ہاتھ پر جھپٹا لار اور ریو اور اسی طرح اچھل کر صدر کی جانب گیا جیسے اس کے پر لگ گئے ہوں۔ صدر نے اسے ہاتھوں ہی پر روکا۔

"کھیل ختم!" وہ ان کو روکتا ہوا دھماز۔

"نہیں.... چلنے دو۔" عمران کہہ رہا تھا۔ "یہ بے چارے بھی بہت دونوں سے.... گھری نیند.... کو.... ترس رہے ہیں۔"

"گا سکر اور مونیکا! تم اپنی بجائے ملنے کی کوشش نہ کرتا۔ صدر ٹریگر پر انگلی رکھتا ہوا بولا۔" لیکن اس نے گا سکر اور مونیکا دونوں ہی کے انداز میں لا پرواہی محسوس کی۔ اب تو گا سکر بھی مسکرا رہا تھا۔

اتی دیر میں چوتھا بھی گرد۔ یقینہ آدمی اب اس طرح کترار ہے تھے جیسے اپنا بھی وہی حشر دیکھنا پسند نہ کرتے ہوں۔ دھعنٹا مونیکا بولی۔ "تم خوانخواہ اپنا وقت بر باد کر رہے ہو گا سکر۔"

"ہوں!" وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑی بڑی۔ پھر ہاتھ اٹھا کر گوئیں جیلی آواز میں بولا۔ "ٹھہر جاؤ! تو رہا منٹ ختم ہو گیا۔"

"اے بھی تو یہی فائل ہی چل رہا ہے ڈیزیر!" یہ عمران کی آواز تھی۔ "اب اگر تم چاہو تو مجھ پر فائز بھی کر سکتے ہو۔"

"نہیں! نہیں! ٹھیک ہے جس کرو۔ تم یقیناً کام کے آدمی ہو۔ مجھے لیڈی مونیکا کے بیان پر یقین نہیں آیا تھا۔ یہ سب کچھ قطعی دوستانہ فضائیں ہو ہے۔"

"بکواس بند کرو۔" صدر نے ریو اور کو جنہیں دے کر کہا۔ "ہمیں اتنا حق بھی نہ سمجھو۔... عمران صاحب.... جلدی سمجھ۔"

ٹھیک اسی وقت دونوں کی گرد نیم عمران کی گرفت میں آگئیں اور ان کے سر ایک دوسرے سے اس طرح ٹکرائے کہ کرے ٹھی مدد د فضا گونج کر زرہ گئی یہی گونج میں دونوں کی چھینیں بھی شال تھیں اور نکراوی کی آوازیں بھی۔ بالآخر وہ بھی گوشت کے بے جان لو تھڑوں کی طرح فرش

کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر عمران سے پوچھا "یہ مرتو نہ جائیں گے"  
اگر آئندہ ایسی حرکت کریں گے تو ضرور مر جائیں گے۔ فی الحال اس کا کوئی امکان نہیں  
ہے۔

"آؤ... تو چلیں... کسی دوسرے کمرے میں بیٹھیں گے... انداز آکتی دیر بعد انہیں  
ہوش آئے گا۔"

"حالات پر منحصر ہے اگر فرش پر کھلی ہوں گے تو یہ ابھی ہوش میں آجائیں گے ورنہ صبح  
تک چین سے سوئیں گے۔"

وہ دوسرے کمرے میں آئے جو نسبتاً چھوٹا اور کسی حد تک آرستہ بھی تھا۔ مویکا نے جلد ہی  
معاملے کی بات شروع کر دی۔

"بن ہام کل اسی جزیرے کا سفر کرنے والا ہے۔ جہاں ہم جانے والے ہیں۔"

"جزائر کی بات کر رہی ہویا کسی مخصوص جزیرے کی؟" عمران بنے پوچھا۔

"میں اس کے چہرے پر تحکم کے آثار بھی نہیں دیکھتا۔ گاسکر بول پڑا۔ وہ عمران کو ایسی ہی  
نظردوں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔

"پلیز!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرے پاس وقت کم ہے غیر متعلق باتیں نہ پھیڑو۔"

"میں اس مخصوص جزیرے کا تذکرہ کر رہی ہوں جہاں سے ہوپی بے نسل و مرد اور اپس آیا  
تھا۔ اس کے سب سے اوپنے پہاڑ کی چوٹی کی مگر مجھ کے چھلے ہوئے منہ سے مثابہ ہے اور وہ اسی  
مناسبت سے کرو کوڈا میں آئی لینڈ کہلاتا ہے۔"

"بن ہام وہاں کیوں جا رہا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

مویکا نے گاسکر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب تم ہی بتاؤ۔"

"میں جانتا ہوں کہ بن ہام کو فلمزازی سے کمھی دلچسپی نہیں رہی لیکن وہ یک یک فلم  
پر ڈیوسر بن بیٹھا ہے۔ اس سلسلے میں ہربات انہوںی سی معلوم ہوتی ہے۔ فلم بناتا... وہ بھی  
کہاں.... ظلمات میں؟.... جہاں کے تصور سے بھی روشنگئے کھڑے ہوتے ہیں۔"

"چھاتا پھر.....؟"

"اس کے ساتھ جانے والوں میں کبھی میرے لئے ابھی نہیں۔ صرف کشتی کا اسڑو کر رہی

میرے آدمیوں میں سے ہو گا۔ بقیہ عملہ وہ خود بھرتی کرے گا۔ یعنی کشتی کے عملے سے صرف  
اسڑو کر پرانا ہو گا۔ ماتحت سب نئے ہوں گے۔ اس چال کا مقصد سمجھے یا نہیں!۔"  
وہ بھی لگے ہاتھ سمجھاتے چلو! وقت کم ہے۔"

"اے ڈر ہے کہ اگر پورا عملہ ایسا ہوا جس پر میری بھی گرفت ہو تو وہ جزیرے ہی میں رہ  
جائے گا اور کشتی واپس آجائے گی۔ البتہ تھا اسڑو کر کی واپسی ممکن نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو جبش دی۔

"اے میں آدمی بھرتی کرنے ہیں۔ سولہ ہوچکے ہیں لیکن ابھی چار نہیں ملے۔"

"میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ بھی مل جائیں۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

"سنوا! معذکہ خیز باتیں نہ کرو۔" گاسکر جھنجھلا گیا۔ "جس آدمی کے ذریعے وہ بھرتی کر رہا ہے  
اس پر میرا بھی کچھ اڑھے ہے۔ اگر میں چاہوں تو وہ تم لوگوں کو ان میں آدمیوں میں کھا سکتا ہے۔"

"ہم صرف تین ہیں" عمران نے کہا۔

"لیڈی موزیکا بھی جانا چاہتی ہیں۔" گاسکر بولا

"لیکن واپسی پر یہ کسی چیزیاں گھر میں نظر آئیں گی۔"

"بکاں س مت کرو۔" موزیکا بول پڑی۔ "اگر میں نہ گئی تو تم بھی نہ جا سکو گے۔"

"کیا بن ہام تمہیں نہیں پہچانتا؟" عمران نے پوچھا۔

"پہچانتا ہے!"

"پھر کیا وہ تمہیں نے جانا پسند کرے گا۔"

"اوہ.... ابھی تم کل ہی تو کہہ رہے تھے کہ میرا ساتھی میک اپ کا ماہر ہے۔" موزیکا نے  
صدر سے کہا۔

"میک اپ!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "سوال تو یہ ہے کہ وہ کسی عورت کو لے جانا پسند  
بھی کرے گایا نہیں۔"

"ٹھیک ہے لیڈی موزیکا۔" گاسکر بولا۔ "اب صرف بار برداری کے مزدوروں کی ضرورت  
ہے۔"

موزیکا کچھ نہ بولی۔

"خزانے کاچکر۔" گاسکرنے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔ "ظلمات کے جائزی لئے خصوصیت سے مشہور ہیں۔ درنہ ان میں اور کیا تھا ہے اور میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ تم لوگ بھی اسی پکڑ میں جا رہے ہو۔"

"ارے واه!" عمران نے بھوٹ اساقبہ لگایا" یہ تو سمجھ گیا۔"

"اچھی بات ہے۔" گاسکر اٹھتا ہوا بولا۔ "اب تم لوگ جاؤ۔ کل شام تک وہ روانہ ہو جائے گا۔"

## O

ڈیزی کو بڑی مشکل سے نیند آئی تھی۔ بار بار اوٹھتی اور چونک پڑتی۔ کبھی ایسا محسوس ہوتا جیسے کوئی جنگلی درندہ چھپت پڑا ہو۔ کبھی محسوس ہوتا جیسے کشتی ڈوب رہی ہو۔ کبھی بن ہام کا خوفناک چہرہ جھپٹتا ہوا سامحسوس ہوتا۔

لیکن آخر کار ہے ہوئے ذہن پر تحکم غالب آئی گئی اور اس نے اسے خواب کے تاریک جزیروں میں دھکیل دیا۔

گر پھر وہ جیچی کے ساتھ جاگی تھی۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی گلا گھونٹ رہا ہو۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور تب ہی اسے احساس ہوا کہ وہ خواب نہیں حقیقت میں کسی کے ہاتھ اس کی گردن پر تھے۔

ایک جیچ پھر فنا میں بلند ہوئی۔

"کون ہے؟ کیا ہے؟" کسی نے باہر سے جیچ کر کہا اور نامعلوم ہاتھ اس کی گردن سے ہٹ گئے۔ چھولداری میں انہیں اتنا تھا لیکن اسے اندازہ ہو گیا کہ گردن دیانتے والا تیزی سے نکل گیا ہے۔ وہ پھر چینخنے لگی۔

"کیا ہے۔ کیا بات ہے؟" کسی نے چھولداری کا پردہ جھنجھوڑا اور پھر وہ تاریچ کی روشنی میں نہا گئی۔ آنے والا بن ہام تھا۔ ڈیزی نبڑی طرح ہانپر رہی تھی اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نامعلوم ہاتھ اب بھی اس کا گلا گھونٹ رہے ہوں۔

"کیا ہے۔ کیا ہوا؟" چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں شائد دوسرے بھی جاگ گئے

عمران تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر بولا۔ "اچھی بات ہے۔ موئیکا میں تمہیں مزدور بنا دوں گا۔ مگر تمہیں اپنے بال کوٹانے پڑیں گے۔"

"فکر مت کر دیو یہ بھی ہو جائے گا۔"

"اوہ۔ لیڈی موئیکا تم آخر کیوں جانا چاہتی ہو وہاں۔" گاسکر بولا "تمہیں پہلے بھی بتاچکی ہوں کہ میرے باپ کے قتل کا اس جزیرے سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔"

"خیر مجھے اس بحث سے کیا سر دکار۔" گاسکر بڑا لیا۔ پھر عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "مگر میں اس پر آمادہ کیوں ہوا ہوں۔ بھلا مجھے اس سے کیا دچپی ہو سکتی ہے کہ موئیکا کے باپ کے قتل کا سلسلہ اس جزیرے سے جاتا ہے۔"

"اس سوال کا جواب بھی خود ہے دے ذالو۔ ظاہر ہے کہ میں اس قسم کی ارتھمندیک میں بالکل کچا ہوں۔"

"میں بن ہام کی واپسی نہیں چاہتا۔" گاسکر نے سر دلنجذب میں کہا۔ "تمہیں اسے ہر حال میں قتل کر دیا ہو گا۔"

"اوہ! بامیں ہاتھ کا کھیل ہے۔" عمران چنگلی بجا کر بولا۔

"بس میں اتنا ہی چاہتا ہوں۔ میں اسڑو کر کو سمجھادوں گا جب تک تم اسے روکنا چاہو گے رکار ہے گا۔ اور تمہیں واپس لے کر ہی آئے گا۔"

وہ سب خاموش ہو گئے۔ ہر ایک کچھ نہ کچھ سوچ رہا تھا۔ لیکن صدر اس کے علاوہ اور کیا سوچتا کہ اس وقت حالات نے موئیکا کی سکیم چوپٹ کر دی تھی۔ لہذا ب وہ کوئی دوسرا جال بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ صرف سوچتا ہی رہا کچھ بولا نہیں۔ حقیقت تو یہ تھی کہ اب وہ بونا والے کیس سے نبڑی طرح بیزار ہو گیا تھا۔ اس کی سمجھتی ہی میں نہیں آتا تھا کہ اس کا اختتام کب اور کہاں ہو گا۔

"ہاں تو تمہیں یقین نہیں ہے کہ بن ہام فلم کی بیوٹیک ہی کے لئے وہاں جا رہا ہے۔" عمران نے گاسکر سے پوچھا۔

"مجھے یقین نہیں ہے۔"

" خاموش رہو " بن ہام نے اندر سے کھا اور ڈیزی کو گھورتا ہوا بولا۔ " کیا بات تھی ۔ "

" لک ... کوئی میرا گلگھونٹ رہا تھا۔ " وہ گردن ملتی ہوئی بدقت بولی۔

" اور تم نے خواب دیکھا ہو گا۔ "

" نہیں ... خواب نہیں " ! اس نے کہا۔ پھر یک بیک اچھل پڑی اور ہمیانی انداز میں چینے لگی " میرا لاکٹ ... میرا لاکٹ ...؟ "

بن ہام اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اس کے ہونٹ بچپن ہوئے تھے۔ روشنی کا دارہ اب بھی ڈیزی ہی پر تھا۔

" میرا لاکٹ مسٹر ہام ! وہ میرا لاکٹ لے گیا ہے۔ " ڈیزی نے کسی طرح ان ہسٹریائی قسم کی چیزوں پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

" کون لے گیا ہے؟ "

" میں کیا جاؤں مجھے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی میرا گلگھونٹ رہا ہو۔ لیکن وہ لاکٹ نی لے گیا ہے؟ "

اس نے گردن پر ہاتھ پھیر کر سکاری لی اور انگلیوں میں چچاہٹ سی محسوس کی۔

" اوہو ! خون " بن ہام بولا کیونکہ ڈیزی کا ہاتھ اب بھی روشنی میں تھا اور وہ نہ اسامنہ بنائے ہوئے خون آکو انگلیوں کو دیکھ رہی تھی۔

بن ہام آگے بڑھا۔ ڈیزی کی گردن پر ایک لمبی سی خراش تھی جس سے خون رس رہا تھا۔

" کیا دیکھ رہے ہو؟ " ڈیزی نے سکی لی۔ " میرا لاکٹ مجھے دے دو۔ خدا کے لئے .... ورنہ وہ تم سب پر تباہی لائے گا۔ "

" مجھ سے ماگ رہی ہو لاکٹ۔ میں کیا جاؤں مگر۔ یہ کیا۔ بھلا کوئی لاکٹ ہم پر کیسے تباہی لاسکتا ہے۔ " بن ہام نے کھا اور پھر خاموش ہو کر شاید باہر کی آوازیں سننے لگا تھا۔

" جاؤ۔ تم سب خیبوں میں جاؤ۔ " اس نے گوئیں آواز میں کھا اور پھر وہاں سنانا چاہا گیا۔ صرف قدموں کی آوازیں فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔

بن ہام پھر لاکی کی طرف مڑا اور جیب سے دیا اسلامی کی ڈبیہ نکال کر اس کے سامنے پھیلتا ہوا

" بولا " لیپ روشن کر دو۔ تم نے اسے بچھایا ہی کیوں تھا۔ "

" میں نے نہیں بچھایا تھا۔ بچھائی نہیں سکتی تھی۔ اتنے مضبوط دل والی نہیں ہوں کہ ایسے ذرا اونے ماحول میں چراغ بچھا کر سوتی۔ " ڈیزی نے کہا اور اکڑوں پیٹھ کر لیپ روشن کرنے لگی۔ ساتھ ہی وہ بڑی بڑی جارہی تھی۔ " میرا لاکٹ مجھے واپس ملنا چاہئے ورنہ میں خود کشی کر لوں گی۔ آخر تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ لاکٹ تمہارے ہی پاس ہے۔ "

" شاید تم پاگل ہو گئی ہو۔ میں کوئی ایسا یہ ہنگاطریقہ کیوں اختیار کرتا۔ "

" یاد کیا میں پاگلوں میں آپھنی ہوں۔ " اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ وہ لیپ روشن کر چکی تھی۔

" اور ہر دیکھو۔ " ہام کو غصہ آگیا۔ " تم کیا اوت پنگ بک رہی ہو۔ "

" مجھے یہاں کیوں لائے ... کیوں لائے ہو۔ "

" میری بات کا جواب دو۔ آخر تم کس بناء پر کہہ رہی ہو کہ لاکٹ میرے ہی پاس ہو گا۔ "

" تم نے جزاً ظلمات اور میرے باب کا حوالہ کیوں دیا تھا۔ "

" آہا.... تو کیا وہ لاکٹ اسی سلسلے کی کوئی کڑی تھی؟ " ہام کا لجہ متھرانہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ پر اشتیاق بھی تھا۔

ڈیزی جواب دینے کی بجائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ہام کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ انداز سے ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسے لاکی کے رونے کی ذرہ برابر بھی پروادا ہو۔

" او سمجھا۔ " وہ تھوڑی دیر بعد بڑیا " دھوکا "

پھر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ شاید غصہ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

بڑے خیسے میں وہ سب اکٹھے تھے اور بن ہام ایک ایک کو اس طرح گھور رہا تھا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔

" بتاؤ ! وہ کالی بھیڑ کون ہے جس نے لاکی کے گلے سے لاکٹ اتنا رکھا۔ " بن ہام گرجا۔ اسے کوئی جواب نہ ملا۔ پھر یک بیک اس نے ایک آدمی کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا " مورن! تم جواب دو۔ "

یہ ٹھیلے جسم کا ایک وجہہ آدمی تھا۔ قد میں ہام سے کچھ ہی کم رہا ہو گا.... آنکھوں سے

مکاری مترجم تھی۔

"پڑھنیں کن ہواؤں میں اڑ رہے ہو.... ہام!" اس نے محیران لمحے میں کہا۔ "کیا لاکٹ؟"

"لڑکی کے بارے میں کس نے معلومات فراہم کی تھیں؟" ہام کا بچہ تھنخ تھا۔

"میں نے!" مورن نے جواب دیا۔

"لیکن کوئی بات چھپائی تھی۔"

"احمق نہ بنو!"

"اوہ ایہ جرأت۔" ہام آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا تم مجھے نہیں جانتے۔"

"ہام! پھر کہوں گا کہ احمق نہ بنو۔ تم اس پارٹی میں ایک غیر ضروری اور غیر اہم شخصیت ہو۔" مورن نے کہا۔

بن ہام نے تھبہہ لگایا اور بولا۔ "ضرور تمہارا دماغ چل گیا ہے۔"

"تم خود کو پارٹی کا لیڈر سمجھتے ہو ہام.... حالانکہ یہ بکواس ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر ان لوگوں میں سے کوئی بھی تمہارا حکم ماننے پر تیار ہو جائے تو مجھے ضرور قتل کرادو۔"

بن ہام نے پلکیں جھپکائیں.... اس قسم کے چلنچ کسی مضبوطی ہی کی بنا پر کئے جاتے ہیں۔

اسے سوچنا پڑا۔

مورن بڑی لاپرواں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پڑیوں کی روشنی میں بقیہ لوگوں کے وحشت زدہ چہرے عجیب سے لگ رہے تھے۔

مورن ہام کو خاموش دیکھ کر بولا۔ "سنو تمہیں لیڈر بنائے بغیر ہم کشتنے میں حاصل کر سکتے۔" کیا سمجھے۔"

"تو لاکٹ تمہارے ہی پاس ہے۔"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس لاکٹ کا تذکرہ کر رہے ہو۔"

"لڑکی سورہی تھی۔ کسی نے اس کے گلے سے زبردستی اس کا لاکٹ کھینچ لیا اس کی گردن پر بوجی سی خراش ہے۔"

"یہ تجویز کتنی احتفاظہ تھی کہ اسے الگ چھولداری میں رکھا جائے۔" مورن تھیک آئی۔  
انداز میں مسکرا لیا۔

"وہ خوفزدہ تھی۔" بن ہام نے کہا پھر یہی دلت پیس کر بولا۔ "اوہ کیا بکواس ہے میں تو  
جسی اسی انداز میں ٹھنکو کر رہا ہوں جیسے تم ہی لیدر ہو۔"

"حکم دے کر دیکھو کسی کو۔" مورن نے تھبہہ لگایا اور ذریزی آگے بڑھ کر بولی۔ "اگر لاکٹ  
تمہارے پاس ہے تو مجھے واپس کر دو۔ ورنہ وہ تم پر تباہی لائے گا۔"

"بکواس بند کرو۔" مورن نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ پھر ہام سے بولا۔ "یہ سب کچھ ہونے کے  
باوجود بھی نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے درمیان کسی قسم کا جھگڑا ہو۔ مگر اب تمہیں ایک قیدی کی  
حیثیت سے رہنا پڑے گا۔ نہیں..... جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہ کرو۔"

"اے نہیں! دفتار ایک لمبا تر گا جبھی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ سننے  
اور سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔"

"سن۔؟" وہ انگلی اٹھا کر بولا۔

"ہاں! اوہ کسی پر نہ دے کی آواز تھی۔" مورن بولا۔ "تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"نہیں یہ کسی پر نہ دے کی آواز نہیں تھی۔ میں جنگلوں کا کیڑا ہوں۔"

"پھر تم اسے کیا سمجھے ہو؟"

"بہت قریب سے ہماری گمراہی کی جا رہی ہے اور یہ آواز.... یہ کسی کیلئے کسی قسم کا پیغام  
تھا۔"

یہ یہیں ہام نے مورن پر چھلانگ لگائی اور وہاں اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پھر چار آدمیوں  
کے علاوہ بھی ان پر جھک پڑے۔ ان چاروں میں یہ حصی بھی شامل تھا۔ ایک طرف ذریزی کھڑی  
کانپ رہی تھی۔ پھر وہ کھک کر انہیں کے قریب آگئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا پاگل پن ہے۔ کیا یہ اسے مار ڈالیں گے۔" اس نے کپکاپی ہوئی  
آواز میں کہا۔

"نہیں پیدا کر کے چھوڑ دیں گے۔" اس آدمی نے کہا جو صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا  
تھا۔ "اس لاکٹ میں کیا تھا؟"

"دنیا کا مہلک ترین جادو۔ یہ سب مر جائیں گے...: میرے خدا۔"  
 "اب کیا خیال ہے...." نو عمر آدمی نے احمد سے پوچھا" کیا اسے بچانے کی کوشش کی  
 جائے؟۔"  
 "خود کو بچانے کی کوشش کرو...." جب شی بولا "وہ آواز ایسی ہی تھی....کہ  
 ...کہ... ہوئی فادر...." وہ اچل پڑا۔ اور یوکھائے ہوئے لمحے میں احمد سے بولا" ہم  
 گھیر لئے گئے ہیں بس!....وہ بہت قریب ہیں۔"  
 احمد کچھ کہنے والا تھا کہ ہام کی گھٹنی گھٹنی سی چینیں سنائی دینے لگیں" ارنے کیا تم سب نہک  
 حرام ہو۔ کوئی بھی میری مدد نہیں کرے گا۔"

یک بیک احمد کے دونوں ہاتھوں میں ریوال اور نظر آئے اور اس نے چیخ کر کہا۔  
 "ہٹ جاؤ۔ مسٹر ہام کو چھوڑ دو۔ ورنہ کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔"

"کیا کر رہے ہو۔" نو عمر آدمی اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "ہام کے مر جانے  
 میں ہمارا کیا نقشان ہے۔"

لیکن احمد بدستور ان لوگوں کی طرف ریوال رتائے رہا۔ وہ ہام کو چھوڑ کر ہٹ گئے تھے۔  
 "کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" مورن اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے دھاڑا۔  
 "تمہیں کس نے ملازم رکھا تھا؟"

"اس نے۔" احمد نے اپنے قریب کھڑے ہوئے نو عمر آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ ہام  
 زمین پر بیٹھا ہاپ رہا تھا۔ اس کے کپڑے کی جگہ سے پھٹ گئے تھے اور چہرے پر لمبی لمبی خون آکوں  
 خراشیں تھیں۔

"یہ کون ہے؟" مورن نے نو عمر آدمی کو گھوڑتے ہوئے پوچھا۔  
 "پارٹی کالایڈر۔"  
 "کیا کبواس ہے۔"

"بھی جملہ کچھ دیر پہلے مسٹر ہام نے بھی دہرایا تھا اس لئے میں نہ اٹھیں ماںوں گا۔ ویلے  
 تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ہم سب جہنم رسید ہو چکے ہیں۔ جنگلیوں نے ہمیں چاروں  
 طرف سے گھیر لیا ہے۔ کالا آدمی جھوٹ نہیں بولتا۔"

ہام انھا اور بالکل پاگلوں کے سے انداز میں مورن کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ اس  
 طرح پھیلے ہوئے تھے جیسے مورن کا گلا گھونٹ دینا چاہتا ہو۔

"مسٹر ہام! کوئی مار دوں گا اگر تم نے مورن کو ہاتھ بھی لگایا۔" احمد نے اسے لکار اور ہام  
 کے قدم رک گئے۔ پھر وہ اس کی طرف مڑا۔ ہام کی آنکھیں خونخوار تھیں۔ اس نے زبان سے کچھ  
 نہیں کہا۔ لیکن وہ جسم سوال نظر آ رہا تھا۔

"مجھے تم سے کوئی سرد کار نہیں ہے۔ مسٹر ہام۔ میں تو پارٹی کے لیڈر کے حق میں بول رہا  
 ہوں۔" احمد نے کہا۔

"تم مورن سے بھی زیادہ پاگل معلوم ہوتے ہو۔"

احمد اسے کوئی جواب دینے کی بجائے جب شی سے بولا۔" کیا تم باہر نکل کر اپنے شہبے کی  
 تصدیق کر سکتے ہو۔"

"میں اندر ہرے میں مرتا پسند نہیں کرتا بس۔ ہم صبح تک اسی صورت میں محفوظ رہ کتے  
 ہیں کہ خیسے سے باہر قدم نہ نکالیں۔ وہ ہمیں گھر پہنچ کے ہیں لیکن صبح سے پہلے جملہ نہیں کریں گے۔  
 احمد تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر ہام سے بولا۔" ہم تمہاری لیڈر شپ تسلیم کر لیں گے  
 اگر تم اس وقت خیسے سے باہر نکلنے کی ہمت کر سکو... اور نہیں مسٹر ہام تمیا تمہارے آدمی مجھے  
 کبھی غافل نہیں پاسکتے۔ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی ہٹ کر دیکھو کھوپڑی کا سوراخ سیٹھان بجاۓ  
 گا۔"

"تو اس طرح تم ہمیں ان جنگلیوں کے حوالے کرنا چاہتے ہو جو تمہارے بیان کے مطابق  
 ہمیں گھر رہے ہیں۔" مورن غرایا۔

"ہااا!" احمد نے قہقہہ لگایا۔" مگر مسٹر ہام تمہارے دو آدمی اس وقت بھی کم ہیں۔ کیا  
 تمہیں ان کے بارے میں تشویش نہیں ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"کچھ بھی نہیں۔" احمد کا لبج سخت تھا۔ جوزف اور صدر! تم ان لوگوں کو جلد از جلد غیر  
 مسلح کر دو۔"

بہتوں نے احمد کو گالیاں دینا شروع کر دیں لیکن صدر اور جوزف نے ان کی جامہ خلاشی

"بکتے رہو۔" مورن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس کا جواب بھی رکھتا ہوں۔" "احمق سر ہلا کر بولا۔" تم جانتے تھے کہ لاکٹ کے سلسلے میں ہنگامہ ضرور برپا ہو گا اور ہام یقین طور پر تمہیں ہی مجرم سمجھے گا۔ کیونکہ اس کی وجوہات پہلے ہی سے موجود تھیں۔ لہذا تم نے یہ اسکیم بنائی کہ ٹھیک اسی وقت جب لاکٹ کا حصہ چھڑا ہو۔ جنگلیوں کی آمد کا بلڈ ہو جائے اور اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر تم اپنے چند مخصوص ساتھیوں سمیت کسی طرف نکل جاؤ۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"تم بکواس کر رہے ہو۔!"

" تو پھر یہی درست ہو گا کہ تم نکل جانے کے لئے یہ ہنگامہ برپا نہیں کرانا چاہتے تھے بلکہ مقصد یہ تھا کہ افرا تفری کے دوران ہام اور اس کے مخصوص ساتھیوں کو چن چن کر مارڈا لو۔۔۔ آہا۔۔۔ یہی ہو سکتا ہے۔۔۔ ورنہ لاکٹ حاصل کر لینے کے بعد تم خیبے کی طرف واپس کیوں آئے۔"

مورن پکھنہ بولا۔ وہ اپنے خنک ہو نٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔  
دفعہ صدر اور جوزف دو آدمیوں کو دھکیلتے ہوئے اندر لائے۔

"گڑا!" احمق مسکرایا۔" یہ ہیں جنگلی چنہوں نے ہمارا حصارہ کیا تھا۔ مورن لاکٹ نکالو  
ورنہ بیک وقت دو گولیاں تمہاری کھوپڑی میں پیوست ہو جائیں گی۔"  
مورن کچھ نہ بولا۔ ہام کی آنکھوں میں دھیانہ چمک نظر آ رہی تھی۔ اس نے احمق سے پوچھا۔" اور میرا کیا حشر ہو گا؟"

"اس کا فیصلہ یہ لڑکی کرے گی۔" احمق نے ڈیڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں نہیں" ڈیڑی مظہربانہ انداز میں بولی۔" میں کسی کی لاش دیکھنا پسند نہیں کروں گی۔"

"ہشت۔ تم کہہ بچکی ہو کہ تمہارا لاکٹ ان لوگوں پر تباہی ضرور لائے گا۔"

"نہیں نہیں! میں کشت و خون دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتی۔"

"اس بے چاری کو یہاں کھینچ لائے گا کیا مقصد تھا ہام؟"

"یہی سور بتائے گا۔" ہام نے مورن کی طرف دیکھ کر کہا۔" اسی نے مجھے اس کا پتہ بتایا تھا

لے کر غیر مسلح کر دینے میں دیر نہیں لگائی۔

"مسٹر ہام کسی خوشی میں چھوڑ دیے گئے ہیں۔" احمق نے کہا۔ ان کے ساتھیوں نے ہام کی تلاشی نہیں لی تھی۔

" یہ نہیں ہو سکتا۔" ہام دانت پیس کر غرما۔

" ہام خود تم سے تو نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے دوسرے ہی یہ تکلیف برداشت کریں گے۔۔۔ جوزف!

جیشی نے ہام کو بھی ٹوٹا شروع کر دیا اور اس کی جیب سے صرف ایک بڑا شکاری چاقو برآمد کر رکا۔

"اب جاؤ!" احمق کچھ دیر بعد ہاتھ اٹھا کر بولا۔" ان دونوں کی تلاش کرو جنہوں نے تمہیں اس وہم میں بتلا کیا تھا کہ جنگلی ہمارے گرد گھیرا ذوال رہے ہیں۔"

" میں سمجھا نہیں باس!"

"مسٹر مورن کیا تم اس عقل والے کو سمجھانے کی کوشش نہیں کرو گے۔" احمق بولا۔  
" تم اپنی موت کو آواز دے رہے ہو۔ اسے یاد رکھنا۔" مورن نے آنکھیں نکالیں۔

"میری یاد داشت بہت کمزور ہے اس لئے نوٹ کروں گا۔ جوزف صدر باہر جاؤ وہ دونوں تمہیں آس پاس کی جھاڑیوں میں ضرور ملیں گے۔ اب تمہیں اندازہ تو ہو ہی گیا ہو گا کہ یہاں کون موجود نہیں ہے۔"

صدر نے سر کو خفیف سی جنگش دے کر جوزف کو باہر چلے کا اشارہ کیا۔  
احمق کے دونوں ہاتھوں میں اب بھی ریو اور موجود تھے اور وہ کسی کی طرف سے غالباً بھی نہیں تھا۔ جوزف اور صدر باہر چلے گئے۔ احمق مورن سے کہہ رہا تھا۔" تمہاری اسکیم یہ تھی کہ یہ ہبھی ہی دوسرے لوگوں میں ہر اس پھیلانے کا باعث بنے۔" تمہیں یقین تھا کہ وہ آوازیں سن کر جنگلیوں کے جملے ہی کی پیش گوئی کرے گا وہ جانتا ہے کہ جب کئی ٹولیاں کسی شکار کی تلاش میں نکلتی ہیں تو ایک ٹولی دوسرا کیا اسیلی کی اطلاع دینے کے لئے پرندوں کی آوازوں ہی کا سہارا لیتی ہے لیکن تم ہر اس کیوں پھیلانا چاہتے تھے؟"

وہ خاموش ہو کر مورن کو گھورنے لگا۔

"تم کون ہو؟" بام نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔  
میں اس یوںی کا شوہر ہوں جو غالباً بھگی نہ پیدا ہوگی... اور اُنر پیدا ہوئی گئی تو سر پر با تھے رکھ کر روئے گلی زندگی بھر!"

## O

صفدر کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا صورت ہو گی۔ عمران بام کا ساتھ دے گایا مورن کا اپورث سعید سے روائی اسی شرط پر ہوئی تھی کہ وہ اونگ جزیرہ نہیں میں پہنچ کر بام کو نہ کانے لے گا دین گے مگر بھلا عمران کو اس شرط سے کیا چکی ہوئی۔ وہ تو صرف جزیرے تک پہنچنا پا رہتا تھا۔ خود مونیکا نے بھی اس پر زور نہیں دیا تھا کہ شرط پوری ہی کی جائے۔ ویسے کشی کا اسٹر و کر پوری طرح ان کے قبضے میں تھا۔ ہو سکتا ہے اسے علم رہا ہو کہ گا سکر نے کن شر انداز پر اسے ان کا تالع فرمان رہنے کی ہدایت دی تھی۔ بہر حال صدر جانتا تھا کہ وہ مونیکا کے ملادہ اور اُسی کی کوئی بات نہیں مانے گا۔

مگر یہ بعد کی باتیں تھیں۔ فی الحال اس نئی الجھن سے عہدہ برآ ہونا مشکل نظر آ رہا تھا۔ پارٹی ذیزی سیست بائیکس افراد پر مشتعل تھی لیکن اس وقت سڑہ آدمی اپنے ساتھ اخھے ہوئے کھڑے تھے اور عمران کے ہاتھوں میں روپا اور تھے۔ ان سڑہ آدمیوں کو اس طرح قابو میں رکھنا کہ وہ آئندہ ان کیلئے کام بھی کرتے رہیں قریب قریب نامکن ہی تھا۔ اب صدر یہی سوچ رہا تھا کہ دیکھئے عمران کی الٹی کھوپڑی کیا گل کھلاتی ہے۔

و�퇴 مونیکا نے کہا۔ "مورن کو اس فراڈ کی مزاضر ملنی چاہتے۔"

"تم آخر ہو کون؟" مورن حلچ پھاز کر دہاز۔

"اگر میں خود کو ظاہر کر دوں تو تمہارا دم نکل جائے گا۔"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ دم کیسے نکلتا ہے۔"

یہ دیکھنا ہے تو پانچ چھپکوں کے باپ بن جاؤ۔" عمران بول پڑا۔

"کھلی ختم ہونا چاہتے۔" مونیکا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ میں بام کے حق میں ہوں۔"

"تب پھر ہمیں صرف پنج آدمیوں سے نہنا پڑے گا۔ پانچ ہی مورن کے خاص آدمیوں میں۔"

اور یہاں لانے کی اسکم بیائی تھی۔"

"آخر کیوں؟ لاکٹ تو تم دہاں بھی چھین سکتے تھے۔"

"مجھے کسی اپیے لاکٹ کے وجود کا علم ہی نہیں تھا جو مورن کی دلچسپی کا باعث بن سکتا۔ وہاں اس نے مجھ سے صرف یہی بتایا تھا کہ یہ لڑکی جزیرے میں دینوں کی نشاندہی کر سکتی ہے کیونکہ اس کا باپ جو ایک بحری قرآن تھا اسے دینوں کے متعلق بہت کچھ بتا چکا ہے۔

"یہ جھوٹ ہے۔ میرا باپ بحری قرآن نہیں تھا اس نے مجھے بھی دینوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ بس وہ میری ماں سے خطا تھا۔ اس لئے ہمارے ساتھ نہیں رہتا تھا۔"

"باؤں کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے حتیٰ کہ باؤں کے باپ بھی ایک دوسرے کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر یہ لاکٹ۔ کیا تمہاری دانست میں اس کی کوئی اہمیت نہیں؟۔"

"بہت زیادہ۔ کیونکہ وہ مررتے ہوئے باپ کا تھنہ تھا۔ ذیزی نے ٹھنڈی سانس لی۔ چند لمحے خاموش رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بوی۔ وہ ہمارے ساتھ نہیں رہتا تھا۔ میری ماں تو اس کی ٹھکل تک دیکھنے کی ہدایت دیں تھی لیکن اس نے کبھی مجھے اس کی وجہ نہیں بتائی۔ سخت ترین تاکید تھی کہ میں باپ سے کبھی نہ ٹلوں لیکن مجھے اس سے بڑی محبت تھی میں اکثر اس کے گھر جاتی رہتی تھی۔ مگر ماں کو یہ بات معلوم نہ ہونے پائی۔ ایک بار وہ بہت بیمار ہو گیا۔ پچھے کی کوئی امید نہ رہی اس زبانے میں اس نے مجھے وہ لاکٹ دیا تھا اور استدعا کی تھی کہ میں ماں سے اس کا تذکرہ نہ کروں۔ لاکٹ کے لئے اسکی ہدایت تھی کہ میں اس وقت تک اس کو نہ کھولوں جب تک کہ میری شادی نہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے زور دیا تھا کہ میں کسی ایسے آدمی سے شادی کروں جو اچھا جہاز راں اور باہم ہو۔ نیز بھی کہا تھا کہ اگر میں نے شادی سے پہلے اس کو دیا تو وہ لاکٹ دونوں پر تباہی لائے گا۔ اس سے زیادہ میں اس لاکٹ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

ڈیزی خاموش ہو گئی اور احمد مورن کو گھورنے لگا۔

"مجھے جواب دو مورن" اس نے کہا۔ "لڑکی کو تم یہاں کیوں لائے تھے؟"

"تم میری زبان سے کچھ بھی نہ سن سکو گے۔ کاش میں نے سب سے پہلے تمہیں ہی نہ کانے لگایا ہوتا۔"

"نہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا مسٹر مورن... الوگ عموماً مجھے احمد سمجھ کر معاف کر دیا کرتے

میں کہا۔ غالباً مقصد ہی تھا کہ سب سن لیں۔

وہ آدمی جن کے ہاتھ نہیں باندھے گئے تھے لڑکا نے لگ۔ انہوں نے کہا کہ وہ کچھ سمجھی نہیں سکتے تھے۔ ان کے لئے فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ وہ کس کا ساتھ دیں۔ حقیقتاً وہ یہاں اس ذیرانے میں بھگرا نہیں کرنا چاہتے تھے انہوں نے وعدہ کیا کہ اب وہ ہام ہی کو لیڈر سمجھیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انہیں ایسے بھگزوں سے غرض ہی کیا۔ وہ تو معقول معاوضہ کے لائق میں یہاں چلے آئے تھے۔

"نہیں۔ میں لیڈر نہیں بننا چاہتا۔ میں تواب و اپنی ہی میں سب کی بہتری، یقیناً ہوں مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں نے مورن کے جاں میں پھنس کر اس بے چاری لڑکی کو درغایا۔ پہ نہیں اسے یہاں لانے کا کیا مقصد تھا۔"

وہ خاموش ہو کر مورن کو گھوڑنے لگا۔ پھر بولا تم وہ لاکٹ کسی طرف وہاں بھی حاصل کر سکتے تھے۔ خود اسے یہاں ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"سوچتے رہو!" مورن ڈھنائی سی مسکرایا۔ "میری زبان سے اسکے متعلق تم ایک بھی انتظار سن سکو گے۔"

پھر اس نے عمران سے کہا۔ "تم نے اس سور پر اعتماد کر لیا ہے۔ ذرا لاکٹ اس کے ہاتھ لگنے دو۔ پھر دیکھنا۔"

"لاکٹ میں کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں کہہ چکا ہوں کہ کچھ بھی نہ بتاؤں گا۔ تم غالباً جانتے ہی ہو کہ وہ کہاں ہے خود دیکھ لینا۔"

عمران نے لاپرواں سے شانوں کو جنمیں دی اور مویزی کا طرف مڑا۔ وہ مردانہ لباس میں تھی اور سر پر چڑے کا خود اس طرح مندھا ہوا تھا کہ بال چھپ گئے تھے۔ یہ تبدیل عمران نے اس لئے کی تھی کہ مویزی کا کے بال نہ کائے پڑیں۔ ورنہ پسلے تو اس نے کہا تھا کہ اس میک اپ کے لئے بال تر شوانا ضروری ہو جائے گا۔ مویزی نے اس پر آمادگی بھی ظاہر کی تھی۔ مگر پھر شاندہ عمران کو اس پر رحم ہی آگیا تھا۔

عمران نے تو اپنی دانست میں بھلانی ہی کی تھی لیکن اسے کیا کہا جائے کہ مویزی کا خود ہی بالوں

سے ہیں۔ بقیہ مر عولج ہو گئے تھے۔ لیکن ہام کو اس کی اجازت نہیں ہو گئی کہ وہ ان چھ آدمیوں کو کسی قسم کا فحصان پہنچائے۔"

مجھے تم لوگوں کی ہر شرط منظور ہے۔ "ہام سر ہلا کر بولا" لیکن لاکٹ اسے واپس کرنا پڑے گا۔ "لاکٹ اس وقت اس کے پاس نہیں ہے۔" "عمران بولا" فکر نہ کرو۔ وہ بھی مل ہی جائے گا۔ اچھا دوست مورن اب تم ہمارے قیدی ہو۔"

مورن کچھ نہ بولا۔ عمران کے اشارے پر صدر اور جوزف نے چھ آدمیوں کے ہاتھ باندھ دیے۔

"خدا کے لئے مجھے واپس بھجوادو۔ اب کیا ہو گا۔" ذیزی سکیاں لے رہی تھی۔ کوئی کچھ نہ بولا۔ حتیٰ کہ مورن اور اس کے ساتھی بھی خاموش تھے کچھ دیر بعد ہام نے پھر لاکٹ کا تذکرہ چھینڑ دیا۔

"مجھے علم ہے کہ لاکٹ اس نے کہاں چھپیا ہے۔" عمران نے کہا۔ "آخر تھبیں ان باوقال کا علم کیسے ہوا تھا۔" ہام نے پوچھا۔

"مورن کا خیال تھا کہ اس پارٹی میں جرمن زبان کسی کو بھی نہیں آتی اس نے وہ اپنے ان دو آدمیوں سے جرمن میں آنکھوں کیا کرتا تھا۔ اس نے یہاں پہنچتے ہی لاکٹ اڑانے کی اسکیم بنائی تھی۔ ان دونوں آدمیوں پر اسے شائد پورا پورا اعتماد ہے۔"

"اب مجھے یاد ہوتا ہے کہ یہ پانچ مورن ہی نے میا کئے تھے۔" "ہام بولا" میرے خدا تعالیٰ فراہ۔ گویا میری حیثیت اس سے زیادہ نہیں تھی کہ میں ان لوگوں کے لئے کشی مبیا کر دوں۔ مورن نے مجھے اسی لئے ساتھی بنا یا تھا ورنہ انہیں کشی کبادل مل سکتی۔"

"تو مورن ہی نے تھبیں اس سفر پر آمادہ کیا تھا۔"

"قطیعی۔ ورنہ میں تو ان حرکتوں کو حماقات سمجھتا تھا۔ اسی کے خیال دلانے پر میں نے گیسپر کے متعلق چھان میں کی تھی اور مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ کسی زمانے میں جری قرار ہے۔"

"گیسپر کون؟"

"ذیزی کے باپ کا نام گیسپر تھا۔"

"خیر ختم کرو۔ اس قسم کو۔ کیا تم بقیہ آدمیوں پر اعتماد کر سکتے ہو۔" عمران نے بلند آواز

ہے بے تجھ آئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ چڑے کا خود چڑھانے سے تو بکیں بہت تھا کہ بال کنواز یعنی جائیں۔ برادر شکایت کرتی رہتی تھی کہ سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باوں کی جزوں میں سو نیال چھپ رہی ہوں۔

اس وقت اس نے عمران اور صدر کو الگ لیجا کر کہا۔ اگر اب میں خود کو ظاہر کر دوں تو حالات بدل سکتے ہیں۔

"کیسے حالات؟" عمران نے پوچھا۔

"ہام کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا۔ خدا شباتی نہ رہے گا کہ وہ ہمیں دھوکا بھی دے سکتا ہے۔"

"آخر کس بناء پر؟"

"اگر اسے میری اصلیت معلوم ہو جائے تو وہ کسی وفادار کئے کی طرح میرے پیچھے ذم بلاتا پھرے گا۔"

"پہلے ہی کیوں نہیں بتایا تھا کہ تمہارے پیچھے ذم بھی ہے۔" عمران نے تشویش کرنے لگتے میں کہا۔

"فضول بکواس مت کرو۔" مونیکا جھنجلا گئی۔

عمران پند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ مجھے اس سے سروکار نہیں ہے کہ تم کیا کرو گی۔ بہر حال یہ سفر بونا کے لئے جاری رہنا چاہئے نہ کہ کسی خزانے کے لئے۔"

"مجھے خزانے سے کیا سروکار۔"

"ہم چار آدمی یہ سفر جاری نہ رکھ سکیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان تین ہم لوگوں کو ساتھ رکھا جائے۔ ہمیں بار بار داروں کی ضرورت پیش آئے گی۔ ایسے لوگ درکار ہوں گے جو جنگل میں راستے بن سکیں۔ یہ پارٹی پورے انتظامات کے ساتھ آئی تھی۔"

"لیکن ٹھہر د۔" مونیکا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ انہیں قابو میں رکھنا آسان کام ہے ہوگا۔ اگر یہ راز ظاہر ہو گیا کہ ہم کسی دوسرے مقصد کے تحت سفر کر رہے ہیں۔"

"انہیں معلوم کیسے ہو گا کہ ہم کسی دوسرے مقصد کے تحت سفر کر رہے ہیں۔"

"کیا یہ ضروری ہے کہ ان کی اور ہماری رائیں ایک ہی ہوں۔"

"ان بے چاروں کی بھی کوئی راہ نہیں ہے۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"کیوں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟"

"اگر ہوتی تو موران جلد بازی سے کام نہ لیتا۔ ہام کو اس نے تینی بتایا تھا کہ جزوی۔ میں بھی کر لیکی خزانے کی نشاندہی کر سکتے ہیں لیکن حقیقتاً نہ لیکتے۔ لیکن کوئی کوئی شاندہ لیکتے ہیں اس سلسلے میں رہنمائی کر سکے گا۔"

"تم جانتے ہو اس نے لاکٹ کہاں تھا پایا ہے؟"

"دو اس وقت میری جیب میں ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ موران نے اسے کھول کر دیکھا رہا ہو گا۔"

"موقع ہی نہیں مل سکا۔ اس نے لاکٹ کھینچا تھا۔ لیکن جیتنی تھی اور ہام انہی کر بھاگا تھا۔ تینی ہو سکتا ہے کہ موران اچانک اسے دیکھ کر تروس ہو گیا ہو۔ ورنہ اسے تم کر دینے کی ایکم تو پہلے ہی سے بار کھی تھی۔ بہر حال ہام کو دیکھ کر اس نے لاکٹ ایس جگہ چھپا دیا تھا۔"

"اور تم نے شروع ہی سے اس پر نظر رکھی تھی؟"

"نہ رکھی ہوتی تو اس وقت حالات دوسرے ہوتے۔" عمران نے کہا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔

## O

بیچہ رات بیکر و خوبی گذر رہی تھی لیکن ان میں سے شاندہ کوئی سویا ہو۔ ابھی اجائے میں، ہند لاہوت کی بلکل سی آمیزش باقی تھی۔ صدر خیت سے باہر کا اتوات ایسا محوس ہوا جیسے ساری تمکن یک بیک غائب ہو گئی ہو۔ ہوا خوشنوار تھی اور اُنھیں میں پھیلنے والی بلکل سرخی بڑی بھلی لگ رہی تھی۔

وہ چنان کے سرے تک چلا آیا۔ نیچے ساحل سے بلندی پر نصب کئے گئے تھے۔ مقصد غالباً یہی تھا کہ گرد و پیش پر نظر رکھی جاسکے۔

صدر نے ایک سگریٹ سلاکیا اور چنان کے سرے پر بیٹھ گیا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران آخر اس بچو یعنی کوئی طرح کندہ ول کرے گا۔ ہام اور موران دونوں ہی خطرناک تھے۔ وہ اس مسئلے پر اس سے کفتوں کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی پہنچ کوئی

ایسا موقع با تھے نہیں آ کا تھا جب مونیکا بھی ساتھ نہ ہوتی۔ اردو میں گفتگو ہو سکتی تھی لیکن مونیکا جان کو آجائی۔ جیسے ہی اردو میں گفتگو کرتے وہ چیختے لگتی۔

"یقیناً تم لوگ میرے خلاف کوئی سازش کرو گے۔" بس بات جہاں تھا رہ جاتی۔

صدر نے ایک طویل سانس لی اور سگریٹ کے بلکے بلکے کش لینے لگا۔ اب اسے کام لگا جا پڑنے دور ہوتا جا رہا تھا اور اتفاق کی سرفی پہلے سے زیادہ گہری ہو گئی تھی۔

دفعتاً نیمیوں کی جانب سے شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے سب بیک وقت بولنے لگے ہوں۔ پھر جوزف دکھائی دیا جو تیزی سے صدر رہی کی طرف آ رہا تھا۔

قریب پہنچ کر اس نے فوجیوں کے سے انداز میں ایسا یاں سمجھا تھا اور سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟" صدر نے پوچھا

"عورت!" جوزف نے بوسنے کے سے انداز میں منہ بنا لیا۔

"کیا مطلب؟"

"اس عورت نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا جسے میں ماشر نوں کہتا تھا۔"

"اوہاں! کیا وہ عورت بن گیا۔؟"

"میں اسے پسند نہیں کرتا مسٹر صدر۔ لیکن باس کو کون سمجھائے۔ آخر اس منہوس عورت کو یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کی ریڑھ کی بڈی سے تتری کی چھپکی چھپی ہوئی ہے۔ ایسی عورت میں منہوس ہوتی میں مسٹر صدر۔ تباہی لائے گی وہ۔ سولہویں کا چاند ہونے والے خود دیکھ لینا۔ وہ

چکاڑ جھپٹنے کی اس پر جو آدھی کالی اور آدھی سفید ہوتی ہے..... ہوئی فادر...."

اس نے انگلیوں سے کراس بنایا اور ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑا تارہا۔

صدر نے سگریٹ کے آخری کش لئے اور اس کو اچھالتا ہو بولا۔ "کیا وہ ان سب کے سامنے آگئی ہے؟"

"آگئی ہے اور وہ اس طرح خوش ہو رہے ہیں جیسے اس سے ناپنے کو کہیں گے" ہام اس کے گرد ناق رہا ہے اور مورن کہتا ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں ہی سے قتل کر دے۔ یہ کہتے کے پلے خود کو مرد کہتے ہیں۔"

"تمہارا بھائی کیا کر رہا ہے؟" صدر نے پوچھا

"وہ عبادت میں مشغول ہو گیا ہے۔" جوزف نے بڑی عقیدت سے کہا۔ عبادت کا مطلہ بھی تھا کہ عمران سر کے بل کھڑا ہو گیا ہو گا۔

"جو کچھ بھی ہو رہا ہے بہت بُرا ہے۔" جوزف نے تھوڑی دری بعد کہا۔ "عورت نے مورن اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ کھلوادیے ہیں۔ مورن اور ہام نے سمجھوتہ کر لیا ہے۔" یہ اچھا نہیں ہوا۔ صدر اٹھتا ہوا بولا۔

"کوئی نہیں جانتا کہ ان بیٹگوں کے پیچھے کیا ہے۔" جوزف نے دوسری طرف باتھ اٹھا کر کہا۔ باس نے اگر دھو کا کھایا تو ہماری بُدھیوں تک کا بھی پتہ نہیں چلے گا۔"

صدر نیمیوں کی جانب چل پڑا تھا۔ جوزف کہتا رہا۔ نہیں کہا جاتا کہ اوہر کیسے اوگ ملیں گے۔ مجھے اس جگل سے خون ہی خون کی بو آرہی ہے پھر جل رات وہ آوازیں سن کر تو میں بھی سمجھتا ہا کہ میں ان لوگوں کو سمجھ سکوں گا۔ مگر وہ تو مورن کا فراہ تھا... اوه... مگر لاکٹ کا کیا قصہ تھا مسٹر صدر؟"

"میں نہیں جانتا۔ اس نے مجھے نہیں بتایا تھا۔" صدر نے جواب دیا۔

خیسے میں پہنچ کر اس نے مونیکا کو اپنے اصلی روپ میں دیکھا اور وہ سب بے حد خوش نظر آئے۔ البتہ عمران ایک گوشے میں نہ اسامنے بنا بے میخانا تھا اور ذیزی بھی اس کے قریب ہی تھی ایسا معلوم ہوا تھا جیسے یہ دونوں دوسروں سے بیزار ہو کر الگ جائیشے ہوں۔ "آؤ آؤ.... تم لوگ کہاں تھے لیڈی مونیکا کے مخصوص ساتھیوں؟"

صدر نے مونیکا کی طرف دیکھا جو ایسے ہی انداز میں کھڑی تھی جیسے وہ سب اسکے غلام ہوں۔ پھر صدر عمران کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مورن کی گرم جوشی پر سر کو خفیف سی جنبش دی تھی۔ جوزف جہاں تھا میں کھڑا رہا۔

ذیزی عمران سے آہستہ آہستہ پوچھ رہی تھی۔ "تباہ یہ عورت کون ہے۔ کیا وہ مونیکا جو پورٹ سعید میں بڑی شہرت رکھتی تھی۔"

"خدا جانے۔" عمران بڑا لیا۔ "اگر کچھ دری بعد میں بھی عورت ہو گیا تو دنیا کا نقشہ بدل جائے گا۔"

"تم نہیں جانتے تھے کہ یہ کوئی عورت ہے۔"

"جاننا تو مرہی گیا ہوتا۔"

"کیوں؟"

"عورتوں سے ذرگتہ بھجے۔ عمران ایک طرف حکمتا ہوا بوجھ صدر کو دیکھ کر کھنگا گیا۔

"بیخو نہیں۔ تم یہاں نہیں۔ میں ذرا اپنی یادداشت درست کر آؤں۔"

"تم اسی کے ساتھیوں میں سے ہو؟"

"ہاں!" صدر نے لاپرواں نے جواب دیا

"یہ کیسا آدمی ہے؟"

"اسی سے پوچھا میں نہیں جانتا۔ لیکن کیوں؟"

"بچھے نہیں۔ اس کی باتیں صحیب ہوتی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتیں اب وہ اپنی یادداشت

درست کرنے گیا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس کا؟"

"موسیو صدر!" مونیکا نے اسے آواز دی اور وہ ذیزی کی بات کا جواب دیے افسوس اسی طرف مڑ گیا۔

"قریب آؤ۔ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

صدر آگے بڑھ گیا۔ مونیکا پنڈلے لمحے دیکھتی رہی پھر یوں "ایت سمجھاؤ۔"

"کے سمجھاؤں؟"

"اپنے ساتھی کو۔ کبھی وہ ہوش کی باتیں کرتا ہے کبھی پاگلوں کی۔"

"میرے اخیال ہے کہ تم خود ہی بہتر طور سمجھا سکو۔ اب سین و نیکو وہ جوزات ایک دسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اس وقت...."

"شش! میں اس کی بات کر رہی ہوں۔ کیا مجھے اس کے متعلق پہچھا بتائیں گے؟"

"کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

"رکیا تمہیں اس کی لیڈر شپ پر پورا اعتماد ہے؟"

"قطعی نیز خود رہی سوال ہے۔"

"موسیو صدر میں الجھن میں ہوں۔"

"فکر کو اتنی آہستی سے ہو رہی تھی کہ دوسروں تک آواز اول کے پہنچنے کا مکان نہیں تھا۔"

"جوہ دوسروں کو الجھن میں بھاگنے کا عادی ہے اس کی اصلاح ناممکن ہے۔"

"وہ جو کچھ بھی کہتا ہے اسے سمجھتے نہیں دیتا۔ جب کچھ کر گزرتا ہے تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ مثلاً شائد ابھی اس نے تم سے بھی تو کہا تھا کہ وہ اپنی یادداشت درست کرنے جا رہا ہے۔ اس کا مطلب سمجھا دو۔ مجھے۔"

مجھے ذر ہے کہ کہیں وہ تم سکھوں کی یادداشت درست کرنے رکھ دے۔"

"کیا مطلب؟" مونیکا نے کہا اور پھر یہ بیک اچھل پڑی۔ "یہ آواز کیسی... اواہ!" اور پھر صدر نے اسے تیزی سے آگے بڑھ کر باہر نکلتے دیکھا اس کے بعد بھی باہر آگئے۔ مونیکا اس پڑاں کی طرف دوڑی جازی تھی جہاں سے ساحل نظر آ رہا تھا۔

"اوہ۔ یہ کیا۔" الفاظ چیخنی کی شکل میں زبان سے نکل تھے۔

چنان کے سرے پر رک کر وہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے چیخ رہی تھی۔ ...اوہ یو انے یہ کہا ہو رہا ہے۔"

دنیاں کشی تمدیر کا سینہ چیڑتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی پھر وہ سمجھ چینچنے لگا۔ صدر بوکھا گیا تھا لیکن پھر بھی اتنا ہوش تو تھا کہ وہ اپنی اور جوزف کی سلامتی کی قدر کر سکتا۔ وہ سب طبق چڑھ کر چیخ رہے تھے صدر نے جوزف کا باٹھنے پڑکر نیچے کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ وہاں کے سنجھے سے پہلے ہی اسلوک کے ذخیرے پر قبضہ کر لینا چاہتا تھا۔

پیغامیں عمران کو کیا سو جھی تھی۔ فوری طور پر صدر کی سمجھ میں نہ آتا۔ اسے تو فی الحال پچاؤ کی قدر تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی یہ لوگ پاگل ہو جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ مونیکا بھی انہیں کا ساتھ ہو۔ عمران سے حرکت ہی اسکی سرزد ہوئی تھی۔

نیچے میں پہنچ کر انہوں نے اسلوک کے ذخیرے پر قبضہ کر لیا۔ صدر نے ایک نامی گمن اٹھائی اور جوزف سے کہا۔ "تم نہیں تھہرو۔ میں نہیں نیچے سے دوری رکھوں گا۔"

"مگر مسٹر صدر یہ ہوا کیا؟"

"تمہارا بابا کشی لے جاگا۔ اب وہ ہمارے خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔"

"مگر بابا نے ایسا کیا ہی کیوں؟"

"اوہ ختم کرو۔ انہیں اسلوک سے دوری رکھنا ہے۔ ہوشیار رہنا۔" صدر نے کہا اور باہر نکل گیا۔

"اپنی شامت نہ بلو۔۔۔ پچھے ہو۔۔۔ صدر غرایا۔۔۔"  
"نہیں!" مویکا نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں ہے مجھے یقین بت کے وہ  
وابس آئے گا۔ اور اسے بھی اپنا دشمن نہ سمجھو۔ اس نے مجبور ایسا کیا ہے۔ خود مجھے اس شدت  
سے غصہ آیا تھا کہ ان دونوں کی دھیاں اڑا دیتی۔"  
کوئی کچھ نہ بولا۔

صدر نے انہیں اس خیسے میں جانے کو کہا جیاں صرف کھانے پینے کا سامان تھا۔  
اس نے انہیں تو کسی حد تک مطمئن کر دیا تھا لیکن خود دل ہی دل میں عمر ان کو نہ ابھلا کہتا رہا  
تھا۔ اس حماقت کی بھی سند نہیں تھی۔ خود بھی خطرے میں ڈا تھا اور انہیں بھی خطرے میں ڈال  
گیا تھا۔ مقصد کچھ بھی نہ رہا ہو۔ طریق کار صدر کی دانست میں لغۇ تھا۔  
کچھ دیر بعد مویکا پھر خیسے سے برآمد ہوئی۔ وہ تھا تھی۔ صدر ایسی جگہ کھڑا خیسے کی نگرانی کر  
رہا تھا جیاں سے چاروں طرف نظر رکھ سکتا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ذرا سی بھی غفلت جنم ہی  
میں پہنچا دے گی۔

"دیکھو صدر ایسے بہت برا ہو رہا ہے۔" مویکا نے کہا۔  
"پھر بتاؤ میں کیا کروں۔ وہ تو اسی قسم کا آدمی ہے۔"

"اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ تم دونوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔"  
"وہ خطرات کا کیڑا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ایسا ہی دیکھنا چاہتا ہے۔ اسے تم بھیش او گھٹا  
ہوا پاؤ گی لیکن اس کے ساتھیوں کو اسی طرح جاگتے رہنا پڑتا ہے جیسے تکوار کی دھار پر چال رہے  
ہوں۔ آبا.... شہرو۔۔۔ قریب آؤ۔۔۔ میں تمہیں بتاؤں۔"

صدر نے محسوس کیا کہ مویکا پھلک پھلک رہی ہے۔

"ذرو نہیں۔۔۔ آؤ۔۔۔"

"بکومت۔۔۔ میں ذروں گی؟" مویکا نے جھنجھلا کر کہا اور اس کی طرف بڑھتی چل آئی۔  
"دیکھو! کیا یہ ضروری ہے کہ ہم اسی جگہ اترے ہوں جیاں سے ہمیں سفر شروع کرنا ہے؟"  
صدر نے آہستہ سے کہا۔  
"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔"

وہ شور مچاتے وابس ہو رہے تھے۔ صدر پر نظر پڑتے ہی ان کے جوش و خوش میں اضافہ ہو گیا۔  
"شہرو!" صدر نے نای گن کو جہش دی۔

وہ تو رک گئے لیکن اسکی زبانیں نہ رکیں۔ حق پھاڑ رہے تھے گالیاں دے رہے تھے۔ دفتی  
مویکا آگے بڑھ کر چینی۔ "یہ کیا ہی ہو گی ہے... ایسا کیوں ہوا...؟"

"انہیں چپ کراؤ۔ میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کروں گا۔" صدر نے چیخ کر کہا۔ چیخا  
یوں پڑا تھا کہ اس شور میں اس کی آواز مویکا تک پہنچ سکے۔

بمشکل تمام وہ خاموش ہوئے اور مویکا پھر صدر کی طرف مڑی۔  
"وہ اپنی یادداشت درست کرنے گیا ہے۔" صدر نے کہا۔  
"کیا کواس ہے۔"

"اس نے یہی کہا تھا تم خود بھی سن چکی ہو۔ اے تم دونوں کہاں چلے۔ اپنی جگہ پر شہرو!"  
وہ دونوں آدمی رک گئے جو بھیڑ سے کٹ کر کسی اور طرف نکل جانا چاہتے تھے۔

"کیا تم بھی اسی کی طرح پاگل ہو گئے ہو۔ نای گن زمین پر ڈال دو۔" مویکا نے زم لجھ میں کہا۔  
"اس سے زیادہ عظیم دی مجھ سے پہلے بھی نہیں سرزد ہوئی۔" صدر مسکرایا۔ "اگر ذرا سی  
بھی غفلت کرتا تو یہ بھیڑ یہی پل بھر میں ہماری تکابوئی کر دلتے۔"

"آخر مقصد کیا ہے اس کا؟"  
"وہ ہمیں یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ وابس آئے گا۔ کیوں گیا ہے؟ اس سے اتنا تھی اعلم  
میں بھی ہوں جتنی کہ تم ہو سکتی ہو۔ ان لوگوں کو سمجھاواز قابو میں رکھو وہ وابس آئے گا اور میں  
نے جو کچھ بھی کیا ہے ذاتی تحفظ کے لئے کیا ہے۔"

"اگر کوئی ایکم تھی تو اس نے مجھے آگاہ کیوں نہیں کیا۔"

"تم سے پہلے مجھے آگاہ کرنا چاہئے تھا۔" صدر بولا۔

"خیر ختم کرو۔ مجھے بھی یقین ہے کہ وہ کم از کم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہیں کرے گا  
نای گن زمین پر ڈال دو۔"

"اس کی واپسی سے پہلے ناممکن ہے مویکا۔"

"تم مجھے حکم دو مویکا۔ میں اس سے گن چھین لیتا ہوں۔" موراں آگے بڑھ کر بولا۔

" یہ اوگ اپنی راہ کا تعین بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس کا انعامدار لاکٹ پر تھا۔ " تھیک ہے۔ "

" ہمارا ساتھی جانتا ہے کہ سفر کیاں سے شروع کرتا ہے کیونکہ تمہارے کامنزات میں راول کی نشاندہ موجود ہے لیکن وہ یہاں اترنے سے پہلے انہیں مشورہ نہیں دے سکتے تھے۔ " ہاں چلو۔۔۔ یہ بھی درست ہے۔ "

" اب اسے یہ ظاہر کرتا ہے کہ لاکٹ والے نقشے کے مطابق سفر جاری ہے اس لئے نیا یہ شروعی نہیں ہے کہ پہلے ہی سے وہ جگہ دریافت کر لی جائے جہاں سے سفر شروع کرتا ہے۔ اگر وہ اپنا راہدارہ ظاہر کرتا تو مورن اور ہام بھی ساتھ جانے پر بند ہوتے اور انہیں کسی طرح بھی نہ روا کا جاسکتا۔ لیکن ان کی موجودگی میں بھلا تمہارے کامنزات کیسے نکالے جاسکتے۔ ان کامنزات میں راول کی نشاندہ کسی نقشے کی شکل میں نہیں کی گئی بلکہ اس کا بیان ایک سفر ناتے کی صورت میں کئی صفات پر مشتمل ہے پھر بتاؤ انہیں کیسے یقین دلایا جاسکتا کہ اتنے صفات اس نفحے سے لاکٹ سے برآمد ہوئے ہوں گے۔۔۔ بات سمجھو رہی ہوتا ہیری؟ ۔۔۔ " مونیکا نے ایک طویل سانس لی۔

تحوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔

" ایسا آدمی آج تک میری نظر میں سے نہیں گزر۔ تم تھیک کہتے ہو، میک بات ہوئی۔ مگر پھر وہ اتنا حمق کیوں نظر آتا ہے۔ میک خدا شرہتا ہے کہ کہیں کوئی بڑی حماقت نہ کر بیٹھے۔ " احمد بھی ہے۔ " صدر مسکریا۔

" اس کی حرکتیں مجھے غصہ دلاتی ہیں۔ "

" ان کی طرف دھیان ہی نہ ہو۔۔۔ اوہاں۔۔۔ تھیہ و۔۔۔ میا تمہیں یقین ہے کہ مورن اور انہیں دھوکا نہیں دیں گے۔ "

" یہ مجھ پر چھوڑو۔ " مونیکا مسکرا لی۔ " سر کش ترین مرد بھی ان قدموں پر جمک جاتے ہیں۔ "

" تب تو ہیر اساتھی یقین طور پر تمہارے لئے کافی آنکھیں دیتا ہے تو رہا ہو گا۔ "

" میں اسے آدمی ہی نہیں سمجھتی۔ " مونیکا نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔

صدر خاموش ہو گیا تھا۔ مونیکا بھی چپ چاپ کھڑی کچھ سوچتی رہی۔

" یک یک اس نے مسکرا کر کہا۔ " تم خواہ نخواہ پر بیشان ہو رہے ہو۔ اگر میں نے ایسا یہو بھی کہ دیا ہو تو وہ تمہیں اس حال میں بھی زندہ نہ چھوڑتے۔ خیسے کے اندر ایک رانفل موجود ہے۔۔۔ پچھے رانفل بھی ہیں۔ مورن بھند تھا کہ تمہیں گوئی مار دے گا۔ مگر میں نے روک دیا۔ " اس لئے میں نامی گن تمہارے حوالے کر دوں۔ " صدر مسکریا۔

" اور تم شائد جھوٹ بکھت ہو۔ " مونیکا نے جھائے ہوئے لمحے میں نہ کہا اور پھر مورن کو آواز دے کر کہا کہ وہ رانفل سمیت باہر آجائے۔ مورن نے دیر نہیں لگائی۔ تھجھے اس کے یا تھوں میں رانفل تھی۔ مونیکا نے کہا کہ وہ ایک ہوائی فائر کر کے اسے دکھائے۔ صدر اتنا حقق نہیں تھا کہ ہوائی فائر کا منظر دیکھنے کے لئے بھر تون تو جوہ ہو جاتا۔ اسے یقین تھا کہ مورن اسی پر فائر کرے گا۔

مگر ایسا نہیں ہوں۔ وہ تھجھے ہوائی فائر ہی تھا اور فائر کرنے کے بعد رانفل کی نالی جھکا دی گئی تھی۔ ٹھیک اسی وقت دوسرا نے خیسے سے جوزف کی آواز آئی۔ " مسٹر صدر ہوشید۔۔۔ ہوشید۔۔۔ میں گوریلوں کی آوازیں سن رہا ہوں۔ "

" گوریلے! " مورن اچھل پڑا۔ اور صدر نے نامی گن مونیکا کی طرف بڑھا دی۔ " میں نے تو کسی قسم کی آوازیں نہیں سنی۔ " مونیکا بڑی بڑی۔

صدر نے جوزف کو آواز دی اور وہ خیسے سے نکل کر دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ " گوریلے.... گوریلے.... وہ بانپتا ہوا بولا۔

" تم نے کب سے نہیں پی۔ " صدر نے پوچھا۔

" اوہ.... میں غلط نہیں کہہ رہا۔ "

" ہم نے تو کسی قسم کی بھی آواز نہیں سنی۔ " مونیکا بولی۔

" ابھی وہ بہت دور ہیں.... اوہ.... وہ لیکھو۔۔۔ نا۔۔۔ " ہوائے جھونکے کے ساتھ بلکہ بے شور کی آواز آئی تھی۔ مونیکا صدر کی طرف دیکھنے لگی۔

" میں نہیں سمجھ سکتا۔ " صدر نے شانوں کو جنبش دی۔ " البتا جنگلوں کا تجوہ ہے۔ " اگر وہ گوریلے نہ ہوں تو مجھ پر آسمان کی بلا نہیں نازل ہوں۔ " جوزف جنگلا کہا۔

دونوں...؟"

وہ بڑی تیزی سے ان دونوں کی طرف جھپٹا تھا جواب غالباً مختصر ہو چکے تھے اس نے بھکر کر دیکھا اور پھر سیدھے کھڑے ہو کر ہاتھوں سے سینے پر کراں بنایا۔

"یہ بہت نبڑا ہوا۔" اس نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ہم میں تے دو کم ہو گئے۔ "پھر ہام سے بولا۔" اپنے آدمیوں کو سمجھا۔ یہ جنگل ہے اگر اسی طرح... بدھوں ہو کر بھاگتے رہے تو ایک بھی زندہ نہ بچے گا۔"

"آخر یہ کون ہو سکتا ہے؟" موینہ کا نالے کے پار والی جھاڑیوں کو گھورتی ہوئی بوئی۔

"جاوہ! کیکھو۔" صدر نے ہام کو مناسب کیا۔ کہیں وہ بوکھاہت میں مندر ہی میں چھلانگیں لگانے شروع کر دیں۔"

"ان کے لئے ہم بہتر ہو گا۔" ہام نے نہ اسامنہ بنانے کر کر کہا۔

"جاوہ! ہم ادھر دیکھتے ہیں۔" صدر بولا۔

ہام دوسری طرف مڑ گیا۔

"تم تینیں تھہر و موینہ کے پاس۔" صدر نے جوزف سے کہا۔ میں ادھر جا رہا ہوں۔"

"شکریہ! میں اپنی حفاظت خودی کر سکتی ہوں۔ دیسے میں بھی چل رہی ہوں تھاہ ساتھ۔" بلا آخر وہ تینوں ہی نالے میں اتر گئے۔ لیکن دوسری طرف پہنچنے کے لئے انہیں کچھ دور نالے ہی میں چلانا پڑا۔ نالا کافی گہرا تھا۔ اگر خٹک نہ ہوتا تو وہ دوسری طرف پہنچنے نہ سکتے۔ کیونکہ اس کی چوڑائی بھی آنھی دس فٹ سے کم نہیں تھی۔

جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ چاروں طرف نالا تھا۔

"یہاں اس جگہ میں نے یہاں کوئی چیز دیکھی تھی۔" جوزف نے جھاڑیوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

پھر صدر نے دور تک جھاڑیوں کو چھان مارا۔ لیکن نہ تو کوئی لاش دکھائی دی اور نہ اس کا اندازہ ہو سکا کہ وہاں کچھ دیر پہلے کوئی چھپا رہا ہو گا۔

"اوہ!" صدر یہ بیک پوکت کر بڑا لایا۔ کہیں ہم وہ کو کہ نہ کھا گئے ہوں!

"کیا مطلب؟" موینہ کا چھل کر پیچھے بٹتی ہوئی بوئی۔

"پھر ہمیں کیا کرتا چاہئے۔" مورن نے اس سے پوچھا

"بس ہو شیار ہو۔ شاید ان کا رخ اسی طرف ہو جائے۔"

پھر بڑی جلدی میں اسلحہ تقسیم کیا گیا اور وہ سب اس نئی افتتاحہ کے لئے تیار ہو گئے۔

آوازیں کبھی دور کی معلوم ہوتیں اور کبھی قریب کی... جوزف سبت کا تعین کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

جہاں انہوں نے نیئے نصب کئے تھے وہاں سے تقریباً دو ڈھانچے سو گز کے فاصلے پر ایک ذکر

نالا تھا اور اس کے بعد ہی سے پھر چڑھائی شروع ہو گئی تھی اور جنگل بتدریج ہنگما ہو تا چالا گیا تھا۔

وہ خیموں کے گرد پھیل گئے۔ ذیزی بڑی طرح بلکہ رہی تھی۔ موینہ کا ناموش تھی۔ ہوند

بیچنے ہوئے تھے لیکن جیرے سے خوف نیس نہیں ظاہر ہو رہا تھا۔

جوزف نامی گن لے کر ایک درخت پر چڑھ گیا تھا۔

یک بیک اس نے جنگل کی طرف فائرگ شروع کر دی۔ لیکن دوسرا ہی لمحے میں پارٹی کو

ایک آدمی جیچ مار کر ڈھیر ہو گیا۔

"کور... کور...!" صدر چینا۔ لیکن جتنی دیر میں وہ سستھنے ایک اور گرا۔ پھر تو بھلگدڑچ گز

اور صدر نے چیچ کر کہا۔ احقوادھر سے کوئی فائزگ کر رہا ہے۔"

مگر کون سنا۔ وہ سب دوسری طرف نشیب میں اترتے چل گئے۔ جوزف نے درخت پر سے

فائرگ روک دی تھی۔

مورن بھی بھاگ نکلا تھا۔ صرف ہام اور موینہ کا ہاں رہ گئے۔ صدر راب بھی اسی جانب فائز کر

رہا تھا جو اسے آئی ہوئی گولیوں نے پارٹی کے دو افراد کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔

"وہ کون ہو سکتا ہے؟" موینہ کا بڑا بڑا۔

اتنے میں صدر نے جوزف کو درخت سے اترتے دیکھا۔ وہ نہایت اطمینان سے نیچے آیا اور

ان کے قریب پہنچ کر بولا۔ "وہ کوئی بھی رہا ہو۔ میں نے اسے مار لیا ہے۔"

"مگر کون...؟" یہاں اس ویرانے میں؟" موینہ کا جھبٹ سے آنکھیں پھاڑ کر بڑا بڑا۔

"پہنچنے؟" جوزف دوسری طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ادھر جھاڑیوں میں کوئی چیز ملتی

ہوئی نظر آئی تھی۔ میں سمجھا شاکر اب وہ چپ چاپ آگے بڑھ رہتے ہیں... مگر... اوہ... یہ

"واپس چلو۔" صدر نالے کی طرف دوڑتا ہوا بوا۔ مونیکا اور جوزف بھی اس کے پیچے ہیں۔ بھاگ رہے تھے۔ تالاپار کر کے صدر رک گیا۔ وہ اس خیسے کو گھوٹا رہا تھا۔ جس میں پچھہ پر پبلے ہاں اور اس کے ساتھیوں کو دو کے رکھا تھا۔

"کیا بات ہے؟" مونیکا نے آہستہ سے پوچھا۔  
"کوئی خیسے کے اندر گلیا ہے لیکن وہ ہمارے آدمیوں میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کے جنم پر چیخڑے جھول رہے تھے۔

"تم لوگ یہیں تھہر دیں دیکھتا ہوں۔" جوزف آگے بڑھتا ہوا۔  
وہ نالی گن سنجاتے ہوئے بہت احتیاط سے آگے بڑھنے لگا۔ صدر اور مونیکا یہیں کھڑے رہے۔  
خیسے کے در کار پر گرا ہوا تھا۔

میسے ہی جوزف قریب پہنچا اندر سے آواز آئی۔ "خبردار اگر کوئی اندر آیا تو گولی مار دوں گا۔"  
جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا اور آواز سے زیادہ وہ کسی درندے کی غراہت ہی معلوم ہوئی تھی۔  
"بھاگ جاؤ... جاؤ!" پھر کہا گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بولنے والا جلدی جلدی طلق سے کچھ امداد رہا ہا۔

صدر اور مونیکا آہستہ آہستہ قریب آگئے تھے انہوں نے اندر سے بولنے والے کی آواز بھی سن تھی۔ صدر نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ ہیں تھہرے اور خود پیشوں کے مل چلتا ہوا نینے کی پشت پر آیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ نینے کے مل زمین پر تھا۔

قات کا نچلا حصہ اوپر اٹھانے میں دشواری نہ ہوئی۔ اس نے اسے صاف دیکھا۔ پشت صدر ہی کی طرف تھی۔ وہ دو انوں بیٹھا جلدی جلدی کچھ کھا رہا تھا۔ قریب ہی را اٹل پڑی ہوئی تھی۔  
صدر بہ آہنگ اندر ریگ گیا۔

وہ اتنا جو تھا کہ شاند پکڑوں کی سر را ہٹ بھی نہ سن سکا۔  
یک بیک صدر نے اس پر چھائی گلگی۔ اور وہ کسی لٹکھنے کرنے تک کی طرح غر آکر پلٹ پڑا۔  
اگر صدر نے اس کی ناک پر گھونسہ رسیدہ کر دیا ہوتا تو اسے بھتوں اپنے دائبے شانے پر رذہا پڑتا۔  
شکستہ حال اجنبی نے ایسے ہی خونخوار انداز میں اس کے شانے پر منہ مارا تھا۔

وہ بالکل درندوں ہی طرح غر آیا اور لڑتا رہا لیکن اس کا منہ اب بھی چل رہا تھا۔ نوالہ اتنا بڑا

تھا کہ دونوں گال پھولے ہوئے تھے۔ اتنے میں جوزف اور مونیکا بھی اندر گھس آئے اور وہ دھشت زدہ آدمی جلد ہی قابو میں کر لیا گیا۔

لیکن کیا وہ ہوش میں تھا۔ صدر اسے تحریر انداز میں دیکھ رہا تھا۔

اب اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ جوزف نے اسے دونوں ہاتھوں سے جکڑ رکھا تھا لیکن وہ اس سے پنسنے کی بجائے ان روپیوں پر ہاتھ مارنے کے لئے زور کر رہا تھا جو اپنے کھانے کے لئے اس نے باسکٹ سے نکالی تھیں۔

"اوہ! بھوکا ہے۔" مونیکا بولی۔ "چھوڑ دو! کھا لینے دو۔"

"چھوڑ دو.... کھا لینے دو؟" جوزف آنکھیں نکال کر دھاڑا۔

"چھوڑ دو!" صدر نے مونیکا کی تائید کی۔

جوزف کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور وہ خود کو چھڑا کر دونوں پر ٹوٹ پڑا۔ مونیکا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ یورپیں تھا۔ لیکن رنگت میالی سی ہو کر زہر گئی تھی! سر اور داڑھی کے بال بے تھماشہ بڑھے ہوئے تھے۔ لباس کو اگر چیخڑوں کا ڈھیر کہا جائے تو بے جانہ ہو گا۔

وہ اس طرح روٹی کو دونوں ہاتھوں سے کپڑا کر منہ تک لے جاتا تھا جیسے خدشہ ہو کہ کہیں وہ چھوٹ کر ہوا میں نہ اڑ جائے۔

مونیکا نے اسے سالٹ میٹ کے بھی کچھ نکلے دیے جو شکریہ اور کچھ بغیر اس کے ہاتھ سے چھپت لئے گئے تھے۔

وہ تینوں ہی اسے تحریر آمیز دل چھپی سے دیکھتے رہے۔ وحشی کو شاند اس کی بھی پرواہ نہیں تھی کہ وہ کچھ ہی دیر پہلے ان کے دوسرا تھیوں کو موٹت کے گھاٹ اتار پکا ہے!

## O

کشتی کچھ دور تک توای طرح چلتی رہی کہ اسٹر و کر اسے واپسی ہی کا سفر سمجھا یعنی وہ ہر لخت جزیرے سے دور ہوتی جا رہی تھی لیکن پھر یک بیک عمران نے کہا۔ "اب پھر داہنی جانب موزوں لو پیارے!"

"کوئی!" اسٹر و کر کے لبھ میں حیرت تھی۔

"ابھی کام ختم نہیں ہوا۔" عمران نے جواب دیا

تھا۔ اس لاکٹ میں ایسے ہی دفینے کا نقشہ ہے اور یہ لاکٹ لڑکی کو اپنے باپ سے ملا تھا۔"  
"اوہ تو وہ قلم کا قصہ بکواس تھا۔"

"سو فیصد یہ بکواس.... پیارے دوست!"

"تواب وہ لاکٹ ہام کے پاس ہے یا مورن ہی کے قبضے میں ہے۔"

"وہ میرے پاس ہے اور اب وہ لوگ لیڈی مونیکا کے تحت کام کریں گے۔"

"لیڈی مونیکا!" اسڑو کرنے جیرت سے کہا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟"

"ہلا۔ تم مذاق سمجھتے ہو۔ ہم چاروں میں سے ایک وہ بھی تھی۔"

"ضرور تم نئے میں ہو۔" اسڑو کرنے تھبہ لگایا۔

"واپسی پر دیکھ لینا۔ کیا تمہیں وہ نوجوان لڑکا یاد نہیں جو ہر وقت اپنی کھوپڑی پر چڑے کا خود منڈھے رہتا تھا۔ حتیٰ کہ سوتے وقت بھی تم نے وہ خود اس کے سر ہی پر دیکھا ہوگا۔"

"ارے ہاں! میں نے ایک بار اسے ٹوکا بھی تھا۔"

"وہ لیڈی مونیکا ہی تھی۔"

"اوہ ہو تو کیا مجھے مونیکا کی شکل بھی یاد نہیں۔ دور ہی سے سہی لیکن میں نے اسے سیکنڈوں بار دیکھا ہے۔"

"وہ میک آپ میں تھی! واپسی پر پھر دیکھ لینا اس نے خود کو ظاہر کر دیا ہے۔"

"اوہ.... اوہ.... مجھے کتنی تمنا تھی کہ اسے قریب سے دیکھوں لیکن اگر یہ جھوٹ نکلا تو اچھا نہ ہو گا۔"

"جو عاشق کی سزا وہ میری سزا۔"

"ہائے۔ کتنے اس کے عشق میں بھلا ہیں۔" اسڑو کرنے خندی سانس لی۔

"وہ سب یہاں ملیریا میں بھلا ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے... اوہ دیکھو... بائیں جانب!"

"کیا.... اس دراز میں؟" اسڑو کرنے جیرت سے کہا۔

"ہاں۔ دیکھو کیا یہ کشتی نما نہیں ہے؟"

"ہے تو"

"بس پھر نقشے کے مطابق یہیں سے سفر شروع کرنا ہے۔ ہم وہاں سے تقریباً تین یا چار

"اوہ تو کیا ہام ابھی زندہ ہے؟"

"فی الحال اسے زندہ رکھنا ہی پڑے گا۔ گاہک نے تمہیں تفصیل سے نہیں بتایا تھا۔ مگر کیوں بتاتا۔ ضرورت ہی کیا تھی۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔" اسڑو کر بولا۔

"اپنی باتیں اکثر خود میری ہی سمجھ میں نہیں آتیں لہذا تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ ابھی تو ہام کو بے بن کر کے گاہک کے حق میں اس سے ایک تحریر لینی ہے۔"

"دیکھو وہ لوگ شور کیوں مجاز ہے ہیں؟"

عمران ساحل کی طرف ہڑا۔ اور اس کے ہونوں پر ایک شرپری مسکراہٹ نظر آئی وہ باتحہ ہلا ہلا کر چیخ رہے تھے۔ عمران بھی باتحہ ہلا کر چیخا تھا۔ "ہا۔ ہا۔ میں چیو گم کے پیکٹ پورٹ سعید میں ہمول آیا ہوں۔ ذرا دوڑ کر لیتا آؤں۔"

"کیا بات ہوئی۔" اسڑو کرنے جیرت سے کہا۔

"لو!" عمران جیب سے چیو گم کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ میں تو یو نہیں مذاق کر رہا تھا۔ آدھا پیکٹ بھی وہاں نہیں چھوڑا تھا۔ ہاں ٹھیک ہے کنارے پہنچ کر کنارے ہی کنارے پہنچ رہو۔"

"آخر مقصد کیا ہے؟"

"کیا تم کو علم ہے کہ ہام یہاں کیوں آیا ہے؟"

"فلم کی شوٹنگ کے لئے۔"

"آہا....! یہ تم صرف اس لئے کہ رہے ہو کہ تم نے رات کشتی ہی پر برکتی تھی اور ہنگاے کی آوازیں بھی تم تک نہیں پہنچی تھیں۔"

"کیسا ہنگامہ.... میں نہیں سمجھا۔"

عمران نے پچھلی رات کی کہانی دہراتی جسے وہ متیر انداز میں ستارہ بہ پھر بولا۔ وہ لاکٹ کیسا تھا۔"

"شاید اس کی قیمت کروڑوں تک جا پہنچے۔ لڑکی کا باپ ان قزاقوں میں سے تھا جو افریقہ کے سواحل پر بلوٹ مار کیا کرتے تھے۔ کروڑوں کی قیمت کامل انہوں نے اسی جزیرے میں دفن کیا

میل آگے ضرور نکل آئے ہوں گے۔"

اسڑو کرنے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کشٹی کو دراز میں موز رہا تھا۔ دراز اتنی کشادہ تھی کہ اس جیسی تین کشٹیاں برابر سے چل سکتی تھیں لیکن آگے چل کر بذریعہ نجک ہوتے ہوتے بالآخر کشٹی کی سی شکل اختیار کر گئی تھی جس کے بعد راستہ مسدود تھا۔ ویسے ڈھلان ایسی تھی کہ اسے طے کر کے اوپر پہنچا جا سکتا تھا۔

عمران نے کانڈات کا تھیلا کھول ڈالا تھا۔ کبھی کانڈات پر نظر ڈالتا اور کبھی چاروں طرف دیکھنے لگتا۔

دراز دو یا ڈھائی فرلانگ لمبی ضرور رہی ہو گی۔ کشٹی آگے بڑھتی ہی جا رہی تھی کہ یک بیک باکیں جانب ایک دراز پھر نظر آئی اور کشٹی کوپانی کے رویے سے بچانے کے لئے داہنی جانب ہٹانا پڑا۔ شاید یہ کسی دریا کا دہانہ تھا۔

"بس یہی راستہ ہے۔" عمران نے نہ مسرت لجھ میں کہا لیکن کشٹی تو آگے بڑھ گئی تھی۔ اسڑو کرنے کہا یہ بھی دیکھو کہ بہاؤ کتنا تاثیر ہے۔ میر اخیال ہے کہ کشٹی بہاؤ پر نہ چڑھ سکے گی۔" "تب پھر ہمیں مجبوراً اور چڑھ کر پیدل ہی چلتا پڑے گا۔ بہر حال یہ دریا ہی رہنمائی کر سکتا ہے ڈھلان کے قریب روکنا۔ اوپر جا کر دیکھوں گا کہ دریا کس سمت سے آیا ہے۔"

"لٹکراندازی میں دشواری ہو گی۔ یہاں۔" اسڑو کرنے تو شیش کن لجھ میں کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ یہ کام تو کرنا ہی ہے۔" جیسے ہی کشٹی دراز کے سرے سے ٹکرائی عمران نے چھلانگ لگادی اور پانی میں گرتے گرتے پچھلے کانڈے سے نای گن بھی لٹک رہی تھی۔ اسے سنجاناد شوار ہو گیا تھا۔ لیکن بہر حال وہ نای گن سمیت خشکی پر پہنچ گیا تھا۔

پانی کی سطح سے دراز کی اوچائی کم از کم میں فٹ ضرور رہی ہو گی اس جگہ کے علاوہ اور کہیں سے اوپر پہنچا ممکن بھی نہ ہوتا۔ یہی ڈھلوان دراز کو کشٹی نما بناتی تھی۔ یعنی یہ ڈھلان کشٹی کے سرے سے بہت مشابہ تھی۔

عمران اوپر چڑھتا چلا گیا۔

دفعتا اس نے اسڑو کرنی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔" میں کشٹی کو دراز کے باہر لے جا رہا ہوں۔

یہاں لٹکر نہیں ڈالا جا سکتا۔ وہی پر آواز دے لیتا۔

"جاو۔۔۔ جاو۔۔۔" عمران مڑے بغیر ہاتھ ہلا کر بولا۔

## O

وہ روٹیاں ختم کر چکا تھا اور اس کی آنکھوں کی وحشت بھی کسی حد تک دور ہو گئی تھی۔ بس ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے معدہ پر ہو جانے کے بعد اس پر غنوادگی طاری ہو رہی تھی۔

ہام اپنے بھاگے ہوئے ساتھیوں کو واپس لایا تھا اور موئیکا ان پر برس رہی تھی۔ بزردی پر نفرین کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ وہ عورتوں سے بھی بدتر ہیں۔

"میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" مورن اجنبی کی طرف ہاتھ انھا کر دہاڑا۔

"مگر مارڈا نے سے پہلے مجھے تھوڑی سی پلاوو۔" اجنبی نے سختی سانس لی مہینوں ہو گئے ایک ایک قطرے کو تر سر رہا ہوں۔"

"تم نے ہمارے دو آدمیوں کو مارڈا ہے۔" ہام نے بھی آنکھیں نکالیں۔

"ہاں لیکن میں اب تمہیں جو بات بتاؤں گا وہ ہزار جانوں سے بھی زیادہ قیمتی ہو گی۔ اور۔۔۔ کیا تم مجھے تھوڑی سی شراب نہ دو گے؟"

موئیکا نے جوزف کو اشارہ کیا کہ اس کی یہ خواہش بھی پوری کی جائے۔ جوزف نے جگ میں رم انڈیل کر اس کی طرف بڑھائی۔

"ہا۔۔۔ خدا تمہیں خوش رکھے۔" اجنبی نے کہا اور جگ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"پو!" موئیکا نے نرم لجھ میں کہا۔ پھر ہام اور مورن کو اس طرح گھور نے لگی جیسے انہیں اس طرز تھاٹب سے باز رکھنا چاہتی ہو جو اجنبی کیلئے اختیار کیا گیا تھا۔

وہ دونوں پھر کچھ نہیں بولے۔ اجنبی رم کے بڑے بڑے گونٹ لے رہا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے شدید پیاس کے عالم میں غیر متوقع طور پر سختی پانی ہاتھ آگیا ہو۔ سمجھوں کے ہونٹ بند تھے اور نظریں اجنبی پر تھیں جگ خالی کر کے اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ کچھ دیر تک سر پکڑے بیٹھا رہا پھر موئیکا کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم یہاں کیا کرنے آئی ہو خوبصورت عورت؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"یہی میں تم سے پوچھ سکتی ہوں ظاہر ہے کہ تم یہاں کے باشندے نہیں ہو سکتے۔"

"میری بد نصیبی لائی تھی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "لیکن میں تمہیں ہبھ جانے کا مشورہ دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ دفینوں کا پچکہ ہی تمہیں یہاں کھٹک لایا ہے۔"

"میں تمہارے اس خیال کی تردید نہیں کروں گا۔" ہام بولا۔

"وابس جاؤ۔ یہ شیطان کا جزیرہ ہے۔ پاگل ہو کر سر جاؤ گے میں تین ماہ سے جانوروں اور پرندوں کا کچا گوشت کھارہا ہوں۔ آج تم لوگ نظر آگئے اور میں نے اپنے آخری دو کارتوں پر بھائی کر دیئے۔"

"مگر تم نے گولی چلائی ہی کیوں؟" موینکا بولی۔ "تم ہمارے پاس آکر کھانا مانگ لے کتے تھے۔"

"میں نے پہل نہیں کی تھی۔ میں تو صرف ان جہاڑیوں میں چھپ کر تمہیں دیکھ رہا تھا کہ مجھ پر گولیاں برسنے لگیں تھیں پتہ نہیں کس طرح میں نے خود کو بچایا تھا۔ میرے خدا، شامکوہ نامی گن تھی۔ میں پھر غیر ارادی طور پر میں نے بھی اپنے دونوں کارتوں پر بھائی کر دیئے تھے۔ نشانہ بھی نہیں لیا تھا۔ یہ میری بد نصیبی ہی ہے کہ دو آدمی مر گئے اور مجھے نامی گن بھی نہ چاٹ سکی۔"

"تم کون ہو۔ اور یہاں کیوں آئے ہو؟"

"میں دنیا کا سب سے بڑا حق ہوں اور دفینوں کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ آٹھ آدمیوں کی پارٹی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ آبقی سات پر کیا گذری۔ ویسے میں تو نکل بھانگے میں کامیاب ہو گیا تھا۔"

"کہاں سے؟"

"یہ نہ پوچھو۔ تم یقین نہ کرو گی۔ کیونکہ مہذب دنیا سے آئی ہو جہاں تو ہم پرستی آہستہ آہستہ سائنسی ترقیات کی بھینٹ چڑھتی جا رہی ہے مگر مجھ سے پوچھو میں نے بڑے حیرت انگیز مناظر دیکھے ہیں اگر اب کوئی مجھ سے یہ کہے کہ شیطان اور بھوت محض وہم ہیں تو میں اس کا خون پی لیں سے بھی گریزناہ کروں گا۔"

"تم بڑی عجیب باشیں کر رہے ہو۔" موینکا نے متھرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"ٹھیک ہے تم یقین نہیں کرو گی۔" اجنبی نے سر بلاؤ کر کہا۔

"نہیں تم اپنایاں جاری رکھو مجھے بھو توں سے بڑی عقیدت ہے۔" صدر مسکراۓ۔

"نن۔ نہیں مسٹر صدر" جوزف ہکلایا۔ "ایسی باتیں نہ کرو۔ اگر تمہیں بھو توں سے عقیدت ہے تو ہم کیوں جہنم میں جائیں؟"

"کیا تم یقین کر لو گے کہ خونخوار جنگلیوں کی نہیں پیشوں ایک سفید قام عورت ہے۔ جو کہتی ہے کہ میں آسمان سے پلکی ہوں جو انگریزی جرم فرجخ اور اطالوی زبانیں بڑی روشنی سے بول سکتی ہے اور جنگلیوں سے انہیں کی زبان میں گفتگو کرتی ہے۔"

"اس کا جگ دوبارہ لبریز کر دو۔" مورن نے نہ کہا۔ تاکہ یہ ہمیں اس سے بھی زیادہ دل چھپ کہانی سنائے۔ کیوں دوست؟"

"جہنم میں جاؤ۔ خود بھگتو گے۔"

"تم یہاں آئے کیسے تھے۔ پہلے یہ بتاؤ۔ ظاہر ہے کہ تمہیں پوشیدہ طور پر کسی بڑی کشی کا انتظام کرنا پڑا ہو گا۔ پھر وہ کشی کہاں گئی۔"

"اس کے پرچے اڑ گئے تھے وہ غرق ہو گئی تھی۔ اس واقعہ کو بھی تم کہانی سمجھو گے۔" اجنبی ہانپتا ہوا بولا اور موینکا کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم لوگ کچھ دیر کے لئے اپنی زبانیں بند ہی رکھو تو بہتر ہے۔" موینکا نے کہا کوئی کچھ نہ بولا۔ مورن نے البتہ برا سامانہ بناؤ کہا۔ "تم وقت ضائع کرنا چاہتی ہو۔۔۔ کرو۔"

پھر وہ خیسے سے باہر چلا گیا۔ موینکا نے اجنبی سے کہا۔ "میں تمہاری باتیں غور سے سن رہی ہوں۔"

اس نے جوزف کو اشارہ کیا تھا کہ وہ اس کے جگ میں تھوڑی اور انداز میں اجنبی کچھ دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "ہم ساحل پر اترے تھے اور اپنا چھوٹا سا خید نصب کیا تھا۔ کشی لنگر انداز تھی کچھ رات گئے ایک بہت بڑا و شنی کا گول پانی کی سطح پر ابھرنا تھا اور کشی سے نکلا کہ اس کے پرچے اڑا دیئے تھے۔"

"روشن گول۔۔۔ بھلا وہ کتنا بڑا ہو گا؟" ہام نے مضمکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔

"اس کا قطر آٹھ یادس فٹ ضرور رہا ہو گا۔ پھر وہ فشا میں بلند ہو گیا تھا۔"

"خدا کی پناہ۔" ہام نے کہا اور صدر کے علاوہ بھی ہس پڑے۔ وہ بڑی سنجیدگی سے اس کی کہانی سن رہا تھا۔ موینکا کے ہونٹوں پر غیف سی مسکراہٹ نظر آئی تھی۔

لاؤ تب آگے جانے دیں گے۔"

"خاموش رہو۔ عورتوں کو خوفزدہ نہ کرو۔" ہام غر آیا۔

"اوہ تو کیا تم ہی ان عورتوں کو لائے ہو۔"

"بکواس مت کرو۔ میں کہتا ہوں آخراں کی یے سرو دیا کہاں یا سننے سے فائدہ؟"

"ہمارے لئے ایسی معلومات ضروری ہیں۔" موئیکا نے خشک لبجھ میں کہا۔ تمہیں الجھن تھمی، ناک آخوندیزی کو سارا، الائے کا کما مقصود تھا۔ ویکھو مور دی، کمال، گما؟"

ٹام چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر خیسے سے نکل گیا۔ مونیکا نے اجنبی سے کہا کہ وہ اپنا بیان جاری کرے۔

"میں تمہیں یہ بتا رہا تھا کہ وہ لوگ صرف عورتوں کی حد تک آدم خور ہیں مددوں کا گوشت نہیں کھاتے ہو سکتا ہے پہلے صرف کالی عورتیں کھاتے رہے ہوں۔ پھر اتفاقاً دفینوں کے متلاشیوں کے ذریعے کبھی کوئی سفید عورت بھی ہاتھ لگ گئی ہو۔"

"تو تمہارے ساتھ بھی کوئی عورت تھی؟" صدر نے لو جھا۔

"نہیں تھی اسی لئے تو ہم پر جاہی نازل ہوئی ہے۔" اجنبی نے کہا۔ "ان سے مدد بھیجئے ہوتی اور انہوں نے ہمیں آگے ہمیں بڑھنے دیا۔ ہمارے نقشے کے مطابق راہِ ادھر ہی سے تھی جہاں وہ قبیلہ آباد ہے۔ ہمیں اس لئے زبردستی ساحل کی طرف دھکیل دیا کہ ہم اپنے ساتھ عورتیں لا میں تب وہ ہمیں نہ صرف آگے بڑھنے دیں گے بلکہ وہاں تک پہنچانے کی کوشش کریں گے جہاں دفینے میں۔"

"ہماری کشتی تو پہلے ہی تباہ ہو چکی تھی اس لئے واپسی کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔ اب اس کے علاوہ چارہ ہی کیا تھا کہ ادھر ادھر بھکتے پھریں۔"

"تم نے ان کا مقابلہ نہیں کیا تھا۔" صدر نے بوجھا۔

"اس کا تصور بھی وحشت ناک تھا۔ آئٹھ آدمیوں کی بساط ہی کیا۔ وہ ہمیں چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالتے۔ تمہیں اس جنگل کا اندازہ نہیں ہے۔ کچھ آگے بڑھو گے تب معلوم ہو گا۔ پانچ جنگل تم سھوں کے لئے کافی ہوں گے۔ حالانکہ تمہارے پاس نامی گشیں بھی ہیں۔"

"اوہ" اجھی دانت میں کر بولا۔ "جہنم میں جاؤ مت یقین کرو۔ میں جانتا ہوں کہ تم ابھی مجھے مارڈا لو گے کیونکہ میرے ہاتھوں تمہارے دو آدمی مارے گئے ہیں۔"

"ضروری نہیں ہے۔" صدر نے نجیدگی سے کہا۔ "اگر میں تمہیں مارنا چاہتا تو اسی وقت  
گلا گھونٹ دیتا جب حملہ کیا تھا۔"

اجنبی نے اس کی طرف دیکھا چند لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا۔ "ہاں تم طاقتور ہو۔ ایسا کر سکتے تھے مگر مجھے بتاؤ۔ آخر میں جھوٹ کیوں بولوں گا۔"

"ہاہا!" نام نے تھکہ لگایا "تم یقیناً دفینوں ہی کی تلاش میں آئے تھے لیکن تمہارے دوسرے ساتھی شائد تمہیں یہیں چھوڑ کر کسی دوسری طرف نکل گئے اب تم واپس جانا چاہتے ہوں ہم نوادرد ہیں۔ لہذا تم ہمیں ڈراکر ہمارے ساتھ واپس جانے کی فکر میں ہو۔"

"اس کے باوجود بھی میں تمہاری کہانی سننا پسند کروں گا۔" صدر نے اجنبی سے کہا۔  
ہام نے نہ اسامنہ بنا کر شانوں کو جبش دی اور جیب سے سگار نکال کر اس کا گوشہ توڑنے لگا۔  
اجنبی نے مویز کا کی طرف دیکھ کر کہا "آخر تم عورتیں یہاں کیا کرو گی۔ تمہیں یہاں آنے کا  
مشورہ کس نے دیا تھا۔ آہا شام کتم میں کوئی تجربہ کار آدمی بھی موجود ہے۔ ایسا آدمی جو کبھی یہاں  
سے بچ کلنا ہو۔"

"ہم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے۔" صدر بولا۔  
"نہیں ہے تو تم اس قبیلے کے متعلق ضرور جانتے ہو گے جو سفید فام عورتوں کا گوشت بڑی رغبت سے کھاتا ہے۔"

"نہیں! " ذیزی چین پڑی  
اجنبی کی نہی میں بے دردی تھی وہ تھوڑی دیر تک بہتار ہا بھر بولا " اگر ہمارے ساتھ بھی  
کوئی عورت ہوتی تو جنگل بھر مندا مقصود کی سمجھا تھا "

"میں نہیں سمجھا۔" صدر اس کی آنکھوں میں دلختا ہوا بولا۔  
"یہاں سے صرف چار میل کے فاصلے پر وہ قبیلہ آباد ہے۔ جو نکلے لوگ پہلے بھی دفینوں کی  
تلائش میں یہاں آتے رہے ہیں اس لئے انہیں علم ہو گیا ہے کہ ان کے آنے کا مقصد کیا ہوتا ہے  
ب وہ آنے والوں کو پکڑتے میں اور اشاروں میں کہتے ہیں کہ اتنی ہی صیکی کوئی سفید فام عورت

مہیں پتہ ہی نہ چلے گا کہ وہ کب آئے اور کہ ہر سے آئے۔ بید کے زہر میلے تیر تمہارے چہروں پر پڑیں گے اور تم گرتے ہی مختلے ہو جاؤ گے۔"

"بید کے زہر میلے تیر۔" صدر نے حیرت سے دھر لایا۔

"ہاں بید کی نوکدار چیزیاں کمانوں میں رکھ کر کھینچتے ہیں۔ بس جسم کے کسی حصے پر ان سے معمولی سی خراش بھی آجائے تو آدمی کو ختم ہی سمجھو۔ پتہ نہیں کس سر لع الاذہ زہر میں ان کی نوکیں ڈبوئی جاتی ہیں۔"

"انہی جنگلیوں کی مذہبی پیشوائوں کی سفید فام عورت ہے؟" مونیکا نے پوچھا

"نہیں! وہ دوسرا اقیلہ ہے، ہم جنگل میں بھکنے پڑھ رہے تھے کہ اچاک ہم پر حملہ کر کے ہمیں پکڑ لیا گیا۔ ہر آدمی سے تین چھٹ گئے تھے۔ حملہ اتنی آہنگی تھے ہوا تھا کہ ہم قبل از وقت ہوشیار نہ ہوئے تھے۔ حملہ آور جنگلی ہی تھے پہلے تو ہم یہی سمجھے کہ وہ وہی آدم خور ہوں گے جنہوں نے سفید فام عورت کی فرمائش کی تھی۔ لیکن...."

"اوہ یہ شور کیسا؟" دفعتاً مونیکا ہاتھ اٹھا کر بولی اور اجنبی بھی خاموش ہو کر سننے لگا۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں صدر بھی سن رہا تھا وہ چھپت کر خیسے سے باہر نکلا۔

مورن دوڑتا ہوا اسی طرف آرہا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی درندے نے پیچا کیا ہو۔

"ہم تباہ ہو گئے.... تباہ ہو گئے۔" صدر کو دیکھ کر اس نے چننا شروع کر دیا۔ مونیکا اور دوسرے لوگ بھی خیسے سے باہر آگئے تھے۔

"کشتی تباہ ہو گئی۔" وہ قریب پہنچ کر چینا۔

پھر یک یک بھی کی زبانوں سے کچھ نہ کچھ ضرور نکلا تھا۔

مورن ہانپتا ہوا کہہ رہا تھا۔ "مارڈالو.... اس سور کو مارڈالو۔ یہ کسی قسم کی سازش ہے.... پتہ نہیں وہ کون ہے.... کہاں گیا ہے؟"

"ہوش میں آؤ۔ کشتی کیسے تباہ ہو گئی۔" مونیکا نے سخت لہجے میں کہا

"کشتی اوہر ہی آرہی تھی کہ ایک چمکدار گولا سٹھ پر ابھر اور اس سے مکرا گیا کشتی کے پرخچے اڑاگئے میں کہتا ہوں اسے مارڈالو۔"

صدر اکر اطلاع پر بوکھلا گیا پھر ٹھیک اسی وقت ایک فائر ہوا اور اجنبی گر کر ترینے لگا۔ زہر خیسے

کے در کے قریب ہی کھڑا تھا۔

صدر نے مورن کے مخصوص ساتھیوں میں سے ایک کے ہاتھ میں روپ اور دیکھا مغرب اسے ہوش کہا تھا کہ باز پر س کرتا۔ وہ تو بے تحاشا ساحل کی طرف دوڑا جا رہا تھا اور اس کے پیچے جو زف بھی بھاگ رہا تھا۔

پھر اسے خیال آیا کہ کہیں یہ مورن کی چال نہ رہی ہواں نے پہلے بھی تو کوشش کی تھی کہ اجنبی کو مارڈا لے۔ اس نے مز کر دیکھا۔ بھی بھاگ گئے چلے آرہے تھے۔ صدر رک گیا۔

قریب پہنچ کر مورن نے ایک جانب ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاں اے"

"کیا شوٹ ہے تمہارے پاس؟" صدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟"

"اوہ ختم کرو۔" مونیکا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "کشتی پر کون تھا۔"

"میں نے نہیں دیکھا۔ بس کشتی کے نکلنے اڑتے دیکھے تھے۔"

"اب کیا ہو گا... لاکٹ بھی گیا۔"

"لیکن لاکٹ والی تو موجود ہے.... تلاش کرو ان آدم خوروں کو!" صدر نے زہر میلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" مورن اسے گھورتا ہوا بولا

"اوہاں!" مورن کے خاص آدمی نے کہا۔ "اس دھشی اجنبی نے ایسے آدم خوروں کی کہانی سنائی تھی جو سفید فام عورتوں کا گوشت بڑی رغبت سے کھاتے ہیں۔"

ڈیزی بھی ویں موجود تھی لیکن اسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

مورن صدر کو گھورتا پھر انت پیس کر بولا۔ "تم لوگ پتہ نہیں کیا چاہتے ہو۔"

"مورن خود کو قابو رکھو۔" مونیکا نے تکمما نہ لہجے میں کہا۔

"گر بتاؤ اب کیا ہو گا۔ ہم واپس بھی تو نہیں جاسکتے اور یہ سب کچھ تمہارے ساتھی کی بدولت ہوا۔"

"میں تمہیں بتاچکی ہوں کہ وہ اس راستے کی تلاش میں تھا جاں سے سفر شروع کر رہا ہے۔"

"ہم مجھے تھے کہ کشتی جیتے جاہ ہو گئی۔ ہم پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ ہم نہیں جانتے کہ مورن نے یہ جھوٹ کیوں بولا تھا۔"

"مورن ہمیں زندہ دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے چاہا تھا کہ تم سکون کو میرے ساتھی پر غصہ آئے کہ وہ کشتی لے گیا تھا اور ہم پر ٹوٹ پڑو۔ اس نے غالباً یہی اندازہ لگایا تھا کہ کشتی کی جانبی کے متعلق معلوم کر کے تم لوگ پاگل ہو جاؤ گے اور اس پاگل پن کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم مونیکا سمیت زندہ دفن کر دیے جائیں گے۔ اس کے بعد ہمیں وہ ہام کو بھی ختم کر دیتا اور جب ہمارا ساتھی واپس آتا تو اس کا بھی سبھی حشر ہوتا۔ مورن کیسے دیکھ سکتا کہ لاکٹ کسی دوسرے کے قبضہ میں رہے اور یہ بے چاری ڈیزی تو آدم خودوں کے لئے لائی ہی گئی تھی۔"

"خدا کے لئے واپس چلو۔ یہ کیا دیوار گی ہے۔" ڈیزی بلبلا انھیں۔

کوئی کچھ نہ بولا مورن کے دونوں ساتھیوں کے ہاتھ پابند ہے جا رہے تھے۔ اب کشتی پوری طرح سامنے آگئی تھی۔ مگر فاصلہ زیادہ تھا تو قع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ میں منٹ سے پہلے وہاں پہنچ سکے۔

"پہلے ہی مرٹلے پر لکھ دشوار یوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔" ہام بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا تمہیں پہلے سے اندازہ نہیں تھا۔" مونیکا نے خلک لجھے میں پوچھا تھا۔

"تھا تو مگر اس کا اندازہ نہیں تھا کہ ہم آپس ہی میں کتنے مرنے لگیں گے۔"

"انسانیت سے گرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔" صدر بولا۔ "تم لوگ آدم خودوں سے بھی بدتر ہو۔"

"میرے فرشتوں کو بھی حقیقت کا علم نہیں تھا ورنہ میں کبھی اس پر تیار نہ ہوتا کہ لڑکی کو بھی ساتھ لایا جائے۔ کسی نہ کسی طرح لاکٹ وہیں حاصل کر لیا جاتا۔ اب تو میری بھی تجویز ہے کہ ہم واپس چلیں۔"

"یہ ناممکن ہے۔" مونیکا نے سخت لجھے میں کہا۔

"اوہ تم ایک عورت ہو کر ایسا کہہ رہی ہو۔" ڈیزی گھکھیاں کیا تھیں بھی مجھے آدم خودوں کے حوالے کر دو گی۔"

"میری زندگی میں یہ ناممکن ہے۔ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔"

"اور سفر شروع ہو گیا۔" مورن نے ہدیاں قسم کی بھی کے ساتھ کہا۔ "مجھے یقین نہیں ہے کہ کشتی جباہ ہو گئی ہو۔" صدر بولا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو... میں جھوٹ کیوں بولوں گا۔"

"اس کی بکواس نہیں سننا چاہتا تھا۔"

"حالانکہ اب اسی کی ایک بکواس وہر ارہے ہو۔ آخر اس کا مقصد کیا تھا؟"

"میں تمہاری کسی بات کا حواب نہیں دینا چاہتا۔ مونیکا اب تم صرف اسی شرط پر زندہ رہ سکتی ہو کہ ان دونوں آدمیوں کو مار دالوں۔"

ٹھیک اسی وقت جوزف کی پتلون کی جیب سے ایک فائر ہوا اور مورن پیٹ پر ہاتھ رکھے ہوئے ڈھیر ہو گیا۔

دوسرے ہی لمحے میں رویا اور جیب سے باہر بھی نکل آیا اور اب وہ مورن کے ان دونوں مخصوص ساتھیوں کو کور کر رہا تھا جو کسی طرح بھی اس کا ساتھ دے سکتے تھے۔

کوئی کچھ نہ بولا وہ سب دم بخود تھے دفعتاہم چیخنا۔ "مورن جھوٹا تھا۔ وہ رہی کشتی۔"

بائیں جانب سے بہت فاصلے پر دھواں ساد کھائی دے رہا تھا پھر کچھ دری بعد چنی کا اور پری حصہ نظر آیا۔ مورن ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

"ہم بے تصور ہیں مادام۔" مورن کے ساتھیوں میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"آخر اس کا مقصد کیا تھا؟" مونیکا بڑی بڑی۔

"مقصد پھر دیکھنا۔" جوزف غریا۔ "پہلے یہ بتاؤ کہ ان دونوں کا کیا کروں۔" وہ دونوں پھر گزگزانے لگے۔ جوزف اب بھی ان کی جانب رویا اور اخھائے ہوئے تھا، اور ان کے ہاتھ اوپر تھے۔

"فی الحال ان کے ہاتھ پابند ہو۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں مادام.... دیکھئے ہم نے تو کچھ نہیں کیا۔"

"تم نے اپنی پر گولی چلائی تھی؟"

آدمی منتخب کئے اور کشتی پھر اسی جانب چل پڑی جدھر سے آئی تھی۔

## O

وہ چاروں بڑی احتیاط سے اوپر پہنچ گز ف خصوصیت سے کسی شکاری کئے کی طرح چوکتا تھا۔  
ناہیں گن اسی کے پاس تھی۔

"یہاں تو سناتا ہے مسٹر صدر۔" وہ بھرا تی آواز میں بولا۔  
صدر بھی چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے فائزوں کی آوازیں سنی تھیں۔ چینیں سنی تھیں۔ لیکن مجھے تو  
یہاں کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آرہی۔" جوزف بولا۔

"غیر معمولی سے کیا مراد ہے؟"

"اوہ یہ جنگل میں مسٹر صدر۔ یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے اپنے نشان چھوڑ جاتا ہے۔ میں کیسے  
سمجھاؤں۔ یہ باتیں سمجھ سکتا ہوں سمجھا نہیں سکتا۔ میراد عوی ہے کہ پچھلے تین دن سے یہاں کچھ  
بھی نہیں ہوا۔"

"اوہ! تو کیا پھر کوئی دھوکہ۔"

"ٹھہرو۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور نتھنے سکوڑ کر دیں گہری گہری سانسیں لیں پھر بولا  
فارمگ بلاشبہ ہوئی ہے۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گی۔" صدر حملہ گیا۔ کبھی کہتے ہو کہ کچھ بھی نہیں ہوا اور  
کبھی فائزوں کی بات کرتے ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ اب تم دونوں لڑانا شروع کر دے گے۔" ایک جھازی سے آواز آئی اور وہ  
اچھل پڑے۔ آواز عمران کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔ جھازیاں ہٹا کر وہ ان کے سامنے  
اگیا۔

"کیا ہوا۔ کیا بات تھی باس؟" جوزف کہتا ہوا اس کی طرف جھپٹا۔

"تمہارے لئے شراب کا چشمہ تلاش کر رہا تھا جانک اسی وقت خیال آیا کہ اگر یہاں ایک  
کافی ہاؤز کھول دیا جائے تو کیسا چلے گا۔"

"عمران صاحب حالات اتر ہو چکے ہیں اس لئے ہوش کی باتیں کیجئے۔" صدر بولا

"تمہیں آدم خوروں سے خوف نہیں معلوم ہوتا؟"

"میری زندگی ہی آدم خوروں میں گذری ہے۔" مونیکا نے لاپرواٹی سے کہا۔

وہ سب کشتی کی طرف دیکھ رہے تھے دفتار انہوں نے اسٹر و کر کی آواز سنی

"چلو... جلدی کرو... وہ خطرے میں ہے.... دوڑو۔"

"یہ کیا مضبوط ہے۔" مونیکا دانت پیس کر بولی۔ "کبھی میں نہیں آتا یہ کیا ہو رہا ہے۔"

کشتی ساحل سے آگئی تھی انہوں نے اسٹر و کر کو دیکھا جو دونوں ہاتھ اٹھا کر چین رہا تھا۔ "آؤ  
چلو... وہ خطرے میں ہے۔" جوزف پہلے ہی دوڑ کر کشتی کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟ جلدی بتاؤ۔" وہ کشتی پر چھلانگ لگاتا ہوا بولا۔

"وہ راستہ تلاش کرتا ہوا اوپر گیا تھا۔ میں کشتی ہی میں تھا کچھ دیر بعد میں نے نای گن کے  
فائزوں کی آوازیں سنی... سینکڑوں آدمیوں کی چینیں۔"

"کتنی دور گئے تھے.....؟"

"تمن یا چار میل۔"

باقیہ لوگ بھی قریب آگئے تھے اسٹر و کر انہیں بتا رہا تھا کہ عمران نے وہ جگہ دریافت کر لی  
تھی جہاں سے سفر شروع کرنا تھا۔ اس نے لاکٹ کے کانڈات کا بھی حوالہ دیا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟" مونیکا نے صدر سے پوچھا

"بڑی دیر کر رہے ہو تم لوگ۔" صدر نے کہا۔ "ہمیں یہاں جلدی پہنچنا چاہئے۔ ہام تم  
یہیں ٹھہرو۔ میں تمہارے تین آدمی لے جا رہا ہوں۔ خیموں کی حفاظت کرتا بھی ضروری ہے۔"

"میں بھی ساتھ چلوں گی۔" مونیکا بولی۔

"یہ ناممکن ہے لیزی مونیکا۔ اب تو کسی پر اعتماد کیا ہی نہیں جا سکتا۔ کیا پتہ ہم باقیہ لوگ  
یہیں رہ جائیں۔ نہیں کشتی اسی شرط پر جائے گی کہ تم یہیں ٹھہرو۔"

"ٹھیک ہے۔" صدر نے بھی ہام کی تائید کی۔ "تم یہیں ٹھہرو۔ حالات ایسے پیش آئے  
ہیں کہ ہام کا غیر مطمئن ہوتا ہے جا نہیں۔"

مونیکا خاموش رہی بہر حال اس نے اس تجویز سے اختلاف نہیں کیا۔ نیسے سے وہ نای گن  
بھی آگئی جسے کچھ دیر پہلے جوزف استعمال کر چکا ہے۔ صدر نے ہام کے ساتھیوں میں سے تم:

"اوہ! وہاں! تین چار تھے میں نے انہیں مار کر پانی میں پھیک دیا تھا۔"  
"کون تھے؟"

"لا حول ولا قوّۃ۔ بڑے بد اخلاق تھے کہ اپنا نام پتہ بتائے بغیر ہی مر گے۔" عمران نے نہ را سامنہ بنا کر کہا پھر ہام کے ساتھیوں نے بولا۔ "تم لوگ جاؤ اور انہیں نہیں لے آؤ۔ ہمارا سفر نہیں سے شروع ہو گا۔ سب ٹھیک ہے۔" وہ کھڑے تھیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے رہے۔ "کیا تم نے ساتھیوں... جاؤ! اور تم دونوں نہیں ٹھہرو۔" صدر کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ ہام کے ساتھی نشیب میں اتر گئے۔

"مورن کا رویہ کیا رہا؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نے اسے مار ڈالا" جوزف بولا اور عمران اسے گھورنے لگا۔ شانک جوزف اسے مورن کی کہانی سنانے کے لئے پہلے ہی سے بے چین تھا۔ ان دونوں نے جلدی جلدی اسے سارے حالات سے آگاہ کیا۔ عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا ہا پھر بولا۔ "یہ تو چند گھنٹوں کی نہیں پورے ایک ماہ کی روپورٹ معلوم ہوتی ہے۔ کاش وہ جب تک اسی طرح نہ مار ڈالا گیا ہوتا۔"

"اس کی ذمہ داری بھی سراسر آپ ہی پر عائد ہوتی ہے۔" صدر نے براسامنہ بنا کر کہا  
"آخر اس طرح بھانگنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اس کی کتنی وجوہات تھیں۔ میں ان لوگوں کا امتحان کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا تھا مجھے معلوم کرنا تھا کہ کون کس حد تک مونیکا کا ساتھ دے سکتا ہے۔ دوسرا یہ وجہ اچونکہ انہیں یہی باور کرنا تھا کہ سفر لاکٹ میں پائے جانے والے نقشے کے مطابق ہی کیا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ ضروری سمجھا کر کم از کم وہ جگہ تو پہلے ہی ذریافت کر لی جائے جہاں سے سفر شروع کرنا ہے۔ ان سکھوں کی موجودگی میں وہ کاغذات نہ نکالے جائے جو مونیکا کے ملازم سے حاصل کئے گئے تھے۔"

"ٹھیک ہے میں نے مونیکا کو یہی سمجھا ہے کی کو شش کی تھی۔ وہ خود بھی پاگل ہو گئی تھی آپ کے اس طرح بھاگ آنے پر.... پھر اگر میں اور جوزف ذرا سماں بھی چوکتے تو ہمارا قیمه بن کر رہ جاتا۔ وہ سب ہی دیواری کی سرحدوں کو جھوننے لگے۔ ہم دونوں نے فوراً ہی میگرین پر قبضہ کر لیا

تھا۔"

"یہی وجہ ہے کہ ایکس ٹو تھیں دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔" عمران نے آہستہ سے کہا اور پھر سوچنے لگا۔

"م... مگر... یہاں آپ پر کس نے حملہ کیا تھا؟" صدر نے پوچھا۔

"دماغ چل گیا تھا میرا۔" عمران احتفاظہ انداز میں بولا۔ پڑھنے کی آب و ہوا کیسی نہیں ہے۔ بات بات پر پاگل ہو جانے کو دل چاہتا ہے۔ یہ درخت دیکھ رہے ہوئے... وہ سامنے بس ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کجھ نے مجھے آگھے بھی ماری ہو اور منہ بھی چڑیا ہو۔ آگیا غصہ کڑاں ای فائزگ... اس کے تنے پر تم گولیوں کے بناۓ ہیجھے متعدد سوراخ دیکھ سکتے ہو۔" لیکن اسڑو کرنے ہزاروں آدمیوں کی جنیں بھی سنی تھیں۔

"کیا بتایا اس نے؟ لاکھوں آدمیوں کی جنیں۔ جب مجھے غصہ آتا ہے تو طلق سے بیک وقت لاکھوں قسم کی آوازیں نکلتی ہیں۔"

"ہوں" صدر نے ہونٹ بھیجن کر طویل سانس لی اور پھر غصیل آواز میں پوچھا۔ "اس کا مطلب؟"

"یہی کہ آگھے مارنے سے خواہ خوب لڑائی جھٹکا ہو جاتا ہے۔"

"اس درخت پر سے کسی نے آگھے ماری تھی؟" جوزف نے تھیرانہ لیجھ میں پوچھا۔ "ہاں! ازیادہ پی گئے ہو کیا... لبے درخت نے آگھے ماری تھی۔"

جوزف نے دلت ٹھال دیئے۔ پھر سنجیدگی سے بولا۔ "باس یہ جگل ہیں یہاں فائزگ سے بچنے کی کوشش کرو۔ آواز دور دور تک پھیلتی ہے۔ وہ آدمی جو مار ڈالا گیا بتا رہا تھا کہ یہ جزیرہ غیر آباد نہیں ہے۔ آدمخوبوں کی بستیاں ہیں۔"

"عورت خوروں کی بستیاں" عمران نے تصحیح کی۔ "تم کہاں کے گفnam ہو کہ وہ تھیں بھون کر کھا جائیں گے۔"

"آخر یہ سب کیا تھا آپ بتاتے کیوں نہیں!" صدر پھر محلہ کیا یہاں آپ کو محاط رہنا پڑے گا۔ سنجیدگی اختیار کیجھے۔"

"میں نہیں چاہتا تھا کہ خود ہی ان لوگوں کو راہ میں جانے کی اطلاع دوں اس کے لئے پانٹ

ہی مناسب رہتا اور سب سے بڑی وجہ یہ کہ میں ہر ایک کو چاق و چوبند کیخانا چاہتا ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ اس جزیرے کی آب و ہوا اونگھتے رہنے میں بہت مدد دیتی ہے۔

"وہ سب ٹھیک ہے باس.... لیکن اسے لکھ لونکہ فائرلوں کی آوازیں ہمیں کسی بڑی مصیبت میں جتنا کریں گی۔ ادھر بھی فائرگ ہو چکی ہے۔"

یک بیک اس نے خاموش ہو کر جھر جھری سی لی اور کسی شکاری کتے کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا۔ صدر نے اس کی آنکھوں میں کسی قسم کا تغیر محسوس کیا تھا جسے فوری طور پر وہ کوئی سوتی نہ پہنانسا کا۔

"باس۔" جوزف آہستہ سے بولا۔ میں آس پاس کسی اور کی بھی موجودگی محسوس کر رہا ہوں"

"ہو سکتا ہے۔" عمران نے لاپو دائی سے شانوں کو جنم دی۔

صدر سوچ رہا تھا کہ شام کا بار عمران کے ستارے گردش میں آگئے ہیں۔

"وہ دیکھو!" دفتار جوزف ایک جانب ہاتھ انھا کر چینا اور صدر اس سیاہ کی چیز کی بلکل سی جھلک ہی دیکھ سکا جو بلکل کسی سرعت سے باسیں جانب والی جھاڑیوں میں غائب ہو گئی تھی۔

عمران نے بڑے سعاد تمنا نہ انداز میں نای جوزف کو تھادی اور خود کا ندھے سے لکھ ہوئے چڑی تھیلے سے ایک ماڈ تھہ آر گن نکال کر بجانا شروع کر دیا۔

صدر کی بھی میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ جوزف اب بھی انہیں جھاڑیوں کو گھورے جانہ تھا اور نای گن کو بھی اس پوزیشن میں لے آیا تھا کہ کسی لمحے بھی نشانے پر فائرگ کر سکے۔

"عمران صاحب! میں پاگل ہو جاؤں گا۔" صدر غریباً۔ "ختم کیجھ؟"

عمران نے ماڈ تھہ آر گن ہونزوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ زیادہ عظیم بننے کی کوشش نہ کرو۔ درنہ غرق ہو جاؤ گے۔

"ان جھاڑیوں میں کیا ہے؟"

"ایک ایسی سرگ کا دہانہ جو میلوں تک پھیلی ہوئی ہے اور وہی ہے اصل راست۔"

"میں نے ابھی ایک سیاہ کی چیز دہاں دیکھی تھی۔"

"ان سیاہ کی چیزوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔"

"کیا مطلب؟"

"ڈیڑھ سو سیاہ قام اور نیک دھرگ جنگی!"

"اور آپ کھڑے ماڈ تھہ آر گن بجا رہے ہیں۔"

"طلہ بجانا چاہئے تھا مجھے تو... مگر کہاں سے مہیا کروں۔" عمران نے بایو سانڈ لجھے میں کہا پھر جلدی سے بولا۔ "خبردار جوزف فائزہ کرتا۔"

"وہ نہیں کرے گا تو میں شروع کر دوں گا۔" صدر کی جھلابت بڑھ گئی۔  
"ضلعوں ہے۔ اس درخت کے نئے پر دیکھو۔"

"کیا دیکھوں۔ ہاں گولیوں کے نشانات دیکھ رہا ہوں..... پھر.....؟"

"ساری گولیاں اسی پر پڑی تھیں ان کا بابل بھی بیکا نہیں ہوا۔؟"

"کیا مطلب؟"

"ان کا لیڈر ایک سفید قام آدمی ہے لیکن اس نے بھی لگوٹی ہی لگا رکھی ہے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم ظلمات کے دیوتا کے چاریوں کا خون نہیں بہا سکو گے۔ یقین نہ آئے تو فائز کر کے دیکھو وہ ان لوگوں سے دور کھڑا تھا۔ میں نے نای گن سیدھی کی۔ اس انداز میں فائرگ شروع کی کہ ایک ہی پچھر سکتوں کے لئے کافی ہو۔ لیکن ان میں سے ایک بھی نہ گرا اور ساری گولیاں گولیاں سے کٹرا کر اس درخت پر پڑی تھیں۔"

"آپ نے کوئی طسم ہو شر بائی خواب تو نہیں دیکھا ہے۔" صدر فہرنس پڑا۔

"اچھی بات ہے جوزف فائرگ شروع کر دو اس جھاڑی پر۔" عمران نے کہا  
جوزف پہلے تو چکچا پھر سنبھل کر گولیاں برسانے لگا۔

"دیکھو!" عمران نے درخت کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ دیکھو۔"

درخت کا تنا چلکی ہوا جانہ تھا۔

"ختم کرو!" عمران ہاتھ انھا کر بلند آواز میں بولا۔ "تمہیں دیوتا کی بڑائی کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا۔"

جوزف فائرگ بند کر کے نری طرح کاپنے لگا تھا دفعتا جھاڑیوں سے آواز آئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ گولیاں پلٹ کر خود تمہارے ہی سینوں پر پڑیں۔"

یہ جملہ بڑی شستہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا اور لجھے بھی انگریزوں ہی کا ساتھا۔  
”نہیں نہیں“ عمران جلدی سے بولا۔ ایسا ہر گزئہ ہوتا چاہئے میں تو ان دونوں کو یقین دلانا چاہتا تھا۔ میرے ساتھی بھی بہت جلدیہاں پہنچ جائیں گے۔

صدر دم بخود کھڑا رہا۔ اور جوزف کا تودم ہی نکلا جا رہا تھا۔  
”م... میں نے تو... خبیث روحوں کی پر چھانیاں پہلے ہی دیکھ لی تھیں۔“ وہ کانپتا ہوا بولا۔

کچھ دیر بعد صدر نے پوچھا۔ لیکن آپ نے ان لوگوں کو کیوں بلوایا ہے؟  
”اکیلے ڈوبنا پسند نہیں ہے.... مرد تو سب کے ساتھ مرد۔“

”یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟“  
”کسی ایسے کالے آدمی کا گوشت جو بہت زیادہ پیتا ہو۔“

”مم مار ڈالا.. بب باس۔“ جوزف کی آواز طلق میں پھنسنے لگی۔ تم نے انہیں بتایا تو نہیں....؟“

”مردوں کی طرح سیدھے نہ کھڑے ہوئے تو ضرور بتاؤں گا۔“

”پا خدا.... پا خدا.... ہولی قادر....“  
”اگر کوئی گیت یاد ہو تو شروع کر دو.... میں ماٹھ آر گن بجاوں گا۔“

”عمران صاحب خدا کے لئے سنجیدگی..... کچھ سوچنے۔“  
”ماٹھ آر گن سوچنے پر کوئی پابندی نہیں لگائے گا.... سوچتے رہو۔“

”کسی طرح خود بھی نکل جانا تھا۔ آخر ان بچاروں کو کیوں پھنسوار ہے ہیں۔“  
عمران ماٹھ آر گن بجا رہا۔

”ٹھہریے ذرا ایک منٹ.... ایک بات سن لیجئے۔“ صدر نے مضطربانہ انداز میں کہا۔  
”سناؤ یار....“ عمران حملہ گیا۔

”یہ لوگ جھاڑیوں سے باہر کیوں نہیں آتے؟“  
”ہمارے دوسرا سے ساتھیوں کے منتظر ہیں۔“  
”آپ نے بتایا ہے؟“

”جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ مگی اور ڈیڈی بچپن ہی سے سمجھاتے آئے ہیں۔“

”خدا غارت کرے۔“ صدر دانت میں کر رہا گیا۔

”جھوٹ بولو گے تو ضرور غارت ہو جاؤ گے۔“ عمران نے سر ہلا کر کہا اور پھر ماٹھ آر گن ہونتوں کی طرف یا جانے کا راہ کر رہا تھا کہ جوزف نے نامی گن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”لوگوں کو باس! میرا آخری وقت قریب آپنچا ہے۔ میں جانتا تھا کہ ایک دن اس عورت کی بدعا ضرور پوری ہو گی جو چاندنی راتوں میں بے چینی سے میرا انتظار کیا کرتی تھی!“

”خدا تیری کھوپڑی پر چیتیں نازل کرے جوزف۔ تجھے بھی کہاں عورت یاد آئی ہے۔“

عمران نے ٹھنڈی سانپیں لے کر کہا اور صدر کو اشارہ کیا کہ نامی گن اس سے لے لے۔

پھر تقریباً دو گھنٹے تک صدر دو ہیں بیٹھا بور ہوتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے گولیوں کا زارخ کیسے بد گیا تھا اور اب کیا ہو گا؟ کیا وہ سب قیدی بنا لیے جائیں گے یا ماذلے جائیں گے؟ عمران کی کسی اسکیم کے متعلق قبل از وقت اندازہ لگالیا مشکل کام تھا۔

”شائد وہ لوگ آگئے۔“ عمران بڑی بڑی ”خاموش بیٹھ رہو خود ہی اوپر آجائیں گے۔“

صدر پکھنہ بولا۔

پھر تھوڑی دیر بعد مونیکا تیر ہی کی طرح عمران کی طرف آئی تھی۔

”یہ کیا کرتے پھر رہے ہو تم؟“ اس نے پوچھا

”میں ایک بہت بڑی مصیبت میں متلا ہو گیا ہوں۔“ عمران نے گھوکیر آواز میں کہا

”وہاں سے اس طرح بھاگے کیوں تھے؟“

”صدر تمہیں اس کے متعلق شاید پہلے ہی بتا پکا ہے.... مگر یہ نئی مصیبت!“

”کیا بات ہے؟“

عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیئے بغیر سارے ساتھیوں کو مخاطب کر کے بولا۔ ”بھائیو!

میں ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میری مرد کرو۔“

”کیا بات ہے؟“ ہام نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

”میں سامنے والی جھاڑیوں پر فائزگ کرتا ہوں تو گولیاں اس درخت پر پڑتی ہیں۔“

”دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔“ ہام نے آنکھیں نکالیں۔ وہ عمران کے متعلق کوئی اچھی لمحہ

ملئے نہیں رکھتا تھا اور مونیکا سے بھی اس کا اظہار کر چکا تھا۔  
”اپنے سارے ساتھیوں سے کہو کہ بیک وقت ان جھاڑیوں پر فائزگ کریں۔“  
”آخر تم کچھ بتاتے کیوں نہیں؟“ مونیکا چھملا گئی۔

”اس نامی گن پر کسی غبیث روح کا سایہ ہو گیا ہے۔“ اس نے صدر کے ہاتھوں میں دبی  
ہوئی نامی گن کی طرف اشارہ کیا۔ پھر صدر ہی سے بولا۔ ”دکھادو بھئی انہیں بھی دکھادو۔ مگر تم  
لوگ اس درخت پر بھی نظر رکھنا۔“

صدر جو مر جانے کی حد تک آتی گیا تھا نامی گن اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ ”خود ہی  
دکھائیے۔“!

بہر حال عمران ہی نے فائزگ کی۔ مگر نتیجہ پہلے سے مختلف نہیں تھا وہ سب بری طرح بوکھلا  
گئے۔

”یہ کیا مصیبت ہے۔“ مونیکا عمران کے قریب کھکتی ہوئی منٹائی۔

”ان جھاڑیوں کے پیچے تقریباً زیرہ سو جنگلی موجود ہیں لیکن ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“  
”نہیں!“

”دیکھ لینا۔ ان لوگوں سے کہو کہ ان کے پاس جتنا بھی اسلحہ ہے ایک جگہ ڈھیر کر دیں اور  
خالی ہاتھ کھڑے ہو جائیں۔“

”یہ توموت ہی کوڈ عوت دینا ہو گا۔“

”تم ان پر فائزگ کر کے ہی کیا کر لوگی۔ بہتر ہی ہے کہ انہیں فی الحال اعتدال میں لینے کی  
کوشش کی جائے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ گولیوں کا رخ کیوں بدلتا ہے؟“

یک بیک جھاڑیوں سے شور بلند ہوا اور لا تعداد سیاہ قام آدمی ان کی طرف بڑھنے لگے۔  
ذیزی بُری طرح جیخ رہی تھی صدر نے جھپٹ کر اسے سہارا دیا درست وہ گری جاتی۔  
آدمیوں کی کہانی نے اسے پہلے ہی سے خوفزدہ کر رکھا تھا۔

عمران پھر ماڈ تھے آرگن بجانے لگا تھا۔

”اے۔ اے تمہارا دماغ خراب ہوا ہے کیا؟“ مونیکا عمران کو جھنجوڑنے لگی۔  
کچھ لوگوں نے بد حواسی کے عالم میں فائزگ بھی کیے لیکن وہ سیاہ قام اور نیم برهنہ و خشی بھی انکے

انداز گھنی بنتے اور نصف دائرے کی شکل میں آگے ہی بڑھتے رہے پھر تو کچھ ہاتھوں سے راکھلیں  
ٹوپی بذریع ہو گئیں۔ جوزف سینے پر ہاتھوں سے کراس بنائے دعا میں پڑھ رہا تھا آگے بڑھنے والے  
بڑھتے ہی رہے ان میں سے کوئی زخمی نہ کہا تھا۔

”یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا اس پاگل نے؟“ ہام دانت پیس کر دہاڑ۔ ”بند کرو یہ گانا بجاتا۔“  
لیکن عمران پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ ماڈ تھے آرگن کی آواز دیرانے میں گونجتی رہی اور  
جنگلیوں نے ان کے گرد اپنادارہ مکمل کر لیا۔

ان کے ہاتھوں میں سردوں سے اوپنے نیزے تھے۔ جنگلیں ہمیشہ تھیں جنہیں کھریا اور گیرہ  
سے بنائی ہوئی لکیروں نے اور وحشت ناک بنا دیا تھا۔ یک بیک انہوں نے دائرے ہی کی شکل میں  
آہستہ آہستہ ٹھمکنا شروع کر دیا۔

”ہلا... ناچو گے۔“ عمران نے قہقہہ لگایا۔ ”ناچو۔ اگر میری ایجاد کردہ دھنوں پر ناچ  
سکو۔“ وہ پھر ماڈ تھے آرگن بجانے لگا۔

جنگلی آہستہ آہستہ ٹھمکتے رہے اور ان کا دائرہ گردش کرتا رہا۔ دفتار انہوں نے گانا بھی شروع  
کر دیا اور قدم پہلے کی نسبت تیزی سے اٹھنے لگے۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟“ مونیکا عمران کے کان کے قریب منڈے لے جا کر چھپی۔  
”نہیں ناچ سکتے۔“ عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ ”میری دھن پر نہیں ناچ سکتے اپنی ہی  
دھن میں مست ہیں۔ آؤ ہم تم رہا شروع کر دیں۔“

”تم ان لوگوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو۔“ مونیکا دانت پیس کر بولی۔ ”جنگلی دھنی  
اگر کچھ نہیں کر سکتے تو خاموش رہو۔“

دفتار جوزف بھی کھک کر عمران کے قریب آگیا اب اس کی آنکھوں میں خون کی بجائے  
حریت کے آثار تھے۔ عمران اسے سوالیہ انداز میں گھومنے لگا۔ جنگلیوں کے گیت کی لے بلند ہی  
ہوتی جا رہی تھی اور دائرے کی گردش بھی پہلے سے تیز ہو گئی تھی۔

جوزف اس کے کان کے قریب منڈے لا کر بولا۔ ”میں اس گیت کو سمجھ سکتا ہوں باس۔ یہ  
زبان تا بھیریا کے نئیں حصے میں بولی جاتی ہے مگر یہ گیت عجیب ہے اس سے دشمنی کی بو نہیں آتی۔  
یہ گیت پسندیدہ مہمانوں کے لئے مخصوص ہے۔“

عمران ساحل کی طرف مڑا تھا۔ اندراز ایسا تھا کہ وہ سب ہی اسی جانب دیکھنے لگے تھے۔ ان کی کششی بہت دور جا چکی تھی۔

" یہ کمخت پائلٹ بھی ڈر کر بھاگ لکلا۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔ " اب کیا ہو گا اب واپسی کی امید نہ رکھو۔ وہ اس کی پرواہ کیے بغیر آگے ہی بڑھتا جائے گا کہ اتنا مبارکہ اس کے اکیلے کے بس کاروگ نہیں!"

" سب تمہاری بدولت ہوا ہے۔" موینکا چیخی۔ " اگر تم ہام کے آدمیوں کو صورت حال سے آگاہ کر دیتے تو ہم ادھر آنے کی حماقت نہ کرتے۔"

" آپس میں جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" جهازیوں سے پھر آواز آئی۔ " تمہیں اپنی سلامتی میں شبہ نہ ہونا چاہئے۔ یہ میرے ملکہ اس پیغام کے الفاظ ہیں جو ہزاروں سال سے زندہ ہے جو کبھی نہیں مرتی صرف چند دنوں کے لئے ہماری آنکھوں سے او جمل ہو جاتی ہے۔ وہ نور کا جسم ہے؟"

" ہا میں!" عمران دونوں ہاتھ انھا کر کر پست لجھے میں چیخا۔ " وہ یہاں ہے.... یہاں اس جزیرے میں.... میرے خدا.... اوه.... اوه۔"

" کیوں؟ کیا تم اسے جانتے ہو؟" جهازیوں سے آواز آئی۔

" ہائے یہ نہ پوچھو! میں اسی کی تلاش میں ساڑھے پچھس بار بیدا ہو چکا ہوں۔ پہلے یونان میں پیدا ہوا تھا.... لیکن وہ اس وقت مصر میں تھی.... جب مصر میں پیدا ہوا... تو معلوم ہوا کہ اب وہ تبت میں ہے.... تبت میں پیدا ہونے کی بہت نہیں پڑی تھی.... کیوں کہ چھٹی ناکوں سے مجھے خوف محسوس ہوتا ہے.... بہر حال آخری بار ہنالو لو میں پیدا ہو کر سیدھا نہیں چلا آرہا ہوں.... اگر یہاں بھی نہ ملی تو میں اب پیدا ہونا ہی چھوڑ دوں گا۔"

" تم کیسی اثنی سیدھی باتیں کر رہے ہو۔" اس بار آواز غصیلی تھی.... اس پارٹی کا اہم کون ہے سامنے آئے۔"

" میں راہبر ہوں جتاب! ہام نے آگے بڑھ کر کاپٹی ہوئی آواز میں کہا۔

" اپنے آدمیوں سے کہو کہ غیر مسلک ہو جائیں۔"

" بہت بہتر جتاب! ہام نے کہا

" اوه توبہ یقیناً ہی آدم خور ہیں۔" موینکا نے کہا۔

" آہا! عمران خوش ہو کر بولا۔" اگر یہ بات ہے تو میں ان سے عورت پکانے کی ترکیب ضرور سیکھوں گا۔"

" بن اب ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکلے ورنہ گولی مار دوں گی۔"

" ڈرو نہیں! اچاک جهازیوں سے آواز آئی۔" اپنی رانفلس زمین پر ڈال دو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ دیسے تم یہ تو دیکھے ہی چکے ہو کہ تمہارے آتشی حرثے بیکار ہو کر رہ گئے ہیں، تم سب ابھی اور اسی جگہ ختم کے جاسکتے ہو۔"

" ارے یہ کون ہے؟" موینکا یو کھلا کر جهازیوں کی طرف دیکھنے لگی، یہ تو کوئی انگریز ہی معلوم ہوتا ہے۔"

جنگیوں کا رقص نقطہ عرض پر پہنچ کر بھم گیا تھا اور اب وہ پھر پہلے کی طرح خاموش کھڑے تھے ان کی آنکھوں میں اب پھر وہی پہلے کی سی اداسی اور ماحول سے سے بے تعاقی پائی جاتی تھی یہ کہاہی نہیں جا سکتا تھا کہ انہوں نے ذرا سی دیر قبل کوئی طوفانی رقص پیش کیا ہو گا۔ بس ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مشین چلتے چلتے اچاک رک گئی ہو۔ رکی ہوئی مشین کے پزوں سے یہ تو نہیں ظاہر ہو سکتا کہ وہ ایک ہی سینڈ پہلے چل رہی تھی۔

" جوزف اب میں تمہارے لیے ایک جنگلی دھن بجانے جا رہا ہوں۔ تم بھی ناچو۔ ڈرو مت۔ کیا تم نہیں جانتے۔ ہر وقت پیگیسوں خبیث اور پچاسوں چیلیں میرے چیچھے لگی رہتی ہیں۔"

" او خدا کے لئے اس قصے کو جلدی ختم کرو۔" موینکا نے عمران کو جھنجھوڑ کر کہا۔ ماڈ تھا آر گن پھر اس کے ہونوں سے نکل آیا اور وہ کراہ کر بولا۔ " تم ہی بتاؤ۔ میں کیا کروں.... وہ ناج گا کر مجھے غصہ دلاتے ہیں، میں بجانے لگتا ہوں۔ چھپٹے سال میں ایک قوال کی صد میں رات بھر حلق پھاڑتا رہا تھا۔ تو ای بھجتی ہوتا!

" میں کچھ بھی نہیں سمجھتی۔ آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟"

" یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے میگرین پر قفسہ کر کے ہمیں نہجا کر دیں۔ ارے باپ رے وہ دیکھو!

"نہیں! یہ نہیں ہو سکتا۔" مونیکا بولی۔

"لیڈی مونیکا! عقل سے کام لو۔ کشتی والوں جا چکی ہے۔ ہم ہر طرح ان کے قبضے میں ہیں۔

"کئی فارزگ کا انجام بھی دیکھا ہے۔"

ہام کے کہنے پر سب غیر مسلح ہو گئے ہی عمران تو پہلے ہی نای گن چینک چکا تھا۔ کسی کی جیب میں شکاری چاقوںکے ندرہ گیا۔

"ٹھیک ہے! جھاڑیوں سے آواز آئی۔" اب ہر طرح مطمئن ہو جاؤ! جیسی کی نیندیں تمہیں آج ہی نصیب ہوں گی۔"

"مگر تم مجھ سے خواہ تواریخ ہو گئے ہو پیارے! عمران نے کہا۔" حالانکہ میں ہی تم لوگوں کا سب سے بڑا عقیدت مدد ثابت ہوں گا۔"

"تم خاموش رہو۔" ہام نے آنکھیں دکھائیں۔

"اے تم اس لمحے میں باس بے گھنکو نہیں کر سکتے۔ میں تمہاری آنکھیں نکال لوں گا۔" جوزف غریا۔

"ہشت!" عمران بولا۔ بھگڑانہ کرو۔ ہام ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مجھے خاموش ہی رہنا چاہئے۔"

"سنو! خاموش ہو جاؤ۔" جھاڑیوں سے آواز آئی۔ مقدس پیاران کا حکم ہے کہ ہم تمہیں منزل مقصود تک پہنچادیں.... تم دینوں کی تلاش میں آئے ہو نا۔" کوئی کچھ نہ بولا۔

"فلکرنہ کرو۔ پھر آواز آئی۔" ہم تو تارک الدستیالوگ ہیں ہمیں دینوں سے کیا سر دکار؟ وہ تو ہماری ٹھوکروں سے پیدا ہوتے ہیں۔"

"ذرا ایک ٹھوک اس جوزف کے پیچے کو بھی رسید کرنا۔ تاکہ یہ شراب کے بیتل میں تبدیل ہو جائے۔" عمران نے ہاتھ لگائی اور جوزف بے ڈھنگے پن سے ہٹنے لگا۔

"آخر تمہاری پیاران کو ہم سے کیا سر دکار؟" مونیکا نے پوچھا۔

"اس جزیرے کی ہر چیز سے مقدس پیاران کو سر دکار ہے.... اچھا بہ سفر کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

## O

وہ چلتے رہے تھی کہ سورج مغرب میں جھک گیا۔ راستہ حقیقتاً شوار گزار تھا۔ صدر محسوس کر رہا تھا کہ راہبر کے بغیر جنگلوں میں گھنادوسرے الفاظ میں موت کو دعوت دیتا ہے۔ جنگلوں نے ان کا سار اسماں سروں اور کانڈھوں پر اٹھایا تھا خود انہیں اس کی تکلیف نہیں برداشت کرنی پڑی تھی۔ لیکن وہ کہاں تھا جس کی آواز جھاڑیوں سے آئی تھی۔ عمران کے بیان کے مطابق وہ کوئی سفید قام تھا۔ لیکن ان قافلے میں وہ شریک نہیں تھا۔

ڈیزی کو ہوش آگیا تھا اور صدر کے ساتھ چل رہی تھی۔ چل کیا رہی تھی بس وہی اسے چلا رہا تھا۔ قدم قدم پر وہ لڑکھڑاتی اور صدر ہی اسے سہارا دیتا۔ اس کے علاوہ کسی اور نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ وہ کس حال میں ہے۔

"چجتاویا! یہ آدم خور تو نہیں ہیں۔" وہ بار بار پوچھتی اور صدر بظہر اسے تسلیاں تو دیتا لیکن حقیقتاً وہ خود بھی مطمئن نہیں تھا۔

دفعتاً اس نے عمران کی آواز سنی جو غالباً مونیکا سے کہہ رہا تھا۔ اب کیا میں خود بھی آدم خوری پر اتر آؤں۔ صحیح سے بھوکا ہوں۔"

"اوہ.... اوہ.... کون کیا کہہ رہا ہے؟" ڈیزی خوفزدہ لمحے میں بولی۔

"صدر کیا جواب دیتا۔ اس خوفزدہ لڑکی کو مطمئن کر دیا آسان کام نہیں تھا۔ قافلہ چلا رہا۔ ہام کے ساتھوں میں سے کئی حصکن کی وجہ سے لڑکھڑا رہے تھے۔ یا ہو سکتا ہے وہ بھی خائن رہے ہوں۔"

"اب مجھ میں چلنے کی سخت نہیں رہ گئی۔ میں کیا کروں؟" ڈیزی ہاتھ پتی ہوئی بولی۔

"پھر بتاؤ میں کیا کروں۔ کیا اسے پسند کرو گی کہ میں تمہیں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے چلوں۔"

"نہیں نہیں ٹھیک ہے۔ گھستی رہوں گی کسی نہ کسی طرح۔ اف فو اب کتنا دن ہیرا ہو گیا ہے۔ کیسا گھنا بھگل ہے۔ سورج کی ایک کرن کا بھی گزر نہیں یا پھر رات ہو گئی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ مگر اب یہ سفر کیسے جاری رہے گا۔"

اندھیرا تو بڑھتا ہی جا رہا ہے۔"

اچانک کسی نے چیخ کر کچھ کہا اور بار بار ایک ہی لفظ دھرا تارہ۔ وہ غالباً کوئی جنگلی ہی تھا۔ "باس!" جوزف عمران سے بولا۔ "وہ رکنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔" پھر بلند آواز میں بولا۔ "ٹھہر جاؤ رک جاؤ سب"! یہ الفاظ اس نے انگریزی میں ادا کیے تھے۔ قافلہ رک گیا لیکن اتنا اندھیرا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو بے آسانی پیچان نہیں سکتے تھے۔ دفعتاً جنگلیوں نے چینا شروع کر دیا اور ہام کے بعض ساتھیوں کے ملقے سے ڈری ڈری سی آوازیں نکلنے لگیں۔

"اوہ! خاموش خاموش۔ ڈرو نہیں۔" جوزف بلند آواز میں بولا۔ "وہ اپنے دیوتا سے روشنی مانگ رہے ہیں۔ سورج مانگ رہے ہیں۔"

"میرے لئے چو گم کے پیکٹ بھی مانگ لیں تو بہتر ہے۔" عمران نے کہا "اوہ خدا کے لئے چپ رہو۔ تمہاری آواز مجھے غہر لگتی ہے۔" موئیکا نے کہا ذیزی صدر سے کہہ رہی تھی۔ "تمہارا ساتھی عجیب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اسے مستقبل کی فکر ہی نہ ہو۔ یا تو یہ پاگل ہے یا بہوت تمہارا کیا خیال ہے۔"

"کچھ بھی نہیں وہ ایسا ہی آدمی ہے۔" اب بھی دیکھو کہ ہم مرے جا رہے ہیں اور اسے صرف چو گم کی فکر ہے۔ کالا آدمی اسے باس کہتا ہے کیا وہ اس کا ملازم ہے؟" "ڈیزی، ڈیزی! تم کہاں ہو؟" دفتہ موئیکا کی آواز آئی۔

"میرے ساتھ!" صدر نے جواب دیا "ٹھیک ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔۔۔ بے چاری لڑکی!" "وہ موئیکا سے بھی نہیں ڈرتا۔" ڈیزی بولی "موئیکا؟" صدر نہیں پڑا۔ "وہ بھی کوئی ڈرنے کی چیز ہے؟" "مورن اور ہام اس کے ساتھ ہکلانے لگتے ہیں۔"

"ہو گا۔ لیکن میرا ساتھی دوسری قسم کے لوگوں میں سے ہے اسے متاثر ہونا نہیں آتا۔ اس تعلق زیادہ نہ سوچو۔ ورنہ تمہارا دماغ خراب ہو جائے گا۔"

"میں بھی بھی محسوس کرتی ہوں۔ مگر وہ ایک مستقل خلش کی طرح میرے ذہن پر حادثی ہو گیا ہے۔"

"ذری علامت ہے۔" صدر نے ٹھنڈی سانس لی۔

اچانک جنگلیوں کا شور اتنا بڑھ گیا کہ قریب کھڑے ہوئے دو آدمی بھی ایک دوسرے کی آواز سننے میں دشواری محسوس کرنے لگے۔ اور پھر ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ چیخ ایسا ہی محسوس ہوا جیسے سورج کا ایک نکڑا گھنیری شاخوں میں آپھا ہو۔ اتنی تیز روشنی تھی کہ زمین پر گری ہوئی سوئی بھی دور سے دیکھی جا سکتی تھی۔

جنگلیوں نے خوشی کے تین نفرے لگائے اور جوزف بری طرح کاپنے لگا۔ دوسروں کی حالت بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔ لیکن آواز صرف اسی کے ملقے سے نکل رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "بب باس! ہم یقیناً کسی جادوگر کے چکر میں پھنس گئے ہیں۔ موت ہی ہمیں لائی ہے اس جزیرے میں۔"

عمران کسی شریر بچے کے سے انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا اس کے چہرے سے ذرہ برابر بھی تشویش نہیں ظاہر ہو رہی تھی۔

صدر بھی کھک کر اس کے قریب ہی آگیا تھا۔ ڈیزی بھی بڑھ آئی۔

"واقعی ہم کسی مصیبت کا شکار ہونے والے ہیں۔" صدر نے کہا

"ہو چکے ہیں ماں ڈیزیر مسٹر صدر" عمران بولا۔ "مگر یہ مسٹر کیڑا اور صدر کا در بھجھے ہم قافی معلوم ہوتے ہیں.... کیا خیال ہے تمہارا.... اگر میں صرف ڈر کہوں تو کیا حر ج ہے؟"

"جب کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو لوگ اسی طرح پاگل ہو جاتے ہیں۔" صدر جلا گیا

"ہا.... آم.... دیکھوڑا ایک طرف ہو جاتے پر دوسری طرف باقی پچاس ص۔ ص۔ میں آئی اور ہ کا اضافہ کئے دیتا ہوں۔ چوبن گیا مس صنیہ۔ تو تم اس وقت بالکل مس صنیہ ہی کے انداز سے گفتگو کر رہے ہو.... اوی اللہ ہم تو کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں.... ہائے دو لہا بھائی اب کیا ہو گا۔"

صدر بھنا کر خاموش ہو گیا۔

قافلہ پھر چل پڑا تھا۔ صدر اس بار عمران کے ساتھ ہی چلتا رہا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "ہم

یہاں کیوں آئے تھے؟

"کوئی مبت کرو۔ اس پر بحث کرنے کا موقع نہیں ہے۔"

"یہ روشن دائرہ ہمارے ساتھ ہی حرکت کر رہا ہے۔" مونیکا بولی۔ "مگر تو شاخوں میں الجھتا ہے اور نہ اس کی رفتار میں کمی آتی ہے۔ آخر ہے کیا بلے؟"

"بنا پتی سورج.... ایسا ہی سورج اب سے پچاس سال پہلے میرے دادا نے بھی بنایا تھا۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں نے تم سے نہیں پوچھا۔"

"میں نے اپنے فرشتوں کو بتایا ہے۔"

"مجھ سے سنو۔ میں جانتا ہوں۔" جوزف بھائی آواز میں بولا۔ یہ لوگ میتو کے پچاری معلوم ہوتے ہیں جو زیر یعنی سورج دیوبنکا میٹا ہے۔"

"اور کچے شلبم چنانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔" عمران نے نکرالگیا۔ "تم پھر بولے۔"

"اچھا شہزادی کے بچے تم ہی بولے جاؤ۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"میں مم.... میں کیا بولوں باس.... یہ پوچھ رہی تھیں۔"

اب وہ نشیب میں اتر ہے تھے ایسی ہی ڈھلان تھی کہ اگر روشنی نہ ہوتی تو کمی اپنے ہاتھ پر توڑ بیٹھتے۔ "اب تو میں گری.... میں گر رہی ہوں.... مسر صرف...."

ڈیزی جھومتی ہوئی صدر پر آگری اور اس نے بھسلک تمام خود کو سنبھالا۔ ورنہ جھلکا تو ایسا ہی تھا کہ دونوں لڑکتے ہوئے بیچ چلے جاتے۔

اندازہ کرتا دشوار تھا کہ ڈھلان کا اختتام کہاں ہوا ہو گا کیونکہ ساری راہ جہاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی ہر دو چار قدم کے بعد راستہ بنانے کے لئے جہاڑیاں ہٹانی پڑتی تھیں لیکن وہ پہنچ ٹڑی انسانی قد مسوں ہی کی بنا پر ہوئی تھی اور اسے استعمال کرنے والوں نے مصلحتاً اس پر جہاڑیاں جھلک رہنے دی تھیں۔ جہاں سے انہوں نے سفر شروع کیا تھا وہاں بھی کم از کم وہ توراستہ تلاش کرنے میں ناکام ہی رہتے حالانکہ وہاں وہ پگڈنڈی نہیں بلکہ ایک کشاور سرک معلوم ہوتی تھی۔ مگر کسے اندازہ ہوتا کہ ان جہاڑیوں کے پیچے کیا ہے؟۔

وہ بڑی احتیاط سے بیچے اترتے رہے۔ یہاں بھی راستہ اتنا کشاور ضرور تھا کہ دو آدمی برادر چل سکیں۔ ڈیزی صدر کے شانے پر جھول گئی تھی۔

"میں معافی چاہتی ہوں۔ اب میرے پیروں میں قوت نہیں رہ گئی۔" وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "تھہارے علاوہ مجھے اور سب درندے معلوم ہوتے ہیں۔"

صدر کو اخلاق اس کا بوجھ بھی برداشت کرنا پڑا۔ ورنہ حقیقت تو یہ تھی کہ ہمدردی کا شاہزادی بھی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں موجود نہیں تھا۔ یک بیک عمران کے ماٹھے آر گن کی آواز فضائیں گونجنے لگی اور جوزف نے ہبے ہوئے لجھے میں کہا۔" کیا کرتے ہو باس! کہیں سانپ نہ نکلنے لگیں۔"

"میرا بس پلے تو تمہیں قلت ہی کر دوں۔" مویکا کی آواز آئی۔

روشنی کا دائرہ یکساں رفتار سے اب بھی ان کے سر دل پر پرواز کر رہا تھا۔ لیکن اس جانب نظر اٹھانا بھی دشوار تھا۔ ڈھلوان شروع ہونے سے پہلے ایک بار صدر سے ایسی حماقت سرزد ہوئی تھی۔ لیکن نتیجے کے طور پر دیر تک اس کی آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے گنجان دائرے رقص کرتے رہے تھے اور اس وقت ڈیزی ہی نے اسے سہارا دیا تھا۔ ورنہ وہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا۔ سورج پر تو ایک بار اڑتی نظر ڈالنا ممکن تھا لیکن اس روشن دائرے پر خدا کی پناہ! صدر کو ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے آنکھیں حلقوں سے نکل کر پھٹ جائیں گی۔ دفتار آگے چلنے والے جنگلی رک گئے ان میں سے ایک جیخ جیخ کر کچھ کہہ رہا تھا۔

"او باس...." جوزف بولا۔ "وہ مجھے بدارا ہے۔"

"جاو! ابے ہاں دیکھو! ذرا معلوم کرنا کہ ان لوگوں کو نئے پانی سے بھی کچھ دیکھی ہے یا نہیں؟"

جوزف انہیں دیہیں چھوڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے علاوہ جو جہاں رکا تھا ہیں کھڑا رہا۔

"مجھ پر غشی سی طاری ہو رہی ہے۔" ڈیزی نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا اور صدر نے جوزف کو آواز دی۔ "جوزف! ان سے کہاں ہم نہیں چل سکیں گے۔"

"اوہ شکریہ! ڈیزی بولی۔" تم میں اتنی ہمت تو ہے کہ اس اسپرٹ میں گفتگو کر سکو اور سب تو مر کر ہی رہ گئے ہیں۔"

آرہی تھی۔

وہ تھوڑی دیر تک وہیں بے حس و حرکت کھڑا رہا پھر مرکر مٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اچانک اسے یاد آیا کہ کامنے سے لئے ہوئے چری تھیں میں ایک الائچر ک مارچ بھی تو تھی۔ وہ راستے پر ہراوٹ پنالگ مرکشیں کرتا آیا تھا لیکن اس کا ذہن بری طرح الجھارہ تھا۔ کیا یہ حقیقت بوغانی کا جزیرہ تھا یا غلط فہمی کی بناء پر وہ کسی دوسرا ری راہ پر آگاہا! تاریخ روشن کر کے وہ آگے بڑھتا رہا اس کے قدموں کی آواز غار میں گونج رہی تھی وہ غار تو گویا شیطان کی آنت ہی بن کر رہ گیا تھا۔ کہیں سرگنگ کی شکل اختیار کرتا اور کہیں اتنا کشادہ نظر آتا کہ عمران کو رک کر چاروں طرف روشنی ڈالنی پڑتی۔ اس کے ساتھی کہاں تھے؟ تقریباً دس منٹ تک چلتے رہنے کے باوجود بھی ان کا سراغ نہ مل سکا اور پھر اسے سوچنا پڑا کہ کہیں وہ غلط راستے پر نہ آپڑا ہو۔

غار کی ساخت ایسی ہی تھی کہ اس کی کچھ شاخیں بھی ہو سکتیں تھیں مگر سوال تو یہ تھا کہ وہ آگے ہی بڑھتا رہے یا پھر دہانے کی طرف واپس جا کر اس سرنوٹلاش کا آغاز کرے۔ ابھی وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکا تھا کہ یہ یہک ایک گوشے میں بلکی سی روشنی دکھائی دی اور غیر ارادی طور پر اس کے قدم اسی جانب اٹھ گئے۔

روشنی ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ سے پھوٹ رہی تھی قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اس کا مخرج ایک اتنا بڑا سوراخ تھا جس سے یعنی کے بل کھلکھلتا ہوا وہ آسانی گزر سکتا۔ تھوڑی دیر تک اسی پتھر پر ہاتھ لینے جکاراہ۔ پھر سوراخ کی طرف بڑھا۔ لیکن جیسے ہی دوسرا طرف جھانکنے کے لئے اپنا چہرہ اس کے قریب لے گیا کسی نے پہنچے سے گردن دبوچ لی۔ اس نے مصلحتاً ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ ایسا بن گیا جیسے گردن پر وہ ہاتھ قضاہی کا ہاتھ ثابت ہوا ہو۔ پھر کچھ کر گزرنے کا وقت تو وہی تھا۔ جب ایک جھیٹکے کے ساتھ اسے پہنچے کی جانب کھینچا گیا تھا۔ تاریخ والا بھرپور ہاتھ حملہ آور کے منہ پر پڑا۔ عمران برق کی سی سرعت سے پٹا تھا اور اس کی گردن حملہ آور کی گرفت سے نکل گئی تھی۔

پھر اس نے اسے سنجھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ ذرا بھی سی دیر میں وہ پہنچے تھا اور عمران اس طرح بمحاجاتی پر سوار اس کا گاگھونٹ رہا تھا جیسے سانس لینے کی بھی مہلت نہ دینے کا رادہ رکھتا ہو!

صادر کچھ نہ بولا۔ وہ سمجھی ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے۔ عمران کا ماڈل تھے آر گپٹ خاموش ہو گیا تھا۔ کچھ دیر بعد جوزف وابس آگیا۔

"میں کہتا ہوں بس! اگر میں ساتھ نہ ہو تو تم لوگ کیا کرتے۔" اس نے کہا۔ "تمہاری یاد میں روتے بے ہوش ہو جاتے۔"

"نہیں بس! وہ اسرار قوت جاتی تھی کہ میں ساتھ ہوں۔" "کیا کہوں ہے.... جلد کہہ چکو۔"

"آگے راستہ نہیں ہے اور وہ ایک غار میں اترنے کو کہہ رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ دیوتا کا سورج اس جگہ سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔ اگر تمہارے پاس روشنی کے لئے کچھ ہو تو نکالو۔ اور ہاں! اب اس وقت آگے نہیں جائیں گے۔ کتنی سردی ہے۔ بس یہاں! ابھی تک احساس نہیں ہوا تھا۔ اب رکے ہیں تو...."

"میں نے کیا کہا تھام سے؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔ "اوہ ہاں! وہ نظر نہیں استعمال کرتے میں نے پوچھا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر وہ نہ استعمال کریں گے تو ان پر دیوتا کا قبر نازل ہو گا۔"

"پہنچ نہیں کیا ما معقول دیوتا ہے۔" عمران نے اسامنہ بنا کر بولا۔ ہام نے پیڑو میکس اور کیر و میں لیپ پکلوائے۔ ویسے ان کے پاس کار بایسٹ لیپس بھی تھے اور وافر مقدار میں کار بایسٹ بھی۔ لیکن وہ اسے آئندہ کے لئے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ سب غار میں اترنے چلے گئے لیکن عمران سب سے پہنچنے والے کے لئے ایک جگہ رک گیا تھا۔ روشنی کا دائرہ اب محکم نہیں تھا لیکن روشنی بدستور پھیلی ہوئی تھی۔

عمران غار کے دہانے پر کھل کیا۔ یہاں اب اس کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا۔ غالباً وہ اس روشن دائرے کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا۔

پھر اسے غار ہی میں اترنا پڑا کیونکہ وہ اس روشنی سے بچنا بھی چاہتا تھا۔

یک بیک وہ روشن دائرہ کسی الائچر لیپ کی ہی طرح بجھ گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لی۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس سے ایک زبردست حماقت سر زد ہوئی ہے۔ کیونکہ نہ تواب قافی والوں کے قدموں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور نہ پیڑو میکس لیپ کی روشنی ہی نظر

○  
صفدر کو یاد نہیں تھا کہ غار کے دہانے اور اس مقام کا درمیانی فاصلہ کس طرح ملے ہوا تھا کیونکہ غار کے باہر ہی ڈیزی پر غشی طاری ہو گئی تھی اور اسے ہاتھوں پر اٹھانا پڑا تھا۔ پھر اسی حالت میں متواتر چلتے رہنا آسان کام تو نہیں تھا شاید وہ بھی عمران ہی کی تلاش میں تھی۔ صدر نے اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے۔  
"وہ کہاں ہے؟" موینہ کا نے مضطربانہ انداز میں پوچھا  
"میں خود بھی اسی کی تلاش میں ہوں۔" صدر نے جواب دیا۔  
"اوہ میرے خدا!" وہ اپنی گردن ملتی ہوئی بولی۔ "سبھی میں نہیں آتا کہ ہم کن لوگوں کے چنگل میں آچھے ہیں۔ کیا تم تباہ کو گے کہ ہم یہاں کس راستے سے آئے تھے۔"  
"میں نے اس پر غور نہیں کیا۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ تم راستے نہیں تلاش کر سکو گے۔ میں نے ابھی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی!"  
"ہم بوجغا کی تلاش میں نکلنے تھے نا؟"  
"مگر کیا یہ بوجغا کے آدمی ہیں؟" موینہ کا نے حیرت سے کہا۔  
"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ میں تو اسے ایک اسمگلر کی دیشیت سے جانتا تھا۔ پھر تمہارے کاغذات نے اسے کسی جزیرے کا حکمران ثابت کیا۔ اور اب ہم ایسے لوگوں سے دوچار ہیں جن کا نای گئیں بھی کچھ نہیں بجاڑ سکتیں۔ جن کا دیوباہانہ ڈھیری رات میں سورج پیدا کر سکتا ہے۔"

"آخر وہ کیا بلا تھی.... وہ روشنی...."  
"اس پر تو وہی روشنی ڈال سکے گا جو خود بھی بعض شیطانی توتوں کا مالک ہو۔"  
"کون؟"  
"میں عمران کے متعلق کہہ رہا ہوں مگر وہ ہے کہاں۔ ہام سے پوچھو شاہزاد اس نے دیکھا ہو۔  
کیونکہ وہ میرے اندازے کے مطابق سب سے پچھے تھا۔ اوہ یہ جوزف کہاں گیا؟"

صدر جوزف کو آوازیں دینے لگا اور موینہ کا ہام کی طرف بڑھ گئی جو ایک آنکھ اسٹوپر غالباً کافی کے لئے پانی رکھے اس کے قریب ہی بیٹھا و گھٹھ رہا تھا۔

"خدا کی پناہ" ہام نے موینہ کا سے کہا۔ یہ غار ہے یا کوئی کھوکھلا پہاڑ۔ تقریباً چار فرلانگ کا فاصلہ ضرور ملے کیا ہو گا۔ لیکن کہیں آسان کی ہلکی سی جھلک بھی نہیں دکھائی دی۔"  
موینہ کا کچھ نہ ہو گی۔ وہ ان جنگلیوں کو دیکھ رہی تھی جواب شاید الاؤر وشن کرنے کی فکر میں تھے۔ ان میں سے کچھ کہیں سے نشک لکڑیاں لا لے کر ایک جگہ ڈھیر کرتے رہے موینہ کبھی لکڑیوں کے ڈھیر کی جانب دیکھتی تھی اور کبھی بے ہوش ڈیزی کی طرف۔ پھر اس نے مضطربانہ انداز میں جوزف کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ کہیں یہ آدم خور ہی نہ ہوں.... معلوم کرو.... معلوم کرو...."

"نہیں یہ آدم خور نہیں ہیں۔" جوزف نے جھٹکے کے ساتھ اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے سے گھورتے رہنے کے بعد بولا۔ "مجھ سے دور ہی سے بات کیا کرو.... ہا۔"  
"کیا مطلب؟" موینہ کا بھنوں سکر گئیں۔  
"ہاتھ نہ لگایا کرو مجھے۔"

"دامغ تو نہیں خراب ہو گیا؟"  
لیکن جوزف جواب دیئے بغیر جنگلیوں کی طرف بڑھ گیا۔ موینہ کا اسے خون خوار نظر وہ سے گھور رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹ پڑے گی۔  
کچھ دیر بعد صدر کی حالت سُنچھل گئی۔ لیکن ڈیزی اب بھی یہو شپری تھی ہام کے ساتھی کھانے پینے کا سامان نکال رہے تھے۔ ہام نے انہیں متنه کیا کہ شراب زیادہ مقدار میں نہ پیں۔  
جنگل اب ان کی طرف سے لا پرواہ نظر آرہے تھے۔ الاؤر وشن ہو گیا تھا۔

جوزف جنگلیوں کی بھیڑی سے برآمد ہوا تھا۔

"بڑے حصے لوگ ہیں مسٹر صدر! کسی معاملے میں بھی زبان نہیں کھولتے۔" اس نے قریب آکر کہا۔

"تمہارے باس کہاں ہیں؟"

"باس!... ادہ باس... بھی تو میں کہہ رہا تھا کہ سناتا کیوں ہے!"

وہ بچوں کے بل اٹھ کر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ یہاں نہیں ہیں۔ میں دیرے سے تلاش کر رہا ہوں۔" صدر نے کہا

"اوہ نہیں!" جوزف نے تحریر ان انداز میں آنکھیں نکالیں پھر جلدی سے بولا۔" میں دیکھتا ہوں۔"

"ٹھہر وہ! میرا خیال ہے کہ تم غار کے دہانے تک واپس نہیں جاسکو گے۔"

"کیوں؟"

"ہمیں توارستہ نہیں مل سکا۔"

"یہ بہت براہے مسٹر صدر! اور یہ کمخت کسی ایسی بات کا جواب ہی نہیں دیتے جس کا تعلق حماڑی یا ان کی ذات سے ہو۔"

"انہوں نے ہمارا سلچ کہا رکھا ہے؟ ہمیں ایک بار پھر کوشش کرنی چاہئے۔"

"نہیں مسٹر صدر میں اس کا مشورہ نہیں دوں گا، ہم کسی بار دیکھ کر کھے چکے ہیں۔ کوئی پُر اسرار قوت ان کے ساتھ ہے۔"

مونیکا ہام سے گفتگو کرنے کے بعد تیزی سے ان کی طرف آئی تھی۔

"ہام نے اسے ڈھلان پر رکتے دیکھا تھا" وہ ہانپتی ہوئی بولی "اور اس کا خیال ہے کہ وہ غار میں داخل ہی نہیں ہوا تھا۔"

"خیال ہے یا یقین ہے؟"

"اوہ کچھ کرو باتوں سے کیا فائدہ؟ یہ حقیقت ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے۔"

صدر نے ابھی تک اسے اتنی زیادہ پریشان نہیں دیکھا تھا۔

"جانے دو۔ تم اس سے بھگ بھی تو آگئی ہیں۔ راستے بھر بھلا کہتی آئی ہیں۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ چلو سے تلاش کریں۔"

یک بیک کسی گوشے سے عجیب سی آواز آئی۔ وہ آواز کی جانب متوجہ ہو گئے بائیں طرف ایک بڑی چٹان پر تیز قسم کی روشنی نظر آئی۔ انہیں یقین تھا کہ آواز بھی اسی چٹان سے آئی تھی۔ پھر چاروں طرف سکوت طاری ہو گیا۔ کیونکہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی جا رہی تھی اور پیڑوں میکس لیپ تو گویا اس کے آگے رونے لگے تھے۔

وفتحا جنگلیوں نے ایک دل ہلا دینے والا نعرہ لگایا اور پھر سناتا چاہا گیا۔ ہام اور اس کے ساتھ آہستہ آہستہ کھک کر ایک جگہ اکٹھا ہو گئے تھے۔ مونیکا صدر اور جوزف نے اپنی جگ سے جبنش بھی نہ کی۔

پھر چٹان کے پیچے سے ایک ایسا مجسمہ ابھر اجوہ سے پیڑک سفید کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ واضح تھی ورنہ انگلیاں تک ڈھکی ہوئی تھیں! جنگلیوں نے پھر ایک نعرہ لگایا اور منہ کے بل زمین پر گر گئے۔

جوزف کا نبض رہا تھا صدر اس کفن پوش مجسمے کو گھورتا رہا جواب پھر آہستہ چٹان کے عقب میں نیچے کھلکھلتا جا رہا تھا۔ اسی کے ساتھ گویا روشنی بھی سست رہی تھی اور پھر وہ اس چٹان ہی تک محدود ہو کر گئی۔

مجسمہ غالب ہو چکا تھا۔ لیکن چٹان بدستور روشن رہی۔ اس وقت بھی یہ روشنی پیڑوں میکس لیپ کی روشنی سے مختلف ہی معلوم ہو رہی تھی۔

"م... مسٹر صدر!" جوزف ہکایا۔

اور نیک اسی وقت جنگلیوں نے پھر نعرہ لگایا اور زمین پر اٹھ گئے۔

"یہ کیا بلاتھی؟" مونیکا آہستہ سے بڑی رائی صدر پر کچھ نہ بولا۔ اسے تو ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا تھا۔ ایسا بے سر و پا خواب جو عموماً معدے کی خرابی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وفتحا ہو چٹان کی طرف بڑھا اور مونیکا اسے روکنے لگی۔

دوسری طرف کی جنگلی نیزے تاں کر چھٹے اور جوزف چینخ لگا۔ "ٹھہر وہ ٹھہر جاؤ مسٹر صدر! یہ کیا کر رہے ہو۔ اتنے آدمیوں کی زندگیاں خطرے میں نہ ڈالو!"

صدر کو رکھی جانا پڑا۔ جنگلی بھی قریب پہنچ کر تھے وہ نیزے تاں ہوئے چٹان کے

حملے کے لئے کار آمد ثابت ہو سکے تو وہ اسے چھوڑ کر انھیں گیا۔

"کھڑے ہو جاؤ! اور مجھے بتاؤ کہ اس طرف کیا ہے؟"

مغلوب انھیں بیٹھا لیکن کھڑا نہیں ہوا شاید وہ اپنی چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے نارچ کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا۔ وہ یقیناً کوئی یورپیں ہی تھا۔ بال بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے اور جسم پر چیڑھے جھوول رہے تھے۔

"میں دہاں رہتا ہوں۔" اس نے کچھ دیر بعد سوراخ کی جانب ہاتھ انھا کر کر کہا

"تمہایا اور کوئی بھی ساتھ ہے؟"

"کوئی بھی نہیں۔ مگر تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کیا تم بھی کبھی دیوالی کا شکار رہ چکے ہو مگر یہ سوال تو قطعی غیر ضروری ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہاں کیوں نظر آتے۔"

"آہا! تو یہ اس جزیرے کا پاگل خانہ ہے۔"

"ساری دنیا پاگل خانہ ہے جوان آدمی۔" مغلوب نے کھوکھلی سی آواز میں کہا۔

"اب سمجھا تم شاید کوئی فلسفی ہو؟"

"کاش فلسفی ہی ہوتا۔ فلسفیوں کو خزانے کی تلاش نہیں ہوتی۔"

"تو تم خزانے کی تلاش میں آئے تھے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نے اسی رجحان کو دیوالی کا شکار آخر مجھے کس چیز کی کی تھی۔ اطمینان اور سکون کی زندگی بس رکرتا تھا۔ بیٹھے بھائے خزانے کا خط سوار ہوا اور آج تم مجھے اس حال میں دیکھ رہے ہو۔"

"تمہرہ واذر ایہ بتاؤ کہ یہ غار انداز اکتالما جوڑا ہو گا۔"

"غار!" مغلوب یک بیک بنس پڑا۔ "تم اسے غار کہہ رہے ہو یہ تو ایک شیطانی بھول بھلیاں ہیں۔ میں دو ماہ سے یہاں ہوں لیکن اس جگہ نہیں بیٹھ سکا جہاں اس کا اختقام ہوا ہو۔"

"یہاں تم زندہ کس طرح ہو۔ کیا بھاتے ہو۔ کیا پیتے ہو؟"

"مجھے وہ جگہ معلوم ہے جہاں تک لکڑیوں کا ڈھیر ہے اور وہیں وہ چیز بھی مل جاتی ہے جس سے بے آسانی معدے کی آگ بجھائی جاسکتی ہے۔ جگلوں کی غذا... دو ماہ سے میں نے وہ آگ نہیں بھختے وی جس کی روشنی تم اس سوراخ میں دیکھ رہے ہو۔ دو ماہ سے میں نے سورج نہیں

سامنے جم گئے اور ان میں سے ایک نے نیزہ ہلا کر جوزف سے کچھ کہا تھا۔

"پلت آؤ سڑھ صدر اخدا کے لئے.... تم سمجھدار ہو۔" جوزف نے کہا۔

صدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے مڑا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان حالات سے کس طرح گلو خلاصی ہو گی۔ تھیک اسی وقت اس نے ذیزی کی جیخ سنی۔ اسے ہوش آگیا تھا اور وہ بھائوں سے منہ چھپائے دوزانوں بیٹھی بری طرح کانپ رہی تھی۔

صدر تو وہاں سے ہٹ گیا تھا لیکن جنگلی اب بھی چڑھان کے قریب ہی موجود تھے۔

جوزف نے آگے بڑھ کر کہا۔ "یہ کیا کر رہے ہے تھے۔ خواہ خواہ کسی نئی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ جب تک چڑھان پر روشنی موجود ہے کوئی ادھر نہیں جا سکتا!"

"جہنم میں گئی روشنی اور تم سب بھی....." صدر غریباً اور ذیزی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

## O

"چھوڑو.... دو.... خدا کے لئے چھوڑو۔" عمران کا شکار گرد گڑا۔ "تم کوئی مہذب آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

زبان انگریزی تھی لیکن بجھے کے متعلق عمران صحیح اندازہ نہ لگا سکا۔ گردن پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

"تم کون ہو؟" اس نے پوچھا

"ایک مصیبت زدہ.... تمہیں مجھ سے ہمدردی ہونی چاہئے۔"

"کچھ دیر پہلے تمہیں بھی مجھ سے ہمدردی ہونی چاہئے تھی۔" عمران نے کہا

"میں اندازہ نہیں کر پایا تھا کہ تم کون ہو۔"

"آہا! اب پیچنا کا میں تو تمہارا دی پڑو سی انکل نام ہوں۔"

"نہیں! امطلب یہ کہ میں تمہیں کوئی جنگلی سمجھا تھا۔"

"ہائیں جنگلی۔ ذرا پھر تو سمجھنا۔ بھرتہ بنا کر رکھ دوں گا... ہاں!"

"تم شاید نئے چھپنے ہو۔" مغلوب ہاپتا ہوا بولا۔ "ایسی لئے تمہاری آواز میں اتنی زندگی ہے۔"

عمران نے جسیں ہٹوں لیں اور جب اطمینان ہو گیا کہ اس کے پاس کوئی ایک چیز نہیں جو اچاہے

دیکھا۔

" بد نصیب ہو۔ " عمران نے مختذلی سائنس لے کر کہا۔ میں نے تو کچھ دیر پہلے انہیں  
میں سورج دیکھا تھا۔"

" ہااا۔ " فکرستہ حال آدمی وحشناک انداز میں ہنسنے لگا۔ " پھر بولا۔ " تو تم پوری طرح پھنس  
چکے ہو۔ "

" میں نہیں سمجھاتم کیا کہہ رہے ہو؟ "

" خبیثوں کے جنگل میں آپنے ہو اور خود ہی کچھ دنوں بعد میری ہی طرح خبیث ہو کر رہ  
جاوے گے۔ "

" ارے تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟ "

" اب تو نہیں ہی آتی ہے اس حال پر... تمہارے پاس سگریٹ تو نہ ہوگی میں تمہیں ایک  
سگریٹ کے لئے قتل بھی کر سکتا ہوں... اوہ تھیلے میں ایک آدھ بول میں بھی ہوگی... کیوں؟ "

" نہیں! مجھے تمباکو اور شراب دونوں ہی پسند نہیں ہیں۔ "

" تب تم بھی یا تو خبیث ہو یا فرشتے۔ "

" تم یہاں کیسے پہنچے تھے؟ " عمران نے پوچھا  
خوڑی دیر تک وہ خاموش رہا پھر بولا " وہیں چلو۔ یہاں ان خبیثوں سے مدد بھیز بھی ہو سکتی  
ہے۔ "

" تو وہ نہیں جانتے کہ تم یہاں رہتے ہو؟ "

" نہیں معلوم ہوتا تو اب تک میں نہ جانے کہاں پہنچتا۔ "

" مگر یہ روشنی۔ کیا یہ انہیں اس طرف متوجہ نہیں کر سکتی؟ "

" میں اس وقت اسے ڈھانکنا بھول گیا تھا۔ "

" اچھی بات ہے پہلے تم چلو! میں نے تم پر اعتماد کر لیا ہے۔ "

" کرتا ہی پڑے گا۔ کیونکہ میں بھی تمہاری ہی طرح خدا پرست ہوں.... دھوئیں کے  
دیوتا کا پچماری نہیں۔ "

عمران سورج رہا تھا کہ یہ بھی کہیں انہیں آٹھ آدمیوں میں سے نہ ہو جن کا ایک سا ہٹی

مورن کے آدمیوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس نے بھی صدر کے بیان کے مطابق ایسے ہی کسی  
دیوتا کی کہانی سنائی تھی۔

دوسرا آدمی سوراخ میں ریک گیا پھر عمران نے بھی اس کی تقدید کی۔

اے تو غادر غار ہی کہنا چاہئے۔ اس نے اندر پہنچ کر سوچا۔ ایک جانب سلگتی ہوئی لکڑیاں جس  
رہی تھیں اور یہاں کی محدود فضا کے لئے ان کی روشنی ناکافی نہیں تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو  
جنوبی دیکھ کر کہتے تھے۔

ٹکڑے حال آدمی عمران کو اس طرح گھور رہا تھا جیسے وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔

" بیٹھ جاؤ۔ " اس نے خوڑی دیر بعد کہا۔ " میں تمہارے چڑی تھیلے کو لپائی ہوئی نظر دو  
سے دیکھ رہا ہوں کیا اس میں کھانے کی بھی کوئی چیز نہیں؟ "

" ٹوٹھ برش اور شیوگ اسٹنک۔ " عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔ دیسے جان بہار  
صابن خوش ذات تھے بھی ہوتا ہے ہمارے یہاں کی فلمی اداکارائیں اپنے حسن کی تازگی برقرار کرنے  
کے لئے بھی صابن کھاتی ہیں۔ کہو تو پیش کروں۔ "

اجنبی ہنسنے لگا۔ پھر سجدگی سے بولا۔ " آج کتنے دنوں بعد مجھے ہنسی آئی ہے ہم آٹھ تھے لیکن  
پتہ نہیں بقیہ سات زندہ بھی ہوں یا... " وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا پھر بولا " ہم پہلے تو  
آدم خوروں کے جال میں جا پہنچتے تھے۔ وہاں سے چھکارا لما تو یہ مقبرہ نصیب ہوا۔ "

" آدم خوروں سے کیسے نجات ملی تھی؟ "

" بڑی مشکلے خیز بات تھی انہوں نے کہا تھا کہ اپنی ہی جسمی کوئی سفید قام عورت ساتھ لاوے  
گے تو آگے جانے دیں گے۔ نہیں وہاں سے بھاگنا پڑا تھا۔ وہ تعاقب کرتے رہے تھے درمیان  
میں ایک ندی آپری اور ہم آگے بڑھنے سے معدود رہ گئے اس وقت تک ہم نے ایک فائر بھی  
نہیں کیا تھا لیکن اس موقع پر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا، ہم فائرگ کے لئے تیار تھے مگر  
اچانک وہ لوگ بھاگ ہی لکھے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اس طرح بھاگ جانے کی کیا وجہ تھی۔ پھر ہم  
نے فائر نہیں کیے تھے۔ ایسے جنگل میں جو دیکھا بھالا نہ ہو فائرگ کے سلسلے میں محتاط ہی رہتا  
چاہئے۔ پتہ نہیں کہ کوئی دوسری بلا تازل ہو جائے مگر ہم پر تو دوسری بلا فائر کیے بغیر ہی تازل  
ہوئی تھی۔ "

"کون سی بلا؟"

"بھی لوگ جنہوں نے میرے لیے یہ مقبرہ مہیا کیا ہے۔" اجنبی نے طویل سانس لے کر کہا۔ اپاچک سینکڑوں جنگلوں نے ہمیں گھیر لیا تھا، ہم اتنے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ غیر ارادی طور پر فائزگ شروع کر دی تھی۔ لیکن کیا تم یقین کرو گے کہ ان میں سے کوئی زخمی تک نہیں ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ہماری ساری گولیاں ان سے کترناک ایک درخت کے تئے پر پڑی تھیں۔ پھر، ہم پکڑ لئے گئے تھے۔ ہماری رائفلیں چھن گئی تھیں اور ہمیں یہاں تک آنے پر مجبور کیا گیا تھا جلتے رات ہو گئی تھی اور ایک پر اسرار دائرہ جو سورج کی طرح روشن تھا۔ ہمارے ساتھ فضائیں پرواز کرتا رہا۔ دن کا اجالا بھی کوئی وقعت نہیں رکھتا اس روشنی کے مقابلے میں۔ اتنی خیرگی مجھے آج بھی یاد ہے۔ خدا کی پناہ! سورج کی طرف دیکھنا آسان ہے مگر اس دائے کی طرف....اوہ.....اوہ....."

وہ پھر خاموش ہو گیا۔ عمران الجھن میں بتلا تھا اس کی خواہش تھی کہ جلد از جلد اس کہانی کا خاتمه ہو جائے تاکہ وہ معاملے کی بات کر سکے۔

"بہر حال ہم نے وہ رات یہیں بنس کر تھی۔" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ اور دوسرے دن پھر سفر شروع ہو گیا تھا۔ ہم ایک بستی میں پہنچ تھے جہاں بے شمار جھونپڑیاں تھیں لیکن کیا ان جھونپڑیوں میں کسی سفید قام عورت کا پایا جانا تھا رے لئے حیرت انگیز نہ ہو گا؟"

"میرے لئے کچھ بھی حیرت انگیز نہیں ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ اگر میں اس سفید قام عورت میں بے شمار جھونپڑیاں دیکھوں تب بھی میرے کان پر جوں نہیں بیگن سکتی۔"

"بہت چک رہے ہو۔" اجنبی نے ناخو شگوار لبجے میں کہا۔ لیکن کل تک تم کسی لاش ہی کی طرح بے حس ہو جاؤ گے۔"

"پرواہن کرو بیان جاری رکھو۔"

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا.... جہنم میں جاؤ۔"

"تم غلط سمجھے مجھے تھا رے بیان پر یقین ہے۔ میں نے تو سرافہری کہا تھا کہ مجھے ہاں کسی سفید قام عورت کی موجودگی پر حیرت نہ ہو گی۔ حیرت کے لئے وہ روشن دائرہ اولہ بیکار ہو جائیں داں گولیاں ہی کیا کم ہیں۔ مگر نہ ہر وہ کیا وہاں کسی نے تمہیں انگریزی ہی میں مخاطب کیا تھا۔"

"اوہاں! یہ بتانا تو بھول ہی گیا۔ کسی نے خیال دلایا تھا کہ ہم اپنی ضائع ہونے والی گولیوں پر نظر رکھیں۔ بولنے والا دکھائی نہیں دیا تھا۔ ہاں تو میں اس عورت کی بات کر رہا تھا۔ وہ مقدس پچار ان کھلانی ہے۔ اس کا چہرہ نقاب میں چھپا رہتا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ تم صرف اس کی آوانیتی سن کر پا گل ہو جاؤ گے۔"

"اس اطلاع کا شکریہ۔ اب میں اس کا سامنا ہونے سے پہلے ہی کان اکھڑا دوں گا۔"

"پھر تم نے میرا داں اڑایا۔" اجنبی نے آنکھیں نکالیں۔

"کچھ بھی ہو میں تمہیں یہاں سک سک کر مر نے کے لئے نہیں چھوڑوں گا۔" عمران نے کہا۔

"کتنے آدمی ہیں تمہارے ساتھ؟"

"اٹھارہ۔"

"اوہ! کچھ بھی نہیں۔ اتنے آدمی کیا کر لیں گے۔ اور پھر...،" وہ کچھ سوچنے لگا۔ اور عمران نے پوچھا۔ "تمہاری کشتی تو ساحل ہی پر موجود ہو گی۔"

"کاش ایسا ہوتا۔" اجنبی نے مخندھی سانس لی۔ "وہ تو پہلے ہی تباہ ہو گئی تھی یہ واقعہ بھی کم حیرت انگیز نہیں ہے۔ پانی کی سطح پر ایک چمکدار گولہ ابھر کر کشتی سے نکلا گیا تھا۔ اور کشتی کے پر خچے اڑ گئے تھے۔"

عمران تھوڑی ذیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آدم خودوں نے تمہیں اس جگہ پہنچانے کے لئے ہی دوڑایا ہو۔ اگر یہ بات نہیں تھی تو پھر خود ہی کیوں غائب ہو گئے تھے۔"

"میں نے بھی اکثر اس پر غور کیا ہے اور اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔"

"خیر تو پھر تم اس بستی سے دوبارہ یہاں تک کیسے پہنچے تھے؟"

"میں اور میرا ساتھی نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ایک جگہ ہم دونوں بھی چھبڑ گئے۔ پتے نہیں اس کا کیا اثر حشر ہوا ہو۔ ہم دونوں نے اپنی رائفلیں بھی کسی نہ کسی طرح حاصل کر لی تھیں۔ کچھ دن جنگل میں بھکتے رہنے کے بعد بلا آخر مجھے اس عظیم غار کا دہانہ مل گیا تھا۔ یادداشت کے سہارے میں نے سفر جاری رکھا جو آج بھی جاری ہے لیکن غار کا دوسرا دہانہ مونچ

نکتہ مل سکا۔

"اچھا مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں سے خشک لکڑیاں اور غذا حاصل کرتے ہوں۔"

"اوہ... غذا... وہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ ایسی حرث اگریز غذا بھی آج تک تمہاری نظروں سے نہ گذری ہو گی... یہ دیکھو!"

وہ اٹھ کر ایک گوشے میں چلا گیا اپسی پر اس کے ہاتھ میں شکر قند سے ملتی جلتی کوئی چیز تھی۔ یہ دیکھو سے آگ میں بھونتے ہیں۔ پھر اس کا چھکلا اتارنے پر اندر سے جو چیز نکلتی ہے وہ، عمدہ قم کے ابلے ہوئے چاولوں سے بہت مشابہ ہوتی ہے لذیز ہو یانہ ہو پیٹ تو بھر ہی جاتا ہے اور جسمانی توانائی برقرار رہتی ہے۔ کیا تم بھوکے ہو؟"

"اس حد تک نہیں کہ شکر قند جیسی کوئی چیز نگل سکوں۔"

"پھر چانے پڑیں گے۔" اسے پھر غصہ آگیا۔ "سارا کسی بل نکل جائے گا۔"

"اخنو اور مجھے بتاؤ کہ خشک لکڑیاں کہاں سے حاصل کرتے ہو۔ میرا خیال ہے کہ میرے ساتھی وہیں ہوں گے۔"

"اب دوسرا بار کیوں مصیبت میں پڑو گے۔"

"اوہ! میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا... پارٹی میں دو عورتیں...."

"عورتیں.... بھی بھی...." وہ عجیب نے انداز میں ہنسا اور اٹھتا ہوا بولا۔ "چلو؟"

کشادہ غار میں پہنچ کر اجنبی نے کہا۔ "تاریخ مت روشن کرنا مجھے راستے کا اندازہ ہے۔ اب میں دوبارہ ان لوگوں کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔"

" عمران نے اس کا شانہ پکڑ لیا اور وہ چلتے ہے تقریباً دو یا تین منٹ بعد عمران نے محسوس کیا کہ وہ ایک پتی ہی دراز میں داخل ہو رہے ہیں یہ اتنی نیک تھی کہ دو آدمی برابر سے نہیں چل سکتے تھے یہاں گھنٹنے بھی محسوس ہونے لگی تھی شاید سو قدم کا قابل طے کرنے کے بعد وہ پھر کھلی جگہ میں آگئے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اجنبی کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی عمران زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ پھر سفیلنے کا موقع کے ملک۔ حملہ آور کئی تھے اور پھر انہیں۔

ہاتھ کو ہاتھ نہیں سمجھا اور بتا تھا ذرا ہی سی دیز میں وہ بے بس ہو کر رہ گیا۔

یک اندھیرے میں چکدار ستارے بھی اڑنے لگے کیونکہ سر پر پڑنے والی ضرب میں ایسی

### نئی شدید تھیں۔

"اڑے اڑے! ناریل نہیں کھو پڑی ہے بھائی۔" عمران کی زبان سے اتنا ہی تکل سکا تھا کہ بعد تو اس کا ذہن بھی تاریکیوں ہی میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

### O

دوسرے دن وہ سورج نہ دیکھ سکے کیونکہ مطلع ابر آکو تھا۔ غار کے دہانے سے نکلتے ہی انہیں احساس ہوا تھا کہ اب وہ جگلکوں میں نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی راہ دشوار گزار جہاڑیوں ہی سے گذری تھی۔ پچھلی رات بھی وہ سو نہیں سکے تھے لہذا اس وقت قدم اٹھانا بھی دشوار معلوم ہو رہا تھا۔ ذیزی کی حالت تو شروع ہی سے غیر ہورتی تھی لیکن اب تو موئیکا کے چہرے پر بھی پہلی ہی نظر میں مردی کی محسوس کی جا سکتی تھی۔

صفدر عمران کے متعلق ابھسن میں چلتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی حیاتیت بالآخر لے ہی ڈوبی ہو۔ جوزف صحیح سے اس کے ہی بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔

ہام موئیکا کے ساتھ ہی رہنے کی کوشش کرتا ہوا نظر آتا تھا۔ بقیرے لوگ ایسے بے تعلقانہ انداز میں چل رہے تھے جیسے اس سفر کا اختتام چانسی کے تختے پر ہی ہونے والا ہو۔

"لیڈی موئیکا؟" ہام کہہ رہا تھا۔ پہلے ہم جب مر جائیں گے جب کہیں تم تک کسی کا ہاتھ پہنچے گا۔

"ہوں!"

"تمہیں پریشان نہ ہونا چاہئے۔"

"ہام کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں موت سے ڈرتی ہوں؟"

"پھر کیا بات ہے میں تمہارے چہرے پر تازگی کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھنا چاہتا۔"

"میں اپنے لئے نہیں اس کے لئے پریشان ہوں۔"

"اوہ! ملاز میں اسی لیے ہوتے ہیں کہ آقا کے کام آجائیں۔" ہام نے کہا۔

"ملاز میں!" موئیکا نے حرث سے کہا۔ تم غلط سمجھے وہ میرا ملاز نہیں دوست ہے ایسا

دوست جو کئی بار میرے لئے اپنی زندگی خطرے میں ڈال چکا ہے۔"

"میں سمجھا۔ شاید اس ملازم میں سرخاب کے پر گئے ہوئے تھے۔" ہام نے طریقہ لجھے میں

کہا۔

"اتی بے دردی سے اس کا تذکرہ کرو" مونیکا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔" کیا تمہیں یاد نہیں کہ اس نے تمہاری بھی جان بچائی تھی۔"

"وہ تو لیڈی مونیکا کی ذہانت تھی۔"

"ہرگز نہیں میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ تمہارے اور مورن کے درمیان کیا ہے۔ میں تو شروع سے آخر تک یہی سمجھتی رہی تھی کہ تم حقیقت کی فلم کی شونگ ہی کے سلسلہ میں یہاں آئے ہو۔"

"مگر تم اس طرح آئی ہی کیوں تھیں؟"

"ہمیں دفینوں کی حلاش میں یہاں آتا تھا۔ لیکن کشتی کا انتظام ممکن نہیں تھا ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں مجھے ہالاسکر کے پاس بھی جانا پڑا ہو گا۔ یہ بات مجھے اسی سے معلوم ہوئی تھی کہ تم کسی فلم کی شونگ کے لئے ظلمات کے کسی جزیرے کا سفر کرنے والے ہو۔ اور تمہیں پار برداروں کی ضرورت ہے۔"

"کیا؟" ہام کے لجھے میں حیرت تھی۔ "بھلا گا سکر کیا جانے کہ میں کہاں کا ارادہ رکھتا ہوں میں نے اسے نہیں بتایا تھا۔"

"میں نہیں جانتی کہ اسے کیسے معلوم ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے مورن ہی نے بتایا ہو۔"

"ممکن ہے۔ وہ تو شروع ہی سے مجھے دھوکا دیتا رہا تھا۔"

پھر دونوں ہی خاموش ہو گئے۔ دوسری طرف ڈیزی بھی عمران ہی کا تذکرہ کر رہی تھی۔ دو پہر کو وہ پھر ایک جگہ رکے۔ اس بار قیام کھلے ہی میں ہوا تھا اور جنگلی ان کے گرد حلقة بناتے رہے تھے۔ میگرین اب بھی ان کے قبضے میں تھا اور وہ بڑی ہو شیرادی سے اس کی غفاری کر رہے تھے۔

ان لوگوں کے پاس ابھی خشک روٹیوں کی وافر مقدار موجود تھی اور سالک میٹ بھی تھا۔ کافی کے لئے اسٹور و شن پکے گئے جو زف کو لکھانے کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ تو ایک بڑے سے جگ میں رام اٹھیل کر ایک طرف جامیٹا تھا۔ مونیکا ایک درخت کے تنے سے نیک لگائے بیٹھی دیران آنکھوں سے خلامیں گھور رہی تھی۔ ڈیزی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ چند لمحے

کھڑی رہی پھر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"تمہیں پڑ مردہ دیکھ کر میرا اول بھی ڈوبنے لگا ہے۔"

"اوہ" مونیکا اس طرح چوکی تھی جیسے دہاں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہی نہ رہا ہو۔ چند لمحے خالی الذہنی کے انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر ایک طویل سانس لے کر

بولی۔ مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ مجھے تمہارے مشورے پر عمل کرنا چاہئے تھا۔"

"گذری با توں کا تذکرہ ہی فضول ہے۔" ڈیزی نے کہا۔ دیکھو میں پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ وہ لاکٹ میرے علاوہ اور کسی کو اس نہیں آسکتا۔"

"ہاں.... آں.... لاکٹ اسی کے پاس تھا۔"

"میں بھی اس کے لئے بہت معموم ہوں۔"

"کیوں؟" مونیکا پھر چوک کر اسے گھومنے لگی۔

"وہ کتنا عجیب تھا۔ جب تک ہمارے ساتھ رہا، ہمیں مضمحل نہیں ہونے دیا۔ کچھ نہیں تو اس پر غصہ ہی آتا تھا اور تھوڑی دیر کے لئے ڈراؤنے اور غیر یقینی مستقبل کا خیال ذہن سے محوجاتا تھا۔ اس وقت بھی وہ نہیں پڑ مردہ نہ ہونے دیتا۔"

"تم تو اس انداز میں گھنٹگو کر رہی ہو جیسے وہ مر جیا ہو۔" مونیکا نے آنکھیں نکالیں۔

"نن۔ نہیں اوه... غلط نہ سمجھو مطلب یہ کہ میں بھی اس کے لئے پریشان ہوں۔"

"وہ کبھی نہیں مر سکتا۔ سمجھیں۔" مونیکا چیخ کر بولی اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور ہونٹ اس طرح کانپ رہے تھے جیسے شدید غصے نے اعصاب پر بُر اثر ڈالا ہو۔

"اوہ میں نے یہ کب کہا۔" ڈیزی کہتی ہوئی انھی اور خوفزدہ انداز میں چیچھے ہنگی۔

"نہیں تم سب یہی سمجھتے ہو۔" مونیکا اسی انداز میں چیخی۔ "مگر میں کہتی ہوں۔ وہ کبھی نہیں مر سکتا۔ کبھی نہیں۔ وہ معمولی آدمی نہیں ہے۔"

پھر وہ خاموش ہو گئی اور پہلے ہی کی طرح درخت کے تنے سے نیک کر آنکھیں بند کر لیں۔

"کیا بات تھی؟" صدر نے ڈیزی سے پوچھا جواب اسی کے قریب کھڑی کانپ رہی تھی۔

"سب پر وحشت سوار ہے۔" اس نے ہامپتے ہوئے کہا۔ "سب جنگلی ہو گئے اب یہ خواہ آنکھوں سے خلام کھانے کو دڑی تھی۔"

"میں نے تمہیں پہلے ہی سمجھایا تھا کہ اس سے زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ عام عورتوں سے بہت مختلف ہے۔ آخر بات کیا تھی؟"

"کچھ نہیں۔ میں نے تمہارے ساتھی کا تذکرہ کیا تھا۔ لبس بگڑنی۔ جو کچھ کہا تھا شما ہی ہے تم نے۔ خدا کی قسم میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ مر ہی گیا ہو گا۔ عجیب عورت ہے۔"

صدر نے ایک طویل سانس لی اور کچھ سوچنے لگا۔ "ذیزی پھر بولی" اسی لئے میں چاہتی تھی کہ لاکٹ میرے ہی پاس رہے۔ دوسروں پر وہ ضرور تباہی لائے گا۔

"ہاں۔ آں! دیکھو تم بہت تحکم گئی ہو میرا خیال ہے کہ یہ لوگ کچھ دیر آرام کریں گے تم بھی سو جاؤ۔"

وفعت جوزف نے روشناروئے کرویا۔ وہ پورا جگ ختم کر چکا تھا۔ غالباً یہ شب بیداری اور تحکم ہی تھی جس کی وجہ سے اسے اچھا خاصانشہ ہو گیا تھا ورنہ بلا نوٹی کونٹے سے کیا سر دکار۔ رونے کا انداز اتنا بھوٹا تھا کہ جنگلی بھی ہنس پڑے تھے۔

"اب اسے کیا ہو گیا؟" ہام نے مخفکانہ انداز میں صدر سے پوچھا۔

"پوچھو! شاید تمہاری بات کا جواب دے ہی نکلے۔" صدر نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"میں ہر ایک کی بات کا جواب دے سکتا ہوں۔" جوزف بھوں بھوں روتا ہوا بولا۔

"پوچھو! کیا پوچھنا ہے؟"

کچھ پوچھنے کی بجائے سبھی ہنس پڑے۔ حتیٰ کہ مونیکا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ نظر آئی تھی۔

"مجھے رونے دو۔" جوزف چکلیاں لیتا ہوا کہہ رہا تھا۔ میں شاید تیم ہو گیا ہوں۔ وہ میرا باپ تھا... وہ میرا باپ تھا۔

"کیوں بکواس کر رہا ہے" مونیکا دھشانہ انداز میں چینی اور جھک کر ایک بڑا بسا پتھر اٹھانے لگی۔

صدر جھپٹ کر ان کے درمیان آتا ہوا بولا۔ "کیا کر رہی ہو۔ وہ نشے میں ہے۔"

وہ سیدھی کھڑی ہو کر دونوں ہاتھ ہلاتی ہوئی چینی۔ تو پھر میں بھی پاگل ہو گئی ہوں۔ ہر اس

آدمی کا سر چل دوں گی جو اس کے متعلق بری بات سوچے گا۔ سمجھے تم سب سن او۔"

"ہاں۔ ہاں ٹھیک ہے کوئی نہیں سوچ سکتا۔" صدر اس کا بازو پکڑ کر وہ سری طرف لے جاتا ہوا بولا۔" میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ اسی فکر میں ہو گا کہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلانے۔ ساتھ رہ کر کچھ نہ کر سکتا۔"

مونیکا مٹھنڈی پڑ گئی۔ صدر کافی دیر تک اسے سمجھا تاہم۔ اس دوباراں میں جوزف بھی خاموش ہو گیا تھا۔ مگر یہ خاموشی صرف رونے ہی کی حد تک تھی۔ زبان تو اب بھی چل رہی تھی۔ وہ ذیزی سے عمران کی باتیں کر رہا تھا۔

دن ڈھلنے سفر دوبارہ شروع ہوا۔ جوزف صدر کے ساتھ ہی چل رہا تھا اور اب اس کی ڈھنی احالت اعتمادی پر تھی۔

وفعت صدر نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ جوزف ہمیں جنگلوں کا تجربہ ہے۔ مجھے بتاؤ کہ یہ کیسے جنگل ہیں۔ اتنا سفر طے کر چکے لیکن ابھی تک کسی درندے کی آواز سنی اور نہ کسی سے مدد بھیزی ہی ہوئی۔"

"تم نے بڑی اچھی بات سوچی مسٹر صدر! ہاں یہ بڑی عجیب چیز ہے میں بھی اس کے بارے میں سوچتا رہا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا بھی تھا کہنے لگے یہ سب اسی دیوتا کی مہربانی ہے۔ جو خود بھی دھواں ہے اور دھوئیں ہی میں رہتا ہے اس نے سارے درندوں کو ختم کر دیا۔ اب وہ بے دھڑک جنگل کے تاریک ترین حصوں میں گھس سکتے ہیں اور مسٹر صدر!" اس کی آواز سر گوشیوں میں تبدیل ہو گئی۔" میں ان جنگلوں کو بھی شبے کی نظر سے دیکھتا ہوں۔"

"کس سلسلے میں؟" صدر نے پوچھا

"یہ تائیجیریا ہی کے جنگلوں کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔"

"ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے یہاں آبے ہیں۔" صدر نے مخفکانہ انداز میں پوچھا۔

"یہ بھی درست ہے کہ ایسا ناممکن ہے" جوزف سر بلکر بولا۔" عقل کام نہیں کرتی کبھی

میں بھی دیوتاؤں کا بچاری رہ چکا ہوں۔ لیکن مجھے آن تک کوئی دیوتا نظر نہیں آیا۔ لیکن یہ اپنے

دو یوں تاکو دیکھتے بھی ہیں پچھلی رات والا کفن پوش تو تمہیں یاد ہی ہو گا۔"

"ہاں! کیا وہی تھا ان کا دیوتا؟"

"کاش تمہارے بارے باس نے یہ گفتگو سنی ہوتی۔"

"ہائے باراں!" جوزف نے سکیاں سی لیں اور ٹھیک اسی وقت جنگلیوں نے چیخ چیخ کر کچھ کہنا شروع کر دیا۔ وہ جنگل میں داخل ہو چکے تھے۔ جوزف تھوڑی دیر تک سنتارہا پھر خود ہی بلند آواز میں کچھ بولا۔ اس کے بعد سنانا چاہیا۔

"وہ کہہ رہے ہیں اپنے سر جھکالو۔" جوزف نے انگریزی میں کہا اور اسکی آواز اتنی بلند تھی کہ انگریزی سمجھنے والے نزدیک دور یکساں طور پر سن سکیں۔

"اپنے سر جھکالو! کیوں کہ تم مقدس پیاران کی حدود میں داخل ہو رہے ہو!"

اور ہام دبی زبان سے گالیاں بک رہا تھا۔

## O

عمران کو ہوش آگیا تھا لیکن وہ آنکھیں بند کیے ہی پڑا تھا۔ آنکھیں کھولنے سے پہلے اپنے سارے حواس مجمع کر لینا چاہتا تھا۔ پتے نہیں کس چویشن کا سامنا ہو لہذا ہن کو کم از کم اس قابل تو ہونا چاہئے کہ آنکھیں کھلتے ہی حالات کا مقابلہ کیا جاسکے۔

کچھ دیر بعد اس نے خواہ خواہ کراہ کر کروٹ لی اور آنکھیں کھول دیں چاروں طرف نیکی روشنی نظر آئی۔ وہ غار ہی کے کسی حصے میں تھا۔ لیکن یہ روشنی..... یہ روشنی..... چران پر نظر پڑتے ہی وہ بوکھلا کر انٹھ بنتھا!

ایک انسانی کھوپڑی تھی جس کی آنکھوں کے حلقوں آگ کی لپیٹ اگل رہے تھے اسی لئے چاروں طرف بکھری ہوئی روشنی میں بکھری تھر تھراہت پائی جاتی تھی۔

دوسرے ہی لمحے میں عمران نے محسوس کیا کہ اس کا چڑی تھیلا غائب ہے۔

یہ بہت براہوا۔ اس نے سوچا۔ موئیکا کے کاغذات بھی اسی تھیلے میں تھے۔

پھر اس نے اپنی جیب ٹولی اور کسی قدر مطمئن نظر آنے لگا۔

انجی بھی قریب ہی اوندھا پڑا ہوا تھا۔ عمران دونوں ہاتھوں سے اپنا سر نٹوں لے لگا کنی جگہ درم میں بولا۔ ایک رات میرے پیروں تھے انڈاٹوٹ گیا تھا اور میری ماں نے اپنا سر پینٹا شروع کر دیا تھا۔ دھاڑیں مار کر روئی تھی اور کہا تھا کہ میں کبھی نہ کبھی بھوتوں کے چنگل میں ضرور پھنسوں گا۔

وہ کھستا ہوا جبکی کے قریب پہنچا اور چک کر دیکھنے لگا کہ وہ کس حال میں ہے۔

"نہیں اسے تو وہ دیو تاکا سپہ سالار کہتے ہیں۔"

"خدا کی نیا! یہ دیو تاہے یا چنگیز خان!"

"باس نے بڑی زبردست غلطی کی ہے ہم بھوتوں کے جزیرے میں آپنے ہیں مشریا!"

"ہشت!" صدر نے نہ اسامنہ بنایا۔

اچھا تو بتاؤ۔ وہ سورج کیسا تھا جس نے اندر ہیرے میں ہماری رہنمائی کی تھی۔ نامی گن تو اسی طرح بہک گئی تھی جیسے بیسوں بوتلیں چڑھائی ہوں۔ آخر ہماری گولیاں انہیں چھوڑ کر اس نے پر کیوں پڑتی رہی تھیں؟"

صدر کچھ نہ بولا۔ بولتا بھی کیا وہ خود بھی ابھی تک ان چیزوں کے متعلق کوئی واضح رائے نہیں قائم کر سکتا تھا اور پھر وہ چھپلی رات والا کفن پوش۔

قالہ بڑھتا رہا۔ اب وہ پھر نشیب میں اتر رہے تھے لیکن ڈھلان الیکی نہیں تھی کہ چلنے میں دشواری ہوتی۔ میلوں تک ہر اب مریداں پھیلا ہوا تھا۔ بھورے رنگ کی چناؤں کا ڈور تک پتہ نہیں تھا۔ بعض جگہ گھر میلو چوپایوں کے رویوں پر بھی چرتے ہوئے دکھائی دیتے۔ پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی میدان میں ہو گیا اب پھر انہیں دشوار گزار جنگل کا سامنا تھا۔

"کیا مصیبت ہے؟" ہام بڑا بولیا۔ "کبھی ختم بھی ہو گا یہ سفر؟"

کوئی کچھ نہ بولا۔ صدر جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "گایوں کے رویوں تو کئی جگہ دکھائی دیتے تھے لیکن کوئی سستی نہ ملی۔"

"خدار حم کرے۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میرا خیال ناط نہیں ہے ہم بھوتوں کے جنگل میں آپنے ہیں۔ کبھی گھٹتے ہوئے چاند والی راتوں میں تمہارے پیروں تکے کوئی اندا آکر تو نہیں ٹوٹا تھا؟"

"کیا کواس ہے.... کیا مطلب؟"

"آہ! مجھے آج بھی یاد ہے مشر صدر میں پچھے ہی تھا اس زمانے میں۔" جوزف گلوگیر آواز میں بولا۔ ایک رات میرے پیروں تھے انڈاٹوٹ گیا تھا اور میری ماں نے اپنا سر پینٹا شروع کر دیا تھا۔ دھاڑیں مار کر روئی تھی اور کہا تھا کہ میں کبھی نہ کبھی بھوتوں کے چنگل میں ضرور پھنسوں گا۔"

"اوه! شاید ہمار آخری وقت قریب ہے۔" اجنبی آہستہ سے بولا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔  
"ذرائعہ کر میونچ جاؤ پیارے! تاکہ میں تمہیں جی بھر کر دیکھ لوں۔" عمران کی آواز درد تک تھی۔

"وہ کھوپڑی دیکھ رہے ہو؟" اجنبی نے پوچھا  
"میری کھوپڑی اس سے زیادہ روشن ہے یقین نہ آئے تو خود منول کر دیکھ لو۔" آہا! دیکھو  
کہیں تمہاری کھوپڑی باغ و بہار بن کر نہ رہ گئی ہو۔"  
"میرے سر میں کئی زخم ہیں۔"

"بہر حال دو کھوپڑیاں مل کر بہت کچھ کر سکتی ہیں۔"  
اجنبی کراہ کر انٹھ بیٹھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا

"کیا اس کھوپڑی کو یہاں سے بٹایا نہیں جا سکتا۔ مجھے دھشت ہو رہی ہے!"

"پہنچ سے باہر ہے کافی بلندی پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کی پروانہ کرو۔ یہ دیکھو کہ اس حصے

میں پہلے کبھی آپکے ہو یا نہیں؟"  
وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ جگہ زیادہ کشاہ نہیں تھی اسے بھی "غار در غار" ہی کہا جاسکتا تھا لیکن نہای کارستہ کہیں بھی نہ دکھائی دیا۔

"پہ نہیں تمہارا کیا حشر ہو۔" اجنبی بھرا کی آواز میں بولا۔ مجھے تو خیر مرنا ہی تھا دیے بھی زندگی سے تنگ آچکا ہوں۔"

"میں نے پوچھا تھا اس حصے میں پہلے بھی کبھی آئے ہو؟"  
"نہیں!" اجنبی نے کہا اور کھوپڑی کو گھوڑنے لگا۔

عمران انٹھ کر گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا تھا۔ دفتار میں جانب روشنی کی ایک پتلی سی لکیر نظر آئی جو غار میں پھیلی ہوئی روشنی سے مختلف تھی۔

قریب پہنچنے پر وہ ایک پتلی سی دراز ثابت ہوئی روشنی دوسری طرف سے پھوٹ رہی تھی۔  
لیکن یہ دراز بس اتنی ہی کشاہ تھی کہ اس سے دوسری جانب بے آسانی دیکھا جاسکتا تھا۔ اجنبی بھی انٹھ کر اس کے قریب آگیا۔

"اوہر کیا ہے؟ اس نے پوچھا

"روشنی کے علاوہ اور کچھ نہیں نظر آتا۔" عمران نے جواب دیا۔

پھر وہ غالباً کسی قسم کی آواز ہی سن کر تیزی سے مراحتا۔

"اوہ!" اس نے آؤں کی طرح دیدے نچائے سامنے ہی ایک کفن پوش کھڑا نہیں گھور رہا تھا اور اس کی پشت پر غار میں ایک اتنی کشاہ دوڑا نظر آرہی تھی جس سے دو آدمی ایک ساتھ بہ آسانی گزر سکتے۔ اسے یقین تھا کہ اس نے ہوش آنے پر اس قسم کی کوئی دراز نہیں دیکھی تھی۔ اجنبی بھی اس نے آنے والے کو آنکھیں پھاڑے گھور رہا تھا اس کی وضع قطع عجیب تھی سر سے پیرنک ایسے لباس میں ملبوس تھا جس سے صرف آنکھیں ہی دکھائی دے رہی تھیں۔ داہنے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا گرز نما عصا تھا جس کے سرے پر نہیں نہیں نوکیلیں برنجیاں ہی ابھری ہوئی تھیں۔

"تمہیں وہ کا تذبذب کہاں سے ملے تھے؟" اس نے انہیں انگریزی میں مخاطب کیا۔

"پتاو!" عمران نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اچھا تو تم وہی ہو۔" عمران کا سا تھی سر ہلا کر بولا۔ جس نے ہمیں جھاڑیوں سے مخاطب کیا تھا۔ تم انگریزی بول سکتے ہو مجھے کسی ایسے ہی بھوت کی تلاش تھی تم ہمیں یہاں کیوں لاۓ ہو؟"

"نجات کا راستہ بھی ہے میرے سوال کا جواب دو۔"

"جواب!" عمران کا سا تھی دانت پیس کر بولا۔" تم نے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

لیکن یہ ہاتھ اب بھی میرے قابو میں ہیں۔"

یک یہک وہ کفن پوش کی طرف بڑھا اور کفن پوش نے گرز نما عصا اس طرح اس کی جانب اٹھایا جیسے اسی سے اس کو چیچپے دھکیل دے گا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں سرے سے ابھری ہوئی برنجیوں سے چنگاریوں کی پھوواری نکل کر اس پر پڑی اوز وہ چیختا ہوا چیچپے ہٹ گیا۔

اس کے کوٹ میں آگ لگی تھی اور وہ اسے اتار چھکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارے ہبڑو ہبڑو!" عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔" ذرا مجھ سکریٹ تو سلاکا لینے دو۔"

اس نے جیب سے ایک سکریٹ کیس نکالا تھا اور اسے کھول کر سکریٹ نکال رہا تھا۔

"پاگل ہو گئے ہو؟" ساتھی اپنے کپڑے نوچتا ہوا چیخا۔ "چاؤ... مجھے پچاڑا یہ کوٹ اٹھ دو!"

دفعہ کفن پوش کے حلق سے بلکل سی کراہ نکلی اور وہ دراز میں الٹ گیا پھر چند لمحے ہاتھ پر پختاہا اور اس کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران کا ساتھی کوٹ اتاڑ کر پھینک ڈکا تھا۔ لیکن پھر وہ اپنی تکلیف بھی بھول گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ کیونکہ اس نے عمران کو کفن پوش کی نانگیں پکڑ کر غار میں کھینچ دیکھا۔

کفن پوش کی پیشانی سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا اور عمران اس کو شش میں تھا کہ اس کا سفید لباس خون آؤ دہنہ ہونے پائے۔ بمشکل تمام وہ اس میں کامیاب ہوا۔

"یہ..... یہ..... کیسے ہوا؟" اس کا ساتھی ہکایا۔

"نجات کا راستہ یہی ہے۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔ لیکن یہ میرے سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں رہ گیا۔"

سگریٹ اب بھی اس کے ہونوں میں دلبی ہوئی تھی۔

"کیا تم نے فائر کیا تھا۔ مگر میں نے فائر کی آواز نہیں سن تھی اور نہ تمہارے ہاتھ میں روپالور ہی دیکھا تھا۔"

"پرواہ مت کرو نشیلی آنکھیں بڑے بڑوں کا کام تمام کر دیتی ہیں۔"

یار تم عجیب آدمی ہو۔ آخر کیسے مارڈالا سے.... اف فوہ..... یہ گرز نما چیز

"خبردار سے ہاتھ نہ لگانا"

"کیوں؟"

"اسے مجھ پر چھوڑ دو! ہو سکتا ہے کہ پھر کوئی مصیبت نازل ہو جائے!"

## O

بستی میں یہ ان کا تیرادن تھا لیکن ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا۔ کا تھا کہ یہاں لائے جانے کا مقصد کیا ہے۔

بستی بے شمار چھوٹی بڑی جھونپڑیوں پر مشتمل تھی ہر جھونپڑی کے سامنے دو تین گائیں ضرور نظر آئیں۔ اکثر جگہ بہت پرانی وضع کے چوبی ملن بھی دکھائی دیتے جن کا مطلب یہی تھا کہ باشندے کھیتی بازی بھی کرتے ہیں لہذا اس کی طرف سے اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ آدم خود ہرگز نہ ہوں گے۔ مرد یعنوانگے بن دکھائی دیتے لیکن عورتیں پورے جسم ڈھاپتی تھیں۔ صدر محسوس

کر رہا تھا کہ ان کے رکھ رکھاؤ میں بھی آدمیت پائی جاتی ہے۔  
انہیں اب تک کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی تھی البتہ جوزف کا معاملہ دوسرا تھا اس نے تو یہاں قدم رکھتے ہی جنگلوں کی شان میں قصیدے پڑھنے شروع کر دیے تھے کیونکہ انہوں نے شراب کے ذخیرے پر قبضہ کر کے اسے ضائع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ مقدس پیاران کی حدود میں نہ آور چیزیں منوع ہیں۔

بہر حال جوزف کی حالت ابتر تھی وہ کسی لاش ہی کی طرح بیکار ہو کر رہ گیا تھا۔ موینا کے چہرے پر جملہ تھ کے آثار مستقل ہو کر رہ گئے تھے۔ ڈیزی گواب پہلے کی طرح خوفزدہ نہیں تھی لیکن اس کی آنکھوں میں ہر وقت دیرانی کی نظر آتی۔

ہام صبح سے شام تک بات بات پر گالیاں ہی بکار ہتا۔ جھونپڑی کے باہر پھرہ دینے والے جنگلی اگر انگریزی سمجھتے ہوتے تو کب کا اسے نیزوں سے چھلکی کر ڈالا ہوتا۔

آج صبح ہی سے اس کے اور موینا کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہی تھیں۔ کئی بار تو ایسا بھی ہوا تھا کہ موینا کا اسے مارنے دوڑی تھی لیکن صدر درمیان میں آگیا تھا۔ بقیہ لوگ تو قطعی بے تعلق تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تقدیر پر شاکر ہو گئے ہوں انہیں کسی سے بھی گلہ نہ ہو۔ خود ہی ذمہ دار ہوں مصائب کے۔

ہام کو دیکھتے وقت نہ تو ان کی آنکھوں میں نفرت ہوتی اور نہ غصہ حتیٰ کہ موینا کے طمعے بھر گرائے گزرتے تھے۔ وہ انہیں بزدل اور بے حس کھتی لیکن وہ اس پر بھی جوش میں نہ آتے۔ موینا کا کھیال تھا کہ انہیں لڑمنا چاہئے۔ انجام خواہ کچھ ہو۔ وہ یہ بھی نہ ملا بیٹھی تھی کہ اس سفر کا مقصد کیا تھا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مقصد کی طرف صدر کا بھی دھیان نہیں جاتا تھا۔ حالات ہی ایسے تھے۔ وہ ایک بہت بڑے سکلر کی تلاش میں نکلا تھا۔ لیکن بھلا اس کا ان جادو گروں سے کیا تعلق پڑھنیس یہ لوگ کون تھے اور کیا چاہتے تھے۔

عمران کے متعلق وہ موینا کو تو تسلیاں دیتا رہتا تھا لیکن خود اسے یقین نہیں تھا کہ وہ زندہ ہی ہے ہو گا۔ پھر مستقبل کے متعلق کچھ سوچنا ہی بیکار تھا۔ اگر ہام اور موینا کی جھڑپیں و تقاتو قاتا چو نکالی نہ رہتیں تو وہ اتنا بھی نہ سوچ سکتا۔ جب پھیپھی کی

"جہنم میں جائیں۔ کہہ رہے ہوں گے کچھ... میں مر رہا ہوں۔"

تمہاری تکلیف کسی حد تک رفع ہو سکتی ہے۔"

"کیسے؟" جوزف ایک چھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔

"میں جھوٹ نہیں بولتا۔ مگر پہلے تم اس کی بات سن کر مجھے بتاؤ کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔"

جوزف چند لمحے پلکیں جھپکتا رہا پھر کھلکھلتا ہوا دروازے کے قریب آیا۔ تھوڑی دیر ان لوگوں سے گفتگو کرتا رہا۔ پھر صدر سے بولا۔ "وہ لوگ پارٹی لیڈر گو عبادت خانے میں لے جانا چاہتے ہیں۔"

"کیوں؟"

"مقدس پیاران کا حکم"

"مم... مگر... لیڈر" صدر نے مایوسانہ انداز میں چاروں طرف دیکھا۔ وہ بھی جوزف کے قریب آگئے تھے۔ صدر کی نظریں ہام کے چہرے پر زک گئیں۔

"نہیں میری طرف نہ دیکھو" ہام نے ہاتھ بلا کر زہریلے لمحے میں کہا۔ مجھ میں لیڈر کی صلاحیت نہیں ہے۔"

"تم نے اس کی طرف کیوں دیکھا تھا؟" مویزا صدر پر چڑھ دوڑی۔ "تم بھی چوڑیاں پکن کر بنیوں میں خود جاؤں گی۔"

"میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا کہ ہام جیسے تحریک کار آدمی پر سبقت لے جاؤں... ورنہ!"

"تم ہی جاؤ۔" کیونکہ تم ایک بہت بڑے داشمند آدمی کے ساتھی ہو۔"

"ضرور جاؤ۔" ہام ہر اسلامہ بنا کر بولا۔ "تم بھی بڑے داشمند بن جاؤ۔"

مویزا پھر ہام کی طرف پہنچی ہی تھی کہ صدر نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا میری استدعا ہے کہ خود کو قابو میں رکھو۔ اسے بکنے دو۔ ہمیں احتیاط سے کام لیتا ہے۔"

"تاکہ احتیاط سے قبر میں پہنچ جائیں۔" ہام نے پاگلوں کے سے انداز میں قبہ لگایا۔

"تم نے مجھ سے کیا کہا تھا مسٹر صدر۔" جوزف نے آگے پیچھے جھولتے ہوئے ہاتک اگائی۔

"ہاں نہبہرو میرے تھیلے میں رکنی فائیڈا پرست کی ایک بوتل موجود ہے۔"

کا عالم ہو تو ہم اوپر گھستے ہی رہنے میں زیادہ لذت محسوس کرتا ہے۔

اس وقت بھی دونوں لڑپڑے تھے۔ ہام کہہ رہا تھا کہ یہ جنگل آدمخور ہی ہیں۔ کسی خاص تقریب کے موقع پر ان دونوں کے کباب بنائیں گے۔ فی الحال تو مکنی کی روٹی کھلا کھلا کر انہیں فربہ کر رہے ہیں۔

"تم ذیل ہو بکواس بند کرو" مویزا دہازی۔ "اگر وہ آدمخور ہیں تب بھی مجھے پرواہ نہیں لیکن میں تمہارا جسم نیروں سے چھلنی ہوتا دیکھنا چاہتی ہوں۔"

ہام نے اس پر قبہ لگا کر اسے اور زیادہ تاؤ دلایا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ہام کا یہ اذیت پسندانہ رہ جان موجو دے بی بی کی پیداوار ہو۔

"اسے منع کرو" مویزا نے صدر سے کہا۔ ورنہ میں اس کا گلا گھونٹ دوں گی۔"

"تم خواہ مخواہ کیوں چلتی ہو... بکنے دو!"

"یہ احسان فراموش اور ذیل ہے۔"

"مجھ پر کسی کا کوئی احسان نہیں" ہام غصیلے لمحے میں بولا۔

"بناوں۔" مویزا نے آنکھیں نکالیں۔

"بھی اس سے کیا فائدہ؟ تم لوگ خاموش کیوں نہیں رہتے۔" صدر نے بیچ بچاؤ کرانا چاہا۔

ٹھیک اسی وقت باہر سے ڈھول اور تاثوں کی آوازیں آئیں۔ اور جھوپڑوں کے پہرے داروں نے نفرے لگانے شروع کر دیے۔

صدر جھپٹ کر جھوپڑے کے دروازے کے قریب آگیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ افق میں رنگین لہریے پھونٹنے لگے تھے پیش مظاہر میں جنگلوں کا ایک گروہ دکھائی دیا۔ جو ناچتا گاتا ہوا اسی طرف آرہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگ قریب پہنچے۔ جھوپڑی کے گرد پھیل گئے اور ان کا رقص پہلے ہی کی طرح جاری رہا۔ البتہ وہاب گا نہیں رہے تھے۔

دفعاً پھرے داروں میں سے ایک نے انہیں خاطب کر کے کچھ کہنا شروع کیا۔ جوزف زمین پر پڑا کر وہیں بدل رہا تھا اس کے چہرے پر کرب کے آثار تھے۔

"سنوا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" صدر نے اس پر جھکتے ہوئے کہا۔

گئے آواز قریب ہوتی گئی۔

پھر ایک منظر جگہ پر بچھ کر جنگلیوں نے اس کے گرد حلقة بنالیا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر صدر کو ایک بڑی سی عمارت کے آثار نظر آئے۔ اتنی دھنڈ لادھت تو پھیل ہی گئی تھی کہ تھوڑے فاصلے سے بھی عمارت کا تفصیلی جائزہ لینا مشکل ہوتا آواز اسی عمارت سے اب بھی آرہی تھی۔ وہ یقیناً کوئی گیت ہی تھا لیکن الفاظ صدر کے لئے غیر مانوس تھے... آواز... آواز... کسی آواز تھی.... صدر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا وجود آواز کے ہر اتار کے ساتھ فضائی تحلیل ہوتا جا رہا ہو۔ لکھنی گھلاؤٹ تھی۔ کنار سیلاں تھا۔

افن کے رنگیں لہریے سیاہی میں گھلتے جا رہے تھے۔ دفتاً گیت تھم گیا۔ جنگلی بھر رک گئے اور ایسا معلوم ہوا جیسے زمین ہی گردش کرتے کرتے اچانک ساکن ہو گئی ہو۔

چند لمحے صرف جھیگروں کی جھائیں فضائیں گو بجتی رہی پھر ایک نسوانی آواز ابھری "خوش آمدید۔ اے راستی سے ہٹکے ہوئے انسان... اس معبد کے درودیوار سے تجھے دستی کی بو آئے گی۔ آ... کہ تیرے گرد انہیرے چال بن رہے ہیں آ... کہ تاریکیاں تجھے ہڑپ کرنے کے لئے بڑھ رہی ہیں آ... کہ یہاں روشنی تیری منتظر ہے۔"

صدر آگے بڑھا لیکن جنگلیوں نے اپنی جگہ سے جنمش بھی نہ کی البتہ انہوں نے اسے راستہ دینے کے لئے حلقوں توڑ دیا تھا۔ صدر پوری قوت سے قدم رکھتا ہوا عمارت کی طرف بڑھا جیسے ہی قریب پہنچا ایک دروازے میں روشنی کا جھماکہ سا ہوا۔ اور وہ جھپک کر ایک قدم بچھے ہٹ آیا اس سے یہ فعل قطعی غیر ارادی طور پر سر زد ہوا تھا سے خوف کا نتیجہ نہیں کہا جاسکتا۔

یہ ایک کھلا ہوا در تھا اس میں دروازے کے پاٹ نہیں تھے۔ مگر روشنی اب بھی موجود تھی صدر آگے بڑھا۔ اسے موقع تھی کہ اندر کوئی ایسا آدمی ضرور موجود ہو گا جو اس کی راتھماں کر سکے لیکن دہاں تو نہ ناٹھا۔ قریب و دور ایک تنفس بھی نظر نہ آیا۔

درودیوار سے خوشبوؤں کی لپٹیں ہی نکلتی محسوس ہو رہی تھیں دفتاً پھر وہی گیت شروع ہو گیا جسے وہ دور نے ہی ستاتا آیا تھا مگر... او... یہ گیت تو خوشبوؤں ہی کی طرح درودیوار سے پھوٹ رہا تھا۔ صدر کے قدم لا کھڑانے لگے۔ وہ خائف نہیں تھا اسے از خود رفتگی ہی کہنا چاہئے۔ خوشبوؤں کی لپٹیں اور گیت کی لے اسے ان دیکھنے جہاں کی جھلکیاں دکھاری تھیں اسے ایسا بھر پور نسوانی آواز اور اتار چڑھاوسے وہ کوئی گیت ہی معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے

"آہا چلے گی۔" جوزف یک بیک اچھل پڑا۔ "لاؤ نکالو جلدی کر دی۔ یہ باشرڈ جھونے ہیں کہ یہاں نشہ آور چیزوں رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے انہیں تازی پیتے دیکھا ہے۔ تازی کے درخت پر ہانٹیاں لٹکتی دیکھی ہیں۔ یہ سب فراہم میں ان سے کہو کہ میرے لئے تازی ہی مہیا کر دیا کریں۔" کچھ دیر بعد صدر ان کے ساتھ جانے کے لئے باہر نکلنے لگا۔ لیکن دفتاً ڈیزی راستہ روک کر بولی۔ "تم نہ حاوا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔"

"اے لارکی! ہٹو سامنے سے۔" موینا کسی کلکھنی کیتیاں طرح غرائی۔ ڈیزی سہم کر ایک طرف ہٹ گئی اور صدر نے موینا سے کہا۔ میں کہتا ہوں داعی ٹھنڈا رکھو۔ تمہیں اس بے چاری کا خیال رکھنا چاہئے۔"

"جااؤ سب ٹھیک ہے۔" موینا کا نہ کھر درے لجھ میں کہا ڈیزی صدر کے علاوہ اور کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔ زیادہ تر یہی کوشش کرتی کہ اس کے قریب ہی رہے۔ وہ کہتی تھی کہ اس پوری بھیڑ میں اس کے علاوہ اور کسی میں بھی اسے انسانیت نہیں نظر آتی۔

صدر باہر نکلا اور جوزف نے جیج کر کچھ کہا اور تانپے گانے والوں کی نولیاں اس کے گرد اکٹھی ہوئے گیں۔ پھر کچھ دیر بعد وہ ایک جانب پل پڑے صدر بچھے میں تھا اور وہ دودو کی قطار میں اس کے دونوں جانب پل رہے تھے۔

سورج غروب ہو چکا تھا۔ افن پر رنگیں لہریے پہلے کی بہ نسبت زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔ بیسرائیے والے پرندوں کے سورے فضا گونج رہی تھی عجیب سارے اسراز ماہول تھا۔ سبھی سے گزر کر اب وہ ایک پتھریے راستے پر چل رہے تھے یہاں جھاڑیاں نہیں تھیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ شوار گزار تھا انہیرے میں تو اس کے گزرنا خود کشی ہی کے متراون ہوتا۔

جنگلی صدر کو درمیان میں لے ہوئے ایک ہی قطار میں آگئے تھے۔ ابھی اتنا انہیں نہیں پھیلا تھا کہ وہ گڑھے اور کھایاں نظر نہ آتیں جن سے قدم قدم پر سامنا ہو رہا تھا۔

یک بیک صدر کو ایک بڑی سریلی ہی آواز سنائی دی لیکن دور کی آواز تھی۔ نسگی سے بھر پور نسوانی آواز اور اتار چڑھاوسے وہ کوئی گیت ہی معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے

کے ذلیل کھو دنکار اور انہیں اس طرح چبنا کر نگلوک وہ بہض ہو کر جزو بدن ہو جائیں۔ کر سکو گے ایسا؟ نہیں تو پھر ایڑیاں رٹکر مرن پڑے گا۔ یہاں تم ایک من ہونے کے عوض ایک مٹھی مٹھی یا ایک پیالہ دودھ بھی نہ حاصل کر سکو گے۔ صدر کے ہونٹ تغیر آمیز انداز میں سکڑ گئے اور اس نے غصیلے لبجے میں کہا۔ کیا تم میری آواز سن سکو گے؟

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں؟"

"ہمیں یہاں اس طرح کیوں لاایا گیا ہے؟"

"تاکہ تمہیں نجات کے راستے پر لگایا جاسکے کہ اصل چیز محنت ہے دولت نہیں۔ محنت ہی یہاں تمہارا پیٹ بھر سکے گی۔ تمہارے لئے آسائشیں مہیا کر سکے گی۔ سونے چاندی کے نکڑوں کے بدلتے تمہیں یہاں لاناچ نہیں مل سکے گا۔ مگر تھبہر و تم بہت دلیر معلوم ہوتے ہو کہ تمہیں کسی قسم کا سوال کرنے کا ہوش بھی رہا ورنہ یہاں تو لوگ عموماً غش کھا کر گرفتار جاتے ہیں۔ صدر نے سوچا کہ شاید وہ ابھی پہچانا نہیں جاسکا۔ اس لئے بہتر ہے کہ زیادہ باقیں نہ کی جائیں۔

"میں کمزور اعصاب کا آدمی نہیں ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"جو کچھ بھی ہو بہت خوب ہو۔ فائدے ہی فائدے میں رہو گے اچھا جاؤ بائیں جانب جو دروازہ ہے۔ اس سے گزر کر وہیں تھبہر و تمہاری مصیتیوں کے دن ختم ہو گئے۔" لیکن صدر یہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ آہستہ آہستہ مجسے کے خدو خال و حندلے پڑنے لگے اور ذرا ہی سی دیر میں وہاں صرف دھواں ہی چکر اتارہ گیا پھر دھوئیں کا جنم بھی کم ہونے لگا اور بالآخر وہی پتلی سی لکیر باقی رہ گئی۔

اب پھر پہلا ہی سا سکوت طاری تھا۔

وہ چند لمحے وہیں کھڑا رہا بھر بائیں جانب والے دروازے کا رخ کیا۔

جیسے ہی دروازے سے گزر لکھتا کے کی آواز آئی۔ وہ چوک کر رہا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اوپر سے پھر لیلی ایک سل پھسلتی ہوئی نیچے آئی تھی اور دروازہ بھی دیوار بن کر رہا گیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی صدر کو اس کرے میں ایک ایسا مظفر دکھائی دیا تھا۔ جس نے دروازے

محسوں ہو رہا تھا جیسے خود روئی کے گالے کی طرح فضا میں اڑتا پھر رہا ہو۔ گیت کے اتار چڑھا کے ساتھ بلکورے لیتا ہوا بیکار پنپائیوں میں تحلیل ہوتا جا رہا ہو۔ اس کے حواس پر صرف تین چیزیں مسلط تھیں۔ مہم سی مٹھنڈی روشنی۔ نغمگی... اور خوشبو۔ ان کے علاوہ اور کسی چیز کا احساس نہیں تھا۔

اس کے قدم اٹھتے رہے۔ بس وہ کسی ایسے اندھے کی طرح چلا جا رہا تھا جس کے ہاتھ میں لاٹھی بھی نہ ہو۔

دفعتا ایک کریبہ سی جھکارنے اسے جب جھوڑ کر رکھ دیا۔ یہاں تھا وہیں قدم رک گئے ہوش آیا۔ روشنی اب بھی پھیل ہوئی تھی... خوشبو میں اب بھی چکراتی پھر رہی تھیں۔۔۔۔۔ لیکن گیت شاید سکوت کے ویرانوں میں جا سویا تھا۔

اس نے ہصر مجرمی سی لی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ آگے راستہ مدد و تھا۔ سامنے ہی ایک اونچا سا اسٹچ نظر آیا۔ وسط میں فرش سے دھوئیں کی ایک پتلی سی لکیر پھوٹ کر فضا میں بل کھاتی ہوئی تحلیل ہوتی جا رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے آس پاس کوئی نظر بھی نہ آیا۔ وہ عورت کہاں تھی جس نے اسے "خوش آمدید" کہا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے تین فٹ کے دائے میں دھواں چکرانے لگا۔ فرش سے چھت تک لیکن کیا جال کہ دھوئیں کی ایک باریک سی لکیر بھی اس محدود دائے سے باہر نکلی ہو۔ کچھ دیر بعد صدر نے محسوس کیا کہ دائے کے وسط میں ایک تصویر سی ابھر رہی ہے۔ آہستہ آہستہ اس کے خدو خال واضح ہوتے گئے اور پھر دفعتا لڑکھڑا تھا ہوا کی اس کی آنکھیں دھوکا نہیں دے سکتی تھیں۔ اور اسے اپنی یادداشت پر پورا بھروسہ تھا۔ یہ سو فیصدی بونا تھا لیکن دھوئیں کے مجسے کے روپ میں فرط حیرت سے اس کی آنکھیں اہل پریس کیونکہ یہ مجسم حرکت بھی کر سکتا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا۔ ہونٹ ہلے تھے ہر پھر صدر نے بونا کی آواز بھی صاف پہچانی تھی وہ کہہ رہا تھا۔

"دفینوں کی تلاش میں آئے ہو.... مگر کس کام کے وہ دفینے جو تمہارا پیٹ بھی نہ بھر سکیں تمہاری کششی تباہ ہو چکی ہے۔ اس لئے واپسی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جاؤ... بہی سونے اور چاندی

" مجھے علم ہے۔ میں جانتا ہوں۔ ہماری کشتنی یا تو واپس گئی ہو گئی یا تباہ کر دی گئی ہو گئی۔ میں بھی اب کچھ سمجھ رہا ہوں۔ مقدس پچارن! لیکن تمہارا دیوتا میری سمجھ میں نہیں آیا۔" " کیا سمجھ رہے ہو؟"

" کچھ بھی نہیں۔ صدر نے لاپرواں سے کہا" اب تمہارا دوسرا قدم کیا ہو گا؟"

" تمہارا لیڈر کہاں ہے؟"

" میں ہی لیڈر ہوں۔"

اسے بھی تسلیم نہیں کیا جائے۔"

" تمہاری مرضی؟"

" ہوش میں آؤ۔ میں تمہیں اسی جگہ فاکر دینے کی بھی قوت رکھتی ہوں۔"

" اپنی روحانی قوت سے کہو کہ مجھے پہچاننے کی کوشش کرے۔ وہ تمہیں بتائے گی کہ میری نظروں میں نہ موت کی کوئی اہمیت ہے اور نہ زندگی کی۔"

" اچھی بات ہے... تو سنبلو! اس نے اپنا عصا اٹھایا ہی تھا کہ پشت سے آواز آئی "ٹھہرہ!"

عصا نیچے جھک گیا۔ صدر بھی آواز کی جانب مڑا۔

اسے ایک دروازے میں وہی کفن پوش نظر آیا ہے وہ کچھ دن پہلے غار میں دیکھ چکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ویسا ہی عصاد کھائی دیا جیسا پچارن کے پاس تھا۔

" تم نے بغیر اجازت یہاں داخل ہونے کی جرات کیے کی؟" پچارن قہر آلو بوجہ میں بولی۔

" تم ..... میں ..... دیوتا کا پیشکار ..... نہیں ..... تھانیدار ..... اوہ ..... کیا کہتے ہیں۔ سپہ سالار ہوں .....!" کفن پوش نے جواب دیا۔

" پاکی ہوا ہے ..... دفع ہو جا یہاں سے .....!" وہ جیخی تو نے آج پھر پولی ہے شاید۔ اس کی سزا ملے گی تھے۔"

" مجھے حق حاصل ہے کہ میں ہر ایک کو غلط اقدام سے باز رکھوں۔ تمہارا خیال غلط ہے کہ میں نئے میں ہوں۔ تم اسے فاکرنے جاری تھیں۔ حالانکہ یہ دیوتا کی پالیسی کے خلاف ہے۔"

" تو مجھ سے بحث کر رہا ہے۔"

سے الجھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ اس کے سارے ساتھی وہاں موجود تھے۔ لیکن کوئی بھی ہوش میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔ بھی بے سده پڑے ہوئے تھے۔ پہلی نظر میں تو ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ مر چکے ہوں کچھ ہی دیر پہلے اس نے انہیں بستی کے ایک جھونپڑے میں چھوڑا تھا۔ آخر وہ وہاں کیسے آپنچھے ہو سکتا ہے کہ انہیں لانے کے لئے کوئی دوسرا استہ احتیار کیا گیا ہو۔

یہاں اتنی تیز روشنی نہیں تھی کہ ہر گوشے میں اجلا ہوتا۔ یک بیک ایک تاریک گوشے سے ایک عورت آگے بڑھی، وہ قدیم وضع کے سفید لباس سے میں ملبوس تھی اور چہرہ بھی سفید ہی نقاب میں پوشیدہ تھا۔ البتہ سنہرے یاں شانوں پر کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے دامنے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا گرز نما عصا تھا جس کے سر سے پر نوکیں برجنیاں ہی ابھری ہوئی تھیں۔

" خوش آمدید" اس کی مترجم آواز کرے میں گونجی اور پھر صدر نے محسوس کیا کہ جیسے وہ کسی بات پر بولکھلا گئی ہو۔ اسی طرح لٹکڑا کر پچھے ہئی تھی جیسے کوئی غیر متوقع چیز سامنے آگئی ہو۔ نقاب سے اس کی آنکھیں گویا ابی پڑھی تھیں۔ پھر وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جو فرش پر بیوہش پڑے ہوئے تھے۔ دوسرے ہی لمحے میں صدر نے اسے جھک جھک کر ہر ایک کا چہرہ دیکھتے پایا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے کسی خاص آدمی کی تلاش ہو۔

پچھے دیر بعد وہ سید ہی کھڑی ہو کر صدر کی طرف مڑی اور اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ طویل راہداری سے گزر کر وہ پھر ایک بڑے کمرے میں پہنچے عورت اس سے تھوڑے فاصلے پر رک گئی۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

وہ اپنا عصا اٹھا کر بولی " تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

" ابھی تمہارا دیوتا خود ہی بتاچکا ہے کہ ہم دینوں کی تلاش میں آئے ہیں۔" صدر مسکرا یا۔

" میں نہیں تسلیم کر سکتی۔"

" تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمہارا دیوتا حمق ہے بے پر کی اڑاتا ہے۔"

" دیوتا نے غلط نہیں کہا تھا۔ تم اسی بہانے سے آئے ہو لیکن میری روحانی قوت اسے تسلیم نہیں کر سکتی کہ تم کسی دینے کے لئے یہاں کا سفر اختیار کرو گے۔"

" نہ تسلیم کرے۔ اب تو آہی پھنسنے ہیں۔"

" واپسی ناممکن ہوگی۔"

لگ جاتے ہیں۔"

"بکومت! چلواسی کرے میں جہاں تمہارے دوسرے ساتھی بھی ہیں۔"

"تھریسا! ہوش میں آؤ تم اس وقت میری قید میں ہو۔ فرار کے سارے راستے مسدود کر چکا

ہوں۔"

"احمق نہ بنو۔ تم یہاں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے۔ میں پھر کہتی ہوں کہ بوغا کو تمہاری اس حرکت کا علم ہو گیا ہوگا۔ ابھی اس نے صدر سے گفتگو کی تھی میں اس کی آواز سن رہی تھی۔ اس نے یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ وہ صدر کو پہچانتا ہے۔ حالانکہ شاید ہزاروں میں بھی پہچان لے۔ تم دونوں اس کے لئے ایک مستغل الجھن بن کر رہ گئے ہو۔ لائقے میں اس نے تم سے ایک کام لینا چاہا تھا لیکن ناکامی کے بعد جھلا گیا ہے۔"

"مگر اس نے مجھے کیسے پہچانا ہوگا.... وہ کہاں ہے؟"

"آج کل جزیرے ہی میں ہے لیکن کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ملے گا۔"

"تم بھی نہیں جانتیں؟" عمران نے پوچھا

"ہرگز نہیں!"

"یہ تمہاری توہین ہے تھریسا! میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ بوغا تم سے زیادہ اوپر مقام رکھتا ہو گا۔"

"ٹھریہ!" تھریسا ہش پڑی۔ "لیکن تم میری نانا کو ابھار کر مجھے بوغا کے خلاف نہیں اسکا سکو گے۔" وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی۔

"ٹھریہ! اپنی جگہ سے جبیش نہ کرنا۔" عمران نے گز نما عصا اٹھا کر کہا لیکن تھریسا ایک ہی جست میں بچھلی دیوار سے جا ملکر اپنی اور صدر کو ایسا ہی محبوس ہوا جیسے زمین اپنے حور سے ہٹ گئی ہو۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا۔

سمجھ ہی میں نہ آسکا کہ ہوا کیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ صرف ذہنی جھٹکا رہا ہو جو اس طرح فرش پر لے آیا تھا۔ بس اس نے بچلی کر کنے کی سی آواز سنی تھی اور اس کی آنکھوں میں ستارے ناچ گئے تھے۔ قدم لڑکھڑائے تھے اور وہ ڈھیر ہو گیا تھا۔  
وہ اس نے عمران کی بھرائی ہوئی سی آواز سنی، سر آڑوک نیوش کی ایسی کی تمی پھر تھریسا

"دیوتا نے مجھے متنبھی کر لیا ہے۔ اس لئے میں چاند ستاروں سے بھی بحث کر سکتا ہوں تمہاری کیا حقیقت ہے... اس وقت میری روحانی قوت خالص کھن سے بھی زیادہ زوردار ثابت ہو سکتی ہے۔ پیاری تھریسا مکمل بی آف بوہیما..."

عورت بے سانتہ اچھل پڑی اور صدر پر تو گویا بم گر پڑا تھا کیونکہ اس نے عمران کی آواز صاف پہچانی تھی۔ اس سے پہلے وہ آواز بنا کر بولتا رہا تھا۔

شاید ایک منٹ تک کسی کی زبان سے کچھ نہیں نکلا تھا۔ پھر ناقاب پوش عورت بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔ "جاوہ پلے جاؤ یہاں سے تم شاید پاگل ہو گئے ہو۔"

"پیدائشی پاگل سمجھ لو۔ یہ آج کی بات نہیں ہے۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"بوغا کی لاش... یا اس کے ہاتھوں میں ٹھکریاں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کا تعلق تم لوگوں سے ہو گا۔"

"وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں مارڈا لوں گی۔"

"تمہارے ہاتھوں تو میں اتنی بار مرا ہوں کہ اب خود کو بھوت کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔"

"دیوانے بچھے تمہاری موت آئی ہے۔ اسے تمہاری اس حرکت کی اطلاع ہو چکی ہو گی۔ تم نے جس آدمی سے یہ سب کچھ حاصل کیا ہے۔ اس نے تمہارے قابو میں آنے سے قبل اسی عصا کے ذریعے اشارہ ضرور دیا ہو گا۔"

"پرواہ مت کرو۔ اب اس سفر کی تیاری کرنی ہے تمہیں جس کے لئے یہ سب کچھ ہوا ہے میں جانتا ہوں کہ دیوتا کا سپہ سالار اس سفر میں تمہارے ساتھ ہی ہوتا ہے۔"

"اوہ تو تم مجھے... مجبور کرو گے؟"

"پھر کیا تم اس سفر سے باز رہو گی؟"

"نہیں یہ لوگ تو یقینی طور پر جائیں گے لیکن تم دونوں... وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر جلاۓ ہوئے لبجے میں بولی۔" نہیں میں اس بار تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"کفیو شس نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ کسی عورت کے ہاتھوں مرنے سے سر خاب کے پر

"ایک تواب حشر ہی کا منتظر ہے گا اور بقیہ دونوں وہیں قید ہیں۔"

"تمہارا کیا حشر ہوتا چاہئے؟"

"بس ایک بار مسکرا کر دیکھ لو۔ یہاں پار ہو جائے گا۔ پھر کنفیو شش کچھ بھی کہا کرے مجھے پرواد نہیں ہوگی۔"

"بکواس بند کرو۔" یک بیک تحریسیا غصب تاک ہو گئی۔ "اس بار میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"مگر ابھی تو یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ دے رہی تھیں۔"

"کسی طرح عصامت سے حاصل کرنا تھا سمجھے! کسی غلط فہمی میں نہ بتلا ہو جانا۔ تم جیسے نہ جانے کتنے خاک میں مل چکے ہیں۔"

"اسے سمجھاذا کہ میں نے اس کے فرقاں میں کتنی راتیں سو کر گزاری ہیں۔" عمران نے صدر سے کہا۔ اسے یقین دلاو کہ کتنی بار ہفتقوں کا کھانا ایک ہی نشت میں کھا گیا ہوں۔

"خاموش رہو اور چپ چاپ دوسری طرف مژاڈا! تم بھی انھوں" اس نے صدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

صدر چپ چاپ انھوں کیا وہ اس گرز نما عصا کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا لیکن اس نے یہ ضرور محسوس کیا تھا کہ عصا ہاتھ سے نکل جانے کے بعد سے عمران کے رویہ میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اب وہ نہ تو پہلے کی طرح چکر رہتا اور نہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ اب بھی تحریسیا کو قہقہوں میں اڑا تار ہے گا۔ وہ بھی خاموشی سے دوسری جانب مڑ گیا تھا۔

"اسی کمرے کی جانب چل پڑو جہاں تمہارے دوسرے ساتھی بھی ہیں۔" تحریسیا کا لہجہ بے حد تیلچ تھا۔

"چلو بھائی!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "کنفیو شس نے اس موقع کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہو گا۔ لیکن میری یادداشت پھر میرا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔"

وہ چلتے رہے۔ صدر تحریسیا کے قدموں کی آواز بھی سن رہا تھا لیکن اس نے یا عمران نے مذکور نہیں دیکھا۔ صدر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ بوغایہاں موجود نہیں ہے۔ مگر وہ خواہ کہیں بھی ہو انہیں اس کے سامنے ضرور پیش کیا جائے گا لہذا فی الحال اس کا امکان نہیں تھا کہ وہ اس سے پہلے

کا قبہ سائی دیا اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن گھننوں کے مل بیٹھا ہی رہ گیا۔ عمران کو جو بھی اس حالت میں دیکھتا سے سکتے ہی ہو جاتا۔ وہ فضایں مغلیے بھی سے ہاتھ پریمار رہا تھا اور اس کے سر پر چھت میں ایک روشن دائرہ تیزی سے گردش کر رہا تھا اس کی روشنی کرنے میں پہلے سے پائی جانے والی روشنی سے بالکل مخفف تھی اور اس کا فوکس بھی محمد و تھا۔

"سر آئزک نیوٹن کو گالیاں دے رہے ہو تم؟" تحریسیا نے پھر قبہ سے کیا۔

"کوئں نہ دوں کشش ثقل کا مسئلہ ہی خط ہو کر رہ گیا ہے اور مجھے نہیں یاد آتا کہ اس سلسلے میں کنفیو شس نے کیا کہا تھا۔"

"کنفیو شس نے یہی کہا ہو گا کہ ہر معاملے میں کو دپڑنا اغون کھا کر سورہنے سے بھی برتر ہے۔ میں اب اسی طرح لکھ رہو۔" تحریسیا نے کہا اور پھر صدر کو گھورتی ہوئی یوں۔ "اگر تم آگے بڑھے تو خاک کا ذہیر ہو کر رہ جاؤ گے۔"

وہ کچھ نہ بولا۔ یوں بھی وہ غیر ممتاز اقدامات کا قائل نہیں تھا۔ چپ چاپ اسی طرح بیٹھا رہا۔

"اب اس چیز کی کیا وقعت رہ گئی ہے جس کے مل بوتے پر تم مجھے اپنا قیدی سمجھ رہے تھے۔" تحریسیا پھر عمران سے مخاطب ہوئی۔

"ہاں یہ بیکار ہو گیا ہے۔" عمران نے گرز نما عصا کو جنمیں دینے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

"صرف بیکار ہی نہیں ہو گیا بلکہ اسی کی وجہ سے تم اس مصیبت میں بتلا ہوئے ہو۔"

"آہا! اب یاد آیا کہ کنفیو شس نے کیا کہا تھا۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا کہا تھا" تحریسیا نے مضکانہ لیجھ میں پوچھا

"یہی کہ اگر یوں بد زبان ہو تو چھوڑ دو۔ گھوڑا بے لگام ہو تو چھوڑ دو!"

یہ کہہ کر اس نے عصا ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ پھر خود تو دھم سے فرش پر اگر اور عصا چھت والے روشن دائرے سے جا چکا۔

"سبھج دار ہو لیکن یہ بھی ضرور جانتے ہو گے کہ میرے قریب آنے کا یا انجمام ہو گا۔"

"شاعری کرنے لگوں گا۔" عمران نے احتمانہ انداز میں جواب دیا۔

"اب بتاؤ! ان تیوں آدمیوں کا کیا حشر ہوا؟"

"ایسا خواب جو ابدی نیند پر ختم ہو گا۔"

"مگر مجھے اس طرح کیوں لیجا لیا جا رہا ہے؟"

"یہ مخصوص رعایت ہے..... دوسرے پیدل ہی گھست رہے ہیں۔"

یک بیک مویکا بھی گرجنے لگی۔ تم یقیناً یورپیں ہو لیکن ان جگلوں سے زیادہ وحشی معلوم ہوتی ہو۔ کیا تمہیں اس بے چاری لڑکی پر حرم نہیں آتا جس کے لئے وقدم چلتا بھی مشکل ہے۔"

اب صدر کو ڈیزی کا خیال آیا یقیناً اس کی حالت ابتر ہو گی۔

"تم میں کئی رحم دل بھی ہوں گے" تحریکیا نے تلخ بجھے میں جواب دیا۔ ان سے کہو کہ وہ اسے اپنے کاندھوں پر اٹھائیں۔

"ان دونوں کو رسیوں سے کیوں جکڑ رکھا ہے کیا وہ بھاگ جائیں گے؟"

"خاموش رہو۔ اب مجھے مخاطب نہ کرنا۔ میں ہر کس وناکس سے گھنگو نہیں کرتی۔"

تحریکیا نے کہا۔

مویکا بڑی بڑاتی رہی لیکن اب تحریکیا بھی صدر کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"آخر یہ عورتیں کیوں آئی تھیں؟" اس نے نہ کر پوچھا۔

"کیا عورتوں کو دفینوں سے دل چھپی نہیں ہوتی؟"

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں مزدوروں کی حیثیت سے اس پارٹی کے ساتھ آئے ہو گے۔"

"خیال غلط نہیں ہے لیکن تمہارے انداز گفتگو سے یہی محسوس ہوتا ہے جیسے تم اس قسم کی

پارٹیوں کی منتظر بیٹھی رہتی ہو۔"

تحریکیا بلکہ اس تھہہ لگا کر بولی۔ "تمہارا خیال بھی غلط نہیں ہے ہم اس طرح کی پارٹیاں بلواتے رہتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہمارے ابھت آس پاس کے ممالک میں دفینوں کا پروپیگنڈا اکرنتے ہیں۔ لہذا اس قسم کی

پارٹیاں اکثر آتی رہتی ہیں۔"

"تو کیا در فینے محض کو اس ہیں؟"

عی مارڈا لے جائیں۔

یک بیک اس نے کسی قسم کی بوس کر کے نختے سکوڑے۔ عمران بھی ایک جھنکے کے ساتھ رک گیا تھا۔ صدر نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ سر پچکارا گیا پھر اسے ہوش نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا اور عمران نے کتنی دیر تک اپنے نختے چکلی سے دبائے رکھے تھے۔

## O

دوسری بار ہوش آئے پر اس نے سب سے پہلے مویکا کی آواز سنی تھی۔ غالباً وہ کسی پر برس رہتی تھی اس نے اٹھنا چاہا۔ لیکن جنبش بھی نہ کر سکا۔ سارے جسم میں چھین سی محسوس ہو رہی تھی ذہن ابھی پوری طرح صاف نہیں ہوا تھا لیکن اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فضا میں تیر رہا ہو۔ آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی تھی!

پھر آہستہ آہستہ اسے علم ہوا کہ اس کا سارا جسم رسیوں سے جکڑا ہوا ہے اور کروٹ بھی نہیں لے سکتا۔ سر پر بادلوں سے ڈھکا ہوا آسمان تھا اور وہ پت لیٹا ہوا اس طرح آنکھیں چھاڑ رہا تھا جیسے بادلوں کے پار دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

بہت سے قدموں کی آوازیں کانوں میں گونج رہی تھیں۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر سے کیوں اس طرح لے جایا جا رہا تھا۔ اس کے دوسرے ساتھی تو شاید اپنے پیروں سے ہی چل رہے تھے تو پھر عمران کی حالت بھی اس سے مختلف نہ ہو گی وہ بھی اس طرح اسٹرپر میں جکڑ دیا گیا ہو گا اور دوسروں نہیں کے کاندھوں پر اس کا بھی سفر جاری ہو گا۔ پھر اس نے جوزف کی آواز سنی جو شاید جنگلیوں سے گفتگو کر رہا تھا۔

صدر صرف گردن گھما سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ بھی آزاد نہیں تھے یک بیک اس نے تحریکیا کی آواز سن کر گردن گھمائی وہ اسی لباس میں تھی جس میں پچھلی رات نظر آئی تھی۔ عصا ہاتھ میں تھا اور وہ کسی قدیم ملکہ ہی کی طرح سفر کر رہی تھی۔ ایک زر ٹگار کری تھی جس کے پایوں سے دو لمبے لمبے باندھے گئے تھے اور اس طرح اسے آٹھ جگلی اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے چل رہے تھے۔

"کیا تم جاگ رہے ہو؟" تحریکیا نے صدر سے پوچھا۔

"مجھے یہی سمجھنے دو کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔"

رکھنے کے لئے! تاکہ وہ بھی ہمارے خلاف سازش کا خیال بھی دل میں نہ لاسکیں کیا تم بھی اس وقت بوکھانے گئے ہو گے جب تمہاری گولیاں حریت انگیز طور پر ضائع ہو گئی ہوں گی مجھے اطلاع ملی تھی کہ تم لوگوں نے نای گنوں سے جنگیوں پر گولیاں بر سائی تھیں۔"

"یہ حقیقت ہے کہ میں بوکھا گیا تھا۔ لیکن جانتی ہو عمران اس وقت کیا کر رہا تھا؟"  
"کیا کر رہا تھا؟"

"ماں تھہ آر گن بخارہ تھا۔"

"مگر اس وقت کیوں خاموش ہیں یہ حضرت؟ میں بھجن میں ہوں۔"  
"کیا ہوش میں ہے؟"

"پوری طرح! لیکن اس طرح آنکھیں چھڑا چھڑا کر دیکھتا ہے جیسے پہلی بار دیکھا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی نقی چال سوجھ گئی ہو۔ میرے ستارے ابھی تھے کہ وہ یک بیک اس طرح ظاہر ہو گیا ورنہ بعد میں شاند بمحض خود کشی کرنی پڑتی۔"

"شاید اپنی اس حماقت پر زندگی بھرا فسوس کرتا رہے۔"

"اسے حماقت نہ کہو اگر تمہاری زندگی خطرے میں نہ ہوتی تو وہ بھی ایسا قدم نہ اخاتا۔"  
"تو کیا واقعی تم مجھے مارڈا لیں؟" صدر نے مسکرا کر پوچھا۔

لیکن تمہری اس سوال پر خاموش ہی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد صدر نے پوچھا۔ لیکن وہ بچھلی رات معلق کیسے ہو گیا تھا۔ وہ روشنی کیسی تھی؟"

"وہ روشنی... ابھی تجرباتی دور میں ہے۔ لیکن ایک دن ہم اسی کے ذریعہ چاند تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ عمران محض اس عصا کی وجہ سے معلق ہوا تھا کشش اس پر نہیں بلکہ براہ راست عصا پر اثر انداز ہوئی تھی چونکہ اس نے اسے کپڑا کھا تھا اس لئے وہ بھی اوپر انھٹا چلا گیا تھا۔"

"لیکن معلق کیسے ہو گیا تھا؟ اگر اس روشن دائرے کی قوت کشش زمین کی قوت کشش پر غالب آگئی تھی تو عمران کو بھی اسی نے جا پکنا تھا۔ اگر وہ عصا اس کو اس حد تک اوپر لے جاسکتا تھا کہ اس کے بیرونیں چھوڑ دیں تو درمیان ہی میں لئکے رہ جانے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟"  
"شاید تم یہ بھول رہے ہو کہ ایک عصا میرے ہاتھ میں بھی تھا، اس سے نکلنے والی بر قی رو

"اب تو کو اس ہی ہیں! کیوں نہ بہت پہلے ان پر قبضہ کر پکے ہیں۔"  
"مگر تم ان لوگوں کا کیا کرو گی؟"

"یہ ایک تی قوم بنیں گے.... زیرولینڈ کے شہری کہلانیں گے۔"

"آہا تو کیا... بھی جائز... زیرولینڈ کہلاتے ہیں؟"

"نہیں! یہ زیرولینڈ کا صرف ایک معمولی ساحصہ ہے زیرولینڈ کا دار الحکومت کہاں ہے۔  
شاید تمہارے فرشتے بھی وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔"

"مگر بوناٹم لوگوں سے کیسے جاملہ۔ وہ تو ایک اسمگلر تھا۔"

"وہ بھیشہ ہی سے ہمارے ساتھ رہا ہے۔ ہمارے وسائل کا تعلق بھی تمہاری ہی دنیا سے ہے۔ اس نے ہمیں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ مختلف حقوق سے زرمادلہ کمانے کے لئے اسمگلنگ کو ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ لیکن وہ جو ہمارے آہل کار ہیں۔ اسے صرف میں الاقوایی پیانے پر ہونے والی اسمگلنگ ہی سمجھتے ہیں۔ انہیں اس کے اصل مقصد کا علم نہیں ہے۔"

"اور بوناٹم بھی انہیں لوگوں میں سے ہے؟"

"ہر گز نہیں وہ تو اس تنظیم کا سربراہ ہے اور زیرولینڈ کی ایک بہت بڑی شخصیت۔... البتہ اس کے تحت کام کرنے والے زیرولینڈ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

"تو ان جزوں میں تم لوگ بتیاں بسارے ہو؟"

"غارضی بتیاں۔ یہاں زیرولینڈ کے لئے کام ہوتا ہے۔"

"آہا سمجھا... تو اس طرح تم لوگ مہذب دنیا سے مزدور مہیا کرتے ہو۔"

"ٹھیک سمجھے! جنگیوں سے مشینوں پر کام نہیں لیا جاسکتا۔ ان سے تو بس ایسے ہی کام لئے جاتے ہیں جیسا تم اس وقت دیکھ رہے ہو لیکن یہ بھی نہیں جانتے کہ یہاں آپنے والے مہذب آدمیوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ یہ اس بستی سے بھی واقف نہیں ہیں جہاں تم لے جائے جا رہے ہو۔ انہیں ایک مخصوص جگہ سے آگے نہ بڑھنے دیا جائے گا۔"

"تو پھر میر اخیال ہے کہ محض انہیں قابو میں رکھنے کے لئے تم لوگوں نے یہ ڈھونگ پھیلایا ہے.... تم پیاراں ہوں... اور وہ دیوتا..."

"نه صرف انہیں قابو میں رکھنے کے لئے بلکہ مہذب دنیا کے آدمیوں کو بھی مرعوب کئے

" یہ کون ہے اور خصوصیت سے عمران ہی کے گرد کیوں ناجائز ہتی ہے پتہ نہیں کیوں مجھے محسوس ہوتا ہے میں اسے پہلے بھی کہیں دیکھ بھی ہوں۔ " تحریریا نے صدر سے کہا " مگر یہ جو لیتا فتنہ و اڑ تو نہیں ہو سکتی۔ "

" میں نہیں جانتا کون ہے۔ " صدر کا مختصر سایجواب تھا۔ اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ عمران اسے خاموش ہی و کھینچا چاہتا ہے۔

" اسے سمجھاؤ کہ اس سے دور ہی رہے ورنہ۔ " تحریریا نے جملہ پورا نہیں کیا مونیکا بھی چیخ جا رہی تھی۔

" یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم نبہت لوگ تمہارا کیا بگاڑ لیں گے جو اس طرح لے جائے جا رہے ہیں۔ " صدر نے کہا۔

" جو نبہت لوگ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے وہ اپنے بیرون ہی سے چل رہے ہیں ہاں آں کسی حد تک یہ بھی ممکن ہے کہ تم آزاد کر دیے جاؤ۔ لیکن وہ.... قطعی ناممکن ہے۔ "

" تحریریا کیا تمہیں شکرال کی مہمیاں نہیں۔ کیا ہم نے تمہیں اپنا قیدی بتایا تھا؟ "

" مجھے آج تک افسوس ہے اپنی حماقت پر کہ میں نے عمران کو قتل کیوں نہیں کر دیا تھا۔ " میں سن رہا ہوں۔ " عمران نے ہاک لگائی اس کا اسٹرپر بھی قریب ہی تھا۔ اب قتل کر دو۔ وہاں لے جا کر کیا کرو گی؟ "

" اس سے کہو خاموش رہے۔ " تحریریا نے غصیلی آواز میں کہا۔

" اچھا ایک بات بتاؤ۔ " صدر نے آئسٹر سے پوچھا " کیا تم اسے مرتے دیکھ سکو گی؟ "

" خاموش رہو! " تحریریا نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

وہ پھر کو ایک جگہ انہوں نے قیام کیا تحریریا کی زندگانی کی ایک اوپھی جگہ رکھ دی گئی تھی۔

ہام اور اس کے ساتھیوں کو چاول اور خشک مچھلیاں دی گئیں۔ کھانے کی تیاری میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوا۔ صدر اور عمران اب بھی اسٹرپر ہی میں جکڑے پڑے تھے۔ کھانے کے لئے بھی انہیں اٹھنے کی اجازت نہ ملی۔ تحریریا کا حکم تھا کہ کوئی انہیں اسی طرح لیئے ہی لیئے کھلا دے۔ مونیکا اور ڈیڑی اٹھی تھیں۔ ڈیڑی صدر کے پاس رک گئی۔

مونیکا عمران پر جھکتی ہوئی بولی تھی " بتاؤ میں کیا کروں تمہارے لئے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں

عمران کو نیچے کھینچ رہی تھی۔ پھر وہ معلق کیوں نہ ہو جاتا۔ مقصدا سے تباہ کرنا تھا اگر میرے عصا سے بر قی رو خارج نہ ہو رہی ہوتی تو اس کا عصا سے اوپر ہی لیے چلا جاتا۔ "

" تمہارا عصا بھی کیوں نہیں کھینچتا؟ "

" اگر دائرے کے فوکس میں ہوتا تو یقینی طور پر اس کا بھی بھی حشر ہوتا۔ یہ عصا! از یرو لینڈ کے سائنس داون کی حیرتی ایجاد تمہاری دنیا کی سب سے زیادہ تھیں کہ ایجادات پر بخاری ہے۔ ایک نعمتی سی بیڑی اس سے ہزار طرح کے کام لے سکتی ہے اور اسے صرف وہی روشنی... اور ٹکر میں تمہیں یہ سب کیوں بتا رہی ہوں۔ "

" نہ بتاؤ لیکن میں ان آدم خوروں کے متعلق ضرور پوچھوں گا جو صرف عورتوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ "

" اور تم لوگ ان آدم خوروں سے بھی زیادہ بھیاںک ہو جوان بیچاریوں کو ان کی بھینٹ چڑھانے کے لئے ساتھ لائے ہو۔ وہ آدم خور نہیں ہیں۔ ایسی خطرناک مہمات میں عورتیں حصہ نہیں لیتیں اس لئے یہ تدبیر کی گئی ہے۔ آخر بحتی کے لئے عورتوں کی بھی ضرورت ہے۔ اکثر لوگ یہاں آئے اور ان آدم خوروں نے ہماری اسکیم کے مطابق انہیں آگے نہیں بڑھنے دیا اور وہ واپس چلے گئے پھر دوبارہ آئے اور کسی نہ کسی طرح چند عورتیں بھی ساتھ لائے اور اب تو ہر یارثی کے ساتھ دوچار عورتیں ضرور ہوتی ہیں تاکہ انہیں آدم خوروں کے حوالے کر کے دفینوں کے صحیح مقامات معلوم کئے جائیں۔ لیکن وہ آدم خور انہیں دوڑاتے ہوئے ٹھیک اسی جگہ پہنچا دیتے ہیں جہاں سے تم لوگوں نے یہاں کیلئے سفر شروع کیا تھا۔ مگر یہ بتاؤ کہ تم دونوں نے ادھر کر رکھ کیوں کیا تھا؟ "

دفعتا عمران نے ہاک لگائی " صدر! میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے اس لئے ماٹھ آر گن بجانا چاہتا ہوں۔ ان سے کہو کم از کم میرا ایک ہاتھ تو آزاد ہی کر دیں۔ "

مونیکا جھپٹ کر اس کے پاس پہنچی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر چیننے لگی۔ " کھولو! ابے کھولو! دو! سنگدل عورت! "

" ہٹو... ہٹ جاؤ... اس کے قریب سے...! " تحریریا غرائی پھر اس نے جگلوں سے پچھے کہا اور وہ اسے گھینٹنے ہوئے پچھے لے گئے۔

ہے کہ میراجم نیزدیں سے چمد کر رہ جائے گا۔ مگر اس کے بعد کیا ہو گا... آخر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

"تم انہیں کیا سمجھتی ہو؟"

"سمجھ میں نہیں آتا۔"

"یہ بوغاتی کی طاقت ہے"

"نہیں!"! مونیکا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"یقین کرو میں نے بھی اس کے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا۔"

"کیا تم اس عورت کو پہلے سے جانتے تھے؟"

"بوغاتی کے بہت ساری میرے ساتھی میں پہچانے ہیں۔"

"مگر مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عورت تمہارے ساتھ کسی قسم کی لگ رکھتی ہو۔"

"میں تو نہیں۔ سونگھے سکا۔ تمہاری ناک تیز معلوم ہوتی ہے۔ ارے تو پہنچی کیوں ہو کھلا دنا مجھے! آخری وقت چاول اور مچھلی ہی نصیب ہونا تھا۔"

دفعہ تھریسا یا جھلانے ہوئے لمحے میں چینی" اے عورت تم ہٹو کوئی اور کھلانے گا اے!"

"کیوں" مونیکا پلٹ کر غرائی۔

"مکواں مت کرو یہ حکم ہے۔"

"ہمٹ جاؤ مونیکا۔ ورنہ وہ تمہیں خاک کاڑ ہیز بنا دے گی" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"آخر یہ مجھے خصوصیت سے تمہارے قریب کیوں نہیں جانے دیتی۔ مجھے تباہ کیا بات ہے"

"اسی سے پوچھو۔ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔"

"تم نہیں نہیں ابھی؟" تھریسا نے پھر اسے لکارا۔

مونیکا جھلاہٹ میں مڑی اور قریب ہی سے ایک پھر انھا کراس پر کچھ مارا۔ تھریسا بھی شاید غالباً نہیں تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے اپنا عصا اٹھایا تھا۔ پھر آدمی ہی راستے سے پلٹ کر مونیکا کے سر پر پڑا اور وہ جھی مار کر الٹ گئی۔ بس ایسا ہی معلوم ہوا جیسے اس پھر نے فوری طور پر اس کا کام تمام کر دیا ہو۔

523  
کس میں اتنی ہمت تھی کہ وہ مونیکا کے قریب جاتا.....؟ مونیکا اٹھی لیکن کھڑی نہ ہو سکی گھنٹوں کے مل پہنچی آگے پیچھے جھولتی رہی۔ پیشانی سے بہئے ہون سے پورا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"میں تمہیں اس دیواری کی سزا ضرور دوں گا۔" دفعہ صدر نے عمران کی غراہت سنی مگر یہ احمد عمران کی شو خیوں سے بھر پور آواز نہیں تھی یہ تو اس خوفناک روح کی آواز تھی جو اکثر عمران کے جسم میں طول کر جاتی تھی۔

اس کے جسم سے پہنچی ہوئی رسی کے کئی مل ترا تر ٹوٹے اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کئی جنگلی نیزے تاں کر اس کی طرف جھپٹے لیکن انکے قریب پہنچنے سے پہلے ہی عمران نے اسٹرپر سے ایک پی کھٹکنی کی تھی۔ وہ بھلا اس پی کو کب خاطر میں لاتے کیونکہ ان کے ہاتھوں میں تو نیزے تھے۔ انہوں نے اس پر بھر پور چلا لکھیں لگائی تھیں۔ عمران کی جگہ اور کوئی ہوتا تو بیک وقت تین نیزے اسے چھید کر رکھ دیتے لیکن دو نیزے تو زمین پر پڑے تھے اور ایک انھا ہی رہ گیا تھا اور اس لئے اخراج ہی کیا تھا کہ اسے استعمال کرنے والے کی کھوپڑی لالہ زار بن گئی تھی اور وہ غالباً سوچ رہا تھا کہ آگے گرے یا پیچھے۔

وہ دونوں دوبارہ سنبھلے اور پھر تو چاروں طرف سے عمران پر یلغار ہو گئی لیکن وہ اس سے پہلے ہی اتنا پیچھے ہٹ گیا تھا کہ اس کے ساتھی اس یلغار سے متاثر نہ ہو سکیں۔ جوزف نے بھی بڑی پھرتی دکھائی تھی۔ اگر وہ صدر کا اسٹرپر کو دوسری طرف نہ گھست لے جاتا تو وہ بری طرح کپلا گیا ہوتا۔

عمران جنگلیوں میں گھرا ہوا بالے کے ہاتھ دکھارہا تھا کیا جمال کہ جسم پر ذرا سی خراش بھی آئی ہو۔ سارے نیزے اسٹرپر کی پی ہی سے نکراتے تھے دو منٹ کے اندر ہی اندر کئی زخمی بھی ہوئے تھے۔ جس کے سر پر پی پڑ جاتی دوبارہ نہ انھا پاتا۔

تھریسا بوجھلاہٹ میں کری پر کھڑی ہو گئی تھی۔ اسے شاید اس کا بھی احساس نہیں رہ گیا تھا کہ عمران کے دوسرے ساتھی جو آزاد ہیں کسی وقت بھی اس پر یلغار کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اسے صدر کی آزادی کی خبر نہ ہو سکی۔ جوزف نے چپ چاپ اسے کھول دیا تھا۔ صدر لیئے ہی لیئے قریب کی جھازیوں میں رینگ گیا وہ اس پیشان کے پیچھے پہنچنے کی کوشش۔

کر رہا تھا۔ جس پر تحریسیا کی کرسی رکھی ہوئی تھی۔

ہام اور اس کے ساتھیوں سے اس کی توقع فضول تھی کہ وہ کسی قسم کی مدد کریں گے کیونکہ انہیں تو یقین ہو چکا تھا کہ وہ کسی شیطانی قوت کے زیر اثر آگئے ہیں۔ اس وقت بھی ہام اپنے بال نوج نوج کر کہہ رہا تھا۔

"یہ کیا کیا... اس پاگل آدمی نے۔ کیا اس نے مویکا کوز خی ہوتے نہیں دیکھا تھا کیا وہ کسی آدمی کی قوت تھی جس نے پہلے ہوئے پھر کارخ موز دیا تھا۔ یہ سور کا بچہ سب کی تباہی کا باعث بنے گا۔"

مویکا ایک طرف بیہوش پڑی تھی۔

جوزف جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خالی اسٹرپچر پر تحریسیا کی نظر پڑنے پائے اس نے کوشش کی تھی کہ ہام کے ساتھیوں میں سے کوئی صدر کی جگہ لیٹ جائے لیکن سکھوں نے لکھنے کتوں کی طرح دانت نکال کر اسے گالیاں دی تھیں۔ کوئی اور موقعہ ہوتا تو جوزف ان کے سر توڑ دینے کی کوشش کرتا لیکن اس وقت وہ اپنادماغ مخفیہ اسی رکھنا چاہتا تھا۔

عمران کے ہاتھ ابھی تک سست نہیں ہوئے تھے۔ دفعتاً جوزف نے تحریسیا کی جیخ سنی اور قلا نچیں بھرتا ہوا اس کی جانب دوڑا۔ عصا اس کے ہاتھ سے گز گیا تھا اور وہ صدر سے گتھی ہوئی تھی۔ جوزف نے عصا پر قبضہ کرنے میں بڑی پھر تی دکھائی۔

اب جنگلی عمران کو چھوڑ کر صدر کی طرف چھپے اور عمران نے جیج کر کہا۔ جوزف دستے میں لگا ہوا سرخ ملن دباؤ۔"

جوزف کے حواس بجال ہی تھے اس لئے اس سے کسی قسم کی بوکھلاہٹ سرزد نہ ہوئی اور پھر وہ توجہنگ و جدل کا موقع تھا۔ ایسے موقع ہی پر وہ پوری طرح بیدار نظر آتا تھا۔

سرخ ملن دبئے ہی نوکیلی برنجیوں سے چنگاریوں کی بوچھائی شروع ہو گئی۔ جنگلی ٹھنکے اور پھر خوفزدہ انداز میں پیچے ہنئے گے۔ اتنی دیر میں عمران ان سے کتراتا ہوا جوزف کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے عصا لیا اور پھر جنگیوں کی طرف دوڑ پڑا عصا سے چنگاریاں اب بھی پھوٹ رہی تھیں۔ جنگیوں کے پاؤں اکھر گئے شاید وہ عصا ہی انکادم نکال لینے کے لئے کافی تھا۔ وہ بے تحاش ایک جانب بھاگنے پڑے جا رہے تھے۔ جب نظروں سے او جمل

ہو گئے تو وہ تحریسیا کی طرف بڑھا جواب بھی صدر سے الجھی ہوئی تھی۔  
"اب الگ ہتھی ہو یا میں تم پر بھی چھوڑ دیاں بر ساویں" عمران نے کہا۔ تم بھی اسے چھوڑ دو  
صدر!"

صدر نے اسے چھوڑ دیا لیکن تحریسیا پر تو شاید دیوائی کا دورہ پڑ گیا تھا وہ اسے بری طرح نوج  
کھوٹ رہی تھی۔

آخر صدر نے جھلا کر اسے دھکا دیا اور وہ چنان کے نیچے لڑک گئی۔  
"خبر دار" عمران نے لکارا۔ اب پھر چلانا مت شروع کر دینا ورنہ تمہارا بھی وہی  
خشر ہو گا۔"

لیکن وہ بھی شائد جنگیوں کی طرح کسی جانب بھاگ نکلنے کی فکر میں تھی۔ عمران تاز گیا اور  
دوسرے ہی لمحے میں اس نے چنان کے نیچے چھلانگ لگادی۔

"بہت مشکل ہے تحریسیا باب تم مشکل ہی سے مجھے دھوکا دے سکو گی" اس نے کہا۔ بہتری  
اسی میں ہے کہ مجھے بوغاٹک پہنچا دو۔"

تحریسیا خاموش کھڑی رہی۔ اتنے میں صدر بھی نیچے پہنچ گیا۔  
اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دو" عمران نے اس سے کہا۔  
"یہ نہیں ہو سکتا۔ ہرگز نہیں۔" تحریسیا اپنا نقاب الٹی ہوئی بولی۔

"ہا۔ آ۔" عمران نے احتمانہ انداز میں مخفیہ سانس لی اور بولا۔ "اب تو واقعی نہیں ہو سکتا  
مگر صرف مجھ سے۔ بہتر یہ ہی ہے کہ چپ چاپ ہاتھ بند ہو گا۔"

"اور تم نے یہ سب کچھ اس عورت کے لئے کیا ہے کیوں؟" تحریسیا آنکھیں نکال کر بولی۔  
عمران کچھ نہ بولا۔ صدر آگے بڑھ کر تحریسیا کے ہاتھ باندھنے لگا تھا۔

"اچھی بات ہے" تحریسیا دانت پیس کر بولی۔ میں دیکھوں گی کہ تم کدھر جاتے ہو۔ مجھ  
سے توقع نہ رکھو کہ میں بوغاٹک تمہاری رہنمائی کروں گی۔"

"جہنم میں گیا بوغا۔" عمران نے گرد جھنک کر کہا۔ "اب تم مل گئی ہو یہاں سے سیدھے  
سوئزر لینڈ چلیں گے۔ وہاں ایک چھوٹا سا بگھ بنا کر میں اٹھے دیا کروں گا اور تم ملا کرنا۔"  
"بڑے ظالم ہو" تحریسیا کی ہنسی میں بہی شامل تھی۔

وہ تھریسیا کے منہ میں کپڑا ٹھوٹس کر بہونوں پر پٹی نہ باندھ سکی۔ تھریسیا نے بلند آواز میں قسم کھائی تھی کہ وہ موئیکا کو زندہ نہ چھوڑے گی۔ وہ عمران کو بھی برا بھلا کہتی رہی تھی۔ اور عمران نے صدر سے کہا تھا "زرادیکھنا میرے کان پر جوں تو نہیں ریگ رہتی۔"

صدر بے حد سنجیدہ نظر آرہا تھا۔ اس نے کہا "یہ طریق کار مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ تھریسیا ہمیں کسی اندر ہے کتویں ہی میں جا گرانے کی۔"

"وہ نہ گرانے تب بھی اندھا کوں توہر قدم پر موجود ہے"

"کیوں نہ ہم یہیں ٹھہریں؟"

"اور ہمی ڈیڑی کی آمد کے منتظر ہیں" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور صدر براسامنہ بنائے ہوئے دوسری طرف مڑ گیا۔

موئیکا تھریسیا سے بہت بڑی طرح پیش آتی لیکن عمران نے اسے سختی سے تنہیہ کی تھی۔ دوسری طرف وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر تھریسیا کو موقعہ مل گیا تو موئیکا کا توہر اسی میں مل جائے گی۔ اس نے اسے قسم کھاتے شا تھا۔ ہام کے ساتھی شاید اس زر نگار کری میں ہاتھ بھی نہ لگاتے۔ لیکن وہ عمران سے بھی خائن تھے خود ہام کا یہ عالم تھا کہ اب وہ اس سے آنکھ ملا کر گفتگو کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

بہر حال چار آدمیوں نے مقدس پیجاران کی کرسی کا نذر ہوں پر اٹھائی اور جلوس حرکت میں آگیا۔ لیکن عمران کی اسکیم کے مطابق نہ تو تھریسیا کا منہ بند کیا جا سکتا تھا اور نہ صدر اس پر تیار ہوا تھا کہ انہیں دوبارہ اسٹریپروں پر جکڑ دیا جائے۔

تھریسیا کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے لیکن وہ اس طرح چل زندہ تھی جیسے اپنی خوشی سے ہاتھ بند ہوائے ہوں۔ پیشانی پر شکن تک نہیں تھی اور چہرے پر نظر آنے والی تازگی کا کیا پوچھنا۔ بس ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے ابھی ابھی کسی مسرور دشاداں محفل سے اٹھی ہو۔

راتے کے بارے میں عمران نے بھی ذرہ برابر تشویش نہیں ظاہر کی تھی۔ بس ناک کی سیدھی میں چل پڑا تھا۔ صدر ایک بار پھر الجھن میں پڑ گیا تھا۔ لیکن اس نے عمران سے پوچھا نہیں کہ اس اندر حادھن سفر کا نجام کیا ہو گا ضروری نہیں تھا کہ تھریسیا کی منزل بھی اسی جانب

"فکر مت کرو۔ تمہیں اسی شان سے لے چلیں گے۔ اسی کرسی پر بیٹھو۔ ہمارے آدمی تمہیں اٹھائیں گے۔ لیکن حصائیں اپنی دم میں لٹکاؤں گا تاکہ جنگی یچھے سے حملہ نہ کر سکیں۔"

"اوہ ٹھہر وا تم زخمی تو نہیں ہوئے" تھریسیا نے پوچھا "ان کے نیزے بڑے زہر میلے ہوتے ہیں۔"

"مر نے دو۔ تمہیں کیوں فکر ہے جلدی کرو... چلو!"

تھریسیا ہٹنے لگی۔ دل کھول کر تعقیب گارہی تھی۔ پھر اس نے ہٹنے ہی ہوئے کہا۔

"مزاق سمجھے ہو۔ مجھ پر اس طرح ہاتھ ڈال دینا بھی کھیل نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ بھاگ گئے ہوں گے۔ جھاڑیوں میں چھپ چھپ کر نیزے چھینگیں گے اور تم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچے گا۔"

"جب پھر دوسرا تدبیر بھی ہو جائے گی۔"

"میں بھی تو سنوں۔" تھریسیا نے زہر خند کے ساتھ کہا۔

"ڈیڑی تمہارے کپڑے پہننے گی اور تم ڈیڑی کے.... میں اور صدر پھر اسٹریپروں پر لیٹ جائیں گے۔ انہوں نے تمہاری شکل کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ تمہاری طرف توجہ سکنے دیں گے۔ ڈیڑی کے چہرے پر نقاب ہو گا اور ہاتھ میں عصا۔"

"یہ نہیں ہو سکتا" تھریسیا پھر جیخ پڑی۔

"یہی ہو گا اور تمہارے حق میں کپڑا ٹھوٹس کر اور پر سے پٹی باندھ دی جائے گی تاکہ تم انہیں ان کی زبان میں مخاطب کر کے کچھ کہہ نہ سکو!"

"اجھی بات ہے دیکھنا کیا حشر ہوتا ہے تمہارا"

"وہ جھاڑیوں سے چھپ کر دیکھیں گے اور اسے بھی مقدس پیجاران کی پر اسرار قوتوں کا کرشمہ سمجھیں گے۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ فرے لگاتے ہوئے باہر آئیں اور جلوس میں شریک ہو جائیں.... کیا خیال ہے؟"

تھریسیا سر جھکائے کھڑی اپنا چلا ہونٹ چباتی رہی۔

## O

موئیکا نے ڈیڑی کے کپڑے تھریسیا کو پہنائے تھے اور ڈیڑی مقدس پیجاران بن گئی تھی لیکن

"خیر خیز وہی سکی ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس محاورے کو عملی جامہ پہناؤ۔ ہاں تو وہ بکھی۔ بکھی میرے اسٹرپر کے ساتھ بھی چلنے لگتا تھا اس کے قدم لڑکھراتے اور وہ اسٹرپر کی پٹی پر ہاتھ رکھ دیتا۔ اس کی انگلیوں میں ایک ریز ریلیڈ دبایا ہوا تھا۔ بس وہ اسی طرح ری کو کمزور کرتا گیا اور جب مجھے ضرورت محسوس ہوئی میں نے خود کو آزاد کرالیا۔ ورنہ کیا تم مجھے ہر کو لیس کا پٹھا سمجھتے ہو۔ یہ ری تو ہاتھی سلمہ کے اباجان سے بھی نہ ٹوٹی۔"

"تب تو واقعی اچھا بارہا ہے۔ اوہو! میں اس واقعے کو بھول گیا اس نے تو میری بھی مدد کی تھی۔ وہ موقع ایسا تھا کہ تحریسیا بھی دنیا و مافینہ سے بے خبر ہو گئی تھی۔ لیکن جوزف میری ری

کھول رہا تھا۔ اس سے یہ حادثت بھی سرزد ہو سکتی تھی کہ خود بھی اسٹرپر کی دوسری پٹی کھینچ کر بھڑکتا۔ آہا! نہبھریے آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اس بچارے کا کیا خشر ہوا جو آپ کو غار میں ملا تھا۔" وہ ان دونوں میں سے ایک کی گولی کا نشانہ بن گیا تھا جنہیں میں غار ہی میں قید کر آیا ہوں۔

"واقعی اگر وہ نہ ملتا تو شاید میں غار ہی میں سر گکرا تارہ جاتا نہ وہ عصا ہاتھ لگتا اور نہ میں یہاں پہنچ سکتا۔ یہ عصا بھی اس صدی کی جیرت انگیز ایجاد ہے۔ وہ گولیاں یاد ہیں تا تمہیں جو جنگلیوں پر ضائع ہوئی تھیں۔ اس کا باعث وہی عصا تھا جہازیوں میں چھپے ہوئے سفید فام آدمی نے اس کا رخ اسی درخت

کی طرف کر رکھا تھا۔ لہذا گولیاں جنگلیوں تک پہنچنے سے پہلے ہی درخت کی طرف مڑ جاتی تھیں۔ اس عصا سے کئی کام لئے جاسکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس میں کہیں کوئی چھوٹا سا اڑانس میزرا بھی فٹ ہو۔ کیونکہ تحریسیا نے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ بونا کو میری حرکات کی اطلاع ہو گئی ہو گی۔ مگر ان دونوں نے مجھے ٹرانس میزر کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا جنہیں میں غار میں قید کر آیا ہوں۔"

"اگر بونا کو اطلاع ہو گئی ہو گی تو پھر آپ کے اس اطمینان کو کیا کہا جائے۔" صدر نے کہا "پاگل پن کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو گویا ہم سب خود کشی کرنے والے ہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ قافلہ چلتا رہا۔

موئیکا سب سے آگے ڈیزی کی کرسی کے ساتھ چل رہی تھی۔ عصا ڈیزی کے ہاتھ میں تھا۔ یک قریب ہی سے جنگلیوں کے نفرے کی آواز آئی اور ہاں کے ساتھیوں کے قدم لڑکھانے لگے۔ عمران نے انہیں لکارا اور پھر وہ جھپٹ کر تحریسیا کے پاس جا پہنچا۔

ہوتی جدھر اب ان کے قدم اٹھ رہے تھے۔

جوزف تحریسیا کے پیچھے چل رہا تھا اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ کچھ عقائد یہ پہلے اس نے عمران سے کہا تھا کہ وہ تحریسیا کی طرف سے مطمئن رہے۔ اگر اس نے جنگلیوں کو دیکھ کر ان سے کچھ کہنے کی کوشش کی تو وہ اس طرح اس کی پشت پر نیزہ مارے گا کہ اسی دوسری طرف نکل جائے گی۔ بھی بھی وہ بڑا بڑا نے لگتا۔ تحریسیا کو را بھلا کہتا مگر اس لئے نہیں کہ وہ انہیں جہنم میں لے جا رہی تھی بلکہ اس کی وجہ تحریسیا کا دھمک تھا جس کے تحت اس کی حدود میں شراب نہیں داخل ہونے پاتی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔" میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم اسی دنیا کی مخلوق ہو ورنہ چیلیں اتنی واہیات نہیں ہو تیں کہ شراب نہ پینے دیں اگر مجھے آج صحیح ٹھیکانے مل جاتی تو میں قبر ہی میں پہنچ جاتا۔ تحریسیا نے بڑے دلاؤ بینداز میں مسکرا کر افسوس ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ منزل مقصد پر پہنچ کر اس کے لئے اعلیٰ قسم کی شراب مہیا کرے گی۔ جوزف موجود میں آگیا اور تحریسیا اس سے موئیکا کے متعلق پوچھنے لگی سوال کچھ اس انداز کا تھا کہ جواب اس کا اور عمران کا تعلق ظاہر کر دے۔

"ارے وہ! جوزف نے برا سامنہ نہ کہا۔" وہ بھی انہیں عورتوں میں سے ہے جو میرے پاگل بس پر عاشق ہو کر اپنی حالت جاہ کر لیتی ہیں۔"

"وہ خود اس میں دل چھمی نہیں لیتا؟" تحریسیا نے پوچھا۔

"باس.... اور کسی عورت میں دل چھمی لے گا۔ ہاہا.... میں نے سنائے وہ اپنے باب سے محض اسی لئے خفار ہتا ہے کہ اس نے اس کی ماں سے شادی کیوں کی تھی۔ خود اپنے ہی پیٹ سے اسے کیوں نہیں پیدا کیا تھا۔"

"تم اس کے ملازم ہو؟"

"وہ میرا باب ہے میں بھی اکثر سوچتا ہوں کہ کاش اسکے پیٹ سے پیدا ہوتا۔"

دوسری طرف عمران جو سب سے پیچھے چل رہا تھا۔ صدر سے بولا۔" جوزف بڑا اچھا بارہا ہے۔"

"ہاں میرا خیال ہے کہ اسے ٹھیکانے مل گئی ہے۔"

"نہیں! یہ بات نہیں۔ جانتے ہو میں نے رستی کیے تو ڈالی تھی؟"

"رسی تڑانا محاورہ ہے۔ عمران صاحب!"

"تم مطین رہو" تحریسیا نے مسکرا کر کہا۔ میں اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالوں گی۔  
"تم اکثر مجھے تحریر کر دیتی ہو؟"

"یہ نہ سمجھو کہ اس میں کسی قسم کی کوئی چال ہے" تحریسیا نے مخفی سانس لے کر کہا۔  
"میرا ہاتھ تم پر بھی نہ اٹھ سکے گا۔ اگر چاہتی... تو تمہیں عبادت خانے ہی میں ختم کر دیتی۔"

"اگر خود ہاتھ نہیں اٹھا سکتیں تو... کسی دوسرا سے قتل کراؤ۔"  
دفعہ موینکا چھپی اے... ہم واس عورت کے پاس سے۔"

"خدا کی قسم اس کیتا کو ہر گز زندہ نہ چھوڑوں گی۔" تحریسیا دانت پیس کر بولی۔ "کب سے جانتے ہو اے؟"

"میں تو اب بھی نہیں جانتا۔" عمران نے مردہ کی آواز میں کہا۔ مگر یہ میرے باپ کے دادا تک کو جان پہنچی ہے۔"

"دیکھوں گی میں اے... اور کان کھول کر سن لو اگر تم نے اب اسے منہ لگایا تو اپنے حق میں بھی مجھے برائی سمجھتا۔"

"اے باپ رے لو وہ کلوٹے بھی آہی پنچ۔"

جگلیوں کا غول یک یک سامنے آگیا تھا۔ قافلے کو رک جانا پڑا۔ پچاروں کی کرسی آگے ہی تھی۔ انہوں نے نیزے ہلاہلا کر نعرے لگائے اور کرسی کے گرد ناچنے لگے۔

"یہ ٹھیک ہے" عمران بڑا لیا۔

"اگر میں اس حال میں بھی محض اشارہ کر دوں تو تم لوگوں کی ہڈیوں تک کا پتہ نہ چلے۔"

"یہ دیکھے اوسڑ پچر کی پئی اب بھی میرے ہاتھ ہی میں ہے" عمران نے لاپرواہی سے کہا  
"میں تمہارے اس کمال کی بھی معترف ہوں۔ کاش تم ہمارے ساتھ ہوتے... عمران زیر و لیند جنت ہے۔"

"بھلا جنت میں شیطان کا گزر کہاں؟"

اب جگلیوں نے قافلے کے ساتھ دور ویہ چنان شروع کر دیا تھا۔ عمران نے نہیں کہا۔ دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ وہ اسے تمہارا مجرم ہی سمجھیں گے۔ مگر انہیں کم از کم مجھ سے تو الجھنا ہی چاہئے تھا۔

"جب پچاروں نے معاف کر دیا تو وہ کیا کر سکیں گے" تحریسیا مسکرا کی

"اے تم نہیں ہے وہاں سے" موینکا نے بھرپاٹ لگائی۔

"ٹھہرو کیتا۔ ابھی بتاتی ہوں تمہیں" تحریسیا آہستہ سے بڑھا۔

عمران نے کہا۔ موینکا کیا تمہیں خطرے کا احساس نہیں ہے۔ خاموشی سے چلو۔

"مجھے اس کے علاوہ اور کسی خطرے کا احساس نہیں ہے کہ وہ تمہیں زندہ دفن کر دینے کی قدر میں ہے" موینکا نے جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو" عمران غریباً

"میں اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ تم نے کبھی ایسے لبجھے میں مجھ سے گفتگو نہیں کی۔"

"اب کرے گا" تحریسیا پس پڑی۔ کیونکہ یہ میری ہی تلاش میں یہاں آیا ہے۔ ہم بہت دونوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔"

"کیوں؟ کیا یہ حق ہے؟" موینکا عمران کی طرف دوڑ پڑی۔

تحریسیا کر گئی۔ اس کے ہاتھ آزاد نہیں تھے۔ لیکن تیور سے یہی ظاہر ہوا تھا کہ اس حال میں بھی لڑھی جائے گی۔ قافلہ گزرتا رہا۔ موینکا دوسروں کے درمیان سے راہ بناتی ہوئی چھپنی چلی۔

آرہی تھی۔ تحریسیا کے ساتھ عمران کو بھی رک جانا پڑا تھا۔ جنگلی سمجھے شاید وہ بھاگنے کی قدر میں ہیں۔ اس نے ان میں سے کچھ نیزے تانے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ جوزف نے ان سے

کچھ کہا لیکن وہ بدستور بڑھتے ہی رہے۔ یہ ایک اوپھی سی چٹان تھی۔ جس پر یہ لوگ رکے تھے جیسے

ہی موینکا قریب آئی تحریسیا نے تیری سے جھک کر اس کے سینے پر گکھا۔ یہ اتنے غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ عمران بھی مداخلت نہ کر سکا۔ موینکا شاید اس کے لئے تیار نہیں تھی۔ وہ لڑکھراتی ہوئی چٹان کے سرے نکل چلی گئی۔

"اوہ" عمران جیچ پڑا چٹان کے سرے پر موینکا قدم بھانے میں ناکام رہی تھی پھر انجمام کیا ہوتا؟  
بڑی دل دوز جیچ تھی۔ جنگلی بھی سرے کی جانب چھپتے تھے۔ موینکا سیکلروں فٹ کی گھر ای میں

نظر آئی لیکن ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

عمران اس کی پرواہ کے بغیر کہ خود اس کا کیا حشر ہو گا۔ نشیب میں دوڑنے لگا۔ اس کے علاوہ شاید ہی کوئی اس کی جرأت کر سکتا۔

"موینکا... موینکا..." وہ جیچ رہا تھا۔

تھریسیا عمران کے قریب ہی کھڑی مسکراتی رہی اس نے کہا۔ "اب بتاؤ یہاں سے جنگلی تو تمہاری رہنمائی نہ کر سکیں گے۔"

"رہنمائی کی ضرورت ہی نہیں۔ میں دیدہ و دانتہ موت کے منہ میں آکو دا ہوں۔"

"اب بھی کچھ نہیں گذا۔... زیر و لینڈ تمہیں خوش آمدید کہہ سکتا ہے۔"

"میں بھی دیرے سے یہی سوچ رہا ہوں!"

"غمگاری نہیں چلے گی۔"

"ہاں اب تواقی نہیں چلے گی۔ اس سلسلے میں خاموشی ہی اختیار کرلو تو بہتر ہے۔"

"مجھے یو قوف نہیں پناہ سکو گے۔"

"پھر تمہیں کس طرح مطمئن کیا جاسکتا ہے۔"

"میرے ہو جاؤ، صرف میرے" وہ اس کے قریب ہٹکتی ہوئی جذباتی انداز میں بولی۔

"اے باپ رے۔" عمران خوف زدہ انداز میں پچھے ہٹ گیا۔

"میں تمہیں مارڈاں گی۔ جیسے اسے مارڈا ہے۔"

"تو بتاؤ نہ کوئی کسی کا کیسے ہو جاتا ہے۔ یہ سائنس میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی۔"

"میرا مضمکہ مت اڑاؤ۔" تھریسیا نے کھیانے انداز میں کہا پھر غصیلی آواز میں بولی۔

"اس سے کہو کہ کرسی سے نیچے اتر آئے کریں یہیں رہے گی اور یہ جنگلی یہیں میری واپسی کے بھی منتظر ہیں گے۔"

یک بیک ہام آگے بڑھ کر بولا۔ "ہم کہیں بھی نہ جائیں گے۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔"

"آہا تو کیا دینے حاصل کئے بغیر ہی واپس چلے جاؤ گے۔" عمران نے تلخ لمحہ میں کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے یہاں سے کوئی نہیں لے جاسکتا۔"

"کوئی بھی نہیں جائے گا، کوئی بھی نہیں جائے گا۔" ہام کے درسرے ساتھی جتنے لگے۔

"جیپاگل پن ہے کہ ہم کسی قیدی کے قیدی ہیں۔" ہام نے کہا۔

"اوہ! تو تم مجھے قیدی سمجھتے ہو۔ حالانکہ اس وقت بھی میں آبن واحد میں تم سہوں کا خاتمہ کر سکتی ہوں۔"

"ہام عقل کے نافن لو" صدر بولا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ دوسری صورت

"اس سے .... ہوشیار .... خدا حافظ .... یہ الفاظ نہیں بلکہ چنیں تھیں .... موئیکا کی آخری چنیں .... اور پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا تھا۔



ڈیزی بری طرح بد حواس ہو گئی تھی۔ اگر صدر نے حاضر دماغی سے کام نہ لیا ہوتا تو یہی اب تری پھیل جاتی۔ شاید ڈیزی بھی عصا پھیل کر چھیت ہوئی کسی طرف بھاگ لکھتی۔

دوسری طرف ہام دانت پیتا ہوا تھریسیا کی طرف بڑھا تھا۔ شاید ارادہ سیکھا کہ اس کا گلا گھونٹ دے۔ لیکن جوزف نیزہ اٹھا کر بولا۔ "وہیں ٹھہر دباں کے حکم کے خلاف تم ایک قدم بھی نہ اٹھا سکو گے۔"

" تو کیا وہ اسے معاف کر دے گا۔" ہام دہڑا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کرے گا۔ تم دور ہی رہو۔"

تھریسیا خاموش کھڑی تھی لیکن اس کے چہرے پر نہ تو پشیمانی کے آثار تھے اور نہ سراسیگی کے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس سے کوئی غیر معمولی حرکت سرزد ہی نہ ہوئی ہو۔

عمران تھوڑی دیر بعد کچھ جنگیلوں کے نرخے میں واپس آیا۔ اس کا چہرہ سنا ہو تھا یہکے وہ تھریسیا سے بولا۔ "تمہارا نجماں بڑا بھیا کے، ہو گا۔"

"اس عورت کے لئے" تھریسیا آنکھیں نکال کر غرائی۔

"نہیں ایسے ہی ہزاروں ذی روح انسانوں کے لئے جنمیں تمہارے ہاتھوں جانی نصیب ہوئی ہے۔" تھریسیا نے لاپرواں سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف مڑ گئی۔

"کیا اس کی لاش یو نہیں پڑی رہے گی باس؟" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہاں اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں اسے ایک گڑھے میں چھوڑ آیا ہوں۔" عمران نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھا تاہو اڑا ڈیزی کے قریب پہنچ گیا۔

"درستا" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تمہاری حفاظت کی جائے گی۔ میں ساتھ ہی چل رہا ہوں۔" شام ہوتے ہوئے قائلہ وہاں جا پہنچا جہاں جنگیلوں کے آگے بڑھنے کی حد ختم ہوئی تھی۔ یہ وہی پہاڑ تھا جس کی چوٹی دور سے کسی مگر مجھ کا پھیلانا ہوا بہانہ معلوم ہوئی تھی۔ جنگیلوں نے نفرے لگائے اور پھر پچارن کی کرسی کے گرد ناچنے لگے۔

میں ایڑیاں رگزرا کر مرتا پڑے گا۔ تم نہیں جانتے یہاں ان لوگوں نے اسی طرح مہذب دنیا کے لوگوں کی بستیاں بنائی ہیں، جو اس پر آمادہ نہیں ہوتے وہ اسی آدمی کی طرح بھلکتے پھرتے ہیں جسے ساحل پر مورجن کے ساتھیوں نے مار دالا تھا۔"

ہام خاموش ہو گیا۔ صدر نے یہ سب کچھ بلند آواز میں کہا تھا تاکہ دوسرا بھی سن سکیں۔ پھر وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے۔ صدر یا عمران کو مخاطب کر کے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ ڈیزی عمران کی پدایت پر کرسی سے اتر آئی تھی۔ تحریکیاں نہیں تھاں لئے تحریریاں کی ہوئی بولی۔ پڑھنا ہو گا۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ لڑکی اوپر جا سکے۔"

"پھر کیا خیال ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ ڈھونگ اب ختم کر دو۔ میں نہیں چاہتی کہ فوراً ہی تم پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے۔"

"کیا ان جنگلوں کی موجودگی ہی میں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"نہیں اور چل کر۔ تم بوغاکی قوت سے نہیں نکلا سکو گے۔ پھر خواہ مخواہ موت کے منہ میں کوڈ پڑنے سے کیا فائدہ۔"

کچھ دیر بعد وہ سب چڑھائی پر نظر آئے۔ جنگلی نیچے ہی رہ گئے تھے۔ ان میں نے کسی نے بھی آگے بڑھنے کی تو شش نہیں کی تھی۔

"برالیبا فراڈ پھیلایا ہے تم لوگوں نے۔" عمران بولا۔

"ہم ساری دنیا میں صبیض ضرورت مختلف ذرائع استعمال کرتے ہیں۔"

جوزف شپلائی کی پتیاں چاچا کر چوس رہا تھا اس نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔ "مگر میں نے دنیا کے کسی حصے میں کوئی ایسا نظام نہیں دیکھا جیاں شراب پر تو پابندی ہو لیکن تازی جلال سمجھی جائے۔ کیا اس میں نہ شہ نہیں ہوتا؟"

"اوہ! تم نے درختوں پر ہائیاں لٹکی دیکھی ہوں گی۔ مگر وہ پینے کے لئے نہیں ہوتی۔ وہ تو اس میں چاول ابالتے ہیں۔"

"تازی کے چاول۔" جوزف ہونٹ چاٹھے لگا۔

صدر مونیکا کے لئے معموم تھا۔ وہ اسے کبھی اچھی نہیں لگی تھی اس کے خلاف وہ عموماً شدید پھیلاہٹ اور نفرت میں بیٹھا رہتا تھا لیکن اس کی اچاک موت اسے گراں گزری تھی۔ اگر وہ عمران

کی جگہ ہوتا تو یقینی طور پر تحریریا کی گردان مردڑ کر کر دیتا۔ لیکن عمران معلوم نہیں کیا سوچ رہا تھا۔ اس نے اس وقت تو اس کے چہرے پر گھرے تائف کے آثار دیکھے تھے جب وہ مونیکا کی لاش کی گڑھے میں رکھ کر اوپر والپیں آیا تھا۔ مگر اب یہ کہنا دشوار تھا کہ اس کے ذہن کے کسی گوٹے میں مونیکا کی دھنڈی کی پرچاہیں بھی باقی ہو۔ وہ اس کی قاتلہ سے ہنس کر گفتگو کر رہا تھا۔

کچھ بلندی پر پہنچ کر وہ ایک ایسی چٹان کی اوٹ میں آگئے جس کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا اور یہاں نیچے سے دیکھ لئے جانے کا بھی امکان نہیں تھا اس لئے تحریریا کی ہوئی بولی۔

"بس اب میں مجھے اپنے لباس میں آ جانا چاہئے۔"

صدر کو عمران کی آنکھوں میں متضاہ کیفیتیں نظر آئیں جیسے وہ خود کو حالات کے دھلے پر بہنے دینا بھی چاہتا ہو اور دوسری طرف یہ بھی چاہتا ہو کہ حالات کے خلاف اس کی جدوجہد جاری ہی رہے۔

غالباً اس مرحلے پر اس کی قوتِ فیصلہ ہی جواب دیتی جادہ تھی۔ تحریریا کے ہاتھ کھوں دیئے گئے۔

تحریریا نے عصا کے لئے ڈیزی کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن عمران نے اس سے پہلے ہی اس پر قبضہ کرتے ہوئے کہا۔ "یوں نہیں! میں اسے قابلِ استعمال نہیں رہنے دوں گا۔"

اس نے اس کے نیچلے سرنے کو گھماٹا شروع کیا۔ جلد ہی وہ کسی پیچ دار ڈھکن کی طرح الگ ہو گیا۔ پھر صدر نے دیکھا کہ اس نے اس کے ابدر سے شیشے کی ایک نکلی نکالی اس میں سبز رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا۔

"ارے۔ ارے۔" تحریریا نے اس کی طرف بڑھنے کی بڑی کوشش کی تھی۔ لیکن جوزف جھپٹ کر پیچ میں آگیا اور دانت نکال کر بولا۔ "نہیں! میڈم... بس کی باتوں میں داخل دینے سے بد ہضمی ہو جاتی ہے۔"

عمران اس نکلی کو بہت احتیاط سے جیب میں رکھ پکا تھا۔ پھر اس نے عصا اس کی طرف بڑھایا۔ تحریریا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑا ہی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار بھی تھے اور پیشانی پر سلوٹیں بھی ابھر آئی تھیں۔

یک بیک پشت سے کسی کے ہنپتے کی آواز آئی اور وہ چونک کر مڑے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پستہ تد جنگلی کھڑا ہنس رہا تھا۔ تحریریا نے دہڑا کر اس سے کچھ کہا لیکن جنگلی نے انگریزی میں جواب دیا۔ "مادام تحریریا۔ خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف یہ دیکھنے کے لئے چلا آیا تھا۔

کہ اب عشق کس منزل میں ہے!"

تھریسا نے تھیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے اس عورت کو کیوں مار دالا؟" جنگلی نے پوچھا۔

"خاموش رہو۔" تھریسا غرائی۔

"اپنے ہاتھ گرفتاری کے لئے پیش کرو تھریسا۔" جنگلی نے سرد لیجھ میں کہا۔ تم نے زیر و

لینڈ سے خداری کی ہے۔ ذاتی پر خاش کی بنا پر تم نے ایک ایسی عورت کو مار دالا۔ جو حقیقی طور پر زیر و

لینڈ کے کام آتی۔"

"آہا۔" عمران احترماً حملتا ہوا بولا۔" میں نے بیچاں لیا جہاں پناہ کلوٹ المعظم کو۔"

"یہ تو بوعا معلوم ہوتا ہے۔ صدر آہستہ سے بولا۔ جوزف اس کے قریب ہی کھڑا تھا اس نے

حرث سے آنکھیں پھاڑ دیں اور پھر بولا۔" ہاں شاید مگر یہ سر سے پیڑ بک سیاہ فام کیسے ہو گیا۔"

"میک اپ!"

یک بیک جوزف نے جنگلی پر چلانگ لگائی لیکن وہ اچل کر پیچھے ہٹ گیا ساتھ ہی اس نے

اپنے تھیلے سے سیاہ رنگ کا ایک پستول نکال لیا تھا۔ ٹریگر دبیتے ہی پستول سے پانی کی باریک سی دھار

نکل کر جوزف کی پیشانی پر پڑی اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا اس کی حالت سے تو دوسری دل نے ہی

اندازہ لگایا کہ جیسے اس کے سر پر موئاسالہ رسید کر دیا گیا ہو۔

"ہاں میں۔ ہاں میں!" جوزف اسی طرح جھومتا ہوا ذہیر ہو گیا۔

"میں غافل نہیں تھا۔" بونا نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر عمران سے کہا۔ مجھے اطلاع

مل گئی تھی کہ ایک الکڑا اپکٹر غلط ہاتھوں میں چکنی گیا تھا اس لئے مجھے خود ہی معاملات کو دیکھا پڑا۔

صدر تم اسی روماں سے تھریسا کے ہاتھ پھر باندھ دو۔ صرف وہی قیدیوں کی طرح چلے گی۔"

"بونا ہوش میں آؤ۔" تھریسا غرائی۔" میں تم سے کثر نہیں ہوں۔ مجھے اپنا ماحت نہ

سمجھو۔ میں تمہاری دیکھ بھال کے لئے یہاں بھیجنی گئی تھی۔"

"میری کسی لغزش پر تم بھی باز پرس کر سکتی ہو؟" بونا نے لاپروائی سے کہا۔

"تم اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔"

"اوہ! صدر رکیا تم نے سنائیں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔"

"آخر مجھے کیوں نہیں دیتے کوئی حکم جہاں پناہ "عمران گڑگڑایا" میں تو زیر و روڑ... اور ہبہ..."

لینڈ کا سب سے پرانا خادم ہوں۔"

"تم دونوں ساتھ ہی قتل کے جاؤ گے تمہارا قتل میری زندگی کا سب سے بد امتن ہے۔"

"مگر جنگلیوں ہی کی طرح قتل کرنا دیے پہلے بھی ہتھیے لوگ مجھے قتل کر چکے ہیں۔ لیکن

کسی جنگلی کے ہاتھوں قتل ہونے کا موقع آج تک نہیں ملا۔"

"بکواس بند کرو۔ اس خوشی کو اٹھواؤ اور سامنے والے غار میں اتر چلو۔ تھریسا تم سے میرے

پاس ٹھہرو گی۔"

تھریسا نے عمران کی طرف مڑ کر بائیں آنکھ دبائی۔ صدر اس کا مطلب نہ سمجھ سکا لیکن

عمران کے چہرے سے اندازہ کرنا دشوار تھا کہ وہ اس اشارے کا مطلب سمجھا ہے یا نہیں۔

"اس پستول سے ایسی لہریں بھی خارج ہو سکتی ہیں جو اسی جگہ تم سب کا غاثمہ ہی کر دیں۔"

بونا نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

"یہ بات غلط نہیں ہے۔" تھریسا عمران سے بولی۔

"بڑی مصیبت ہے۔" عمران نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔ غلطی ہوئی مجھ سے کہ اس جادو کے

ڈنگے کا بال سالا میں نے پہلے ہی نکال لیا تھا۔ ورنہ تم اس وقت اچھی طرح بونا کی خبر لے سکتیں۔"

"تھریسا! اپکٹر میری طرف پھیک دو۔" بونا نے کہا۔

تھریسا نے اس طرح شانوں کو جبکش دی جیسے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو! اپکٹر

بدرستور اس کے ہاتھ ہی میں رہا۔

"اوہ تو تم مذاق سمجھی ہو۔" بونا غرائی۔" پیچے دیکھو... کیا ہے؟"

اوہ تھریسا کی پلکیں جھپکیں اور اوہ بونا کے پستول سے پھر وہی باریک سی دھار نکل لیکن

تھریسا یا حقیقتاً غافل نہیں تھی۔ اس نے دھار اس کے بائیں شانے پر سے گزرتی ہوئی ہام کے ایک

ساتھی کے چہرے پر پڑی اور وہ چکر اکر بیٹھ گیا۔

تھریسا نے اپکٹر بونا پر دے مارا، جو پڑتا تو سر ہی پر پڑتا۔ لیکن وہ بھی احتقان نہیں تھا۔ بڑی

صفائی سے خود کو پچا گیا۔

"بہت خوب، اب تم اپنی سزا نے موت میں اذتوں کا بھی اضافہ کرتی جا رہی ہو تھریسا! کہ

سک سک کر مرتا پند کر دگی؟"

"ہمتوں کوڈ ہمکیاں دینا مرد اگنی نہیں ہے بونا۔" صدر نے کہا۔

"نہتے؟" بونا نے حیرت سے کہا۔ پھر قبھہ لگا کر بولا۔ " عمران سے کہو کہ اب وہ سگریٹ کیس نکالے جس سے بے آواز فائر گر ہوتی ہے۔"

عمران نے ہونٹ سکوڑ کر دیدے نچائے اور اپنی جسمیں ٹوٹنے لگا۔ پھر صدر نے اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار دیکھے۔ بونا ہنس رہا تھا بالکل اسی طرح جیسے کسی نئھے سے بچے کا مفعکہ اڑاہا ہو۔

"تمہیں تمہاری انسانیت لے ڈوبی۔ اگر ان دونوں کو قید کرنے کی بجائے مارڈا لئے تو شاید اس وقت حالات دوسرے ہوتے۔" بونا نے سنجیدگی سے کہا۔ مجھے انہیں سے معلوم ہوا تھا کہ تمہارے پاس کوئی ایسی خطرناک چیز ہے جس سے تم نے میرے ایک ہر کارے کی کھوپڑی میں سوراخ کر دیا تھا پھر بھلا میں اسے تمہارے پاس کیوں رہنے دیتا ہو کھلونا دلچسپ ہے۔"

"مگراب میں کس سے دل بھلاؤں گا" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"وچسپ ہے! مگر اس سے زیادہ نہیں۔" بونا نے اپنے پستول کی طرف اشارہ کیا۔ " یہ دیکھو۔"

پھر چنان کی طرف اس کارخ کر کے ٹریگر کھینچا۔ تال سے چمکدار لہریے نکل کر چنان کے ایک حصے سے نکل رہے۔ آسمانی بجلی کا ساکڑا کا ہوا اور پتھر کا ایک بڑا مکروہ اٹ کر نشیب میں لڑھکتا چلا گیا۔

" یہ پتھر تھا۔" بونا مسکریا۔" تمہارے جسموں کے چیزوں سے توفیض میں اڑتے پھریں گے۔"

"زیرولینڈ زندہ باد۔" عمران نے ہاتھ اٹھا کر ہاٹک لگائی۔ " یہ تو تیر نظر کا بھی والد صاحب قبلہ معلوم ہوتا ہے۔ یعنی عاشق کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا۔"

"زیرولینڈ کے نام کا نعرہ مت لگا تو تم سے بڑا مکار آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔" میں اس فریب میں نہیں آسکوں گا کہ تم زیرولینڈ کے وفادار بھی بن سکتے ہو۔ تمہیں زندہ رکھنا کسی سانپ کو بخش دینے کے مترادف ہو گا۔"

" ارے تو یار ہمیں کب تک کھڑے رہیں گے۔ ارے ارے یہ تھریسا کو کیا ہوا۔" عمران نے کہا اور تھریسا کی طرف جھپٹا جو کھڑے کھڑے یک بیک گرگی تھی۔ وہ زمین پر پڑی ایڑیاں رگڑتی تھی اور اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔

" یہ تم نے کیا کیا؟" عمران دونوں ہاتھ پھیلا کر چینا۔

"م..... میں نے.... تو کچھ بھی .... نہیں کیا۔" بونا کی آواز کا نپرہ رہی تھی اور آنکھوں

میں حیرت کے آثار تھے۔ وہ بھی دوچار قدم آگے بڑھ آیا۔

جہنم میں گئی تھریسا۔ عمران کے لئے تو بس یہی کافی تھا کہ ایک پل کے لئے بونا کی توجہ اپنے پستول کی طرف سے ہٹ گئی تھی اس نے اس انداز سے اس پر چلا گک لگائی کہ داہنا ہاتھ تو پستول پر پڑا اور بیالاں اس کی گردان پر۔

پستول کچھ ڈور جا کر اور بونا عمران سے لپٹ پڑا۔

حالانکہ صدر نے پستول تک پہنچنے کے لئے بڑی پھر تی دکھائی تھی لیکن تھریسا پر سبقت نہ لے جاسکا وہ لیٹے ہی لیٹے اچھل تھی اور پستول پر جا پڑی تھی۔

" یچھے ہو؟" تھریسا ہانپتی ہوئی بولی۔" میں نے اس وقت اپنے خون کا مزہ چکھا ہے پاگل ہو رہی ہوں۔"

صدر کو تجھیں اس کی آنکھوں میں دیوائی کی جھک دکھائی دی تھی۔ وہ چپ چاپ یچھے کھلکھلا گیا۔ عمران اور بونا خونخوار درندوں کی طرح ایک دوسرے سے گھٹھے ہوئے تھے تھریسا ان کی طرف پستول الجھائے ہوئے آگے بڑھی اور عمران کی جب سے وہ نکل نکال لی، جو اس نے الکڑا اپکٹھر سے نکالی تھی۔

" تو تم میری مدد نہیں کرو گی۔" بونا ہانپتا ہوا ہاڑا۔

" ایسے کتوں کو میں نے کبھی معاف نہیں کیا۔" تھریسا کا لجو بے حد سرد تھا۔ اس نے الکڑا اپکٹھر بھی انھالیا تھا اور اس میں دوبارہ نکلی رکھ رہی تھی۔ پھر اس نے اسے شٹ کرنے کے لئے ایک بٹن دبایا۔ برنجیوں سے چنگاریوں کی پھواریں لکھنے لگیں۔

دونوں ہی بڑی طرح ہانپر ہے تھے۔ تھریسا صرف ایک شماشائی کی طرح کھڑی رہی۔ لیکن وہ دوسروں کی طرف سے بھی غالباً نہیں معلوم ہوتی تھی۔ صدر نے عمران کی مدد کے لئے آگے بڑھنا چاہا۔

" خبردار! " تھریسا! اپکٹھر اٹھاتی ہوئی بولی۔ وہیں نہ سہر د۔ میں زیرولینڈ کے ایک محافظ کو پورا پورا موقع دوں گی۔"

یک بیک عمران کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑنے نہ صرف اس نے بونا کو چھوڑ دیا تھا بلکہ دوسرا ہے، ہی لمحے میں گرتا ہوا دکھائی دیا۔

بونا قہقہہ لگاتا ہوا جکٹا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے اس کا گلا گھونٹے جا رہا ہو۔ مگر پھر ایک لمبی کراہ کے ساتھ دوسرا طرف الٹ گیا۔ عمران کی بھرپور لالات اس کے منہ پر پڑی تھی۔ پھر عمران نے اسے دوبارہ اٹھنے کا موقعہ نہ دیا۔ تھریسا نہ رہی تھی، کہہ رہی تھی "یہ تو کچھ نہ ہوا۔ تم نے میری نقل اتاری ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ بڑی بے دردی سے بونا کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد بونا کا جسم سرد پڑ گیا۔ شاید وہ ایسا اقدام نہ کرتا لیکن خود زندہ رہنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ کم از کم ایک دشمن سے تو پچھا چھڑا ہی لیتا۔ ابھی تھریسا یا قی تھی اور کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کس فکر میں ہو گی۔ جیسے ہی وہ بونا کو چھوڑ کر اٹھا۔ تھریسا بولی۔

"اب تمہارا کیا حشر ہونا چاہئے۔"

"مجھے اس اسمگلر کی تلاش تھی جس نے میرے ملک کو اقتصادی طور پر بڑا نقصان پہنچایا تھا میں نے اسے مار ڈالا۔ اب مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ میرا کیا حشر ہو گا۔ تم شوق سے میرے ٹکنے والے اسکتی ہو۔ مم... مگر... اف فوہ.... دل کو دل سے روڑ ہوتی ہے۔ تمہارے منہ سے خون بہتا رکھ کر میں کیسا بے چین ہوا تھا۔"

"بکومت! تم مجھے اسی حال میں چھوڑ کر بونا سے جا لجھے تھے۔"

"میں نے سوچا کہ پہلے اسے مار ڈالوں پھر اطمینان سے تمہاری لاش پر آنسو بہاؤں گا مگر افسوس مری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ ہائے۔ کیسا جی چاہتا ہے کہ کوئی مر جائے اور میں سینہ پیٹ پیٹ کر روؤں۔ اس کی یاد میں زندگی بھر آنسو بہاؤں۔ ایک پیٹری کی بجائے شدت غم میں گھاس کھاؤں۔ خون جگر کی بجائے مٹی کا تیل بیوں۔"

"بکواس بند کرو۔ تھریسا جلا کر چینی۔" تھمیں ابھی اور اسی وقت یہاں سے واپس جانا ہو گا۔ چلا ٹھاڈا اس بے ہوش جبکی کو۔" پھر وہ خون تھوکنے لگی۔

"یہ کیا ہوا تھا؟" عمران نے پوچھا۔

541  
"میرے منہ میں کئی زخم ہیں۔ بڑی بیدردی سے میں نے اپنا ہی گوشت چلایا تھا۔ میں کہتے ہوں.... چلو.... تھمیں ابھی واپس جانا پڑے گا۔"

## O

وہ ایک طویل غار نما سرگ سے گرتے ہوئے پہاڑ کی دوسری جانب کھلے میدان میں نکل آئے تھے۔ تھریسا یا ان کے پیچھے چلتی رہی تھی۔ عمران نے کمی بار کو شک کی تھی کہ کسی طرح بونا کے پستول اور الکٹرو اپنکر پر قبضہ کرے۔ لیکن ممکن نہ ہوا۔ تھریسا ہوشیدار تھی۔

"اب ہمیں کہاں چلنا ہو گا۔" صدر نے پوچھا۔

"اس کشٹی پر جو تھمیں پورٹ سعید نک لے جائے گی۔"

"مگر میں تو نہیں رہنا چاہتا ہوں۔" "عمران بولا۔" کتنے دنوں سے مجھے تمہاری تلاش تھی۔"

"خاموش رہو، مجھے غصہ نہ دلاؤ۔" تھریسا جلا گئی۔

"خدا کے لئے خاموش رہئے۔" ذیزی عمران کے قریب ہوتی ہوئی آہتہ سے بولی۔" آپ اسے کیوں چھیڑتے ہیں؟"

"اے لڑکی! الگ ہٹو!" تھریسا نے اسے لکارا۔" کیا تھمیں اس عورت کا انعام یاد نہیں۔"

"کیا ہم وہ بیسی دیکھے بھی نہ سکیں گے جہاں یہ لوگ بائے جاتے۔" صدر نے پوچھا۔

"نہیں! دوبارہ آکر دیکھنا۔ ظاہر ہے کہ اب ان جزیروں پر میں الاقوامی پیمانے پر یہ کیا جائے گا۔ لیکن اتنا یاد کھو کر اس جزیرے کو دیران کرنے میں ایک دن سے زیادہ نہیں صرف ہو گا۔ زیر و لینڈ کی کوئی چیز تمہارے ہاتھ نہیں لگ سکے گی۔ ہمارے وسائل لا محدود ہیں۔ بس ان عمارتوں کے کھنڈر دیکھ لینا جو ہم نے یہاں بنائی تھیں۔"

"کیا تم ان تمام آدمیوں کو ہلاک کر دو گی جو یہاں تمہارے لئے کام کرتے ہیں۔"

"نہیں! وہ کسی دوسرے یونٹ میں پہنچا دیئے جائیں گے اور یہ سب کچھ تمہارے پورٹ سعید پہنچنے سے پہلے ہی ہو جائے گا۔"

جوزف جواب ہوش میں آگیا تھا بڑیا۔" مگر وہ شراب کہا ہے جس کا وعدہ تم نے مجھ سے کیا تھا۔ اگر وہ نہیں تو پھر ایک فائز ہی کر دو مجھ پر! لکھا تیر نہ ہوتا ہے.... ہائے ہائے...."

"شراب کشی ہی میں مل جائے گی۔" تھریسا بولی۔

"جادا تم سے زیادہ سنگ دل آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا... لیکن اب بھیش یاد رکھنا... کہ کوئی دوسرا بیوی تھا رہی ہو کر ایک دن بھی زندہ نہ رہ سکے گی... میں تھا رہے متعلق ہر وقت باخبر رہتی ہوں۔"

"آہ! تھریس ڈار لگ! میں قریب آکر آہستہ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں...." عمران نے اس سے بھی زیادہ زور سے ٹھنڈی سانس لی تھی اور آگے بڑھا تھا۔

"چیچے ہو!" تھریسیا نے لالکار اور ساتھ ہی اپکڑ سے چکاریوں کی پھوار بھی نکلی۔ عمران نے بُشکل خود کو چکاریوں کی زد سے بچا اور پھر خاموشی سے چیچے بُٹتے ہی ہوئے بن پڑی تھی۔

## O

پھر وہ اس جگہ آئے جہاں سے واپسی کا سفر شروع ہوتا تھا۔ غالباً یہ وہی ندی تھی جس کا دہانہ انہوں نے عمران کے دریافت کردہ ساحل پر دیکھا تھا وہاں کئی کشتیاں نظر آئیں۔ لیکن گھاٹ پر ایک تنفس بھینہ دکھائی دیا۔ قریب ہی ایک چھوٹی سے عمارت تھی جس پر وائز لیں کے دو پول استادہ تھے۔ تھریسیا نے انہیں بتایا کہ کشتی وہیں سے کٹرول کی جائے گی۔

"میں ایک بات معلوم کرنا چاہوں گا۔" صدر نے تھریسیا سے کہا۔ "کیا اور ہر سے کبھی دوسرے ممالک کے طیارے نہیں گزرتے۔"

"اکثر گزرتے ہیں۔"

"پھر تھا ری یہ بُتی ابھی تک دوسروں کی نظر سے کیسے پوشیدہ رہی۔"

"اپر سے پورا جزیرہ کہر میں ڈھکا ہوا نظر آتا ہے۔ تم نے یہاں ہر وقت ہلکی سی دھنڈ محسوس کی ہوگی۔ سوف کی بلندی سے بھی تمہیں یہاں کی کوئی چیز نہ دکھائی دے گی۔ یہ کہر معنوی ہے۔" وہ کشتی میں جاییٹھے! عمران کے چہرے کا اندازہ کرنا مشکل تھا کہ اس پر کیا گزر رہی ہے۔ تھریسیا دوڑتی ہوئی عمارت کی طرف چل گئی۔

"اب موقع ہے باس!" جوزف بڑھا۔

"یہ بہت بڑا کار نامہ ہو گا اگر میں اس بے بس لڑکی کو یہاں سے صحیح و سلامت نکال لے جاؤں۔" عمران نے ذیزی کی طرف اشارہ کیا۔ "کیونکہ یہاں خزانوں کی تلاش میں نہیں آئی تھی۔"

"اُرے تو کیا ہم بیچ مجھ والپس جا رہے ہیں!" عمران نے ہاٹک لگائی۔

"رکنے کی کوشش کر کے دیکھو۔ تمہارے ستارے اچھے تھے کہ بونا مجھ سے الجھ گیا۔ اب تم کچھ کر گزر نے کارمان رکھتے ہو تو وہ بھی کر کے دیکھ لو۔ میں اسی حد تک تمہیں چھوٹ دے سکتی ہوں جس حد تک زیرولینڈ کا مفاد خطرے میں نہیں پڑتا۔ اور تمہاری رہائی میں ایک مقصد بھی پوشیدہ ہے۔"

"وہ کیا؟"

"ہم چاہتے ہیں کہ وقایتو فتاویزیرولینڈ کا غلطہ اٹھاتا ہی رہے۔"

"بھلا اس میں کیا مصلحت ہے؟"

"پہلے ہی سے ہماری ہیئت طاری رہے تھا رہی دنیا پر... پھر جب ہم اٹھیں تو کانپتے ہوئے ہمارے قدموں پر آگ رو۔ تمہارے لئے اتنا ہی اطمینان کافی ہے کہ تم نے بونا کو مار لیا۔ زیرولینڈ کے مقابلے میں تم کیا... تھا رہی پوری دنیا ایک حیران چیزوں سے زیادہ وقت نہیں رکھتی۔ جس دن ہم اٹھیں گے۔ وہی قیامت کا دن کہلاتے گا۔"

"چیو گلم ہانے والے کارخانوں پر رحم کرنا اُس دن... ورنہ میں تو... بے موت مر جاؤں گا۔"

"بکومت! میں تمہیں یقین دلانا چاہتی ہوں کہ تمہاری کوئی بھی حرکت تمہیں موت کے منہ میں پکنچا سکتی ہے اس لئے مختار ہو کشتی خود کارہے۔ ریٹیائی اہروں سے کٹرول کی جاتی ہے۔ تم میں سے کسی کو صرف اسٹریٹ کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر تم نے کچھ دور پکنچ کر اسے پھر جزیرے کی طرف موڑنے کی کوشش کی تو وہ ایک زبردست دھاکے کے ساتھ تباہ ہو جائے گی۔"

"لیکن پورٹ سعید پکنچے پر اس کی واپسی کیسے ہو گی؟" صدر نے پوچھا۔

"جب تمہارا آخری آدمی اس پر سے اتر جائے گا تو... وہ تباہ ہو جائے گی۔ واپسی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اترتے ہی اس سے ڈور بھاگنے کی کوشش کرنا۔"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے یہاں پنچھنا نہ آئے تھے۔" عمران بڑھا۔

تھریسیا ایک جگہ رکتی ہوئی بولی۔ "ٹھہر دجاوا!"

وہ سب رک کر اس کی طرف مڑے۔ عمران آگے بڑھ آیا۔ تھریسیا اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ آخر ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

پھر اس نے صدر سے کہا۔ "تم اسٹیر گک سن جاؤ۔ اس کی ضرورت بھی اسی وقت تک رہے گی جو تک کہ ہم کھلے سندر میں نہ پہنچ جائیں اس کے بعد تو اس کارخ اوہڑہ ہی ہو گا جہاں ہمیں پہنچتا ہے۔" "کہیں جہنم ہی میں نہ پہنچ جائیں۔" صدر اٹھتا ہوا بولا۔

"تھریسیا کو مجھ سے زیادہ اور کوئی نہیں جانتے۔" عمران بولا۔  
یک بیک ماں گرد و فون سے آواز آئی۔ "اسٹیر گک سن جاؤ... ہوشیار... ورنہ چٹانوں سے  
مکرا جاؤ گے!"

آواز تھریسیا ہی کی تھی۔ صدر تیزی سے اسٹیر گک تک پہنچا۔ کشی حرکت میں آگئی اور پھر  
ماں گرد و فون سے آواز آئی۔

"جاو!.... عمران... جاؤ... تم جانور ہو... کاش! کبھی آدمی بن سکو... کاش!... کبھی  
ایسا ہو سکے... خدا حافظ!" تھریسیا کی آواز دردناک تھی۔

"ابے او!" عمران نے جوزف سے کہا۔ "ذراد کھتنا! میری دم تو نہیں بل رہی؟"  
"نہیں بات! جوزف بولکھلانے ہوئے انداز میں مڑ پھر سنبھل کر بے ڈھنگے پن سے ہٹنے لگا۔

﴿ ختم شد ﴾